

ذکر المصائب

تالیف

علامہ میرزا محمد ہادی لکھنویؒ

تدوین

علامہ عابد عسکری ہمدانیؒ

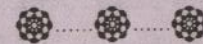
الحمد لله رب العالمین

اداره منہاج الصالحین، لاہور

120	تماش حق	✽
100	ذکر حسین	✽
100	برخ چند قدم پر	✽
100	اسلامی معلومات	✽
100	محمد نامہ	✽
100	محمد مطلق	✽
120	سورج بادلوں کی اوٹ میں	✽
100	شہید اسلام	✽
50	قیام عاشورہ	✽
100	قرآن اور اہل بیت	✽
45	دینی معلومات	✽
35	نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	✽
15	ظالم حاکم اور صحابی امام	✽

دریائے غضب الہی جوش میں آئے گا۔ جبریلؑ امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کریں گے یا رسول اللہؐ! فاطمہؑ اس حال سے عرش کے نیچے تشریف لائی ہیں۔ جناب رسولؐ خدا بیتاب ہو کر منبر سے اتریں گے اور جناب فاطمہؑ سے کہیں گے اے میری بیٹی! اے میری پارہ جگر! اہلے فاطمہؑ! یہ فریاد رسی کا وقت ہے نہ فریاد کرنے کا یہ دعا کا وقت ہے نہ قہر الہی کے جوش میں لانے کا..... جناب فاطمہؑ رو کر کہیں گی اے بابا! میں اپنے حسن کی مظلومانہ شہادت کو کیسے بھول سکتی ہوں میں اپنے پیارے حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ذبح کیے جانے کو کیونکر بھول سکتی ہوں! کر بلا میں میرے حسینؑ کے عزیزوں، ساتھیوں کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، آہ میں کس طرح فراموش کر دوں! اتنے بڑے مصائب کو..... پھر بی بی عرض کریں گی رَبِّ اشْفَعْنيْ فِيْ مَنْ بَكَى عَلٰى مُحْصِيَّتِيْؕ بار الہی میری ان لوگوں کے بارے میں شفاعت قبول فرما جو میری مصیبت پر روئے ہیں جناب سیدہؑ کی آواز گریہ کو سن کر تمام ملائکہ گریہ کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہلبیتؑ رسولؐ کے قاتلوں اور ظالموں کو جہنم میں ڈالے گا اور جناب امیرؑ کے ماننے والے محمد آل محمدؑ کے غم میں رونے والوں، ماتمدا روں، عزا داروں کو بہشت عطا فرمائے گا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ شِيعَةِ الْحَمْدِ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا عَلَى خَتَمِ الْكِتَابِ
وَنُصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ الْأَطْيَابِ وَنَدْعُوهُ الدُّعَاءَ الْمُسْتَجَابَ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ.



15	فکر حسین اور ہم
40	پیام عاشورہ
35	معصومین کی کہانیاں
35	ارشادات مصطفیٰ و مرآۃ
10	آزادی مسلم
55	فقد اہل بیت
100	صفینہ بختین
100	حرف اساس
100	حسین میرا
150	جام اندیز
100	زندہ تحریریں
60	شابکار رسالت
130	محشر خاموش
200	اسلام اور کائنات
120	غریب ربذہ
125	فطرت
50	جنتوں کے حق

200	توضیح ۱۷۱
100	تفسیر سورہ فاتحہ
100	مشعل ہدایت
125	اسم اعظم
225	سوانح آل محمد
225	انکار شیعہ
125	یہ ت آل محمد
135	مناظرے
240	آسان مسائل (چارجلہ)
100	تاریخ جنت البقیع
100	مدۃ النجاس
35	حقوق زوجین
20	ارشادات امیر المومنین
50	صدائے مظلوم
35	مراحمہ بنی و نجات بنی
35	لڑکی سوانح کا چاندی
30	اسلامی ہیروائیاں



250	خطبات محسن (جلد ۲)	✽
125	صدائے محسن	✽
100	افکار محسن	✽
375	نسیم الجاس (جلد ۳)	✽
125	ریاض الجاس	✽
125	نصیر الجاس	✽
250	بہشت	✽
150	آفتاب والایت	✽
150	تہذیب آل محمد	✽
150	توضیح المسائل	✽
200	عصر ظہور	✽
100	جدید فقہی مسائل	✽
150	کربلا سے کربلا تک (جلد ۲)	✽
60	معجزہ مہینہ	✽
135	نصائح	✽
150	جنت	✽
135	اولی الامر کون؟	✽

ذکر المصائب

تالیف

علامہ مرزا اجمادی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تفسیر
علامہ محمد سید ابوبکر کے
معارف و معانی پر روشنی کی
تدوین
ادارہ عالمی تحریک و انجمن

حجتہ الاسلام علامہ عابد عسکری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

Ph:5425372

حرف عقیدت

یہ کتاب میں سرزمین جش کی شہزادی صبر و وفا کی ملکہ جناب فضہ سلام اللہ علیہا کے نام نامی معنون و منسوب کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ یہ باعظمت بی بی بارگاہ رسالت میں ہماری ”غلامی“ کی تصدیق فرمائیں گی۔

میں ایک طویل عرصہ سے ایک ایسی ہستی کی تلاش میں تھا کہ جو قبر میں قیامت کے روز میری شفاعت کرے تو اچانک میری نظر جناب فضہ کے نام پر پڑی محمد و آل محمد کے نزدیک بی بی سے بڑھ کر کوئی اچھا وسیلہ ذریعہ اور سفارشی نہیں ہے کیونکہ جس بی بی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہن اور جناب سیدہ ماں کہیں اور جناب امام حسن و جناب امام حسین اور جناب زینب و کلثوم انھیں اماں فضہ کہہ کر پکاریں بتائیے اس بی بی سے بڑھ کر کس کا رتبہ ہو سکتا ہے؟

وہ جلیل القدر بی بی کہ شب عاشور جس سے امام حسین کہہ رہے ہوں کہ اماں پریشان نہ ہو آج حسین تیرا بیٹا بن کر بارگاہ الہی میں اپنی جان قربان کرے گا۔ وہ عظیم بی بی کہ جس نے مدینہ سے لے کر کربلا تک کر بلا سے لے کر کوفہ و شام کے بیابانوں بازاروں درباروں میں اسیران کربلا کی شفیق ترین ماں کا کردار ادا کیا اور پھر شام سے مدینہ تک آل محمد کے ہر ہر فرد کی خدمت کرتی رہیں۔ اس بی بی کے صبر و استقامت اور قدر منزلت کے بارے میں دنیا کا کوئی فرد اور نہ ہی لگا سکتا درحقیقت جناب فضہ کے بارے میں خدا بہتر جانتا یا محمد و آل محمد ان کے رتبہ کو جانتے ہیں۔ میرے نزدیک جہاں عقیدت و عظمت کے تمام الفاظ ختم ہو جاتے ہیں وہاں سے جناب فضہ کی عظمت و منزلت کا آغاز ہوتا ہے۔

آل محمد کے گھرانے کا ایک ادنیٰ سا غلام

عابد عسکری

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	ذکر المصائب
تالیف	علامہ مرزا ہادی لکھنوی
تدوین	علامہ عابد عسکری
ایڈیشن اول	2003 مارچ
تعداد	1000
کمپوزنگ	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
پروف ریڈنگ	شیخ خادم حسین، غلام حبیب
ہدیہ	



ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔

گزرنا پڑتا ہے لیکن جب مشن پاک و پاکیزہ ہو مقصد ارفع واعلیٰ ہو۔ سوچ کا محور خدمت دین ہو تو پھر کوئی مشکل نہیں رہتی اور کوئی مسئلہ مسئلہ نظر نہیں آتا۔

ہم تین مقاصد کو سامنے رکھ کر کام کر رہے ہیں۔ پہلا یہ کہ جتنا بھی ہو سکے اور جیسے بھی ممکن ہو کہ علوم محمد و آل محمد کی بہتر طریقے سے خدمت ہو جائے دوسرا یہ کہ ہم جو بھی کتاب شائع کریں وہ جدید عصری تقاضوں کے عین مطابق ہو عام طور پر شعر و ادب اور ناول سے متعلق کتابوں کو انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب انداز میں شائع کیا جاتا تھا۔ لیکن پاکستان میں ادارہ منہاج الصالحین واحد ایسا ادارہ ہے کہ جس نے اس تصور کو غلط قرار دیتے ہوئے دینی، اسلامی اور مذہبی کتب کو اس انداز سے شائع کیا کہ کشمیر سے لے کر کراچی تک کے باذوق قارئین سے داد تحسین وصول کی۔ تیسرا یہ کہ ہمارے ملک میں اب تک بہت سے مذہبی ادارے وجود میں آئے اور اپنی اپنی بساط کے مطابق کام بھی کیا اور پھر کچھ وجوہات کی بنا پر ختم بھی ہو گئے۔ ہم ان با عظمت لوگوں کو سلام پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے انتہائی مشکل حالات میں بھی شیعہ ولایت کو جلائے رکھا۔ اس پاک مقصد کی خاطر کچھ لوگوں کو اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑا اللہ تعالیٰ ان مخلص مومنین کے درجات بلند کرے۔

ہمارا ہر ادارہ ایک خاص لگن اور جذبے کے ساتھ کام شروع کرتا ہے۔ لیکن طرح طرح کی الجھنوں اور پریشانیوں میں الجھ کر اور بے پناہ مسائل کا شکار ہو کر برو بزدل ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ ہم نے بھی اس دینی خدمت کا آغاز ایک نئے جذبے اور ولولے کے تحت کیا تھا۔ الحمد للہ اس وقت آپ کا اپنا ادارہ ”منہاج الصالحین“ سو سے زائد کتابیں شائع کر کے اپنی پہلی ”سینچری“ مکمل کر چکا ہے اور یہ پاک و پاکیزہ مشن مزید جاری و ساری ہے۔ ہمارے باذوق قارئین جب ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ یا ہماری کوششوں کو فراخ دلانہ طور پر سراہتے ہیں تو یقیناً جانے! تھکی ہوئی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے اور خوابیدہ جذبے جاگ اٹھتے ہیں۔ ہمارے محترم اور فاضل دوست علامہ عابد عسکری نے ”ذکر المصاب“ کی تدوین و ترتیب میں جس محنت و خلوص سے کام کیا ہے اس پر ہم ان کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ علامہ عسکری صاحب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ دو سو سال پہلے کی لکھی ہوئی کتاب کو ایک نئے انداز میں لکھنا اور پھر اس

شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

پاک و ہند کے علمی و مذہبی حلقوں میں مقبول ترین کتاب ”ذکر المصاب“ پیش خدمت ہے اس کا انداز اور اسلوب وہی ہے جو کہ توضیح عزا کا تھا۔ لیکن اس میں درج شدہ روایات اور مفہیم اس کتاب کو ایک الگ اور منفرد دنیا میں لے جاتے ہیں۔ انتہائی ایمان پرور مضامین ایقان افروز روایتیں پڑھنے والوں کو فوراً اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ اور اس کتاب کا قاری جب تک اس کتاب کو پڑھ نہیں لیتا اتنے تک اس سے نظریں نہیں ہٹاتا۔ جیسا کہ توضیح عزا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مومنین کرام اس کا تین تین چار چار مرتبہ مطالعہ کر چکے ہیں۔ کچھ تو ایسے مومن بھی ہیں جو روزانہ نماز صبح اور تلاوت قرآن کے بعد اس کتاب کے چند اوراق کا مطالعہ ضرور کرتے ہیں ان کا کہنا ہے۔ نماز اور تلاوت قرآن ہماری عبادت ہے اور عزاداری ہماری عقیدت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری تمام کتابوں کو عوام میں خاصی پذیرائی ملی ہے۔ یہ الطاف امامت نہیں ہے تو کیا ہے؟ کہ آج ملک اور بیرون ملک میں رہنے والے مومنین کی ایسی کوئی لائبریری نہیں ہے کہ جس میں ادارہ منہاج الصالحین کی کوئی کتاب نہ ہو۔ چونکہ ہمارا ہر کام خلوص نیت اور دینی خدمت کے تحت شروع ہو کر پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے اس لئے اس کی مقبولیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر ہمارا رابطہ اس دروازہ عصمت سے ہے کہ جہاں سے فقیروں کو امارت درویشوں کو معرفت و لیوں کو ولایت ملتی ہے۔ ادارہ ہذا کی کوئی کتاب جب شائع ہو کر آتی ہے تو ہمیں جو خوشی حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کسی شخص نے کسی باغبان سے پوچھا تھا کہ جب تمہارے باغ کے پھل پک کر تیار ہو جاتے ہیں تو تجھے کتنی خوشی ہوتی ہے؟ وہ بولا اتنی خوشی کہ اس کو میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ ان رنگ برنگ پھولوں اور خوبصورت میوہ جات کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ اور میری ساری تھکاوٹیں کافور ہو جاتی ہیں۔ ہماری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے اگرچہ کتابوں کی طباعت و اشاعت کے لئے ہمیں مشکل ترین مرحلوں سے

ایک چھوٹی سی بات

جب ہم کسی موضوع پر غور و خوض کرتے ہیں تو عموماً ہماری رائے پہلے ہی ہمارے ذہن میں مرتب ہوتی ہے۔ بظاہر ہم تصویر کے دونوں رخ دیکھتے ہیں، لیکن حقیقت میں ہم اپنا ہی نقطہ نظر مقدم رکھتے ہیں اور ہمارا غور و فکر محض ہمارے پہلے سے کئے ہوئے فیصلہ کے لئے دلائل مرتب کرنے تک محدود ہوتا ہے۔ کسی چیز کا اصلی رنگ دیکھنا ہمارے لئے دشوار ہے۔

ہماری آنکھوں پر پہلے جس رنگ کی عینک چڑھی ہوتی ہے وہی رنگ ہمیں نظر آتا ہے۔ اگر ہم کسی انسان کو پسند کرتے ہیں تو اس کی برائی سننا گوارہ نہیں کرتے۔ اگر کسی کو برا سمجھتے ہیں تو اس کی کوئی خوبی ہمیں متاثر نہیں کرتی، دونوں صورتوں میں فیصلہ ہمارے جذبات کرتے ہیں۔ یہ رو بہ صحت نہیں ہے۔

مخالفت برائے مخالفت اور موافقت برائے موافقت، دونوں ہی صورتوں میں انسان اپنے جذبات کا قیدی بن کر رہ جاتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بھی موضوع پر نتیجہ سے پہلے ہم خود اپنے آپ سے سوال کریں کہ کہیں ہم نے یہ فیصلہ جذبات کی رو میں بہہ کر تو نہیں کیا؟ کیا ہم اپنے اور دوسروں کے مسائل انصاف اور ایمانداری سے حل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟

عابد عسکری

☆ ذکر المصائب سینکڑوں روایات پر مشتمل ایک انتہائی معلوماتی کتاب ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھے گئے فضائل اہل بیتؑ مجالس عزاء کی فضیلت و اہمیت اور مصائب اہل بیتؑ کی بابت یہ ایک جامع اور تفصیلی کتاب ہے۔ انتہائی غمگین اور رلا دینے والی روایتیں قاری و سامع کے قلب و ذہن کو بہت زیادہ متاثر کرتی ہیں اور آنکھیں آنسوؤں کی برسات برسانے لگ جاتی ہیں۔ مصنف کتاب نے مصائب اہل بیتؑ کو اس انداز میں تحریر کیا ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غم شبیرؑ میں نوحہ کنان ہو علامہ عسکری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس خزانہ عامرہ، معلوماتی ذخیرہ یکجا کر کے ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آخر میں ہم ان مومنین و مومنات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جو خطوط، فیکس، ٹیلی فون، انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کو ڈھیروں دعائیں دیتے ہیں۔ مولا پاک! علی ولیؑ کے تمام پروانوں کو آباد و شاد رکھے۔ پروف ریڈنگ کے فرائض شیخ خادم حسین اور غلام حبیب نے انجام دیئے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت میں ہمارے دوست سید جلال حسین کاظمی نے تعاون فرمایا ہے، پروردگار ان کے رزق میں برکت عطا فرمائے۔ ہم نے اپنی بساط کے مطابق کتاب کو چھاپنے اور سنوارنے کی بہت کوشش کی ہے تاہم اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو براہ کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ دوسری اشاعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی، دعا ہے رب العزت ہماری اس ناچیز کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور خداوند کریم ہماری تمام تردینی و اسلامی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں ارفع و اعلیٰ کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جلد ظہور کی دعا کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ اللہ نگہبان۔

عبدالزہراءؑ!

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم

چیئر مین ادارہ منہاج الصالحین لاہور

فہرست مضامین

روایت نمبر ۱ ۲۷ تا ۳۸

ہندہ کا خواب دیکھنا، امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے ہجرت کرنا، اور روضہ رسول اور جناب فاطمہ الزہراء کی قبر اقدس سے رخصت ہونا۔ اور اہل مدینہ سے الوداع کرنا۔

روایت نمبر ۲ ۳۹ تا ۵۰

جناب رسول خدا کا امام حسین سے بے پناہ محبت کرنا، امام حسین کا مدینہ سے کوچ کرنا، سفر اور شہادت کے مختلف مراحل اور المناک واقعات اہل حرم کے خیموں کا جل جانا، جڑی اور نیکیں سیدانیوں کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کا پہنچنا، جنگی شیر کا امام علیہ السلام کی لاش پر آنا۔

روایت نمبر ۳ ۵۱ تا ۶۰

مصائب اہلبیت پر گریہ کرنے کی فضیلت جناب سیدہ ہر مجلس غزا میں تشریف لاتی ہیں اور امام حسین کا سفر کرنا اور جناب فاطمہ صغریٰ کو بیماری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑنا۔

روایت نمبر ۴ ۶۱ تا ۷۱

حضرت امام حسین کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے کا ثواب جناب عائشہ کا تعجب کرنا، سلیمان اعمش کی ایک روایت جناب زینب کا پریشان ہونا، جنات کے بادشاہ کی موت، مصائب امام حسین پر مبنی چند اور روایات۔

روایت نمبر ۵ ۷۲ تا ۸۲

حضرت امام حسین پر رونے کا ثواب اور جناب مسلم کا کوفہ کی طرف سفر کرنا اور پھر شہادت جناب مسلم بن عقیل۔

روایت نمبر ۶ ۸۳ تا ۹۲

امام حسین پر رونے والوں اور امام علیہ السلام کے زائرین کی عظمت و فضیلت۔ قافلہ امام کا منزل شقوق پر پہنچنا اور حضرت مسلم کی شہادت کی خبر کا ملنا۔

تو بے کفن ہے بھائی

سید وزیر حسین شیرازی سرگودھا

اصغر کو لائے سروڑ آغوش میں اٹھا کر

پانی طلب کیا ہے سوکھی زبان دکھا کر

ظالم نے تیر مارا تب شہ نے پکارا

نانا مدد کو آؤ

اصغر بھی اب سدھارا

ہمشکل مصطفیٰ ہے اور طالب رضا ہے

شہ کہہ رہے ہیں اکبر حافظ تیرا خدا ہے

سن شمر بے حیا تو اتنی نہ کر جفا تو

لخت دل علی پر

تلوار مت چلا تو

امت کے ناخدا پر بے جرم و بے خطا پر

خنجر چلا رہا ہے احمد کی بوسہ گاہ پر

ظالم ستا رہے ہیں خیمے جلا رہے ہیں

بے وارثوں پہ یارب

کیا ظلم ڈھا رہے ہیں

شیر خدا کی دختر یہ کہہ رہی تھی رو کر

تو بے کفن ہے بھائی میں بے ردا ہوں خواہر

آیا وزیر در پر شہ کے یہ عرض لے کر

رنج و الم نے گھیرا

بہر خدا مدد کر

روایت نمبر ۱۳ ۱۶۶ تا ۱۷۷

امام حسینؑ پر رونے کا ثواب، عبداللہ بن مکر کی وہ روایت جس میں امام مظلومؑ پر رونے کی تاکید کی گئی ہے، ایک دیندار شخص کا ایمان افروز واقعہ، کربلا والوں کی پیاس کا ذکر، شب عاشور کے کچھ واقعات اور حضرت شہزادہ قاسمؑ کے بارے میں مزید کچھ روایات۔

روایت نمبر ۱۵ ۱۷۸ تا ۱۸۹

اہل مجلس جب روتے ہیں، فضائل امام حسینؑ، مختصر سی فوج کو آمادہ جہاد کرنا، حضرت عباسؑ علمبردارؑ کا بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کرنا۔

روایت نمبر ۱۶ ۱۹۰ تا ۱۹۷

جناب امام زین العابدینؑ کا فرزند عباسؑ کو دیکھ کر گریہ کرنا اور شہادت عباسؑ علمبردار۔

روایت نمبر ۱۷ ۱۹۸ تا ۲۰۸

امام حسینؑ کے مصائب پر گریہ کرنا کی فضیلت۔ مجلس عزاء میں شریک ہونے کا ثواب۔ امام حسینؑ سے جناب رسولؐ خدا کی محبت۔

روایت نمبر ۱۸ ۲۰۹ تا ۲۱۸

حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب آپ کی شان میں چند اشعار حضرت عباسؑ کے غم میں امام حسینؑ کا مرثیہ کہنا، جناب علی اصغرؑ کی شہادت۔

روایت نمبر ۱۹ ۲۱۹ تا ۲۲۸

جبرائیلؑ کا جناب امام حسینؑ کے لیے میوہ جنت لانا، پھر امام علیہ السلام کے لیے بچہ آہو کا لایا جانا، شہادت علی اکبرؑ اور جناب زینبؑ کا خیمہ سے نکلنا اور اکبرؑ کے غم میں بے ہوش ہو جانا

روایت نمبر ۲۰ ۲۲۹ تا ۲۳۷

پانی پی کر امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرنے کا ثواب، جناب رسولؐ خدا کی حسینؑ سے بے پناہ محبت اور آنحضرتؐ کا قبل از وقت شہادت حسینؑ کی خبر دینا،

روایت نمبر ۹۳ تا ۱۰۲

حضورؐ کی آنکھوں سے امام حسینؑ کا اوجھل ہونا، فضائل اہلبیتؑ، کچھ دیر کے لیے خُرا اور اس کی فوج کا امام علیہ السلام سے ملاقات کرنا اور ذکر مصائب۔

روایت نمبر ۸ ۱۰۳ تا ۱۱۱

زمین کربلا کی زمین کعبہ پر فضیلت، حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، جناب رسولؐ خدا، جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب امام حسینؑ کا زمین کربلا پر پہنچنا اور تذکرہ جناب سیکینہ بنت الحسینؑ کی پیاس کا۔

روایت نمبر ۹ ۱۱۲ تا ۱۲۳

حضرت امام حسینؑ کی سخاوت اور مصائب امامؑ اور شہادت خُرا اور پرندوں اور جانوروں کا امامؑ کی مظلومیت و بے کسی پر گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۱۰ ۱۲۵ تا ۱۳۳

حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی فضیلت و عظمت، جناب رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں قبل از وقت مطلع کرنا، جون حبشی کی شہادت۔

روایت نمبر ۱۱ ۱۳۴ تا ۱۴۳

امام حسینؑ پر رونے کا ثواب، مسیح کی روایت، ترکی غلام کی شہادت اور امام زین العابدینؑ کی مصیبت پر تاریخ کا دردناک نوحہ۔

روایت نمبر ۱۲ ۱۴۵ تا ۱۵۴

رونے کی فضیلت، امام حسینؑ کے لیے حضور پاکؐ کا سات مرتبہ تکبیر کہنا، امام عالی مقامؑ کا امت محمدیؑ پر احسان، شہادت وہب۔

روایت نمبر ۱۳ ۱۵۵ تا ۱۶۵

روح و قلم کیا ہے؟ جناب رسولؐ خدا کا اپنی صاحبزادی جناب فاطمہ الزہراءؑ کو شہادت حسینؑ سے مطلع کرنا، امام حسینؑ کا اپنے نانا محمدؐ کی پشت اقدس پر سوار ہونا، جناب شہزادہ قاسمؑ کی شہادت، قاسمؑ کی بہن کا اپنے بھیا کی لاش پر بین کرنا اور جناب سیکینہؑ کا اپنے مظلوم بابا کی لاش سے لپٹ کر رونا۔

کی ایک روایت، امام حسینؑ کی خبر شہادت لے کر فرشتوں کا زمین پر آنا اور روضہ رسولؐ پر آ کر تعزیت کرنا، شہادتِ امامؑ کے بارے میں مزید چند روایات۔

روایت نمبر ۲۷ ۲۹۶ تا ۳۰۴

جناب رسول خداؐ کا خواب دیکھنا، ایک علوی سید کا مجاہدانہ کردار، حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں چند اور روایات۔

روایت نمبر ۲۸ ۳۰۵ تا ۳۱۳

جناب رسول خداؐ کا اپنے پیارے نواسے حسینؑ کی زبان کو چوسنا اور پھر آنحضرتؐ کا حسینؑ کے لیے سواری بننا، امام حسینؑ کا اپنے بیٹے علی اکبرؑ کی لاش پر آنا۔

روایت نمبر ۲۹ ۳۱۴ تا ۳۲۳

حضرت امام حسینؑ پر رونے کا ثواب اور تین بچوں کا خیام حسینیؑ سے نکل کر میدان میں آنا، شہادتِ امام حسینؑ کے بارے میں چند روایات۔

روایت نمبر ۳۰ ۳۲۴ تا ۳۳۲

مجان اہل بیتؑ کے فضائل، کھیلے کی تفسیر، ایک عرب کا خواب دیکھنا اور شہادتِ امامؑ کے بارے میں چند روایات۔

روایت نمبر ۳۱ ۳۳۳ تا ۳۴۳

ابن شیبہ کی ایک مشہور روایت، آسمان و زمین کا غم شبیرؑ پر گریہ کرنا، جناب رسول خداؐ کا اپنے پیارے نواسے حسینؑ کے ساتھ غیر معمولی سلوک، جناب امام حسینؑ کا فوج یزیدی پر جوابی حملہ کرنا، امام علیہ السلام کا زین سے زمین پر تشریف لانا۔

روایت نمبر ۳۲ ۳۴۴ تا ۳۵۲

سورہ بن اتی کا شان نزول، فضائل امیر المومنینؑ، شہادتِ امام حسینؑ کے بارے میں چند اور روایات، ہلال بن نافع کی اور ایک روایت۔

روایت نمبر ۳۳ ۳۵۳ تا ۳۶۱

قصاب کا ہاتھ کاٹنا اور جناب امیر علیہ السلام باعجاز امامت ملا دینا، جناب علی علیہ السلام اور حسینؑ شریفین کے لیے لباس ہائے جنت کا آنا، سید الشہداء کا

آنحضرتؐ کا اپنے نواسے کو معجزانہ طور پر دودھ پلانا، امام علیہ السلام کی پیاس میں شدت، شہادتِ علی اصغرؑ، امام حسینؑ کا رخصت ہونا اور آپؑ کی شہادت اور کربلا کی گرم ریت پر آپؑ کی لاش کا بے گور و کفن پڑے رہنا۔

روایت نمبر ۲۱ ۲۳۸ تا ۲۴۵

مجلس حسینؑ میں شرکت کرنے کی فضیلت، جناب امیر علیہ السلام کا ضیفہ کے گھر میں مشکیزے کا پہنچانا اور شہادتِ علی اصغرؑ اور جناب علی اصغرؑ کی بھٹی سی قبر پر ان کی ماں کے رقت آمیز تین کرنا۔

روایت نمبر ۲۲ ۲۴۶ تا ۲۵۸

فضائل آل محمدؐ، حضرت یعقوبؑ کا فراقِ یوسفؑ میں گریہ کرنا، اور جناب فاطمہؑ کا اپنے پیاروں سے بچھڑنا، باپ بیٹی کی جدائی کا ایک المناک منظر، جناب فاطمہ صغریٰؑ کا اپنے بابا کے نام خط لکھنا، وہ خط لے کر قاصدؑ کربلا میں پہنچنا۔

روایت نمبر ۲۳ ۲۵۹ تا ۲۶۷

فضائل اہل بیتؑ اور حضرت امام حسینؑ کی عرصہ محشر میں تشریف آوری، شہادتِ عبداللہ بن حسنؑ اور شہادتِ امام حسینؑ علیہ السلام کے بارے میں کچھ اور روایات۔

روایت نمبر ۲۴ ۲۶۸ تا ۲۷۷

معجزہ امام حسینؑ، مصائب امام عالی مقامؑ ایک فقیر کا پانی لے کر آنا، شہادتِ امامؑ کے بارے میں چند اور روایات، گھوڑے کا زمین پر بیٹھنا اور جناب زینبؑ کا خیمے سے نکلنا۔

روایت نمبر ۲۵ ۲۷۸ تا ۲۸۶

حضرت امام حسینؑ کا یتیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خدمت کرنا، مناجاتِ حضرت موسیٰؑ، آسمان سے خون برسنا، حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق چند روایات۔

روایت نمبر ۲۶ ۲۸۷ تا ۲۹۵

امام حسینؑ کے غم میں گریہ کرنے کا ثواب، اس سلسلے میں ریان بن شیبہ

کربلا پر پہنچنا، جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر جنات کا رونا اور ماتم کرنا، حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنے جد امجد جناب مظلوم کربلا کے نام سلام غم۔

روایت نمبر ۴۰ ۴۱۳ تا ۴۲۳

مصائب اہلبیتؑ پر رونے اور ماتم کرنے کا ثواب، معجزانہ طور پر ایک جانور کا نبوت و امامت کا اقرار کرنا، مصائب کربلا کی بابت چند روایات، حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی لاش اقدس پر جانوروں کا آ کر گریہ کرنا، شہداء کربلاء کی لاشوں کو پامال کرنے کے لیے یزیدی فوجیوں کی تیاری اور شیر کا آ کر لاش امامؑ کی حفاظت کرنا، جناب مسلم کی صاحبزادی کا اپنے والد گرامی کی قبر پر آ کر ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۴۱ ۴۲۴ تا ۴۲۹

ہرنی کا اپنے بچے کو لے کر بارگاہ امامت میں پیش ہونا، تاریخی خیام تبرکات آل رسول کا لوٹا جانا، حضرت امام زین العابدینؑ کی پشت اقدس پر تازیانوں سے حملہ۔

روایت نمبر ۴۲ ۴۳۰ تا ۴۳۸

امام حسینؑ کا جھولا جھلانے کے لیے جبریل امینؑ کا آنا اور امام حسینؑ کا حالت نماز اپنے نانا جان حضرت رسولؐ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا اور اپنے پیارے نواسے کی تھوڑی سی پریشانی، جناب سرور کائناتؐ کا گریہ کرنا، جناب حسینؑ کا تھوڑی دیر کے لیے جھولے سے روپوش ہونا اور جناب سیدہؑ کا بے چین ہونا اور خاتون جنت کا اپنے پیارے حسینؑ کی لاش پر آنا اور درد انگیز بین کرنا۔

روایت نمبر ۴۳ ۴۳۹ تا ۴۴۶

حبشی کے کئے ہوئے ہاتھ کو جناب علیؑ علیہ السلام کا ملانا، سنگریزوں کا چمکتے دکتے ہوئے جواہرات اور ہیروں میں بدل جانا، سرزمین کربلا پر معجزوں کا ظہور، جمال لعین کا جناب مظلوم کربلا کے دونوں ہاتھوں کو قتل کرنا، جناب رسولؐ خدا، جناب علیؑ مرتضیٰ، حضرت سیدہؑ، جناب حسن مجتبیٰؑ کا کربلا میں لاش حسینؑ پر تشریف لانا اور گریہ و ماتم کرنا۔

جناب زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرنا اور شہادت امام مظلومؑ خیام حسینی کا جلنا، تبرکات کا لوٹا جانا، لاشہائے شہداء پر گھوڑے دوڑانا۔

روایت نمبر ۳۲ ۳۶۲ تا ۳۷۰

عاشورہ کے دن ملائکہ کی کربلا میں آمد، حشر کے روز غم حسینؑ میں بہنے والے آنسو قیمتی ترین موتیوں میں بدل جائیں گے، حضرت محمد مصطفیٰؐ کے سامنے امام حسینؑ کا گھوڑے پر سوار ہونا، امام عالی مقامؑ کی شہادت کے بعد ذوالجناح کا در خیام پر آنا اور شہادت امام کی خبر دینا۔

روایت نمبر ۳۵ ۳۷۱ تا ۳۷۸

امام حسینؑ کے غم میں رونے کا ثواب، غم شبیرؑ پر رونے کے ثواب سے ایک شخص کا انکار کرنا، اور ظالموں کا امام زین العابدینؑ پر ظلم کرنا۔

روایت نمبر ۳۶ ۳۷۹ تا ۳۸۵

امام حسینؑ کا حضرت رسولؐ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا، پرندوں کا مدینہ کی دیواروں اور چھتوں پر بیٹھ کر شہادت امام حسینؑ کی خبر دینا اور حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۳۷ ۳۸۶ تا ۳۹۳

مجان علیؑ کے فضائل، پتھر کے بنے ہوئے شیر کا دسویں محرم کے روز گریہ کرنا، عبدالقادر کا اہلبیت اطہارؑ سے دشمنی کرنا، اسیران کربلا کا لاش امامؑ پر آنا۔

روایت نمبر ۳۸ ۳۹۴ تا ۴۰۳

جناب امام حسینؑ کی ولادت باسعادت، جناب رسولؐ خدا کا اپنی صاحبزادی جناب سیدہؑ کے گھر پر تشریف لانا، شہزادہ کونین کی برکت سے فطرس فرشتہ کی خطا کا معاف کیا جانا، امام مظلومؑ کی شہادت کے بارے میں چند روایات، جناب سکینہؑ کا اپنے بابا کی لاش پر درد انگیز بین کرنا۔

روایت نمبر ۳۹ ۴۰۴ تا ۴۱۲

اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر رونے کا ثواب، حضرت سلیمانؑ کا سرزمین

روایت نمبر ۴۹ تا ۴۸۲

فضائل شیعین علیؑ، پنجتن پاکؑ، کا اپنی اپنی نصف حسانت مومنین کو بخش دینا، اہل بیت اطہارؑ کے مصائب پر گریہ کرنا، اسیران کربلا کا ایک گرجا گھر میں رات بسر کرنا، اور شہداء کے سرہائے مبارک سے معجزات کا رونما ہونا اور پیر دریائی سمیت کئی نصرانیوں کا مسلمان ہونا۔

روایت نمبر ۵۰ تا ۴۹۸

اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ کو حسن و حسینؑ کے پاک ناموں سے مزین کر دیا، جبرائیل و اسرافیلؑ کا اہل بیت اطہارؑ کی خدمت کرنے کی وجہ سے فخر و مباہات کرنا، اسیران کربلا کا کوفہ سے ہو کر شام کی طرف جانا، نصرانیوں کا یزیدیوں سے اظہار برأت کرنا، یزید کا امام مظلومؑ کے دندان اقدس پر چھڑی مارنا اور آل رسولؑ کے ساتھ جیک آمیز سلوک کرنا۔

روایت نمبر ۵۱ تا ۴۹۹

جناب امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے مصائب پر آسمان کا رونا، جناب رسول خداؐ کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا، حاتم طائیؑ کی صاحبزادی کا غیر معمولی احترام، حاتم طائیؑ کی بیٹی کا جناب نسیبؑ سے ملاقات کرنا اور مولائے کائنات کا اس کو ہناک منظر کو دیکھ کر گریہ کرنا۔ خیام حسینیؑ میں یزیدی فوج کا آنا اور خیموں کو جلا دینا اور اسیران کربلا کا دربار یزید میں جانا۔

روایت نمبر ۵۲ تا ۵۱۳

کربلا والوں کے غم میں رونے کا ثواب جناب شہر بانوؑ کے بارے میں ایک تاریخی واقعہ تاریخی خیام شام کے بازار میں تماشاخیوں کا ہجوم۔ یہ قیدیوں کا قافلہ کون ہے؟ دنیا والو! آنکھیں بند کر لو یہ رسول خداؐ کی بیٹیاں ہیں۔ ایک بوڑھے شخص کی صدائے درد انگیز۔

روایت نمبر ۵۳ تا ۵۲۱

غم شبیرؑ میں رونے کا ثواب، ولادت حسینؑ کے وقت لعبار حور کا خانہ بتولؑ

روایت نمبر ۴۴ تا ۴۵۲

جناب امیر علیہ السلام کا حالت رکوع میں سائل کو انگلی دینا، شہادت امام کے بعد ایک ظالم کا امام مظلوم کی انگلی کا کاٹنا، امام علیہ السلام کے سر اقدس کا جسم کے ساتھ جڑنا اور معجزانہ طور پر امام علیہ السلام کا اپنے نانا جان، والد گرامی، والدہ ماجدہ اور شہید بھائی کے ساتھ بات چیت کرنا۔

روایت نمبر ۴۵ تا ۴۶۰

مجلس عزاء میں شرکت کرنے کے فضائل، تاجروں کے ایک قافلہ کی کربلا میں آمد، ایک نصرانیہ عورت کا شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر ایمان لے آنا۔

روایت نمبر ۴۶ تا ۴۶۸

جناب رسول خداؐ کا جناب فاطمہ زہراؑ کو واقعہ کربلا اور شہادت حسینؑ کے بارے میں پیشگی خبر دینا، ابن عباسؑ کا جناب رسالتؐ کو انتہائی غمگین اور اداس حالت میں دیکھنا، اور عالم خواب میں سانحہ کربلا کی طرف اشارے کا ملنا، شہادت حسینؑ کے بعد پرندوں کا جناب رسول خداؐ کی قبر مطہر پر آ کر رونا اور چلانا، خون حسینؑ کی برکت سے ایک معذور یہودی بچی کا شفا یاب ہونا اور اس یہودی خاندان کا مسلمان ہونا اور جناب امام حسینؑ کی لاش اقدس پر ایک شیر کا آنا اور پہرہ دینا۔

روایت نمبر ۴۷ تا ۴۶۹

ذکر شاعر آل محمد جناب دعبیل خزاعی کا انتقال، ایک گناہگار عورت کا مجلس عزاء میں شرکت کرنا اور ذکر حسینؑ کی برکت سے اس کا توبہ کرنا، اسیران کربلا کی کوفہ میں آمد اور جناب عباس علمدارؑ کے سر اقدس کی غم انگیز کیفیت، اے کوفہ والو! صدقہ ہم پر حرام ہے، جناب ام کلثومؑ کا ایک دردناک نوحہ۔

روایت نمبر ۴۸ تا ۴۸۸

جناب امیرؑ کے خانہ اقدس میں چلی کا خود بخود چلنا اور آنا پسینا جناب فاطمہ الزہراؑ کا بہشتی ناقہ پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لانا، اور محبان اہل بیت کی شفاعت کرنا اور اسیران اہل بیت کی کوفہ میں آمد۔

روایت نمبر ۵۸ ۵۶۰ تا ۵۶۹

بہشتی خرما کا ملنا، مصائب اہلیت، دربار یزید میں اسیران کربلا کی آمد، یزید کا امام حسینؑ کے سراقص کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا، بادشاہ روم کا اپنی کا یزید کے خلاف احتجاج کرنا۔

روایت نمبر ۵۹ ۵۷۰ تا ۵۷۷

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو راہ خدا میں قربان کرنا، مصائب حسینؑ، اہل حرم کا دربار یزید میں داخل ہونا اور جناب زینبؑ کا اپنے پیارے بھائی حسینؑ کے سر کو دیکھ کر ماتم کرنا۔

روایت ۶۰ ۵۷۸ تا ۵۸۷

فضائل جناب امام حسینؑ، جناب رسولؐ خدا کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا، سیدہ علویٰ کا واقعہ، غم انگیز مصائب اہل بیتؑ اور ان کا دربار یزید میں جانا، اور ایک شامی ملعون کی گستاخانہ گفتگو۔

روایت نمبر ۶۱ ۵۸۸ تا ۵۹۶

قیامت کے روز حسین شریفینؑ کے لئے دونوں کے منبر لائے جائیں گے اور یہ دونوں شہزادے ان پر تشریف فرما ہوں گے۔ جناب امام حسینؑ کا ایک یہودی کے گھر جانا اور اس یہودی کا مشرف یہ اسلام ہونا، اسیران کربلا کا دربار یزید میں جانا، یزید کا جناب امام زین العابدینؑ کو قتل کرنے کا حکم دینا، جناب سیکنہ کا قید خانے میں انتقال کرنا۔

روایت نمبر ۶۲ ۵۹۷ تا ۶۰۶

فضائل امام زین العابدینؑ، مچھلی کے پیٹ سے موتیوں کا نکلنا، اہل حرم کا شام میں داخلہ اور ایک شامی کا اپنے افعال سے توبہ کرنا، اہل بیت اطہارؑ کو ایک ایسے پرانے مکان میں قید کرنا کہ جو سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا ہوا تھا۔

روایت نمبر ۶۳ ۶۰۷ تا ۶۱۳

حضرت امام حسینؑ کے مصائب پر رونے کا ثواب، جناب رسولؐ خدا کا امام

میں آنا، اور مبارک باد کے لئے فرشتوں کی آمد و رفت خولی کا امام حسینؑ کا سرتور میں رکھنا، اور شام میں ایک بدکار عورت کا سر حسینؑ کو پتھر مارنا، اور قدرت خدا سے اس کی ملعونہ کی مکان کا چھت سے گر کر واصل جہنم ہونا۔

روایت نمبر ۵۴ ۵۲۲ تا ۵۳۱

حضرت امام حسینؑ کے غم میں آسمان و زمین اور فرشتوں کا رونا، بنی اسرائیل کے ایک شخص کے لئے جناب موسیٰؑ علیہ السلام کا دعائے مغفرت کرنا، اسیران کربلا کا دربار شام میں پیش ہونا ابو برزہ اسلمیؓ کا اٹھ کر یزیدیت کے خلاف احتجاج کرنا۔

روایت نمبر ۵۵ ۵۳۲ تا ۵۴۲

جناب داؤدؑ سے خطاب خداوندی کہ غریب مومنین سے اچھا سلوک کیا جائے، حضرت سلیمان علیہ السلام کی تواضع و انکساری، حضرت جرجیسؑ کا ظالم و جاہل حکمران کے مظالم کے سامنے بے پناہ استقامت اختیار کرنا، اہل حرم کا سفر شام اہل بیت کی مظلومیت اور معجزہ دیکھ کر نصرائیوں کا اسلام لانا۔

روایت نمبر ۵۶ ۵۴۳ تا ۵۵۱

حضرت آدمؑ کا اسماء بنتین کا ورد کرنا، حضرت امام حسینؑ کا میدان حشر میں آنا اور رومی سفیر کا واقعہ ہندہ کا محل سے نکل کر قیدیوں کے پاس آنا اور ان کے بارے میں مختلف سوالات کا کرنا اور زنان شام کا اہل بیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کرنا۔

روایت نمبر ۵۷ ۵۵۲ تا ۵۵۹

فضائل جناب فاطمہ الزہراءؑ، جناب آدم علیہ السلام کا جناب سیدہ کو دیکھنا، جناب علی مرتضیٰؑ کا جناب فاطمہ زہراءؑ کی چادر کا گروہی رکھنا، اور اس چادر سے نورانی کرنوں کا ظاہر ہونا۔ اور جناب سیدہ کا یہودی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنا اور معجزات دیکھ کر یہودی خاندانوں کا اسلام قبول کرنا اور اسیران کربلا کا دربار یزید میں پہنچنا۔

روایت نمبر ۶۸ ۶۵۳ تا ۶۶۲

فضائل جناب فاطمہ زہراؑ حضرت علی علیہ السلام کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں جنت میں حور و غلمان اور عرش معلیٰ پر فرشتوں کا جشن منانا، چہند پرند اور درند کا غم شبیرؑ میں آہیں بھر بھر کر رونا، میدان کربلا میں ایک شیر کا آنا اور لاش امام کی حفاظت کرنا، امام سجادؑ کا ہر شہید کی لاش پر آنا اور گریہ و ماتم کرنا، جناب حُر کی لاش کو گنج شہداء میں دفن کرنا، جناب زینبؑ کا اپنے بھائی کی قبر کے پاس رہنے کی خواہش، لیکن جناب سجادؑ کے اصرار پر بڑی مشکل سے مدینہ کی طرف روانگی۔

روایت نمبر ۶۹ ۶۶۳ تا ۶۷۳

اہل بیتؑ رسول کے غم میں رونا عبادت ہے، اہلبیتؑ کی زندان شام سے رہائی اور اسیران کربلا کا کربلا میں آنا اور پھر آل رسولؑ کی مدینے میں آمد، جناب امام سجاد علیہ السلام کا اپنے پیاروں کے غم میں گریہ و ماتم کرنا اور اہل مدینہ کا قیامت خیز گریہ کرنا، شبیر کا غم شبیرؑ میں مرثیہ کہنا۔ امام سجادؑ کا یہ کہنا کہ مدینہ والو! ہم اجڑ کر لٹ کر تمہارے پاس آئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی تو نہیں رہا۔ سامعین و حاضرین کے لیے بجلی بن کر گرا، امام زین العابدینؑ نے چالیس حج کیے لیکن اپنے اونٹ کو کبھی چھڑی بھی نہ ماری کہ کہیں اس بے زبان کو تکلیف نہ پہنچے۔

روایت نمبر ۷۰ ۶۷۴ تا ۶۸۲

فضائل اہل بیتؑ اہل بیت اطہارؑ کا اپنے ماننے والوں کو اپنے اپنے نصف حنات کا بخشنا، اللہ طاہرین علیہم السلام موت کے وقت اور قبر میں ہر مومن کے پاس تشریف لاتے ہیں، اپنے اہلبیتؑ کو دیکھ کر جناب رسولؑ خدا کا گریہ کرنا، جناب امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کے بارے میں چند روایات، جناب سکیئہؑ کا اپنے بابا کی لاش سے لپٹ کر ماتم کرنا اور ظالموں کا اس معصومہ کو اپنے باپ سے تازیانوں کے ذریعہ جدا کرنا۔

حسن کے منہ اور امام حسینؑ کے گلے کو چومنا، آدھی رات کے وقت اہل حرم کا شام میں داخل ہونا، ام ہجام کا امام علیہ السلام کے سر اقدس کو پتھر مارنا۔

روایت نمبر ۶۴ ۶۱۴ تا ۶۲۱

اہلبیتؑ اطہارؑ کے غم میں رونے کا ثواب، جناب امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں شاعر اہلبیتؑ و عیال خزاعی کی آمد اور ان کا امام علیہ السلام کے سامنے مرثیہ پڑھنا، دربار یزید میں اہل حرم کی پیشی۔

روایت نمبر ۶۵ ۶۲۲ تا ۶۳۲

جناب امام زین العابدینؑ کے فضائل و معجزات، مجلس عزاء میں شرکت کرنے، عزاداروں کی خدمت کرنے کا ثواب، امام سجادؑ نے ایک مخلص مومن کا دامن جواہرات اور موتیوں سے بھر دیا، امام علیہ السلام کی دعا سے اس مومن کی بیوی کا زندہ ہونا، امام سجادؑ کا مرثیہ کہنا اہل حرم کا شام اور دربار شام میں جانا۔

روایت نمبر ۶۶ ۶۳۳ تا ۶۴۲

جناب رسولؑ خدا کے پاس جناب جبریلؑ کا امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری لے کر آنا، اہل حرم کا ایک پہاڑ پر پہنچنا، امام حسینؑ کے سر اقدس پر ایک پرندے کا گلاب پاشی کرنا، حضرت امام حسینؑ کے سر اقدس کے دفن ہونے کے بارے میں چند روایات، ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ سر جنت کی طرف چلا گیا۔

روایت نمبر ۶۸ ۶۴۳ تا ۶۵۲

فضائل جناب امیرؑ، ایک محبت اہلبیتؑ حبشی شخص کی تدفین و تکفین کا واقعہ، اہلبیتؑ کی اسیری اور ہندہ کا خواب، جناب سیدہ روز قیامت عدالت الہی میں کس حالت میں آئیں گی؟ اور آپ کے گریہ و ماتم کی وجہ سے پورا اہل محشر روئے گا۔ جناب ام کلثومؑ کا امیر لشکر سے کہنا کہ جن جن نیزوں پر ہمارے پیاروں کے سر آویزاں ہیں وہ ہمارے سامنے سے ہٹا لیجئے کہ ہم ان سروں کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ جناب سیدہ قائمہ عرش کو پکڑ کر فریاد کرنا۔

مقدمہ مولف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنَا فِیْ اُمْتِهِ الَّذِیْ فَازَ رُتْبَتُهُ اِلٰی قَابِ
قَوْسَیْنِ وَاَكْرَمَنَا بِوَلَایَةِ وَصِیِّهِ الَّذِیْ رُدَّتْ لَهٗ الشَّمْسُ
مَرَّتَیْنِ وَشَرَفَنَا بِحُبِّ الزَّهْرَاءِ اُمِّ السَّبْطِیْنِ الَّتِیْ فَضِلَتْ
عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ جَعَلْنَا مِنَ الْبَاكِیْنَ عَلٰی مُصَابِ
الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَتَبَسَّعَ مِنْ ذُرِّیَةِ الْحُسَيْنِ الَّذِیْنَ مَنْ
بَكَیْ عَلٰی مُصَابِهِمْ رُجِحَ حَسَنَاتُهُ اَعْمَالُ الثَّقَلِیْنِ وَهُمْ
اَئِمَّةُ الْمَشْرِقِیْنَ وَهُدَاةُ الْمَغْرِبِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ
مَا دَامَ طُلُوعُ النَّیْرِیْنَ.

حمد و صلوة کے بعد عرض ہے کہ کتاب ضیاء الابصار اور جلاء العیون کے
مطالعہ کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ ایک ایسی کتاب ترتیب دوں کہ جو
ذاکرین و واعظین کو فائدہ دے سکے چنانچہ میں نے فضائل و مصائب کی کتابوں کا
مطالعہ کرنا شروع کر دیا اور زاد العاقبت کتاب خراج بیاض فخری وغیرہ سے روایات
اخذ کر کے خلاصہ المصائب کے نام سے کتاب ترتیب دے دی امید کرتا ہوں کہ
ذاکرین و واعظین کرام میری اس مخلصانہ کاوش کو پسند فرمائیں گے اور میرے
میرے والدین کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو سلامت
ہے کئے ہر ارضی و سماوی شر سے آپ لوگوں کو محفوظ فرمائے اور ماتم و عزا کی مخلوق میں
آپ کی شرکت کو منظور و مقبول فرمائے۔

روایت نمبر ۱ ۶۸۳ تا ۶۸۷

غم شبیر میں زمین و آسمان کا چالیس چالیس دنوں تک گریہ کرنا جو آنکھ
دنیا میں حسین پر روئے گی وہ آخرت میں ہر طرح کے غم دکھ سے محفوظ رہے گی۔ کسی
نے امام سجاد سے کہا کہ مولا آخر آپ کب تک روتے رہیں گے؟ امام علیہ السلام
نے فرمایا جب تک زندہ ہوں اس طرح گریہ و ماتم کرتا رہوں گا بھلا کر بلا و شام کے
مصائب بھی بھلائے جا سکتے ہیں؟ امام سجاد اگر کسی جانور پرندے کو ذبح ہوتا ہوا
دیکھتے تھے تو بے ہوش ہو جاتے۔

روایت نمبر ۲ ۶۸۸ تا ۶۹۸

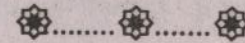
حضرت امام علی علیہ السلام کا یتیموں سے حسن سلوک جناب مسلم بن عقیل
کے دو صاحبزادوں کی شہادت کے بارے میں چند روایات۔

روایت نمبر ۳ ۶۹۹ تا ۷۰۹

حجر اسود کا امام سجاد کی امامت کی گواہی دینا امام سجاد کا مسجد نبوی میں
اعجاز امامت سے سنگریزوں کو موتیوں میں بدلنا عبد الملک لعین کا امام سجاد کو گرفتار
کر کے دوبارہ شام میں روانہ کرنا۔
سفر شام میں جناب سیدہ زینب کی شہادت۔

روایت نمبر ۴ ۷۱۰ تا ۷۱۷

مومن جب قبر سے اٹھے گا تو ایک شکل مجسم اس کے ساتھ نکلے گی مجالس
امام حسین میں شرکت کی فضیلت میدان حشر میں سیدہ فاطمہ زہراء کا تشریف لانا۔



ابتدائیہ

جناب مستطاب علامہ سید تصدق حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ شَهَادَةَ الْحُسَيْنِ وَسِيلَةً لِنَجَاةِ الْمُذْنِبِينَ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالصَّلَاةُ
عَلَى وَصِيِّهِ وَابْنِ عَمِّهِ وَخَلِيفَتِهِ عَلَى سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ وَعَلَى فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
الَّتِي فَضَّلَتْ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وَعَلَى الْأَئِمَّةِ الْهُدَاةِ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ
الْبَيْتِ. اما بعد ذاکرین و واعظین اور مومنین کرام کے لیے ایک بہت بڑی خوشخبری
یہ ہے کہ کتاب ذکر المصائب دوبارہ شائع کی جا رہی ہے بیشک یہ کتاب اصحاب علم و
یقین کے لیے ایک لاجواب صحیفہ اور نایاب تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۶۳
ہجری میں چھپی تھی اس کے بعد یہ دوبارہ نہ چھپ سکی اور ذاکرین و واعظین اس کی
طلب و جستجو کے لیے بہت زیادہ کوشش کرتے رہے۔ کوشش بسیار کے بعد ہم نے
اس کو دوبارہ شائع کرنا چاہا تو اس کتاب کے مصنف و مؤلف علامہ مرزا محمد ہادی
صاحب نے اجازت عنایت فرمائی اور اس کتاب کی اصلاح بنفس نفیس کی۔ برادران
ایمانی کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کسی جگہ پر کوئی عبارت یا لفظ کی غلطی ملاحظہ
فرمائیں تو انسانی غلطی سمجھ کر معاف کر دیں۔ اگر ہماری یہ کاوش آپ کو پسند آئے تو

اس کتاب کی فہرست میں نے الگ لکھ دی ہے تاکہ جب کوئی ذاکر یا
واعظ کوئی روایت نکالنا چاہے تو اس کو مزید زحمت نہ کرنی پڑے۔ یہ کتاب ۷۴
روایات پر مشتمل ہے۔ ذاکر کو چاہیے کہ موقعہ و محل اور وقت کی مناسبت کے تحت مجلس
پڑھے۔ اگر وقت کم ہے تو فضائل و مناقب پر مبنی ایک دو روایت سنا کر مصائب
اہلیت شروع کر دے۔ بہتر ہے ان تمام روایات کو عربی عبارت سمیت یاد کریں کہ
اس کے پڑھنے سے سننے والے پر رقت طاری ہوتی ہے اور پڑھنے والے کے علم میں
اضافہ ہوتا ہے۔ ذاکر کو چاہیے کہ وہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ مجلس پڑھے۔
مومنین و سامعین سے بڑے ادب کے ساتھ مخاطب ہو ذاکر جب منبر پر جائے تو حتی
المقدور با وضو ہو کر جائے کیونکہ منبر کا بہت بڑا رتبہ اور مقام ہے۔ کسی سے مقابلہ نہ
کر کریں اور نہ ہی کسی دوسرے ذاکر کو حقیر سمجھیں بلکہ دوسرے ذاکرین کی حوصلہ
افزائی کریں۔ کسی دوسرے ذاکر یا واعظ سے خوفزدہ نہ ہوں اور نہ کسی بڑے عالم
دین سے مرعوب و مرغوب ہوں آپ کو جو چیز بھی یاد ہے آپ اسے بڑے اعتماد کے
ساتھ پڑھیں۔ ثواب کی نیت سے مجلس پڑھیں۔ یہ ہرگز خیال نہ کریں کہ میں فضائل
پڑھوں گا تو مجھے اتنی داد ملے گی اور مصائب پڑھوں گا تو بہت زیادہ گریہ ہوگا۔ جب
منبر پر جائیں تو خدا کی طرف رجوع کر کے مجلس کی ابتداء کریں۔ منبر پر جا کر سب
سے پہلے فاتحہ کہہ کر سورہ الحمد کی تلاوت کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کُلُّ أَمْرٍ
ذِي بَالٍ لَمْ يَبْدَأْ بِسْمِ اللَّهِ فَهُوَ ابْتَرُ وَكُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يَبْدَأْ بِحَمْدِ اللَّهِ فَهُوَ
اقْطَعُ کہ بسم اللہ شریف و حمد شریف کے بغیر کوئی کام کیا جائے تو وہ غیر مکمل ہی رہتا ہے۔

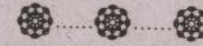
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

دعا گو

مرزا محمد ہادی لکھنوی



ہمارے حق میں دعا فرما دیں کہ ہمارا انجام بخیر ہو اور زندگی میں زیارات عتبات نصیب ہو۔ مرحوم کی یہ خواہش انشاء اللہ ضرور پوری ہوئی ہوگی اگر نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ ان کو امام حسینؑ کے زواروں، ماتہ داروں، عزاداروں، میں شمار فرمائے یہ کتاب مستطاب بحر غم و الم، قلزم ماتم مجمع المناقب، ذکر المصائب کہ جس کا ایک ایک حرف ماتہ داران خاص آل عبا کے لیے نشترِ رگِ دل ہے اور جس کا پڑھنا عاصیانِ امت کی بخشش کے لیے وسیلہ کامل ہے۔ اس کتاب کی کتابت جناب میر محمد عسکریؒ نے کی تھی۔ مئی ۱۸۸۸ء مطابق ماہ شعبان المعظم ۱۳۰۵ ہجری میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا۔ سر زمین ہند کے علمی شہر لکھنؤ میں یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی۔



روایت نمبر



☆ ہندہ کا خواب دیکھنا

☆ امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے ہجرت کرنا

☆ اور روضہ رسولؐ اور جناب فاطمہ الزہراءؑ کی قبر اقدس سے رخصت ہونا

☆ اور اہل مدینہ سے الوداع کرنا۔



مولانا عابد عسکری

الْمُظْلَمُ میں ابھی سورج چاند اور تاروں کو دیکھ ہی رہی تھی کہ ناگاہ ایک طرف سے ایک سیاہ بادل نمودار ہوا جیسے اندھیری رات ہوتی ہے قَوْلُكَ مِنْ تِلْكَ السَّحَابَةِ السُّودَاءِ حَيَّةٌ رَفُطًا پھر دیکھا تو اس کالی گھٹا سے ایک ابلق سانپ پیدا ہوا فَدَبَّتِ الْحَيَّةُ إِلَى النَّجْمَيْنِ فَابْتَلَعَتْهُمَا اور وہ سانپ دونوں ستاروں کی طرف دوڑا اور ان دونوں کو نگل لیا۔ فَجَعَلَ النَّاسُ يَكُونُونَ وَيَتَأَسَّفُونَ عَلَى ذُنُوبِكَ النَّجْمَيْنِ اس وقت لوگوں کا عجب حال دیکھا کہ وہ بے قرار ہو کر ان تاروں کے لیے رونے اور ماتم کرنے لگے اور ہر سر اور چہرے پر مٹی ڈالنے لگے اور ہر طرف رونے دھونے کی آوازیں بلند تھیں اور ایک عظیم ماتم برپا تھا قَالَ فَجَاءَتْ عَائِشَةُ إِلَى النَّبِيِّ وَقَصَّتْ عَلَيْهِ الرُّؤْيَا راوی کہتا ہے کہ جناب عائشہ پیغمبر اکرم کے پاس آئیں اور آپ کی خدمت میں ہندہ کا خواب نقل کیا فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِيُّ كَلَامَهَا تَغَيَّرَتْ لَوْنُهُ وَاسْتَعْبَرَ لَيْسَ جب جناب رسول خدا نے یہ خواب سنا تو انتہائی پریشانی اور غم کی وجہ سے آپ کا رنگ مبارک متغیر ہو گیا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَّا الشَّمْسُ الْمَشْرِقَةُ فَأَنَا حضرت نے رو کر فرمایا اے عائشہ! وہ سورج تو میں ہی ہوں۔ وَأَمَّا الْقَمَرُ فَهُوَ فَاطِمَةُ ابْنَتِي اور وہ چاند میری دختر نیک اختر فاطمہ زہرا ہیں۔ وَأَمَّا النُّجْمَانِ فَهُمَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اور وہ دو ستارے میرے دونوں نواسے حسن و حسین ہیں وَأَمَّا السَّحَابَةُ السُّودَاءُ فَهُوَ مُعَاوِيَةُ اور وہ کالی گھٹا ہندہ کا بیٹا معاویہ ہے۔ وَأَمَّا الْحَيَّةُ الرَّفُطَاءُ فَهُوَ يَزِيدُ اور وہ ابلق سانپ یزید ہے۔ جناب فاطمہ الزہراء کی وفات اور جناب علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد ان کے صاحبزادے حسن کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے گا اور ان کے بعد حسین کو زبردستی مدینہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور میدان کربلا میں لا کر حسین اور ان کے تمام عزیز و جانثار

رُؤِيَ أَنَّ هِنْدَ أُمَّ مُعَاوِيَةَ جَاءَتْ إِلَى دَارِ رَسُولِ اللَّهِ عِنْدَ الصُّبْحِ وَدَخَلَتْ وَجَلَسَتْ إِلَى جَنْبِ عَائِشَةَ.

روایت میں ہے کہ ایک روز صبح کے وقت معاویہ کی ماں ہندہ حضرت رسول اکرم کے دولت سرا میں آئی اور جناب عائشہ کے قریب بیٹھ گئی۔ وَقَالَتْ لَهَا يَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَأَيْتِ رُؤْيَا عَجِيبَةً اور بی بی عائشہ سے کہنے لگی کہ اے جناب ابوبکر کی صاحبزادی میں نے آج رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے وَأَرِيدُ أَنْ أَقْصِيَهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اور میں چاہتی ہوں کہ اس خواب کو جناب رسالتاب کی خدمت اقدس میں عرض کروں وَذَلِكَ قَبْلَ إِسْلَامِ وَلَدِهَا مُعَاوِيَةَ یہ واقعہ معاویہ کے (ظاہری طور پر) مسلمان ہونے سے پہلے کا ہے فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ خَبِّرِي بِهَا حَتَّى أَخْبَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ بِبِ بِي عَائِشَةَ نے کہا تو وہ خواب مجھے بتاتا کہ میں اس کو جناب رسول خدا کی خدمت میں پیش کروں۔

فَقَالَتْ إِنِّي رَأَيْتُ فِي نَوْمِي شَمْسًا مُشْرِقَةً عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا ہندہ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک روشن ترین سورج آسمان پر بلند ہوا ہے اور اس کے نور سے پوری کائنات روشن ہو گئی ہے۔ قَوْلُكَ مِنْ تِلْكَ الشَّمْسِ قَمَرٌ فَاشْرَقَ نُورُهُ عَلَى الدُّنْيَا پھر کیا دیکھا کہ اس سورج سے ایک چاند پیدا ہوا کہ اس کے نور سے ساری دنیا روشن ہو گئی ہے۔

ثُمَّ وُلِدَ مِنْ ذَلِكَ الْقَمَرِ نَجْمَانِ زَهْرَانِ قَدْ أَزْهَرَ مِنْ نُورِهِمَا الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ اس چاند سے دو چمکتے ہوئے ستارے نکلے کہ ان کے نور سے سارا عالم جگمگا اٹھا۔

فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ بَدَتْ السَّحَابَةُ السُّودَاءُ مُظْلِمَةً كَأَنَّهَا اللَّيْلُ

اس کے نام نہاد خلیفہ کا حکم تھا اس لیے ناچار اس نے اپنے ملازم کو حضرت امام حسین کے پاس بھیجا اور پیغام میں کہا کہ مولا مجھے آپ سے ایک کام ہے آپ یہاں تشریف لے آئیے۔ اس وقت امام علیہ السلام روضہ رسولؐ پر بیٹھ کر دعا اور عبادت میں مصروف تھے آپ نے جب ولید کا پیغام سنا تو نہایت مغموم و محزون ہوئے اور اپنے دولت سرا پر تشریف لے آئے۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؓ، کلثومؓ، رقیہؓ امام عالی مقام کی پریشانی کی کیفیت اور اداسی کو دیکھ کر سمجھ گئیں کہ فرزند زہراؓ پر کوئی نہ کوئی مصیبت آن پڑی ہے۔ سب بیبیاں رونے لگیں۔ آپؐ نے مخدرات عصمت کو صبر کی تلقین کی۔

فَجَمَعَ حَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِيهِ وَمَوَالِيهِ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّلَاحِ
آپؐ نے اپنے عزیز و انصار میں سے پچاس جوانوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ہتھیار لگا لو میرے ساتھ ولید کے دربار میں چلو۔ میری اور ولید کی گفتگو کے دوران تم باہر دروازے پر کھڑے رہنا جب میں نعرہ تکبیر بلند کروں تو فوراً میرے پاس آ جانا قَالَ
فَجَاءَ الْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ وَرَدَّاءُ أَصْغَرَانِ يَهْرُمَانِ فَرَمَا کر حضرتؑ ولید کے دربار میں داخل ہوئے اس وقت آپؐ نے زرد قبا و رداء زیب تن کی ہوئی تھی۔

فَقَامَ إِلَيْهِ الْوَلِيدُ وَاجْلَسَهُ عَلَى يَمِينِهِ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَدَّ يَكُونُ
احترام کے لیے کھڑا ہو گیا اور آپؐ کو اپنی دہنی طرف بٹھایا۔

وَمُرَّوَانُ بْنُ الْحَكَمِ جَالِسٌ إِلَى جَانِبِهِ أَمْرُوَانُ بْنُ حَكَمٍ وَلِيدُكَ دُوسری
طرف بیٹھا ہوا تھا فَلَمَّا اسْتَقَرَّ الْجُلُوسُ بِالْحُسَيْنِ قَرَأَ الْوَلِيدُ كِتَابَةَ يَزِيدَ بْنِ
مُعَاوِيَةَ جَبْ حضرتؑ بیٹھ گئے تو ولید نے آپؐ کو یزید کا خط پڑھ کر سنایا وَقَالَ
الْحُسَيْنُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمایا کہ ہم اللہ کے لیے

انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیے جائیں گے اور ان کے پردہ داروں کو طوق
درن میں باندھ کر کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا جائے گا۔ پھر
ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا۔ جو ان کے غم میں شب و روز رہے گا ماتم کرے گا اور یہ
سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

فَاشْفَعَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور میں قیامت کے دن ان کی شفاعت کروں گا
اور ان کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کے دل میں محمد
و آل محمدؐ کی ولا کا چراغ روشن ہے اور وہ اہلبیت اطہارؑ کے غم اور مصیبت کو یاد کر
کے روتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰؐ جن کی شفاعت کریں ان کی منزلت و عظمت کی کیا
بلندی ہے۔

رَوَى أَنَّهُ لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بَايَعَ النَّاسُ ابْنَهُ كَافَّةً
چنانچہ معتبر ترین کتب میں لکھا ہے کہ جب معاویہؓ پسر ابی سفیان کا انتقال ہوا تو یزید
مند حکومت پر متمکن ہوا جو لوگ اُس کے حامی تھے انھوں نے اس کی بیعت کی إِلَّا
أَهْلَ الْكُوفَةِ وَأَهْلَ الْمَدِينَةِ مگر دوشہر باقی رہے مدینہ اور کوفہ والوں نے اس کی
بیعت نہ کی فَكَتَبَ إِلَى وَلِيدِ بْنِ عَتْبَةَ بَأْنَ يَأْخُذَ الْبَيْعَةَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ خَاصَّةً
مِنَ الْحُسَيْنِ جَبْ یزید حاکم ہوا تو اس بدطیعت شخص نے مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ
کو اس مضمون کے ساتھ خط تحریر کیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لینا خاص طور پر حسین
ابن علیؑ کو کسی لحاظ سے معاف نہ کرنا اور ان سے ہر حال میں بیعت لے کر رہنا فَإِنْ
أَبَى فَاضْرِبْ عُقْبَةَ وَابْعَثْ إِلَيَّ بِرَأْسِهِ پس اگر حسینؑ میری بیعت سے انکار کریں
اور اسی وقت ان کا سر قلم کر کے میری طرف روانہ کر دینا۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہ خط ولید نے پڑھا تو قدرے پریشان ہوا چونکہ

ہوئے فَأَوَّلُ مَنْ دَخَلَ عَنْهُمْ شَاهِرًا سَيْفَةُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَلِيٍّ سب سے پہلے حضرت عباس علمدار اپنی تلوار نیام سے نکالے ہوئے پھڑپھڑے ہوئے شیر کی طرح ولید کے دربار میں پہنچے عبد اللہ بن علی، حسن مثنیٰ، قاسم بن حسن، علی اکبر ہم شکل پیغمبرؐ مسلم بن عقیل اور عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے اور دوسرے عزیز بھی ان کے ساتھ تھے فَهَمُّوا الدَّارَ وَهَمُّوا أَنْ يَضَعُوا أَسْيَافَهُمْ أَنْ دَلِيرٍ أَوْ بَهَادِرٍ نَوْجَانُونَ نے ولید کے دربار کو گھیرے میں لے لیا اور چاہا کہ تلواres نیام سے نکال کر لڑائی شروع کر دیں فَمَنْعَهُمُ الْحُسَيْنُ مِنْ ذَلِكَ جَنَابُ إِمَامِ حُسَيْنٍ نے ان سب نوجوانوں کو منع کیا اور ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر باہر نکل آئے

راوی کہتا ہے کہ جب سے حضرت امام حسینؑ ولید کے پاس گئے تھے تو جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ، جناب رقیہؑ، جناب ام لیلیٰؑ، سیکندہ اور فاطمہ صغریٰؑ گھبراتی پھرتی تھیں کبھی دروازہ پر جاتی تھیں اور کبھی گھر کے صحن میں آتی تھیں اور سب بیبیاں زار و قطار رو رہی تھیں۔

إِذْ دَخَلَ الْحُسَيْنُ مَعَ أَهْلِيهِ فَوَجَدَ أُخْتَهُ زَيْنَبَ وَسَكِينَةَ قَائِمَتَيْنِ خَلْفَ الْبَابِ مُنْتَظِرَتَيْنِ وَتَبَكَّيَا إِمَامُ حُسَيْنٍ اپنے عزیزوں کے ہمراہ گھر میں داخل ہوئے آپؑ نے دیکھا کہ زینبؑ، سیکندہؑ دروازے کے پیچھے کھڑی اپنے پیاروں کی آمد کا انتظار کر رہی ہیں اور اس میں حضرتؑ بھی ان کو دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا اے زینبؑ، اے سیکندہؑ صبر کرو کہ یہ پہلی مصیبت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ امامؑ کے گھر میں ایک کہرام برپا تھا فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ جَاءَ عَلَى قَبْرِ جَدِّهِ بَاكِيًا حَزِينًا جب رات ہوئی تو امامؑ عالی مقام روتے ہوئے اپنے نانا کی قبر مبارک پر آئے وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ

ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جاتا ہے۔

پھر فرمایا اے ولید مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تو مجھ سے اس لیے بیعت لینا چاہتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ فرزند رسولؐ نے یزید کو حاکم وقت کے طور پر مان لیا ہے۔ کیا بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ حق باطل کے سامنے اپنا سر تسلیم کر لے؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا فَقَالَ لَهُ وَلَيْدٌ أَنْصَرِفْ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَلَيْدٌ نے عرض کی کہ مولا آپ تشریف لے جائیے فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ وَاللَّهِ لَئِنْ فَارَقْتَ الْحُسَيْنَ السَّاعَةَ لَا تَرَى مِنْهُ إِلَّا الْغُبَارَ اس وقت مروان چلا اٹھا اور بولا اے ولید یہ تو کیا کر رہا ہے؟ اگر اس وقت امام حسینؑ نے بیعت نہ کی اور ہاتھ سے نکل گئے تو پھر وہ ہمارے قبضہ میں کبھی نہیں آ سکتے اور سوائے گرد و غبار کے تو کچھ نہیں دیکھے گا فَاجْبَسَهُ حَتَّى يُبَايِعَ أَوْ اضْرَبَ عُنُقَهُ وَغُنَّقَ أَصْحَابَهُ فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ فِتْنَةٍ وَشَرِّ بِسْ مناسب یہی ہے کہ ان کو اس وقت قید کر لو اگر بیعت کریں تو فیہا ورنہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کے سر قلم کر کے یزید کے پاس بھجوا دو کیا تو نہیں جانتا کہ حسینؑ ابن علیؑ جانثار ساتھی فتنہ و فساد برپا کر دیں گے فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ كَلَامَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَامَ عَلَيَّ قَدَمِيهِ وَقَالَ كَذَبْتَ وَاللَّهِ يَا بَنَ الزَّرْقَا اتَّقِنِي يَهْنُ كَرَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تلوار پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے کمینہ! تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ ارے ملعون تو تو جھوٹا ہے کس کی جرأت ہے کہ میرے قریب آ سکے۔

فَضْرَبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ الْكُرْسِيُّ مِنَ الْحَدِيدِ كَانَ فِي بَيْتِ الْوَلِيدِ اس وقت امام حسینؑ نے ایک لوہے کی کرسی جو ولید کے دربار میں پڑی تھی۔ اٹھا کر ولید کو دبے ماری وہ لعین بھاگا فَكَسَرُوا الْبَابَ وَدَخَلُوا الدَّارَ پس جونہی حضرتؑ کی آواز بلند ہوئی حیدر کراڑ کے شیر دوڑے اور دروازہ توڑ کر اندر داخل

وَأَنْتَ مَعَ ذَلِكَ عَطْشَانٌ لَا تَسْقَى وَظَمَانٌ لَا تُرْوَى اور تو اس وقت پیاسا ہے اور پانی مانگتا ہے اور کوئی بھی تیری پیاس اور مظلومیت پر رحم نہیں کھاتا اور تجھے وہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیتے۔ اے حسین! میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، ہم سب تیرے مشتاق ہیں پس آنے میں جلدی کیجئے۔

وَأَنَّ لَكَ فِي الْجَنَّةِ لَدَرَجَاتٍ لَنْ تَنَالَهَا إِلَّا بِالشَّهَادَةِ اے حسین! اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے بہشت میں بہت سے درجے مقرر کیے ہیں، لیکن وہ درجے تیری شہادت پر موقوف ہیں۔ ہمارے نزدیک امام حسینؑ نے اپنی بے مثال قربانی کے ذریعہ رضائے الہی خرید لی تھی، اس لیے بہشت کو ضرورت ہے امام علیہ السلام کی نہ کہ امام علیہ السلام بہشت کے محتاج ہیں، بلکہ وہ شفاعت کر کے بے شمار لوگوں کو بہشت عطا کریں گے گویا حضور پاکؐ فرما رہے تھے کہ بیٹا بہشت تمہارا شدت سے انتظار کر رہی ہے۔

فَجَعَلَ الْحُسَيْنُ يَنْظُرُ إِلَى جَدِّهِ وَيَقُولُ يَا سَنَ كَرَامِ حُسَيْنِ رَسُولُ خَدَا کو دیکھ کر رونے لگے عرض کی یا جدّاه لا حاجتک فی الرجوع الی الدنیا نانا جان اب مجھے دنیا کی طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے نہ مجھے اپنی قبر ہی میں لے لیجئے حسینؑ کا دل آپ کے لیے بیحد اداس ہے فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ لَا بُدَّ لَكَ مِنَ الرَّجُوعِ إِلَى الدُّنْيَا حَتَّى تُرْزَقَ الشَّهَادَةَ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے میرے نور چشم! آپ کو دنیا میں ضرور لوٹ کر جانا ہے یہاں تک کہ آپ کو شہادت عظمیٰ کی سعادت حاصل ہو۔

فَانْتَبَهَ الْحُسَيْنُ مِنْ نَوْمِهِ فَرَعَا مَرْغُوبًا امام حسینؑ یہ خواب دیکھ کر روتے ہوئے بیدار ہوئے اور آپ پر عجیب طرح کا غم و الم طاری ہوا۔

فَاطِمَةُ فَرَحُكَ وَابْنُ فَرَحَتِكَ اور عرض کی سلام ہو آپ پر اے نانا جان میں آپ کا حسین ہوں آپ کی پیادہ بیٹی کا پیارا بیٹا اور وہ ہوں کہ آپ بار بار جس کو اپنے سینہ سے لگاتے تھے بار بار جس کو اپنے کندھوں پر بٹھاتے تھے اور آپ نے امانت کے طور پر مجھے اپنی امت کے سپرد کیا تھا۔ فَاشْهَدْ عَلَيْهِمْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّهُمْ خَذَلُونِي وَضَيَعُونِي وَلَمْ يَحْفَظُونِي پس نانا جان گواہ رہنا آپ کی امت نے مجھے بیحد پریشان کیا ہے یہاں تک کہ مجھ پر عرصہ حیات تک کر دیا ہے وہ مدینہ میں رہنے نہیں دیتے، اسی لیے تو آپ سے رخصت ہونے کے لیے آیا ہوں ثُمَّ يَبْكِي عِنْدَ الْقَبْرِ حَتَّى إِذَا كَانَ قَرِيبًا مِنَ الصُّبْحِ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى قَبْرِهِ وَنَامَ یہ کہہ کر امام علیہ السلام کافی دیر تک روتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو آپ اپنا سر مبارک نانا کی قبر پر رکھ کر سو گئے (تھوڑی دیر کے لیے آپ کی آنکھ لگ گئی اتنی بڑی مصیبت میں انسان کو نیند بھلا کہاں آتی ہے)

وَإِذَا بِرَسُولِ اللَّهِ قَدْ أَقْبَلَ وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ کہ آپ نے خواب میں جناب رسول خداؐ کو دیکھا فرشتوں کا ایک دستہ آپ کے ساتھ ہے اور آپ روتے چلے آتے ہیں۔

حَتَّى ضَمَّ الْحُسَيْنُ إِلَى صَدْرِهِ وَقَبَلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ يِهَاں تَكْ کہ آپ جناب امام حسینؑ کے قریب آئے اور ان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دے کر فرمایا يَا حَبِيبِي يَا حُسَيْنُ كَأَنِّي أَرَاكَ عَنْ قَرِيبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِكَ مَذْبُوحًا بِأَرْضِ كَرْبَلَا اے میرے پیارے حسینؑ گویا میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ عنقریب تو اپنے خون میں لوٹ رہا ہے اور سر زمین کربلا پر قوم اشقیاء تجھ کو شہید کر رہی ہے۔

اور اپنی بہن زینبؓ کو ساتھ لے کر گھر کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ سفر کی تیاری کر لیں، ماں سے بیٹوں کی محبت کچھ عجیب طرح کی ہوتی ہے۔ بی بی زینبؓ مڑ مڑ کر اپنی ماں کی قبر کو دیکھتی ہوں گی۔

فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا بَنِيَّ إِلَى آيِنَ فَبَكَى الْحُسَيْنُ وَقَالَ إِلَى الْعِرَاقِ
جناب ام سلمہؓ سفر کی تیاری دیکھ کر بولیں۔ اے میرے پیارے بیٹے! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اس وقت امامؑ رونے لگے اور فرمایا: اے اماں! عراق کی طرف جا رہا ہوں۔

ثُمَّ قَالَتْ يَا حُسَيْنُ أَنَا أَخَافُ مِنْ ذَهَابِكَ إِلَى الْعِرَاقِ جَنَابِ امِّ سَلَمَةَ
عراق کا نام سن کر بولیں بیٹا! مجھے تمہارے عراق جانے کی وجہ سے ڈر لگ رہا ہے۔
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَهُوَ يَقُولُ يُقْتَلُ وَلَدِي الْحُسَيْنُ بِأَرْضِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهَا
كَرْبَلَا میں نے رسولؐ خدا کو بار بار یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ

سرزمین عراق (کربلا) پر انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا جائے گا۔
فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيدًا وَقَالَ لَهَا يَا أُمَّاهُ أَنَا وَاللَّهِ أَغْلَمُ ذَلِكَ يَه
سن کر امام علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا اے اماں! خدا کی قسم میں بخوبی واقف ہوں اور سب کچھ جانتا ہوں کہ وہاں جا کر اپنے عزیزوں اور ساتھیوں سمیت شہید ہو جاؤں گا۔ اے اماں! کربلا پر کیا موقوف ہے جہاں بھی جاؤں تو بھی یہ قوم جفا کار مجھے زندہ نہ چھوڑے گی۔ پھر جناب ام سلمہؓ نے پوچھا کہ بیٹا کون کون تمہارے ساتھ جائے گا۔ حضرتؑ نے ہر ایک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ سب میرے ساتھ جائیں گے۔

فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا ثُمَّ قَالَتْ يَا حُسَيْنُ إِنَّ كُنْتُ لَا بُدَّ مُسَافِرًا إِلَى
الْكُوفَةِ فَلَمْ تُسِرْ إِلَيْهَا بِأَهْلِكَ وَنِسَائِكَ بِي بِي امِّ سَلَمَةَ ۝ کافی دیر تک روتی

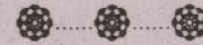
ثُمَّ جَاءَ عَلَى قَبْرِ أُمِّهِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ پھر امام مظلومؑ انتہائی پریشانی اور دکھ کی حالت میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر آئے اور کہنے لگے۔

يَا أُمَّاهُ لَقَدْ أُرِّعَجْنَا مِنْ جَوَارِكِ اے اماں! میں سخت مجبور ہوں، ظالم مجھ کو آپ کے شفیق و مہربان سائے سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہاں پر رہنے نہیں دیتے۔ ابھی حضرت یہ کہہ رہے تھے کہ جناب زینبؓ روتی ہوئی تشریف لائیں اور اپنی پیاری ماں کی قبر سے لپٹ کر کہنے لگیں يَا أُمَّاهُ أَمَا سَمِعْتَ حَالَ كِتَابَةِ
يَزِيدُ اے اماں جان کچھ سنا آپ نے کہ یزید ملعون نے آپ کے بیٹے حسینؑ کے بارے میں کیا لکھا ہے کہ اگر حسینؑ بیعت کرے تو ٹھیک ہے ورنہ حسینؑ کا سر کاٹ کر اس کے پاس بھیجا جائے اس وقت میرے بھیا حسینؑ سخت مجبور ہیں اور ناچار ہم سب آپ سے جدا ہو رہے ہیں یہ کہہ کر بی بی زینبؓ بہت زیادہ روئیں اور بار بار اپنی ماں کی قبر سے لپٹ جاتی تھیں اور قبر کو بوسہ دیتی تھیں۔ اپنی ماں کی قبر کی مٹی کو آنکھوں پر ملتی تھیں۔ اپنی بہن کی پریشانی اور غم کو دیکھ کر امام عالی مقام بھی بہت زیادہ روئے کہ آپ علم امامت سے جانتے تھے کہ وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے۔ رونا، ماتم کرنا ایک فطری بات تھی۔ پھر جس طرح حسینؑ اور زینبؓ کو اپنی ماں سے محبت تھی اس کی کہیں مثال ہی نہیں ملتی، محبت بھی عجیب اور الوداع بھی عجیب نوعیت کا تھا۔ اس الوداع نے پورے ماحول کو سوگوار کر دیا۔ اپنے جگر گوشوں کی مظلومیت اور اداسی کو دیکھ کر جناب فاطمہ زہراؑ کی روح کو جو تکلیف پہنچی ہوگی اس کے بارے میں دنیا کا کوئی شخص نقشہ کشی نہیں کر سکتا۔ آہ غم ہی غم تھا، آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا الوداع اے مادر گرامی! خدا حافظ! اے میری پیاری ماں! ہم پردیس کی طرف جا رہے ہیں۔ حسینؑ نے حسرت بھری نگاہ سے ماں کی قبر کو دیکھا

رہیں اور بولیں اے حسین اگر آپؑ نے جانے کا پکا ارادہ کر ہی لیا ہے تو اپنے بال
بچوں اور خواتین کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیے کہ آپؑ کی شہادت سے یہ سب اجڑ
جائیں گے ان یکس بچوں کا کیا بنے گا؟

فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيدًا وَقَالَ يَا أُمَّهُ أَكْثَرُهُمْ يَقْتُلُونَ عَطْشَانًا
یہ سن کر جناب امام حسینؑ بہت زیادہ روئے اور فرمایا: اماں جان! بچوں میں سے
اکثر مجھ سے بھی پہلے پیاس کی حالت میں شہید کر دیے جائیں گے اس وقت سب
نوجوان حضرت کے سامنے کھڑے تھے آپؑ نے ہر ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
کہ اے اماں یہ بچہ نیزے سے مارا جائے گا اور یہ تلوار سے ٹکڑے ہوگا۔

حَتَّى هَذَا الْبَطْلُ الَّذِي يَرْضَعُ فِي حَجَرٍ أُمِّهِ يَذْبَحُ مِنْ سَهْمِ الْعَدُوِّ
یہاں تک کہ یہ بچہ جو ماں کی گود میں دودھ پیتا ہے یہ دشمن کی تیر سے جام شہادت
نوش کرے گا اس وقت جناب علی اصغرؑ کا سن ڈیڑھ مہینہ کا تھا کم و زیادہ منقول ہے
جب علی اصغرؑ کی ماں نے یہ خبر سنی تو روتے روتے بے ہوش ہو گئیں اور ماتم کرتے
ہوئے کہا ہائے میرا اصغرؑ! تجھ پر تیری ماں قربان ہو جائے۔



روایت نمبر



- ★ جناب رسول خدا کا امام حسین سے بے پناہ محبت کرنا
- ★ امام حسین کا مدینہ سے کوچ کرنا
- ★ سفر اور شہادت کے مختلف مراحل اور المناک واقعات اہل حرم
کے خیموں کا جل جانا
- ★ اجڑی اور یکس سیدانیوں کے پاس کھانے پینے کی اشیاء کا پہنچنا
- ★ جنگی شیر کا امام علیہ السلام کی لاش پر آنا۔



مولانا عابد عسکری

فرمایا اے حسینؑ میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تو سرزمین کربلا پر اپنے لہو میں لوٹ رہا ہے اور ایک بدترین قوم کے بدبخت لوگ تجھے قتل کر رہے ہیں اور تو اس وقت بہت پیاسا ہوگا، تو ظالموں سے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے پانی مانگے گا تجھے نہ پانی دیا جائے گا اور نہ تجھ پر کسی قسم کا کوئی رحم کرنے والا ہوگا۔

جناب ام سلمہؓ کی روایت پہلے گزر چکی ہے اس کے ساتھ ملتی جلتی روایت ہے کہ جب آپ عازم سفر ہوئے، جناب ام سلمہؓ نے کہا آپ عراق جانے کا ارادہ ترک کر دیجئے کہ میں نے آپ کے نانا جان سے سنا ہے کہ حسینؑ سرزمین عراق (کربلا) میں شہید کیا جائے گا۔ جناب امام حسینؑ نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے ضرور ہی شہید ہونا ہے بلکہ میں قتل کے دن اور قاتل کو بھی جانتا ہوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو میں اس زمین کو دکھا دوں۔

ثُمَّ أَشَارَ بِبَيْدِهِ الشَّرِيفِ إِلَى جِهَةِ كَرْبَلَا فَأَنْخَفَصَتِ الْأَرْضُ حَتَّى ارْتَفَاعًا مَضْجَعَهُ، وَمَوْضِعَ مَعْرَكَتِهِ پھر حضرتؑ نے اپنے دست مبارک سے زمین کربلا کی طرف اشارہ کیا، دوسری زمین نیچے کی طرف چلی گئی اور زمین کربلا اوپر کی طرف آگئی، یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے جناب ام سلمیٰؓ کو اپنی قتل گاہ (شہادت) کی جگہ دکھائی کہ میں یہاں پر زخمی ہو کر گروں گا اور وہاں پر خون سے رنگین اور خاک کربلا میں غلطاں لاشہ زمین پر پڑا رہے گا۔

یہ سن کر بی بی ام سلمہؓ بے اختیار روئیں اور فرمایا: اے بیٹا! چلو مان گئے آپؑ نے تو شہید ہونا چاہے ان پردہ داروں اور بچوں کا کیا ہوگا۔ ان کو پردیس میں نہ لے جائیے۔ امام علیہ السلام نے جب بیبیوں کا نام سنا تو بے اختیار رو دیے اور فرمایا۔

کتاب نہایہ میں ام الفضل دایہ سے حضرت امام حسینؑ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے کہا دَخَلَ عَلَيَّ يَوْمًا رَسُولُ اللَّهِ وَجَلَسَ وَقَالَ هَلُمْنِي إِلَيَّ ابْنِي أَيْكُ رُزْ جَنَابِ رَسُولِ خَدَا مِيرَے گھر میں تشریف لائے اور بیٹھے اور فرمایا اے ام الفضل میرے پیارے بیٹے حسینؑ کو میرے پاس لے آئیے۔ میں نے امام حسینؑ کو حضرت کی گود میں دیا۔

فَقَبَّلَهُ، وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَفْعَدَهُ فِي جُحْرِهِ، جَنَابِ پیغمبر اکرمؐ نے امام حسینؑ کو اپنے سینے سے لگایا اور اپنے نور چشم کی پیشانی کو چوما اور گود میں بٹھالیا کچھ دیر بعد امام حسینؑ کو میں نے آپؑ کی گود سے اس لیے اٹھانا چاہا کہ حضورؐ تھک گئے ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: اے ام الفضل! میرے پیارے نواسے حسینؑ کو آہستہ سے اٹھا کہیں اس کو تکلیف نہ پہنچے۔ کیا تم جانتی ہو کہ حسنؑ و حسینؑ میرے دل کے ٹکڑے ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، انہی کی وجہ سے تو میری زندگی کی رونق باقی ہے۔

مومنین کرام! اندازہ فرمائیے جناب رسولؐ خدا اپنے حسینؑ کی تھوڑی سی تکلیف کو برداشت نہ کرتے تھے خدا جانے آپؐ پر اس وقت کیا گزری ہوگی جب امام حسینؑ نے آپؐ کی قبر اطہر پر آ کر رخصت چاہی ہوگی اور رو کر کہا ہوگا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ فَرُخَكَ وَابْنُ فَرُخَتِكَ نانا جان! اپنے حسینؑ کا سلام قبول فرمائیے میں آپؐ کا نور عین حسینؑ ہوں آپؐ کی لخت جگر بیٹی کا عزیز ترین بیٹا..... آپؐ رات بھر نانا کی قبر سے لیٹ کر روتے رہے اور دعا بھی کرتے رہے جب صبح قریب ہوئی تو امامؑ کی آنکھ لگ گئی، تو دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا روتے ہوئے تشریف لائے اور حسینؑ کو چھاتی سے لگا کر

چنانچہ ان ظالموں نے آتے ہی امام حسینؑ کے خیموں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور دریائے فرات کا راستہ بند کر دیا۔

فَاضْطَرَبَتِ النِّسَاءُ حَتَّى جَفَّ اللَّبَنُ لَامَ الرُّضِيعِ اس وقت بیبیاں بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ یہاں تک کہ پیاس اور دکھ کی وجہ سے جناب علی اصغرؑ کے لیے ماں کا دودھ بھی نہ رہا قَالَ فَرَأَيْتُ إِنَّ أَكْثَرَ الصِّبْيَانِ يَخْرُجُونَ مِنَ الْخَبَاءِ وَيَقُولُونَ الْعَطَشُ الْعَطَشُ ثُمَّ يَذْخُلُونَ فِيهَا۔

راوی کہتا ہے کہ روز عاشور میں دیکھ رہا تھا کہ اکثر معصوم بچے پیاس کی وجہ سے باہر آتے تھے اور العطش العطش (ہائے پیاس ہائے پیاس) کہہ کر روتے تھے اور فوج کی کثرت دیکھ کر پھر خیموں میں واپس چلے جاتے تھے۔

وَالْحُسَيْنُ فِي ثَمَانِيَةِ وَعِشْرِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ ادھر یزیدی لشکر ہر طرف پھیلا ہوا تھا ادھر جناب امام حسینؑ کے ہمراہ انھیں عزیز تھے جن میں بعض بچے تھے اور پچاس رفیق اور ساتھی تھے۔

عمر سعد لعین نے روز عاشور لڑائی شروع کی اور اس نے پہلا تیر لشکر حسینؑ کی طرف پھینک کر کہا اے گروہ کوفہ و شام۔ گواہ رہنا کہ امام حسینؑ کی طرف پہلا تیر میں نے پھینکا ہے چنانچہ گھسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت کے عزیز اور جانثار ساتھی شہید ہونے لگے یہاں تک کہ شہزادہ قاسمؑ کی لاش دوڑتے اور بھاگتے ہوئے گھوڑوں کے سموں کے نیچے آ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی حضرت عباسؑ علمدار کے بازو تن سے جدا ہوئے جناب علی اکبرؑ کے سینہ پر برجھی لگی اور حسینؑ کے لخت جگر کے سینہ کو پارہ پارہ کر گئی اور حضرت علی اصغرؑ نے تیر ستم کھا کر جام شہادت نوش کیا۔ عزیزوں اور ساتھیوں میں سے جو بھی شہید ہو جاتا امام عالی مقامؑ اس کا لاشہ

وَقَدْ شَاءَ أَنْ يَرَى حَرْمِي وَنِسَائِي مَسْبِيْنَ مُشْرِدِيْنَ وَأَطْفَالِي مَذْبُوْحِيْنَ مَسْؤُورِيْنَ اے اماں! میرے مقدر میں یہی لکھا ہے کہ میں انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جاؤں اور میرے بچے ذبح کیے جائیں اور میری بہنیں اور بیٹیاں قید ہو کر بے پلان اونٹوں پر سوار ہو کر کوفہ و شام کی گلیوں اور بازاروں درباروں میں پھرائی جائیں وَهُمْ يَسْتَغِيثُونَ فَلَا يَجِدُونَ نَاصِرًا وَلَا مُعِينًا اور وہ فریاد کریں گے اور کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچے گا۔

حضرت ام سلمہؓ نے کہا: بیٹا! تمہارے نانا نے مجھے کربلا کی مٹی دی تھی جس کو میں نے ایک شیشی میں بند کر رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے بھی یہ اعجاز امامت کربلا سے مٹی منگوا کر دی اور فرمایا اے اماں یہ مٹی بھی علیحدہ سے ایک شیشی میں بند کر کے لکھ لو۔

فَإِذَا فَاضَتْ دَمًا فَأَعْلَمِي أَنِّي قَدْ قُتِلْتُ پس جب دونوں شیشیوں سے خون ابلنے لگے تو آپ سمجھ لینا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت نے مدینہ کو خیر باد کہہ دیا اور اہل مدینہ روتے رہ گئے حَتَّى وَصَلَ الْحُسَيْنُ إِلَى كَرْبَلَا یہاں تک کہ امام عالی مقامؑ وارد کربلا ہوئے۔ ادھر ابن زیاد نے فوجوں پہ فوجیں بھیجنا شروع کیں۔

فَاجْتَمَعَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ مِائَةُ أَلْفٍ فَارِسٍ وَمِائَةُ أَلْفٍ رَجُلٍ وَمِائَةُ أَلْفٍ رَسَالٍ یہاں تک کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ روز میں چھ لاکھ ملعون جمع ہوئے کہ ان میں دو لاکھ تیر انداز تھے یہ سب فقط فرزند رسولؐ کو قتل کرنے کی خاطر میدان کربلا میں جمع ہوئے۔ فوجوں کا جھوم اس قدر زیادہ تھا کہ زمین کربلا نظر نہ آتی تھی اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازن کر بیبیوں اور معصوم بچوں کے دل گھماتے تھے۔

میں تو میرے نواسے اور فرزند حسینؑ کا خون ہے اور دوسری میں ان کے عزیزوں اور جانثاروں کا خون ہے یہ خواب دیکھ کر میں بہت پریشان ہوا اور دل میں کہا کہ خدا خیر کرے اس طرح کا خواب میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ جب باہر نکلا فَرَأَيْتُ وَاللَّهِ الْمَدِينَةَ كَأَنَّهَا ضُبَابٌ میں نے دیکھا کہ مدینہ کو ایک غبار نے گھیر لیا ہے فَرَأَيْتُ الشَّمْسُ كَأَنَّهَا مُنْكَسِفَةٌ اور آفتاب کو گرہن لگا ہوا ہے اور بادلوں سے سرخ خون کے قطرے گر رہے ہیں۔

وَرَأَيْتُ حَيْطَانَ الْمَدِينَةِ عَلَيْهَا دَمٌ عَبِيطٌ اور میں نے مدینہ کی دیواروں کو دیکھا کہ ان سے خون پھوٹ رہا ہے اور ناگاہ جناب ام سلمہؓ کے گھر سے رونے پینے کی آوازیں بلند ہوئیں اور بی بی در بھرے بین کرتی ہوئی کہہ رہی تھیں يَا بَنَاتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْعِدْنِي وَأَبْكِيْن مَعِيَ فَقَدْ قُتِلَ سَيِّدُكُنَّ وَشَبَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ اے عبدالمطلبؑ کی بیٹیو! میرا ساتھ دو اور میرے ساتھ گریہ و ماتم کرو کہ تمہارا سردار تمہارا آقا و مولا شہید کر دیا گیا ہے۔ اہل جنت کے جوانوں کا سردار قتل ہو چکا ہے جناب ام سلمہؓ کی آواز سن کر سب عورتیں روتی ہوئیں ماتم کرتی ہوئیں ان کے گھر آئیں ہر طرف سے نوحہ ہی نوحہ تھا۔ ماتم کی صداؤں سے مدینہ کے در و دیوار لرز رہے تھے فَقِيلَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتِ ذَلِكَ کسی نے کہا: اے زوجہ رسولؐ خدا یہ خبر آپ نے کس سے سنی ہے اور شہادت امامؑ کی خبر کون لایا ہے؟

قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ السَّاعَةَ فِي الْمَنَامِ شَعْنًا مَذْغُورًا فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ وہ بولیں کہ ابھی میں نے جناب رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ کا چہرہ مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی تھی اور حضرت بہت زیادہ غمگین و اداس تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے اشکوں کا ایک سیلاب جاری تھا۔ میں نے عرض کیا کہ

اٹھا لاتے تھے۔ امامؑ نے یہ کام اس لیے کیا کہ لاشے گھوڑوں کے سموں کے نیچے کچل نہ جائیں۔ لیکن افسوس در افسوس کہ جب جناب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آپؐ کی لاش اٹھا کر خیمے میں لے آتا آہ..... امامؑ شہید قتل ہو گئے سیاہ آندھی چلی پرندے آشیانے چھوڑ کر پیچھے چلانے لگے وَصَارَ مَاءُ الْفُرَاتِ دَمًا عَبِيطًا اور فرات کا پانی تازہ خون کی طرح جوش مارنے لگا اور نیزہ کے برابر اوپر کی طرف اچھلتا تھا۔ آسمان سے خون کی بارش برسنے لگی اور آفتاب کو گھن لگ گیا۔

فَتَادَى مُنَادٍ قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ بِاتْفٍ سے ندا آئی ہے کہ رسولؐ خدا کا نور نظر جناب زہراؑ کا لخت جگر اور حیدر کراڑ کا عزیز ترین بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ قُتِلَ وَاللَّهِ الْإِمَامُ بْنُ الْإِمَامِ أَخُو الْإِمَامِ افسوس کے امامؑ وقت امامؑ کا بیٹا اور امامؑ کا بھائی انتہائی بے دردی کے ساتھ مارا گیا ہے۔

اہل مدینہ کو اس افسوسناک واقعہ اور المناک سانحہ کی بالکل خبر نہ تھی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں تھا میں نے جناب رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ نَحْوِ كَرْبَلَا کہ آپؐ کر بلا کی طرف سے تشریف لائے ہیں اور سر اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ وَهُوَ بِأَكْبَى الْعَيْنِ حَزِينُ الْقَلْبِ آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک جھڑی ہوئی ہے اور بہت زیادہ غمگین و پریشان نظر آ رہے ہیں اور آپؐ کے ہاتھ میں دو شیشیاں تازہ خون سے بھری ہوئی ہیں۔

میں نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَاتَانِ الْقَارُورَتَانِ مَمْلُوءَتَانِ دَمًا اے پیغمبرؐ خدا ان شیشیوں میں کس کا خون ہے۔ یہ سن کر آپؐ شدت سے روئے اور فرمایا هَذِهِ فِيهَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَهَذِهِ أُخْرَى مِنْ دِمَائِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَأَصْحَابِهِ اس شیشی

میں یہ نہیں ملتا کہ اس رات خاندان رسول کے کسی فرد نے کچھ کھایا یا پیا ہو۔
 فَيَجْمَعُ ابْنُ سَعْدٍ قَتْلَاهَا وَصَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ
 وَاصْحَابَهُ، پس عمر سعد ملعون نے تو اپنے مرے ہوئے سپاہیوں کی لاشوں کو جمع کیا
 اور نماز پڑھ کر دفن کیا۔ لیکن امام حسین اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں کی لاشوں کو
 ویسے ہی خاک میں پڑا رہنے دیا۔ افسوس صد ہزار افسوس اس دنیائے ناپائیدار اور
 اس ناپاک کی عقل پلید پر کہ وہ حسین کہ جس کے لیے بہشت سے لباس آیا ہو اور
 اس کے نانا کے حق میں نولامک لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلاَكَ یعنی اے حبیب! اگر تو نہ
 ہوتا تو ہم آسمانوں کو پیدا نہ کرتے، لیکن زمانہ کی کتنی ستم ظریفی ہے کہ اتنے بڑے
 عظیم الشان پیغمبر کے عزیز ترین نواسے اور ان کے عزیزوں کی لاشیں جلتی ہوئی
 زمین پر غسل و کفن کے بغیر پڑی ہیں، دوسری طرف یزیدیوں کی ناپاک لاشوں کو دفن
 کیا گیا۔

قَالَ لَمَّا مَضَى يَوْمَ جَاءَ الْقَوْمُ يَضْحَكُونَ إِلَى عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَقَالُوا إِنَّا
 شَنَنَّا أَنْ أَوْطَيْنَا الْخَيُْولَ عَلَى جُثَّةِ الْحُسَيْنِ رَاوِي كَهْتَا ہے امام حسین کی شہادت
 کے بعد کچھ لوگ عمر سعد کے پاس آئے اور ہنستے ہوئے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو امام
 حسین کی لاش پر گھوڑے دوڑا لیں؟ تاکہ ان (ملعونوں) کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں
 اس لیے کہ ان کے باپ علی نے لیلۃ الحریر اور جنگ صفین میں ہمارے باپ اور
 دادے قتل کیے ہیں۔ آج کا دن ہمارے بدلے کا دن ہے۔ یہ سن کر عمر سعد نے کہا
 کہ تم جو کرنا چاہو کر سکتے ہو۔ فَأَرَادُوا أَنْ يُؤْطُوا الْخَيْلَ عَلَى جِسْمِ الْحُسَيْنِ پس
 ان ظالموں نے گھوڑے دوڑانے کا ارادہ کیا۔ جب یہ خبر اہل بیت نے سنی کہ امام سچ
 گیا کہ اتنی بڑی مصیبت کے بعد پھر اور مصیبت!

الْحَبِيدُ أَجْهَدُنِي أَيْ بَابَا! پیاس مجھے مار رہی ہے اور لوہے کا بوجھ مجھے تکلیف پہنچا
 رہی ہے۔ فَهَلْ إِلَى شَرِبَةٍ مِنَ الْمَاءِ سَبِيلٌ پس بابا جان ایک گھونٹ پانی کا مل سکتا
 ہے کہ جس سے اپنی پیاس بجھا سکوں؟ فَبَكَى الْحُسَيْنُ وَقَالَ يُعْزُّ عَلَى مُحَمَّدٍ
 وَعَلَيٍّ وَعَلَى أَنْ تَدْعُوهُمْ فَلَا يُجِيبُوكَ یہ سن کر جناب امام حسین بہت روئے
 اور فرمایا: جناب رسول خدا جناب علی مرتضیٰ اور مجھے بہت دشوار ہے کہ تو پانی مانگے
 اور میں نہ دے سکوں۔

فَأَيْنَ لَكَ الْمَاءُ يَا بُنَيَّ پیارے بیٹے! میں تمہارے..... لیے کہاں سے
 پانی لاؤں؟ آخر وہ شہزادہ پیاسا شہید ہوا۔ اور شہادت کے وقت حضرت امام حسین
 کا بھی یہی حال تھا يُلَوِّكُ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ حضرت پیاس کی
 وجہ سے اپنی زبان مبارک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تھوڑا سا پانی
 دے دو کہ میرا جگر پیاس کی شدت کی وجہ سے جل رہا ہے، لیکن یزیدی فوجی امام
 حسین کے جواب میں تیر اور نیزے مارتے تھے اور امام عالی مقام پر طنز کرتے
 تھے۔ بِالْآخِرِ جناب امام حسین کو شہید کر دیا اور پانی کی ایک بوند تک نہ دی۔ جب
 یہ حالت ہو تو اہلبیت اپنی پیاس کیونکر بجھائیں؟ ابھی تک سب کی لاشیں خون میں
 ڈوبی ہوئی بے گور و کفن پڑے ہوئی ہیں اور سر نیزوں پر ہیں اس صورت میں کھانے
 پینے کا کون سا موقع تھا چنانچہ اہلبیت رسول نے جب کھانے اور پینے کی اشیاء کو
 دیکھا تو اپنے پیاروں کی بھوک و پیاس اور مظلومیت کو یاد کر کے بیساختہ رونے لگے
 ماتم کی صدا میں بلند ہوئیں، مگر سبحان اللہ کیا مطیع خدا مالک تسلیم و رضا تھے کہ حضرت
 امام زین العابدین نے جو سمجھایا کہ صبر کرو اور خدا کی تقدیر پر راضی رہو سب نے
 صبر و تحمل کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے امام وقت کے فرمان پر عمل کیا، لیکن روایات

فَجَاءَ الْأَسَدُ وَيَقْبَلُ جِسْمَ الْحُسَيْنِ وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ بِسِ قَدَرْت
خدا سے ایک شیر نمودار ہوا اور لاشوں میں آ کر جناب سید الشہداء مظلوم کربلا کی
لاش کو ڈھونڈنے لگا جب امام کی لاش کے قریب آیا تو امام کے جسم شریف کے
بوسے لینے لگا اور آسمان کی طرف ہراٹھا کر بولا اَنْظُرْ اِلَى ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ قَتَلُوهُ
عَطَشَانًا ثُمَّ اَرَادُوا اَنْ يُوطُوا الْخَيْلَ عَلَى جِسْمِهِ بَارِالْبَا! اپنے پیغمبر کے نواسے
کی بیکی اور مظلومیت کو دیکھ کہ ان لوگوں نے اسے تین روز کا پیاسا شہید کیا اور
مرتے دم تک پانی نہ دیا اور اب یہ چاہتے ہیں کہ اس کی لاش پر گھوڑے دوڑائیں ثُمَّ
حَمَلُ حَتَّى قَتَلَ مِنْهُمْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا يَهْ كَر شِير نَے ان ظالموں پر حملہ کیا اور
تیرہ یزیدوں کو واصل جہنم کیا اور باقی بھاگ گئے اور حضرت کا جسم مبارک مزید ایذا
سے محفوظ رہا۔

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَتْلَةَ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهِ يَا اللّٰه! امام حسینؑ اور ان کے
عزیزوں اور ساتھیوں کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔



روایت نمبر



- ★ مصائب اہلبیت پر گریہ کرنے کی فضیلت
- ★ جناب سیدہ ہر مجلس عزاء میں تشریف لاتی ہیں
- ★ اور امام حسینؑ کا سفر کرنا
- ★ اور جناب فاطمہ صغریٰؑ کو بیماری کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑنا۔



مولانا عابد عسکری

اندازہ فرمائیے کہ جس شخص کی جناب رسول خدا اور جناب فاطمہ الزہراء شفاعت کریں اس کا جنت میں کس قدر بلند رتبہ و درجہ ہوگا۔

روایت میں ہے إِنَّ فَاطِمَةَ الصُّغْرَى كَانَتْ مَرِيضَةً يَوْمَ خُرُوجِ وَالدَّهَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْعِرَاقِ کہ جس روز حضرت امام حسینؑ نے مدینہ سے عراق کی طرف کوچ کیا تو اس وقت امام زادی جناب فاطمہ صغریٰؑ بیمار تھیں اور ان کے وجود مبارک میں حد سے زیادہ کمزوری اور نقاہت پیدا ہو گئی تھی اس لیے حضرت امام حسینؑ نے اپنی صاحبزادی صغریٰؑ کو جناب بی بی ام سلمہؓ کے سپرد کیا اور فرمایا اماں جان میری اس بیمار اور غمگین اداس بیٹی کا خاص خیال رکھنا۔ جس وقت بی بی فاطمہ صغریٰؑ نے یہ بات سنی کہ بابا مجھے اس گھر میں تنہا چھوڑ کر روانہ سفر ہو جائیں گے تو کمزوری و نقاہت کے باوجود چل کر اپنے والد گرامی کے پاس آئیں اور عرض کی بابا جان میں نے سنا ہے کہ آپ پردیس جا رہے ہیں اور اس بیمار کو ساتھ لے کر نہیں جا رہے؟ بابا میں نے جب سے یہ بات سنی ہے میری بیماری میں اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ سب کو تو اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں یہاں تک میرے شیرخوار بھائی کو بھی۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو مجھے معاف کر دیجئے! آپ کریم ابن کریم ہیں۔

حضرت نے فرمایا پیاری بیٹی! میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔ بیٹا دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو بہت زیادہ تکلیف ہے بیماری اور کمزوری کی وجہ سے دور دراز کا سفر نہیں کر سکیں گی اس لیے تجھے تیری جدہ ماجدہ ام سلمہؓ کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ تیری بڑی غمخوار ہیں ”بی بی صغریٰؑ“ نے عرض کی: بابا جان! میں آپ کے بغیر اور اپنے دوسرے گھر والوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی! اگر میں آپ کے ساتھ جاؤں گی

قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيُّمَا مُؤْمِنٍ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلَى مُصَابِ جَدِّي الْحُسَيْنِ حَتَّى تَسِيلَ عَلَى خَدِّهِ حَضْرَتِ إِمَامِ مُحَمَّدٍ بَاقِرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَے فرمایا جس مومن کی آنکھیں سید الشہداء کی وصیت کو سن کر تر ہو جائیں یہاں تک کہ آنسو کا ایک قطرہ اس کے چہرے پر بہہ نکلے بَوَّاهُ اللَّهُ فِي الْجَنَّةِ غُرْفًا يَسْكُنُهَا أَحْقَابًا اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں جگہ عطا فرماتا ہے کہ وہ اس میں ہمیشہ رہا کرے گا۔

وَرَوَى أَنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ تَجِي فِي مَجْلِسٍ يُذَكَّرُ فِيهِ مَصَائِبُ الْحُسَيْنِؑ اور روایت میں ہے کہ جس گھر یا جس جگہ پر حضرت امام حسینؑ کے مصائب بیان ہوتے ہیں تو جناب فاطمہ الزہراءؑ بھی اس مجلس میں تشریف لاتی ہیں۔

وَمَعَهَا مَرْيَمُ وَحَدِيجَةُ وَالسَّيِّدَةُ کے ہمراہ جناب مریم جناب خدیجہ و السیئہ اور جناب آسیہؑ بھی ہوتی ہیں۔

وَفِي يَدِهَا خِرْقَةٌ تَمْسَحُ بِهَا دُمُوعَ الْبَاكِينَ وَتَقُولُ طُوبَى لَكُمْ يَا أَحِبَّائِي تَعَزُّونَ وَتَبْكُونَ عَلَى وَلَدِي الْغَرِيبِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ أَبَوَاهُ فِي الدُّنْيَا اِنَّا اشْرِكُ مَعَكُمْ فِي الْعَزَاءِ وَاشْفَعُكُمْ فِي الْقِيَامَةِ اور بی بی پاک کے ہاتھ میں رومال ہوتا ہے اُس سے آپ غم حسینؑ میں رونے والوں کے آنسو پونچھ کر بکمال شفقت فرماتے ہیں کہ آپ لوگ کس قدر خوش نصیب ہیں اے ہمارے ماننے والو! تم ایسے میرے غریب بیٹے پر روتے ہو کہ دنیا میں جس کے والدین بھی نہیں ہیں اور میں تمہارے ساتھ اس کے غم میں رونے اور ماتم کرنے میں شریک ہوں اور قیامت کے روز میں تم مومنوں کی شفاعت کروں گی۔

رکھے؟ سر سے چادر اتار لی اور ہاتھوں میں زنجیر و رسن باندھ کر بے پلان اونٹوں پر شہر بہ شہر، قریہ بہ قریہ پھرایا۔

وہ بچے کہ جن کو امام عالی مقام گرم ہوا سے بچانے کی تاکید فرما رہے تھے ان کو بھی ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ حملہ نے اصغرؑ کے گلوئے نازک پر تیر مارا کہ وہ معصوم امام کی گود میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ گیا۔ عبداللہ بن حسنؑ کے پہلے تو ظالموں نے ہاتھ کاٹ ڈالے وہ معصوم دوڑ کر جناب امام حسینؑ سے لپٹ گیا اور حضرتؑ نے اس معصوم بچے کو چھاتی سے لگا کر فرمایا یَا بُنَّ اَحْمَرَ اَصْبِرْ عَلٰی مَا نَزَلَ بِكَ اے فرزند برادر صبر کر حضرت اے سینے سے لگائے دلاسا دے رہے تھے اِذْ رَمَاهُ اللَّعِينُ بِسَهْمٍ فَذَبَحَهُ فِیْ حَجْرِهِ کہ حملہ ملعون نے ایک تیر مارا جو عبداللہ کے گلے کے پار ہو گیا۔ وہ شہزادہ بھی امام عالی مقام کی گود میں شہید ہوا۔ الغرض جب امام علیہ السلام ذوالجناح پر سوار ہوئے اور سب عزیز اپنی اپنی سوار یوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو پورے گھر میں کہرام مچ گیا۔ مدینہ کے در و دیوار ہلنے لگے۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے قیامت برپا ہونے والی ہے۔

فَلَمَّا ارَادَ الْمَسِيرَ تَبِعَتْهُ فَاطِمَةُ الصُّغْرٰی اِلٰی ظَاهِرِ الْمَدِیْنَةِ جب امام حسینؑ روانہ ہوئے تو فاطمہ صغریٰ ضعف و ناتوانی کے باوجود عصا تھام کر گھر سے جناب امام حسینؑ کے پیچھے پیچھے نکلی لیکن تپ کی شدت سے غش آ جاتا تھا۔ ناطاقتی سے پاؤں لڑکھڑا جاتے تھے۔ دو قدم چلتی تھی پھر بیٹھ جاتی تھی لیکن قافلہ کے پیچھے پیچھے روتی ہوئی کنارہ شہر تک گئی فَقِيلَ یَا بُنَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاطِمَةُ تَجْنِیْ خَلْفَکَ بِاَکِیَّةٍ وَتَقُوْلُ لَا اَفَارِقُ اَبِیْ کُمَ کی وادیوں میں کسی نے جناب امام حسینؑ سے عرض کی کہ مولا فاطمہ صغریٰ گھر واپس نہیں جاتی اور آپ کے پیچھے چل کر آ رہی ہے ہر

تو یقین ہے کہ مجھے جلد شفاء ہوگی اگر میں آپ کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے مر بھی گئی تو یہ مرنا مجھے منظور ہے۔ بابا جان میں آپ کے بغیر کس طرح زندہ رہ سکتی ہوں؟ پھر آپ کے ساتھ جو لوگ یا بچے جا رہے ہیں ان کے بغیر تو میں ایک پل بھی نہیں رہ سکتی۔ میرا جی یہاں پر کس طرح اور کیسے لگے گا۔ میں اپنا دل کس سے بہلاؤں گی۔ اپنی عزیز ترین بیٹی کی باتیں سن کر امام عالی مقام کافی دیر تک روتے رہے۔ شہزادی کے سر پر بوسہ دے کر فرمایا آہ میری بیٹی تیرا غریب ویکس بابا کیا کرے آخر مجھے یہاں سے جانا تو ہے۔ یہ سفر شہادت کا سفر میری قسمت میں ضرور لکھا ہے فَأَمَرَ الْعَبَّاسَ بِتَجْهِیْزِ الْاُمُوْر پھر امام علیہ السلام نے اپنے برادر حق شناس عباسؑ کو حکم دیا کہ اونٹوں پر محملیں کسواؤ اور اہلبیتؑ کو سوار کرو اور باقی سامان سفر بھی تیار کرو۔ آج ہم نے مدینہ سے کوچ کرنا ہے۔ عباسؑ بھی معصوم بچوں کو سوار کرتے وقت ان کا خاص خیال رکھنا ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ ان کے لیے گرمی سے بچاؤ کے لیے خصوصی انتظام کرنا خاص طور پر امام حسنؑ کا بیٹا عبداللہ زین العابدینؑ کا بیٹا محمد باقرؑ ہے میری پیاری بیٹی سکینتہؑ ہے میرا لال علی اصغرؑ بھی ہے جناب مسلمؑ کے صاحبزادے یہ سب بہت چھوٹے ہیں۔ پھر میری محترم بہن زینبؑ کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ کجاوے پر سوار کرنا ان کی خدمت گزاری اور پردہ داری کا حد سے زیادہ خیال رکھنا کہ وہ خاتون محشر کی بیٹی ہیں شہزادی کو نین میری الفت میں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سفر کی صعوبتیں جھیلنے کے لیے میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ انھوں نے تو میرے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ میرے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ افسوس افسوس! امام حسینؑ کو تو اپنی بہن کے پردے کا اس قدر احساس و خیال تھا لیکن کوفیوں نے اس معظمہ بی بی کے ساتھ کیسے کیسے سلوک روا

يَذِيهِ وَحَرَكَ شَفْتَيْهِ بِاللُّغَاءِ پس جب حضرت امام حسینؑ نے اپنی بیٹی کی حد سے زیادہ پریشانی کو دیکھا تو بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مضطرب ہو کر آسمان کی طرف دیکھا اور دونوں ہاتھ قبلہ کی طرف اٹھائے اور لب ہائے مبارک کو جنبش دے کر کہا پروردگار! تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے کہ میں اور میرے عزیز اور جانثار ساتھی سرزمین عراق پر بھوکے پیاسے گوسفند کی مانند ذبح ہوں گے اور میرے کچھ عزیز اور میرے اہلیت اسیر ہو کر شہر بہ شہر پھرتے رہ جائیں گے پھر وہ طوق و سلاسل مسلسل پہنے ہوئے زندان میں قید ہوں گے اور ایک میری انتہائی پیاری بیٹی فاطمہ صغریٰؑ درد فراق سے وطن میں رو رو کر مر جائے گی۔ خداوند! میری اس بیمار بیٹی کو صبر عطا فرما اور گھر میں اس کے دل کو سکون ملے۔

دعا کے بعد حضرت گھوڑے سے اترے فاطمہ صغریٰؑ کو پیار کیا، اپنے گلے سے لگایا اور دلاسا دے کر فرمایا يَا فَاطِمَةُ اِذْهَبِي اِلَى دَارِكِ فَاطِمَةُؑ تو گھر چلی جا تو بیمار ہے اس لیے میں تجھ کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا فَاذَا وَصَلْتُ اِلَى الْعِرَاقِ اَرْسَلُ اِلَيْكَ اَخَاكَ عَلِيَّ بْنَ الْاَكْبَرِ اَوْ عَمَّكَ الْعَبَّاسَ جس وقت میں عراق کی سرزمین میں پہنچوں گا۔ تو انشاء اللہ تیرے بھائی علی اکبرؑ یا چچا عباسؑ کو بھیج کر تجھے وطن سے بلا بھیجوں گا۔ اے فاطمہؑ جب تو تندرست ہو جائے تو مجھے لکھنا کہ مجھے سکون ملے گا۔ غرض امام علیہ السلام تسلی کے کلمات فرما کر سوار ہوئے شتر بانوں نے مہاریں کھنچیں۔ اونٹ روانہ ہوئے۔ فاطمہؑ کو یقین ہو گیا کہ میں تنہا رہ گئی اور ماں بہنیں پھوپھیاں کجاووں میں روتی جا رہی ہیں صبر نہ کر سکی تڑپ کر سرزمین پر مارنے لگی اور پکار کر کہا يَا اَبَاهُ يَا اَخَاهُ قَفُّوا سَاعَةً لِلضَّعِيفَةِ الْغَلِيلَةِ يَا بِيَا عَلِيَّ اکبرؑ تھوڑی دیر کے لیے رک جاؤ فاطمہ دوبارہ آپ لوگوں کی زیارت کر لے

چند سمجھاتے ہیں وہ نہیں مانتی اور کہتی ہے کہ میں بابا کے ساتھ جاؤں گی فَكَيْفَ الْحُسَيْنُؑ اپنی بیٹی کی اداسی اور پریشان حالی کو دیکھ کر امام علیہ السلام بہت زیادہ روئے اور تمام پردہ دار بہت روئے امام حسینؑ نے جناب عباسؑ و جناب علی اکبرؑ سے فرمایا کہ جاؤ میری پیاری بیٹی صغریٰؑ کو میرے پاس لے آؤ۔ عباسؑ و علی اکبرؑ گئے اور بیمار کو گلے سے لگا کر بہت روئے۔ اور کہا صغریٰؑ چلو آپ کے بابا بلا تے ہیں فَسَرَتْ بِذَلِكَ سُرُورًا عَظِيمًا یہ سن کر صغریٰؑ کا دل بہت خوش ہوا گویا بی بی تندرست ہو گئی ہیں بار بار پوچھتی تھی کہ کیا بابا جان کو میری جدائی کا دکھ ہوا مجھے بھی ساتھ لے چلیں گے۔ یہ کہتی ہوئی آنسو پونچھتی ہوئی جلد جلد قدم اٹھاتی ہوئی چل رہی تھیں آہ جب صغریٰؑ امامؑ کے سامنے آئیں تو امامؑ بلند آواز کے ساتھ رونے لگے اور فاطمہ صغریٰؑ بھی دھاڑیں مار کر رو رہی تھیں۔ وَتَعَلَّقَتْ بِأَذْيَالِهِ وَقَالَتْ يَا اَبِي كَيْفَ بَعْدَكُمْ اَرَى مَنَازِلَكُمْ خَالِيَةً وَلَمْ يَرَفِ فِيهَا اَنِيْسٌ بِي بے قرار ہو کر اپنے بابا کے دامن سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں بابا جان! بیمار کے دل کو کیونکر صبر آئے گا جب آپ کے چلے جانے کے بعد خالی اجڑا ہوا۔ گھر نظر آئے گا آپ کی عبادت گاہ خالی پڑی ہوگی ان کمروں میں میرا کوئی انیس و شفیق نظر نہ آئے گا نہ ماں ہوگی کہ بیمار کی خدمت کرے نہ پھوپھی ہوگی کہ میری تیمارداری کرے بابا جان یقین جانیے میں آپ کے فراق اور آپ کی جدائی کے غم میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گی بابا مجھے علی اصغرؑ کی جدائی سب سے زیادہ مار ڈالے گی اور وہ بھی مجھ سے بہت زیادہ مانوس ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ میرا اصغرؑ میری جدائی کی وجہ سے بیمار ہو جائے۔

فَلَمَّا رَاَهَا الْحُسَيْنُ فِي اَسْوَى حَالٍ رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَمَدَّ

تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں۔ اصغرؑ بھائی کو میرے پاس رہنے دیں، میں اسے نہیں جانے دوں گی یہ بہت چھوٹا ہے سفر کی سختیوں کو برداشت نہ کر سکے گا۔

فَاجَابَتْهَا النِّسَاءُ يَا فَاطِمَةُ نَاوَلِينَا طِفْلًا فَإِنَّهُ لَا يَصْبِرُ عَلَى فِرَاقِ أُمِّهِ
پس اہل حرم نے کہا اے صغریٰؑ یہ بچہ ہمیں دے دیں کہ یہ ماں کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار سکے گا صغریٰؑ نے کہا میں اس کی ماں سے زیادہ خدمت کروں گی۔ اس کے گہوارہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوں گی اور رات بھر جاگوں گی۔ یہ میرا مونہں تنہائی ہو گا۔ سب حیران تھے کریں تو کیا کریں جناب ربابؑ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں۔ فاطمہ صغریٰؑ نے اصغرؑ کو سینے سے لگا رکھا تھا۔ کسی کی گود میں نہ دیتی تھیں جب زینبؑ و ام کلثومؑ نے پیار سے سمجھایا تو مجبور ہو کر کہنے لگی بیشک اسے لے جاؤ لیکن زبردستی مجھ سے نہ چھینو۔ آپ میں سے کسی کی بھی گود میں آ جائے وہ لے جائے یہ سن کر ہر ایک بی بی نے اصغرؑ کو لینے کی کوشش کی مگر وہ معصوم منہ پھیر کر بہن کے گلے سے چمٹ جاتا تھا، گویا اس امام زادےؑ کو پتہ تھا کہ پھر صغریٰؑ سے ملاقات نہ ہو گی اور کربلا میں تیر کا کر شہید ہو جاؤں گا۔

الغرض اہلبیتؑ نے کوشش بسیار اور صغریٰؑ کی منت سماجت کرنے کے بعد اصغرؑ کو صغریٰؑ کی گود سے لے لیا اور سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ خدا حافظ..... صغریٰؑ الوداع اپنے پیاروں کا صدمہ جدائی برداشت کرنے والی بی بی..... قسمت ہوئی اور زندگی رہی تو پھر ملیں گے ورنہ قیامت کے روز ملاقات ہو گی۔ بی بی صغریٰؑ اس قدر روئیں کہ غش آ گیا اور زمین پر گر پڑیں۔

فَلَمَّا أَفَاقَتْ مَرَأَتُ أَحَدًا كَانِي دِيرٍ كَعْدَ جَبِّ هَوَشٍ فِي آكِنٍ تَو
دیکھا نہ فوج ہے نہ سردار نہ اکبرؑ ہے نہ علمدارؑ نہ سکینہؑ ہے نہ اصغرؑ نہ چھو پھیاں

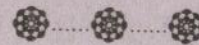
آخر جدا تو ہونا ہی ہے علی اصغرؑ کو پھر پیار کر کے وداع کر لوں امام مظلومؑ نے رو کر فرمایا بھیا عباسؑ! اونٹوں کو بٹھا دو کہیں فاطمہؑ مر نہ جائے۔ جاؤ فاطمہؑ کو لے آؤ تاکہ ایک بار پھر وہ ہم سب سے مل لے آہ جب ساربان اونٹ بٹھانے لگے جناب شہر باتو اور جناب زینبؑ نے خود کو کجاووں سے گرا دیا سب اہل حرم روتے ہوئے اترے ہر ایک فاطمہ صغریٰؑ کو گلے سے لگا کر روتا رہا جب بہنوں کی ملاقات کی باری آئی تو فاطمہؑ دور کر سکیں سے اس بے قراری سے لپٹی اور روئی کہ کسی کو دیکھنے اور ان کے بیان سننے کی تاب نہ تھی۔ حضرتؑ سے بھی دیکھا نہ گیا بلند آواز کے ساتھ روئے اور دور جا کر کھڑے ہوئے آہ..... مولا آج آپ فاطمہؑ اور سکینہؑ کی ملاقات نہ دیکھ سکے۔ جب ان بیٹیوں کے سروں سے چادریں اتار کر انھیں قیدی بنایا جائے گا تو اس وقت آپ کی کیا حالت ہو گی؟ ایک مرتبہ پھر کبرام مچ گیا، ماتم ہوا اور کبھی بہت زیادہ روئے۔ پھر جناب زینبؑ نے صغریٰؑ و سکینہؑ سے کہا بس کرو میری بیٹیو علیؑ! اصغرؑ تمھیں روتا دیکھ کر سہم رہا ہے۔ بس اب نہ روؤ خدا تمھیں صبر دے یہ کہہ کر جدا کیا۔

فَقَالَتْ فَاطِمَةُ اَيْنُونِي يَا حَيُّ الرُّضِيعُ عَلِيُّ بْنُ الْأَصْغَرِ فَاطِمَةُ صَغْرِيؑ نے کہا! میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کو لے آؤ اسے میری گود میں بٹھا دو جب انھوں نے اصغرؑ فاطمہؑ کو دینا چاہا تو اصغرؑ صغریٰؑ کو دیکھ کر مسکرا دیا اور اس کی طرف لپکنے لگا۔ صغریٰؑ بھی بڑے شوق سے دوڑی وَمَدَّتْ يَدَيْهَا وَضَمَّتْهُ اِلَى صَدْرِهَا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر گود میں لے کر اپنے سینے سے لگایا ثُمَّ قَالَتْ لِلنِّسَاءِ اَمْضِينَ سَالِمَاتٍ بِحِفْظِ اللَّهِ وَيَبْقَى اَحْيَى عِنْدِي پھر صغریٰؑ نے اہل حرم سے کہا بسم اللہ! آپ جائیں اور صبح و سلامت منزل مقصود تک پہنچیں۔ میں آپ سب کو اللہ

ہیں نہ ماں، جناب ام سلمیٰؓ ہاتھ پکڑ کر سہارا دے کر بڑی مشکل اور تکلیف کے ساتھ صغریٰ کو گھر لے آئیں۔ آہ۔ جب گھر میں داخل ہوئیں تو تمام گھر خالی نظر آیا تو بے قرار ہو کر کہا:

يَا عَمَّتِي زَيْنَبُ وَاَمَّ كَلْتُوْمٍ وَيَا اَخِي عَلِيُّ نِ الْاَكْبَرُ فِيْ اَيِّ مَكَانٍ اَنْتُمْ. اے پھوپھی زینب! اے پھوپھی ام کلثوم! اے بھائی علی اکبر! اے میرے تمام عزیزو تم سب کہاں چلے گئے ہو؟ اس دکھیا کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ الغرض بی بی فاطمہ صغریٰ شب و روز اپنے پیاروں کو یاد کر کے کبھی روضہ رسولؐ اور کبھی قبر بتولؑ پر رویا کرتی تھیں اور اس انتظار میں تھیں کہ جب بابا عراق پہنچیں گے تو بھائی علی اکبرؑ یا چچا عباسؑ مجھے لینے کو آئیں گے لیکن افسوس کہ روز عاشورہ وہ سب دشمنوں میں گھرے ہوئے ہیں، پانی بند تھا، عباسؑ کے بازو تن سے جدا ہو گئے تھے اکبرؑ کے سینے پر برچھی لگ چکی تھی، اصغرؑ کے گلے پر تیر..... غرضیکہ امام حسینؑ کا سب کچھ تو لٹ چکا تھا اب وہ اپنی بیٹی کو کس طرح عراق میں بلواتے؟ کون بچا ہے جو صغریٰ کو امامؑ سے ملوا دے؟ کوئی بھی تو نہیں رہا اور کچھ دیر بعد امام حسینؑ نے اپنا سر سجدہ میں رکھا اور شمر بن ذی الجوشن نے خنجر سے امام مظلومؑ کا سرتن سے جدا کر لیا اور اَلَا قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بَكْرًا بَلَا۔ بلا کی صدائیں بلند ہوئیں، کائنات کا عظیم ترین امام تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہو گیا۔ سجادؑ، صغریٰؑ، سکینہؑ، یتیم ہو گئے اور مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ کر لے گئے ان سب مظلوموں اور قیدیوں کا صغریٰ کے نام پیغام یہ تھا کہ بی بی اب کسی کا انتظار نہ کرنا..... ہم مجبور تھے ورنہ آپ کو ضرور عراق بلواتے۔

خدا حافظ اے فاطمہ صغریٰؑ!



روایت نمبر



- ★ حضرت امام حسینؑ کے روضہ مبارک کی زیارت کرنے کا ثواب
- ★ جناب عائشہؓ کا تعجب کرنا
- ★ سلیمان اعمش کی ایک روایت، جناب زینبؑ کا پریشان ہونا
- ★ جنات کے بادشاہ کی موت
- ★ مصائب امام حسینؑ پر مبنی چند اور روایات۔



مولانا عابد عسکری

میں میرے جوں میں سے ایک حج لکھے گا۔ جناب عائشہ حیران ہو کر بولیں آپ کے ایک حج کا ثواب ہوگا؟ قال نعم وَحَجَّتَيْنِ حضرت نے فرمایا بلکہ میرے دو جوں کا بی بی حیران ہو کر بولیں دو جوں کا ثواب زائرِ حسین کو ملے گا؟ حضرت نے فرمایا بلکہ چار جوں کا ثواب ہوگا۔ جوں جوں بی بی تعجب کرتی جاتی تھیں حضرت ثواب بڑھاتے جاتے تھے حَتَّى بَلَغَ تِسْعِينَ حَجَّةً مِنْ حَجَّجِهِ بِأَعْمَرِهَا یہاں تک کہ نوے حج تک پہنچے کہ ان کے ساتھ عمرہ بھی بجالائے ہوں۔

سلیمان اعمش نے لکھا ہے کہ میں کوفہ میں رہتا تھا اور ایک شخص میرے پڑوس میں رہتا تھا کہ میں وہاں جا بیٹھتا تھا۔ ایک شب جمعہ کو میں نے اس سے پوچھا مَا تَقُولُ فِي زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ اے شخص تو زیارتِ امام حسین کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

قال هي بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ذي ضلالة سبيله الى النار اس نے کہا وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور جو گمراہ ہے وہ سیدھا جہنم کی طرف جائے گا قال سَلِيمَانُ نَقَمْتُ مِنْ غِنْدِهِ وَاَنَا مُمْتَلِئٌ عَلَيْهِ غَيْظًا سَلِيمَانُ کہتا ہے کہ اس کی بی بیات سن کر میں غصے سے اٹھا اور دل میں عہد کیا کہ کل میں اس سے جناب امام حسین کے فضائل بیان کروں گا فَإِنْ أَصَرَ عَلَيَّ عَلَى الْعِنَادِ فَتَلْتُهُ پس اگر وہ عناد پر مصر رہے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا، چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس کے گھر جا کر دق الباب کیا اور اس کا نام لے کر اسے آواز دی فَإِذَا بَرَزَتْهُ تَقُولُ فَصَدَّ إِلَى زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ کہ اچانک اس کی بیوی بولی کہ وہ تو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو گیا ہے۔ یہ سن کر مجھے بہت حیرانگی ہوئی میں بھی روضہ اقدس کی طرف چل پڑا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ ایک

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ إِلَى السَّمَاءِ مُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ جناب امام جعفر صادق کا ارشاد گرامی ہے کہ جناب سید الشہداء کی قبر سے لے کر آسمان تک ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ ہے کہ ہر صبح و شام فرشتے امام حسین کی زیارت کو حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کسی نے جناب رسول خدا سے پوچھا کہ ایک سال مجھ سے حج رہ گیا ہے اور میں مالدار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ میں اپنا کچھ مال خرچ کر کے حج کا ثواب حاصل کر سکوں؟ حضرت نے فرمایا: اگر کوہِ قبیس سونا ہو جائے اور تو اس کو راہِ خدا میں خرچ کرے تو بھی حج کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن حضرت امام حسین کے رتبہ اور فضیلت کا کیا کہنا کہ اس کو دیکھ کر عقلِ انسانی حیران رہ جاتی ہے۔

ابن قولویہ نے جناب امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ ذَاتَ يَوْمٍ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ يُلَاعِبُهُ وَيُضَاحِكُهُ کہ ایک روز جناب امام حسین اپنے نانا جناب رسول خدا کی گود میں بیٹھے تھے اور آنحضرت اپنے پیارے نواسہ کو کھلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر جناب بی بی عائشہ بولیں یا حضرت آپ اس بچے سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا:

وَكَيْفَ لَا أُحِبُّهُ، وَهُوَ ثَمَرَةٌ فَوَادِي وَقُرَّةٌ عَيْنِي اے عائشہ! میں اسے کیونکر دوست نہ رکھوں یہ میرا میوہ دل اور روشنی چشم ہے اَمَّا اَنْ اُتَمِّتِي سَتَقْتُلُهُ اے عائشہ تو نہیں جانتی کہ میرے اس فرزند کو میری امت شہید کرے گی۔

فَمَنْ زَارَهُ، بَعْدَ وَقَاتِهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ حَجَّةً مِنْ حَجَّجِي پس جو اس کی شہادت کے بعد اس کی ضریح اقدس کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال

خَدِيجَةُ الْكُبْرَى وَفَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَه بولا کہ اس میں جناب خدیجۃ الکبریٰ اور جناب فاطمۃ الزہراء سوار ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وَاِذَا بِرِقَاعٍ تَتَسَاقَطُ مِنَ السَّمَاءِ آسمان سے رقعے گر رہے ہیں فَقُلْتُ مَا هَذِهِ الرِّقَاعُ میں نے پوچھا کہ یہ رقعے کیا ہیں؟ قَالَ فِيهَا اَمَانٌ مِنَ النَّارِ لِزَوَّارِ الْحُسَيْنِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وہ بولا ان رقعوں میں امان لکھی ہوتی ہے ان زائرین امام حسینؑ کے لیے جو شب جمعہ امام مظلومؑ کی صریح اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔

فَطَلَبْتُ مِنْهُ رُقْعَةً میں نے اس سے ایک رقعہ طلب کیا تو اس نے جواب دیا اِنَّكَ تَقُولُ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ بِدْعَةٍ تم ہی تو کہتے تھے کہ زیارت امامؑ بدعت ہے اور اب رقعہ طلب کرتے ہو۔ تم اس شرف کو کبھی حاصل نہیں کر سکو گے حَتَّى تَزُورَ الْحُسَيْنَ تَعْتَقِدُ فَضْلَهُ یہاں تک کہ تم امام حسینؑ کی قبر مبارک کی زیارت کرو اور آپ کے فضائل کا دل میں اعتقاد رکھو۔ میں اس خواب سے چونک کر بیدار ہوا اور وضو کر کے فوراً امام مظلومؑ کی زیارت کے لیے چلا آیا وَاَنَا تَائِبٌ اِلَى اللّٰهِ اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ فَوَاللّٰهِ يَا سَلِيْمَانُ لَا اَفَارِقُ قَبْرَ الْحُسَيْنِ حَتَّى تَفَارِقَ رُوحِي عَنْ جَسَدِي سَلِيْمَانُ! اللہ کی قسم! میں زندگی بھر امام علیہ السلام کی قبر مبارک سے جدا نہ ہوں گا۔

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خداؐ جناب علی مرتضیٰؑ کو اپنے ساتھ لے کر روانہ سفر ہوئے وَبَقِيَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عِنْدَ اُمِّهِمَا لِاَنَّهُمَا صَغِيرَانِ جناب حسنؑ و جناب حسینؑ اپنی کم عمری کے باعث اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہ گئے فَخَرَجَ الْحُسَيْنُ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ دَارِ اُمِّهِ يَمْشِي فِي شَوَارِعِ الْمَدِيْنَةِ ایک روز جناب امام حسینؑ کھیلنے ہوئے گھر سے نکلے اور مدینہ کی گلیوں میں گھومنے

شخص قبر اطہر کے سامنے سجدے میں پڑا ہے۔

وَهُوَ يَدْعُو اللّٰهَ وَيَبْكِي فِي سُجُودِهِ وَيَسْأَلُهُ التَّوْبَةَ وَالْمَغْفِرَةَ اور وہ سجدہ میں رو کر دعا و استغفار کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد اس نے سجدہ سے سر اٹھایا وَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ بِالْأَمْسِ تَقُولُ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ بِدْعَةٌ وَالْيَوْمَ جِئْتُ تَزُورُهُ میں نے کہا اے شیخ! کل شام کو تو تو کہتا تھا کہ زیارت امام حسینؑ بدعت ہے اور اب خود تو زیارت کرنے کے لیے آیا ہے؟ فَقَالَ يَا سَلِيْمَانُ لَا تَلْمِزْنِي وہ بولا اے سلیمان مجھے ملامت نہ کر کہ آج کی رات تک میں اہل بیتؑ کی امامت کا قائل نہ تھا۔ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میرے دل پر سخت خوف طاری ہوا۔ میں نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلًا جَلِيلَ الْقَدْرِ لَا بِالطَّوِيلِ الشَّاهِقِ وَلَا بِالْقَصِيرِ اللّٰحِقِ وہ بولا کہ میں نے ایک جلیل القدر شخص کو دیکھا نہ بہت بلند تھے اور نہ بہت کوتاہ تھے لَا أَقْدِرُ أَنْ أَصِفَ مِنْ عَظَمَةِ جَلَالِهِ وَبَهَائِهِ ان کی عظمت و جلال کو بیان کرنے میں میری زبان قاصر ہے وَبَيْنَ يَدَيْهِ فَارَسٌ وَعَلَى رَأْسِهِ تَاجٌ اور یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہیں اور ان کے سر پر ایک انتہائی خوبصورت تاج سجا ہوا ہے وَالتَّاجُ لَهُ اَرْبَعَةُ اَرْكَانٍ فِي كُلِّ رُكْنٍ جَوْهَرَةٌ تَضِيءُ مِنْ مَسِيرَةِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اور اس تاج کے چار حصے ہیں ہر حصے میں ایک جوہر نصب ہے اس کی روشنی تین دن کی راہ تک پہنچتی ہے۔ میں نے اپنے ایک ملازم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ فَقَالَ هَذَا عَلِيُّ بْنُ الْمُرْتَضَى وہ بولا یہ جناب علی مرتضیٰؑ ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ جلیل القدر شخصیت کون ہیں؟ وہ بولا۔ یہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک ناقہ نور آیا ہے اور اس پر نور کا کجاوہ ہے اور اس میں دو پیہاں تشریف فرما ہیں۔ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذِهِ النَّاقَةُ پھر میں نے پوچھا کہ اس ناقہ پر سوار کون ہیں؟ فَقَالَ

وہمراہ لے کر اپنی شہادت گاہ کی طرف چلا اور امام علیہ السلام کو اپنی آخری منزل اور آنے والے تمام حالات و واقعات کا علم تھا۔ کئی بار آپؑ نے اپنی اور اپنے عزیزوںؑ جانثاروں کی شہادت کے بارے میں اظہار خیال بھی کیا۔

زادُ العاقبت میں جناب سید اظہر علی کربلائی لکھتے ہیں کہ ایک روز سفر کے دوران جناب زینبؓ خاتون اپنے بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا اے فرزند رسول اس سفر میں ہم سب لوگ بہت پریشان ہیں اور جب ہمیں فاطمہ صغریٰؓ کا خیال آتا ہے تو ہم بہت زیادہ اداس و غمگین ہو جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ جائیں اور ایک بار پھر صغریٰؓ کو دیکھ لیں۔ بھیا! صغریٰؓ ہم سب کے غم اور جدائی میں نڈھال ہو چکی ہوگی اس کی اداسی و پریشانی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہوگی۔ نہ جانے اس کے شب و روز کس حال میں گزر رہے ہوں گے؟ وہ ویران گھر کے خالی کمروں کو دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہوگی فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ اسْمَ فَاطِمَةَ الصَّغْرَى دَمَعَتْ عَيْنَاهُ حَتَّى تَسِيلَ عَلَى خَدَّيْهِ جب امام علیہ السلام نے اپنی دکھیری غموں کی ماری ہوئی بیٹی فاطمہ صغریٰؓ کا نام سنا تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اُبل آیا اور آپ بہت زیادہ روئے اور سکنہ کو گلے سے لگا کر کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر فرمایا: اے سکنہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنی پھوپھی زینبؓ و ام کلثومؓ کے ہمراہ بے پلان اونٹوں پر قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پھرائی جائے گی اور شہداء کے سروں کو قیدیوں کے ساتھ انتہائی توہین آمیز انداز میں پھرایا جائے گا اور تو بابا، بابا کہہ کر پکارے گی اور تیری مدد کو کوئی بھی نہیں آئے گا۔ ابھی آپ اپنی بیٹی کے ساتھ دکھ بھری گفتگو کر رہے تھے کہ ہاتف سے ندا آئی ابھی تو آپ نے بہت زیادہ غم برداشت کرنے ہیں اور اسے جگر گوشوں اور ساتھیوں کے لاشے اٹھانے ہیں۔ نہ

پھرنے لگے وَكَانَ عُمُرُهُ 'يَوْمَئِذٍ ثَلَاثَ سِنِينَ اس وقت حضرت کی عمر مبارک تین سال کے لگ بھگ تھی۔

فَوَقَعَ بَيْنَ نَخِيلٍ وَبَسَاتِينِ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَهَ شَهْرَادَهُ مَدِينَهُ كَ بَاغُونَ
میں گھوم پھر رہا تھا فَيَفْرِجُ فِي مَضَارِبَهَا اور وہ ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ پس صالح
بن رقعہ نامی یہودی کا وہاں سے گزر ہوا اور اس کی نظر فرزند رسول پر پڑی۔

فَاَخَذَ الْحُسَيْنُ اِلَى بَيْتِهِ وَاخْفَاهُ عَنْ اُمِّهِ حَتَّى الْعَصْرِ تَوَّاسْتُ خُصْنَ

حضرت کو اٹھا کر اپنے گھر میں عصر تک چھپائے رکھا فَنَزَلَ قَلْبُ فَاطِمَةَ بِاَلْهَمِ
وَالْحُزْنِ عَلٰی وَلَدِهَا جب امام حسین کے گھر آنے میں دیر ہوئی تو جناب فاطمہ کا
دل اپنے حسین کے فراق میں بے چین ہونے لگا اور کبھی بے تاب ہو کر مسجد میں
جاتی تھیں کہ وہاں پر موجود افراد کو حسین کی تلاش میں بھیجوں اور وہ کسی کو نہ پاتی
تھیں تو مجبور ہو کر گھر میں آ جاتی تھیں۔ جوں جوں وقت گزر رہا تھا آپ کی بے
چینی اور پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

فَصَارَتْ تَخْرُجُ إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ سَبْعِينَ مَرَّةً آپ تھوڑے سے وقت میں ستر مرتبہ مسجد کی طرف گئیں اور آئیں۔ مومنین کرام! رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جناب سیدہ کو حسینؑ کا کچھ لحوں کے لیے ہٹنا گوارا نہ تھا۔ حالانکہ آپ جانتی تھیں کہ حسینؑ کو مدینہ میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ اس کے باوجود آپ بہت زیادہ پریشان ہو گئیں۔ بھلا اس وقت جناب سیدہ کی روح کا کیا حال ہوگا؟ جب ان کا شہزادہ ظالموں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا وہ بھی ان دنوں میں جب شدت گرمی سے پرندے بھی اپنے اپنے آشیانے نہ چھوڑتے تھے اور وہ شہزادہ سخت ترین گرمی میں اپنے معصوم بچوں اور پردہ دار خواتین

اہل زمین و آسمان گریہ کرتے ہیں اور میری خاطر پوری کائنات پریشان ہے۔ پھر آہ سرد کھینچ کر فرمایا: اے زمین تو نے امانت کو لے لیا ہے ان کو رہنے کیوں نہیں دیا؟ ناگاہ زمین سے ایک آواز آئی اے فرزند رسول! اگر میں ان کو اپنے دامن میں نہ لیتی تو انسانوں کا وجود ختم ہو جاتا حضرتؑ نے فرمایا اے زمین میری خاطر انھیں باہر لاکھ میں ان سے چند راز پوچھتا ہوں ناگاہ ایک فوج ظاہر ہوئی ان کے سر گرد آلود اور ان کے چہروں پر ماتم کے نشان تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ماتم! تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میں سر زمین کر بلا پر شہید ہو جاؤں گا، تمہیں کس طرح معلوم ہوا ہے کہ ظالموں نے مجھے مدینہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہے؟ تمہیں کس نے بتایا کہ میری اور میرے عزیزوں، ساتھیوں کی شہادت کے بعد میرے پردہ داروں کو قید کر کے کوفہ و شام کی طرف لے جایا جائے گا۔

وَقَالُوا يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ جَاءَ نَا يَوْمًا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَجَمَعْنَا وَأَقَامَ مَجْلِسًا لِعَزَاءِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَصَعَدَ الْمِنْبَرُ وَخَطَبَ خُطْبَةً بِالْفَصَاحَةِ وَالْبَلَاغَةِ اور عرض کی اے فرزند رسول! ایک روز جناب علی مرتضیٰؑ کا یہاں سے گزر ہوا اور آپؑ نے تمام قوم جنات کو اکٹھا کیا اور مجلس حسن و حسینؑ برپا کی اور منبر پر تشریف لائے اور ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اِذْ جَاءَ الْاَنْبِيَاءُ كَادَمٌ وَشِيثٌ وَنُوحٌ وَاِبْرَاهِيْمُ وَمُوسٰى وَعِيسٰى وَمُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اچانک انبیاء کرام مانند آدَمؑ و شِيثؑ و نُوحؑ و ابراهيمؑ و موسىؑ و عيسىؑ اور حضرت محمد مصطفیٰؑ تشریف لائے اور انہوں نے اس قدر گریہ کیا کہ زمین ہلنے لگی اور چند روز تک کسی ذی حیات کو ہوش نہ رہا۔

فَجَاءَ الْمَلِكُ يَابُو يَقُ الْجَنْبَةِ پس ایک فرشتہ آفتابہ جنت لے کر آیا اور

جانے کتنے مصائب ابھی آپؑ نے برداشت کرنے ہیں ابھی منزل امتحان باقی ہے۔ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ ذَلِكَ بَكَى جب جناب امام حسینؑ نے یہ آواز سنی تو بہت روئے۔ فرشتوں نے کہا کہ ہم جناب سید الشہداء امام حسینؑ علیہ السلام کے ماتم! عزادار ہیں۔ یہ سن کر آپؑ چند قدم آگے چلے فَرَى بِنُورٍ يَأْتِي مِنْهَا الْبَدَاءُ وَالْحُسَيْنَاهُ وَاحْسَيْنَاهُ تو آپؑ کی نظر ایک کنواں پر پڑی اس میں سے بھی رونے کی آواز آرہی تھی یا حسینؑ یا حسینؑ کی صدا میں بلند ہو رہی تھیں فَنَزَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ قَرْسِهِ وَدَخَلَ فِيهَا چنانچہ حضرت گھوڑے سے اتر کر کنویں میں داخل ہوئے رَى مَلِكًا جَالِسًا عَلَى السَّرِيرِ وَيَبْكِي آپؑ نے ایک بادشاہ کو دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہیں اور اس کے ارد گرد کافی لوگ رو رہے ہیں اور ماتم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں افسوس کہ ظالموں نے ہمارے مرشد و آقاؑ کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو عارت کرے کہ جنھوں نے خاندان رسالتؑ کو طرح طرح کی پریشانیوں، مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کیا ہے۔ جب حضرتؑ وہاں پہنچے تو اس بادشاہ کی نظر امام حسینؑ پر پڑی۔

سَقَطَ عَنْ سَرِيرِهِ وَوَضَعَ رَاسَهُ عَلَى الْحَجَرِ وَاسْتَرْجَعَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَمَاتَ پس حضرت کو دیکھتے ہی وہ اپنے تخت سے گر پڑا اور اپنا سر ایک پتھر پر رکھا اور تین مرتبہ زبان سے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اس کی روح پرواز کر گئی اور اس کا تخت بوسیدہ لکڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور زمین شگافہ ہوئی اور وہ تمام فوج اس میں سا گئی۔ جناب امام حسینؑ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر نہایت پریشان ہو کر فرمانے لگے کہ افسوس میں ایسا غریب و مصیبت زدہ ہوں کہ مجھ پر تمام

السَّمَاءِ پس لوگو گریہ کرو اس مظلوم پر جس پر زمین میں جنات اور آسمان پر فرشتے گریہ کرتے ہیں۔ وَأَبْكُوا عَلَى مَنْ ذُبِحَ فُطَيْمُهُ، وَقُطِعَ كَرِيمُهُ، رُوِيَ اس مظلوم پر جس کا شیر خوار بچہ تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا گیا اور ان کے خشک گلے کی نازک رگوں کو تند خنجر سے کاٹا گیا اور اس وقت کسی نے بھی اس مظلوم کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا۔

وَأَبْكُوا عَلَى مَنْ تَعْلُوهُ الطُّغَاةُ بَبَا تَرَهَا وَتَطْنُوهُ النُّحُولُ بِجَوَافِهَا رُوِيَ اس بیکس کو جس پر ظالم تیروں اور تلواروں کے ذریعہ حملہ کرتے تھے اور اس کے جسم پر گھوڑے دوڑاتے تھے اور ان پر کسی نے بھی رحم نہ کیا۔

وَأَبْكُوا عَلَى مَنْ رَأَسُهُ عَلَى السِّنَانِ يُهْلِدِي رُوِيَ اور ماتم کرو اس مظلوم امام پر کہ جس کو رسول خداؐ اپنی پشت مبارک پر بٹھاتے تھے۔ لیکن یزیدیوں نے اس کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا۔ اس کی لاش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا گیا اور پھر اس کے سر اقدس کو کاٹ کر نیزے پر بلند کر کے یزید کے پاس ہدیہ کے طور پر لے گئے اور یزید ملعون چھڑی کے ذریعہ آپ کے لب ہائے مبارک کو اکھولتا تھا۔

خدا جانے اس وقت آپ کی بہنوں بیٹیوں اور بیٹے سجادؑ اور دوسرے قیدیوں پر کیا گزری ہوگی۔ اتنا بڑا ظلم اس قدر بیکسی و مجبوری پھر یزید ملعون تو نہیں کرے شہید امام کے سر اقدس کی؟



سب پر پانی چھڑکا تو سب ہوش میں آئے اور رونے لگے۔ اس وقت جناب امیرؑ نے ہمارے بادشاہ کو ایک رومال عنایت کیا اور فرمایا جس روز میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا تو یہ رومال سرخ ہو جائے گا اس وقت سمجھ لینا کہ گلشن زہراؑ اجڑ گیا ہے تم سب جمع ہو کر میرے حسینؑ کی بیکسی پر رونا اور گریہ و زاری کرنا اور حسینؑ پر رونے کا بہت زیادہ اجر ہے یہ وہ اجر ہے جو حضور پاکؐ اپنے دست مبارک سے گریہ کرنے والوں کو عطا فرمائیں گے۔ آقا جب سے آپ نے مدینہ سے ہجرت کی ہے زمین سے لے کر آسمان تک ہمیں فرشتوں کے رونے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ہم سب جنات بھی مسلسل آپ کی عزاداری میں ہیں۔ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ بَكِي بُكَاءُ شَدِيدًا جب حضرتؑ نے یہ حال سنا تو بہت شدت سے رونے اور بادشاہ جنات کی لاش پر آئے اور فرمایا اے بزرگ قوم تو کتنا خوش نصیب ہے۔

واقعتاً تو نے بہت بڑا رتبہ حاصل کیا ہے۔ تو نے جان دے کر سلطنت عقی حاصل کی ہے اور ہماری محبت و دوستی پر اپنی جان بچھا کر دی ہے۔ امام علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اس کے لیے قبر تیار کی اور اس کے غسل و کفن کا اہتمام کیا اور پھر نماز جنازہ پڑھ کر اس کو اپنے دست مبارک سے سپرد خاک کیا اور ان سب کو روتا ہوا چھوڑ کر کنوئیں سے باہر تشریف لے آئے اور جناب زینبؑ و ام کلثومؑ سے سارا ماجرا بیان کیا یہ سن کر سب اہلیتؑ رونے لگے اور ان کے لئے دعائے خیر و مغفرت کی۔

مومنین کرام ذرا سوچئے تو سہی کہ جنات تو رو کر امام حسینؑ کی خاطر اپنی جان قربان کر دیں لیکن افسوس کہ انسانوں اور حضورؑ کے امتیوں نے آپ کی آل پاک کے ساتھ کیسا سلوک روا رکھا؟ اس لیے ضروری ہے کہ اہلیت اطہارؑ کی مظلومیت پر جی بھر کر گریہ و ماتم کیا جائے اور ان کے فضائل و مصائب کو بار بار بیان کیا جائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی حتی الامکان بھرپور کوشش کی جائے۔

فَأَبْكُوا عَلَى مَنْ نَاحَ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ فِي الْأَرْضِ وَالْمَلَائِكَةُ عَلَى

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ شَيْعَتَنَا لَقَدْ شَارَكُونَا فِي الْمُصِيبَةِ بَطُولِ الْحُزْنِ وَالْحُسْرَةِ عَلَى مُصَابِ جَدِّي الْحُسَيْنِ حَضْرَتِ
امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا رحم کرے ہمارے موئین پر کہ انھوں نے میرے
جد امجد حضرت امام حسینؑ کی یاد میں ان کے ذکر مصائب اور ماتم کو طول دے کر
ہمارے ساتھ بہت بڑا تعاون کیا ہے یعنی امام حسینؑ کا ذکر، مجلس، مصائب اور ماتم
موئین ہی کی وجہ سے قیامت تک قائم رہے گا جس طرح ہم اہلبیتؑ امام عالی مقامؑ
کو یاد کر کے روتے ہیں۔

وَقَالَ مَنْ ذِكْرُنَا عِنْدَهُ، فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ مِثْلَ جَنَاحِ
الْبَعُوضَةِ اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جس شخص کے سامنے ہمارے
مصائب بیان ہوں اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑیں، خواہ وہ چھڑ کے پر کے
برابر ہی کیوں نہ ہو۔

غَفَرَ اللَّهُ لَهُ، ذَنْبُوهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زُبْدِ الْبَحْرِ اللَّهُ تَعَالَى اس کے
گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ دریا کی مانند کیوں نہ ہوں۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے قَالَ عَلِيٌّ لِرَسُولِ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُحِبُّ عَقِيلًا
ایک دن جناب امیرؓ نے جناب رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کی کہ آقا آپ عقیل
کو دوست رکھتے ہیں قَالَ إِي وَاللَّهِ لَا حُبَّهُ بِحُبِّينِ حُبًّا لَهُ، وَحُبًّا لِحُبِّ أَبِي طَالِبٍ
حضرتؓ نے فرمایا واللہ میں عقیل سے دو محبتوں کی وجہ سے دوستی رکھتا ہوں ایک محبت
تو اس کی ہے اور دوسری محبت اپنے محترم چچا جان جناب ابو طالبؑ کی وجہ سے ہے
پھر فرمایا وَإِنَّ وَلَدَهُ، مَقْتُولٌ فِي مُحَبَّةٍ وَلَدِكَ اور عقیلؑ کا بیٹا مسلمؑ، آپؐ کے
بیٹے حسینؑ کی محبت میں شہید کر دیا جائے گا۔ جب آپؐ کا فرزند حسینؑ ظالموں کے

روایت نمبر



- ★ حضرت امام حسینؑ پر رونے کا ثواب
- ★ اور جناب مسلمؑ کا کوفہ کی طرف سفر کرنا
- ★ اور پھر شہادت جناب مسلم بن عقیلؑ۔



مولانا عابد عسکری

عَلَى مُجَنَّدٍ وَالسَّلَامُ پس حمد و صلوة کے بعد ہمارے صحرا و بیابان نہایت سرسبز و شاداب ہیں اور درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہیں چنانچہ آپ ہماری طرف تشریف لائے کہ ایک بہت بڑا لشکر آپ کی مدد کے لیے تیار کھڑا ہے اور ہم شب و روز آپ ہی کا انتظار کر رہے ہیں لیکن ان بے وفا اور دھوکہ باز کوفیوں نے کیے گئے تمام وعدوں کا پاس بالکل نہ کیا۔ یہاں تک کہ فرزند ساقی کوثر پر پانی بھی بند کر دیا اور ان کے عزیزوں اور ساتھیوں پر بے تحاشا مظالم ڈھا کر ان کو بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا، مورخ کہتا ہے کہ جناب امام حسینؑ جب زخموں سے چور ہو کر گرم ریت پر بیٹھ گئے تو فرمایا اے ظالمو سنگدل لوگو! اب تو میں تم سے لڑنے کے قابل بھی نہ رہا اب تو پانی دے دو کہ میں تمہارے پیغمبر کا نواسا ہوں۔ امام علیہ السلام آخر تک پانی کا سوال اس لیے کرتے رہے کہ کل روز قیامت کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ آپؑ نے ان سے اتمام حجت نہ کی تھی۔

ناگاہ عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ جو شخص امام حسینؑ کا سر میرے پاس لائے گا تو میں اس کو بہت زیادہ انعام دوں گا فَبَتَدَاءَ بِقَتْلِهِ اَرْبَعُونَ یہ سن کر چالیس فوجی دوڑے ہر ایک چاہتا تھا کہ رسول خداؐ کے فرزند اور مہمان کر بلا کا سر کاٹ کر امیر لشکر کے سامنے پیش کرے فَأَوَّلُ مَنْ نَزَلَ اِلَيْهِ لِيَذْبَحَهُ شَيْثُ بْنُ رَبِيعٍ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ پس سب سے پہلے جو بد بخت تلوار کھینچ کر گھوڑے سے اترا کہ امام علیہ السلام کو شہید کرے وہ شیت بن ربیع ملعون تھا کہ جس نے حضرتؑ کو یہ لکھا تھا کہ جنگل سرسبز ہیں اور میوے تیار ہیں اور ایک کثیر فوج آپ کی نصرت کے لیے موجود ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام علیہ السلام کے پاس کوفیوں کے خطوط کا ڈھیر لگ گیا تو فَارْسَلِ الْحُسَيْنُ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ اِلَى الْكُوفَةِ تو حضرت امام حسینؑ نے اپنے چچا

ہاتھوں مجبور ہو کر پردیس جائے گا تو اس پر سب سے پہلے مسلم بن عقیلؑ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے گا۔ فَتَدْمَعُ عَلَيْهِ غَيُّونُ الْمُؤْمِنِينَ پس جناب مسلمؑ کی مظلومیت کو یاد کر کے مومنین کی آنکھیں آنسو بہائیں گی۔

وَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ اور فرشتے جناب مسلمؑ پر درود بھیجیں گے۔ ثُمَّ بَكَى رَسُولُ اللّٰهِ حَتَّى جَرَتْ دُمُوعُهُ، عَلَى صَدْرِهِ پھر جناب رسول خداؐ کے منہ سے آنسو جاری ہوئے کہ اس شدت سے روئے کہ آنسو ریش مبارک سے سینہ اقدس پر ٹپکنے لگے اور پھر فرمایا اِلَى اللّٰهِ اَشْكُوا مَا تُلْقَى عِزَّتِي مِنْ بَعْدِي میں اس مصیبت کی خدا سے شکایت کرتا ہوں جو میرے بعد میری عزت کو پہنچے گی مومنین کرام!

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جناب مسلم بن عقیلؑ کتنا بلند درجہ رکھتے ہیں کیا مقام ہے سفیر حسینؑ کا کہ جن پر فرشتے درود بھیجیں اور جناب رسول خداؐ ان کے مصائب کو یاد کر کے گریہ فرمائیں۔ مومنین کو اس جلیل القدر شہزادے کی مظلومیت کو یاد کر کے گریہ کرنا چاہیے اور ماتم بھی جناب مسلمؑ کی شہادت پر جو واقعہ کر بلا کا دیباچہ ہے۔ روایات میں ہے کہ جناب امام حسینؑ مدینہ سے ہجرت کر کے تین شعبان کو مکہ معظمہ میں پہنچے تو کوفیوں نے امام علیہ السلام کے نام بہت زیادہ خطوط ارسال کیے جن کا مضمون یہ تھا۔

لَيْسَ عَلَيْنَا اِمَامٌ فَاَقْبِلْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ مَوْلَا هُمْ امام اور پیشوا نہیں رکھتے ہیں آپ جلد تشریف لائیے شاید خدا حق کو ہمارے ہاتھ پر جاری کرے۔ شیت بن ربیع وغیرہ نے جو درخواست امامؑ کے نام لکھی تھی اس کا مضمون یہ تھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ اخْضَرَ الْحِجَابُ وَانْبَعَثَ الْقِمَارُ فَاَقْدِمْ عَلَيْنَا جُنْدٌ

جناب مسلمؑ نے یہ خبر سنی تو بہت پریشان ہوئے اور ہانی کے گھر میں پناہ گزین ہوئے ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر شہید کر دیا۔ ہانی کی شہادت کے بعد جناب مسلمؑ تنہا رہ گئے آپ کوفہ کی گلیوں میں حیران و سرگرداں پھرنے لگے یہاں تک کہ آپؑ طوعہ کے گھر پہنچے اور اس پر سلام کیا وَقَالَ يَا أَمَّةَ اللَّهِ اسْقِي الْمَاءَ فَسَقْتُهُ اور فرمایا اے کنیز خدا مجھے تھوڑا سا پانی پلا دیجئے، فَمَكَّتْ سَاعَةً آپؑ کچھ دیر کے لیے وہاں رک گئے فَقَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ قُمْ إِلَى مَنْزِلِكَ غَرِيبَ الْوَطَنِ بھی کیا بری چیز ہے خدا کسی کو غریب الوطن نہ کرے طوعہ نے کہا اے بندہ خدا! آپؑ یہاں سے چلے جائیں کہ شہر کی فضا بہت زیادہ خراب ہے۔ فَقَالَ مَالِي فِي هَذَا الْمَصْرِ مَنْزِلٌ وَعَشِيرَةٌ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اماں! میرا اس شہر میں کوئی گھر نہیں ہے میں غریب الوطن ہوں میرا نہ کوئی عزیز ہے نہ میرا کوئی مددگار ہے، فَهَلْ لَكَ فِي أَجْرٍ مَعْرُوفٍ وَلَعَلَّ رَسُولَ اللَّهِ يُكَافِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ اے ماں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آج کی رات مجھے اپنے گھر میں جگہ دے دیں؟ کل روز قیامت جناب رسول خداؐ آپؐ کو بہشت میں جگہ دیں گے وہ نیک و دیندار خاتون حیران ہو کر بولیں کہ آپؐ کون ہیں؟ اور آپؐ کا نام کیا ہے؟

قَالَ أَنَا مُسْلِمٌ بْنُ عَقِيلٍ حضرت بولے اے طوعہ میں مسلم بن عقیلؑ ہوں اس پردیس میں میرا کوئی غمخوار اور ساتھی نہیں ہے۔ فَادْخَلَتْهُ الدَّارَ وَأَفْرَشَتْ لَهُ جب اس نے نام سنا تو حضرت کو گھر میں لے گئی اور ایک کمرہ میں بستر بچھا دیا وَعَرَضَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْمَأْكُولِ وَهَ خَاتُونُ جَنَابِ مُسْلِمٍ کے لئے بیٹے آب و طعام لے آئی فَأَبَى عَنْ ذَلِكَ لِمَا بِهِ مِنَ الْإِلَمِ حضرت نے دکھ اور پریشانی کی وجہ سے کچھ نہ کھایا نہ پیا اور فرمایا کسی چیز کی طلب نہیں ہے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ طوعہ کا

زاد بھائی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا وَكَانَ مِثْلَ الْأَسَدِ اور جناب مسلمؑ شجاعت میں ایک طاقتور شیر کی مانند تھے اور آپؑ میں اس قدر زور تھا کہ آپؑ ایک بڑے پہلوان کو زمین سے اٹھا کر مکان کی چھت پر پھینک دیتے تھے۔

فَاجْتَمَعُوا عَلَيْهِ وَبَايَعُوهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلْفَ رَجُلٍ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کوفہ میں پہنچے تو اسی دن اٹھارہ ہزار افراد نے ان کی بیعت کی فَكَتَبَ مُسْلِمٌ إِلَى الْخُسَيْنِ كِتَابًا بِمُبَايَعَةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَبِالْفُتُوحِ إِلَيْهِمْ بِالْعُجَيْلِ پس جناب مسلمؑ نے جناب امام حسینؑ کی طرف لکھا کہ جس میں اہل کوفہ کی بیعت کے بارے میں حضرت کو اطلاع دی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپؑ جلد تشریف لے آئیے۔

ثُمَّ كَتَبَ عَبْدُ اللَّهِ الْخَضْرَمِيُّ ذَلِكَ الْحَالَ إِلَى يَزِيدَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ ادھر عبداللہ خضرمی نے یہ ماجرہ یزید کو لکھا اور یزید نے ابن زیاد کو لکھا کہ تو جلدی کوفہ جاؤ لَا تَدْعُ مِنْ نَسْلِ عَلِيٍّ إِلَّا أَقْتُلْهُ اور اولاد علیؑ سے ایک فرد کو بھی زندہ نہ چھوڑنا پس جب ابن زیاد کوفہ میں آیا اور لوگوں کو جمع کر کے منبر پر بیٹھ کر انتہائی جوشیلے انداز میں تقریر کی اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا کہ جس نے بھی حسینؑ ابن علیؑ کا ساتھ دیا اس کو انتہائی ذلت کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آیا۔

وَجَعَلَ النَّاسَ يَنْظُرُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ وَيَقُولُونَ مَا لَنَا لِلدُّخُولِ بَيْنَ السَّلَاطِينِ حَاضِرِينَ مَجْلِسٍ! یزید کے خوف کی وجہ سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور بولے ہمیں حکمرانوں کے کاموں میں دخل اندازی کا کوئی حق نہیں ہے حکمران جانیں اور ان کا کام جانے۔

فَقَضُوا بَيْعَةَ الْخُسَيْنِ پس ان لوگوں نے بیعت حسینؑ کو توڑ ڈالا جب

آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں۔

فَلَيْسَ دِرْعُهُ، وَسَدُّ وَسَطُهُ پِسِ حضرت نے زرہ پہن کر باندھی اور مسلح ہوئے فَصَالَتْ مَالِيَّ ارَكَ تَهَيَّاتِ لِلْمَوْتِ یہ دیکھ کر طوع نے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے موت کے لیے تیاری کر لی ہے حضرت نے فرمایا! اماں یہ لوگ صرف اور صرف میرے قتل کے لیے آئے ہیں۔ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّهْجُمُوْنَ عَلَيَّ فِي الدَّارِ مجھے خدشہ ہے کہ ابن زیاد کے سپاہی گھر میں گھس آئیں اور مجھ پر حملہ کر دیں اس وقت مجھے لڑنے کی بھی جگہ نہیں ملے گی۔

اس سے حضرت کی مراد یہ تھی کہ اس تنگ جگہ پر وہ تو چوری چھپے حملہ کر لیں گے لیکن مجھے لڑنے کا موقع نہ ملے گا۔ آپ نے یہ جملہ کسی خوف اور ڈر کی وجہ سے نہیں فرمایا بلکہ ایک لحاظ سے آپ افسوس کر رہے تھے کہ کاش عقیل کے شیر کو جنگ کا موقع دیا جاتا تو دنیا دیکھتی کہ شجاعت اور بہادری کیا چیز ہے؟

ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الْبَابِ فَفَتَحَهُ، وَخَرَجَ اِلَى الْقَوْمِ پھر جناب مسلم دروازہ کھول کر ان بزدل سپاہیوں پر حملہ آور ہوئے فَقَاتَلَهُمْ قِتَالًا عَظِيمًا پس آپ خوب لڑے اور کشتوں کے پستے لگا دیے۔

حَتَّى يُقَالَ اِنَّهُ قَتَلَ مِنْهُمْ مِائَةً وَخَمْسِينَ رَجُلًا یہاں تک کہ آپ نے ڈیڑھ سو منافق واصل بہنم کئے جب محمد بن اشعث ملعون نے جناب مسلم کی شجاعت دیکھی تو ابن زیاد سے مزید فوج طلب کی۔ یہ سن کر ابن زیاد نے کہا۔

ثَكَلْتُكَ اُمُّكَ رَجُلًا وَاحِدًا يَقْتُلُ مِنْكُمْ هَذَا مَقْتَلَةً عَظِيمَةً تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے ایک شخص نے تمہارے اتنے آدمی مار دیے اور تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ فَكَيْفَ لَوْ اَرْسَلْنَاكَ اِلَيَّ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً يَعْنِي الْحُسَيْنَ

بیٹا گھر میں آیا اور اس نے اپنی ماں کو اس کمرے میں بار بار آتے جاتے دیکھ کر اس کی وجہ پوچھی تو طوع نے اسے جھڑک دیا۔ لیکن وہ اپنی ماں کی منتیں کرنے لگا اور اصرار کیا کہ آپ اس کمرہ میں بار بار کیوں آ جا رہی ہیں؟ طوع بولیں کہ اگر تو مجھ سے وعدہ کرے تو میں تجھے بتا دیتی ہوں جب اس نے اپنی ماں سے پکا وعدہ کیا تو اس بی بی نے کہا کہ جناب مسلم ہمارے گھر میں مہمان ہیں۔ وہ لعین صبح تک خاموش رہا جب صبح ہوئی تو طوع وضو کے لیے پانی لائی اور عرض کی۔

يَا مَوْلَايَ مَا رَأَيْتُكَ اِلَّا وَمَا رَقَدْتُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ مَوْلَا آپ رات بھر جاگتے رہے اس کی وجہ کیا ہے؟ قَالَ اَغْلَمْنِي اِنِّي رَقَدْتُ رَقْدَةً فَرَأَيْتُ عَمِّيْ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ يَقُولُ الْعَجَلُ الْعَجَلُ حضرت نے فرمایا اے طوع! میری آنکھ لگ گئی تھی میں اپنے چچا جان جناب امیر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں اے مسلم! جلدی آ جاؤ کہ میں تمہارا منتظر ہوں وَمَا هَذَا اِلَّا اَخِرُ اَيَّامِي مِنَ الدُّنْيَا اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے اور میں آج شہید ہوں گا۔ اس کے بعد جناب مسلم عبادت الہی میں مشغول ہو گئے ادھر طوع کا ملعون بیٹا جلدی سے ابن زیاد کے پاس آیا اور اسے جناب مسلم کی خبر دی وہ لعین بہت خوش ہوا۔

فَطَوَّقَهُ بِطَوَّقٍ مِنَ الذَّهَبِ ابن زیاد نے طوع کے بیٹے کو سونے کا ہار پہنایا اور محمد بن اشعث کو بلایا وَصَمَّ اِلَيْهِ اَلْفَ فَارِسٍ وَخَمْسَ مِائَةِ رَاجِلٍ وَارْسَلَهُمْ اِلَيْهِ۔ اور اس کو ایک ہزار سوار اور پانچ سو پیادہ افراد دے کر جناب مسلم کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا جب ابن زیاد کے سپاہی طوع کے گھر کے قریب پہنچے اور اس بی بی نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں۔ فَاخْبَرَتْ مُسْلِمًا بِذَلِكَ تو طوع نے جناب مسلم کو مطلع کیا اور کہا کہ مولا! معلوم ہوتا ہے کہ ابن زیاد کے فوجی

ثُمَّ حَضَرُوا لَهُ، فِي وَسْطِ الطَّرِيقِ وَاخْفُوا رَأْسَهَا پھر ان ظالموں نے ایک راستہ میں گڑھا کھودا اور اس کو کسی چیز سے چھپا دیا ثُمَّ اَطْرَدُوا بَيْنَ يَدَيْهِ وہ شقی سامنے تھے اور جناب مسلم ان سے لڑ رہے تھے فَوَقَعَ بِتِلْكَ الْحَفِيرَةِ فَاحْطَاوْا بہ پس اچانک حضرت مسلم کا پاؤں اس گڑھے میں جا پڑا اور آپ گر پڑے۔

آپ کا گرنا ہی تھا کہ وہ سب شقی ٹوٹ پڑے اور چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا
فَضْرَبَ ابْنُ الْأَشْعَثِ عَلَى فَمِهِ الشَّرِيفِ فَقَطَعَ شَفَتَهُ الْعُلْيَا وَفَقَطَعَتْ نَنِيَاهُ
ایک ملعون نے آپ کے دہن مبارک پر تلوار ماری اور آپ کا اوپر والا ہونٹ کٹ گیا

اور آپ کے دانت گر پڑے فَأَخَذُوهُ اسِيرًا إِلَى ابْنِ زَيْدٍ حضرت مسلمؓ کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لایا گیا۔ اس وقت حضرت کو بہت زیادہ پیاس لگی ہوئی تھی فَقَالَ يَا قَوْمِ اسْقُونِي جناب مسلمؓ نے فرمایا اے لوگو! میں پیاسا ہوں مجھے تھوڑا سا پانی دیجیے۔ عمر بن حریث نے پانی کا ایک جام بھیجا۔

فَاَخَذَ لِيَشْرَبَ اسْتِلاءَ الْقُدْحِ دَمَا آتَى نِيَّ وَهَ بِيَالِهَ لِيَا اُورِ پَانِي پِيْنَا چَاہَا
کہ تمام پیالہ خون سے بھر گیا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ لَوْ كَانَ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُومِ
شَرِبْتُهُ حضرت مسلمؓ نے کہا کہ الحمد للہ اب رزق دنیا میری قسمت میں نہیں ہے اگر
قسمت میں ہوتا تو پیتا جب آپ کو ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو آپ نے اس
بدبخت پر سلام نہ کیا ابن زیاد کا ایک ملازم بولا اے مسلم! آپ نے ہمارے امیر کو
سلام کیوں نہیں کیا۔ فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا لِيْ اَمِيْرٌ سِوَا الْحُسَيْنِ۔

حضرت مسلمؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! حسین ابن علیؑ کے سوا میرا کوئی امیر نہیں ہے ابن زیاد بولا اے مسلمؓ سلام کرو یا نہ کرو تم قتل کیے جاؤ گے۔ حضرت مسلمؓ نے فرمایا اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے میرا ایک کام کروہ بولا بتائیے؟ حضرت نے فرمایا اُرَيْدُ رَجُلًا قَرَشِيًّا اَوْصِيْهِ مِیْلَ چاہتا ہوں کہ کوئی قریشی شخص ہو اور میں اسے وصیت کروں عمر سعد اٹھا اور بولا آپ کی کیا وصیت ہے؟

فَقَالَ لَهُ أَوَّلُ وَصِيَّتِي إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ حَضْرَتِ مُسْلِمٌ نَے کہا میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں اور حضرت علی علیہ السلام اللہ کے ولی ہیں اور دوسری وصیت یہ ہے اَنْ تَبِيعَ دَرْعِي وَتَقْضِيَ عَنِّي ذَنْبِي سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ اسْتَقْرَضْتُهَا مِثْلَ سِتِّ سَوَدَرِہِم کا مقروض ہوں میری زرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا۔

روایت نمبر



★ امام حسینؑ پر رونے والوں اور امام علیہ السلام کے زائرین کی

عظمت و فضیلت۔

★ قافلہ کام منزل شوق پر پہنچنا

★ اور حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر کا ملنا۔



مولانا عابد عسکری

أَنْ تَكْتُبَ إِلَى الْحُسَيْنِ أَنْ يَرْجِعَ وَلَا يَأْتِيَ إِلَى بَلَدِكُمْ فَيُصِيبَهُ مَا
أَصَابَنِي أَعِمْ سَعْدًا! مِيری طرف سے میرے آقا حسین ابن علیؑ کی طرف خط لکھ
دیں آپ مدینے واپس چلے جائیں اور کوفہ میں ہرگز نہ آئیں کہ یہ بے وفا کوئی ان
کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے جو مجھ سے کیا ہے فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ إِلَى
الْكُوفَةِ بِأَهْلِهِ وَأَوْلَادِهِ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت امام حسینؑ اپنے اہل و عیال کو
لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر وہ شقی بولا آپ نے توحید و رسالت
کا جو اقرار کیا ہے اس کا ہم بھی کرتے ہیں ہم بھی مسلمان ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں مگر
قرض کی ادائیگی کے ہم پابند نہیں ہیں ہماری مرضی میں آیا تو ادا کر دیں گے نہیں آیا
تو نہ کریں گے اور آپ نے جو وصیت امام علیہ السلام کے نام کوفہ میں نہ آنے کے
بارے میں کی ہے۔ فَلَا بُدَّ أَنْ يُقَدَّمَ عَلَيْنَا وَنَذِيقَهُ الْمَوْتَ ان کا کوفہ میں آنا بے
حد ضروری ہے ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس فوراً آئیں اور ہم انہیں قتل کر
ڈالیں۔ اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ أَنْ يَصْعَدَ بِهِ أَعْلَى الْقَصْرِ وَيُزِمِّي بِهِ
مَنْجَسًا کہ مسلمؑ کو محل کی چھت پر لے جا کر انہیں نیچے گرا دو فَالْقَاهُ مِنْ أَعْلَى
الْقَصْرِ وَعَجَّلَ بِرُوحِهِ إِلَى الْجَنَّةِ افسوس صد افسوس کہ ایک لعین ابن زیاد کے حکم
سے جناب مسلمؑ کا ہاتھ پکڑ کر محل کی چھت پر لے گیا اور ان کو منہ کے بل گرا دیا اور
جناب مسلمؑ کی روح راہی جنت ہوئی۔

ثُمَّ إِنَّهُمْ أَخَذُوا مُسْلِمًا وَهَانِيًا يُسِيحُونَهُمَا فِي الْأَسْوَاقِ پھر ابن زیاد
کے حکم سے اہل کوفہ مسلمؑ اور ہانی کے پاؤں میں رسی باندھ کر بازاروں میں گھسیٹتے
رہے۔ جب یہ خبر قبیلہ مذحج کو ملی تو وہ آئے اور بہت سے کوفیوں کو قتل کر کے ان دو
شہیدوں کی لاشیں لے گئے اور انہیں سپرد خاک کر دیا۔



فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَابِ مَنْزِلِهِ مَا شِئَا أَوْ رَاكِبًا وَكَلَّ اللَّهُ بِهِ أَرْبَعِينَ أَلْفَ
مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُوَاسِيَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ جَبَّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ گھر سے نکلتا ہے
خواہ وہ پیادہ ہو یا سوار ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے چالیس ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے کہ
وہ فرشتے امام علیہ السلام کے زوار پر صلوٰۃ اس وقت تک بھیجتے رہتے ہیں جب تک
کہ وہ قبر امامؑ پر پہنچ جاتا و ثوابِ کُلِّ قَدَمٍ يَرْفَعُهُ كَثُوبَابِ الْمُتَشَحِّطِ بِذَمِّهِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جو شخص اس راہ میں قدم اٹھاتا ہے اس کے ہر قدم کا ثواب راہ
خدا میں شہید ہونے والے کے برابر ہے اور جب تم ضریح اقدس پر پہنچو تو سب سے
پہلے تم دونوں ہاتھوں سے ضریح کو مس کرو اور اس پر بوسہ دے کر کہو اَللّٰهُمَّ
عَلَيْكَ يَا حُجَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ اے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت آپ پر میرا
سلام ہو تُو اُنْهَضْ اِلَى صَلَوَاتِكَ پھر نماز زیارت پڑھو فَإِنَّ اللَّهَ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ
وَمَلَا نَكْتَهُ حَتَّى تَفْرُغَ اے زائر! جب تک تو نماز میں مشغول رہے گا اتنے تک
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھ پر درود بھیجتے رہیں گے وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ تَرْكَعُهَا
كُتُوبَابٍ مِّنْ حَجٍّ أَلْفٍ حَجٍّ وَاعْتَمَرَ أَلْفَ عُمْرَةٍ وَاعْتَقَ أَلْفَ رَقَبَةٍ ہر رکعت کا
ثواب اس شخص کے ثواب کے برابر ہے جس نے ہزار حج اور ہزار عمرے ادا کیے
ہوں اور راہ خدا میں ہزار غلام آزاد کیے ہوں كَمَنْ وَقَفَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلْفَ مَرَّةٍ
مَعَ نَبِيِّ مُرْسَلٍ وَإِمَامٍ عَادِلٍ اور اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ہے جو بنی
مرسل اور امام عادل کے ساتھ جہاد کی طرف گیا ہو۔ فَإِذَا قُمْتَ مِنَ عِنْدِ الْقَبْرِ
نَادَى مُنَادٍ اور جب تم قبر کے پاس کھڑے ہوتے ہو تو ایک منادی ندا کرتا ہے اور
اگر تم اس کی آواز سنو تو ساری زندگی حضرت کی قبر اطہر سے ہرگز جدا نہ ہوں اور وہ
یہ کہتا ہے کہ اے بندہ خدا! تو اس وقت خدا کی پناہ میں ہے اور تجھ پر بے شمار رحمتیں

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ ذُكِرْنَا عَنْهُ فَقَاضَ مِنْ
عَيْنِيهِ وَلَوْ مِثْلُ رَأْسِ الدُّبَابَةِ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ جس شخص کے
سامنے ہمارے مصائب کا ذکر ہو اور وہ سن کر روئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو
نکلے اگرچہ وہ شہد کی مکھی کے پر کے برابر ہی ہو غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ
زَبَدِ الْبَحْرِ پروردگار عالم اپنی رحمت سے اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ اس
کے گناہ سمندر کے برابر ہی کیوں نہ ہوں اور امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب بھی
بہت زیادہ ہے۔ جابر جعفی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ
حضرت نے مجھ سے فرمایا اے جابر! تیرے گھر سے جناب امام حسینؑ کی قبر اطہر
کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

قُلْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ میں نے عرض کی کہ مولا ایک روز کا فاصلہ ہے یا
اس سے کم۔ قَالَ لِيْ اَتَزُوْرُهُ قُلْتُ نَعَمْ حضرت نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تم
ان کی زیارت کو بھی جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میرے آقا میں امام علیہ
السلام کی ضریح اقدس کی زیارت کرتا رہتا ہوں۔ قَالَ أَوَّلًا أَفْرَحُكَ أَوَّلًا
أَبَشُرُكَ بِثَوَابِهِ قُلْتُ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ حضرت نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ
میں امام علیہ السلام کی زیارت کا ثواب بیان کر کے تمہیں خوش کروں اور تمہیں عظیم
ترین بشارت دوں؟ میں نے عرض کی جی ہاں مولا ارشاد کیجئے میری جان آپ پر
قربان ہو..... حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص زیارت کا ارادہ کرتا ہے۔

فَتَبَاشَرْتُ بِهِ الْمَلَا نِكَّةً مِنَ السَّمَاءِ اے ملائکہ بشارت دے کر کہتے
ہیں کہ تو کس قدر خوش نصیب ہے کہ تو نے ایک بہت بڑی نیکی کا ارادہ کیا ہے نیکی
بھی ایسی جس کی قبولیت کی سند جناب رسول خداؐ دیتے ہیں۔

گھر پر تعینات فرمایا تھا جب تک وہ زندہ رہا ہم بھی اس کے دروازہ پر ڈیوٹی دیتے رہے اب وہ مر گیا ہے ہم اس کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے اب یہ فرما کہ ہم کدھر جائیں فِیَا یَہُمُ الْجَوَابُ یَا مَلَا نِکْتِیْ قِفُوا بَقْرِ عَبْدِیْ وَسَبِّحُوْنِیْ وَقَدْ سُوْنِیْ وَهَلِّلُوْنِیْ بارگاہ خداوندی سے انھیں جواب ملتا ہے کہ اے میرے فرشتو! تم اس کی قبر پر ٹھہرے رہو اور میری تسبیح، تقدیس و تہلیل بجالاؤ اور اس قبر سے ہرگز جدا نہ ہوں وَاکْتُبُوا ذَٰلِکَ فِیْ حَسَنَاتِہِ اِلَیْ یَوْمَ یَاتِیْنِیْ اور قیامت تک اس زوار کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتے رہو۔

واقعاً امام عالی مقام کے زائر کا بہت بڑا درجہ ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مقامات مقدسہ کی زیارات کا شرف حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب مومنین و مومنات کو تمام مقامات مقدسہ بالخصوص روضہ امام حسینؑ کی زیارت نصیب کرے۔ کتنے درد دکھ اور پریشانی کی بات ہے اور کس قدر رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جب امام عالی مقامؑ نے انتہائی مجبوری اور پریشانی کے عالم میں مدینہ سے سرزمین عراق کی طرف کوچ کیا۔ آپ کے ساتھ مسلح فوج نہ تھی بلکہ پردہ دار بیبیاں اور معصوم بچے آپ کے ہمراہ تھے۔ امام علیہ السلام کو خانہ کعبہ میں بھی نہیں رہنے دیا گیا وہ جگہ جہاں جانور کو بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا امام علیہ السلام بیت اللہ میں اس لیے تشریف لائے کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہیں لیکن ظالموں نے ان کو خانہ کعبہ سے بھی جانے پر مجبور کیا۔ جناب ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔

قَالَ رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ قَبْلَ أَنْ يَتَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ کہ میں نے امام حسینؑ کو عراق کی طرف روانہ ہونے سے قبل خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھا وَكَفَّ جَبْرَائِيلُ فِیْ كَفِّهِ وَجِبْرَائِيلُ یُنَادِیْ هَلِّمُوا اِلَیْ

نازل ہو رہی ہیں اور تو اس وقت تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہے۔

وَعَفَّرَ اللّٰهُ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوبِكَ فَاسْتَغْفِرِ الْعَمَلَ اور خدا نے تیرے تمام گناہ بخش دیے ہیں اے زائرِ حسینی! اب تو نئے سرے سے عمل کر یعنی اب تو گناہ سے اجتناب کر اور گزشتہ گناہوں کی بابت تجھ سے کچھ نہیں پوچھا جائے كَافِرًا مَاتَ مِنْ عَامِهِ اَوْ مِنْ يَوْمِهِ لَمْ يَقْبُضْ رُوحَهُ اِلَّا اللّٰهُ۔ اگر وہ زائر اس دن یا اس رات یا اس سال میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا ہے۔

ثُمَّ قَالَ وَتَقَوْمُ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى يُوَافِيَ مَنْزِلَهُ حضرت نے پھر فرمایا اگر وہ زندہ رہتا ہے اور وہ اپنے گھر کی طرف جاتا ہے تو چالیس ہزار فرشتے اس کے ساتھ ساتھ جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں جب وہ زائر اپنے گھر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کرتے ہیں بارالہا! اب زائرِ حسینیؑ تو اپنے گھر میں پہنچ چکا ہے اب ہم کہاں جائیں تو ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ یَا مَلَا نِکْتِیْ قِفُوا بَابِ عَبْدِیْ فَسَبِّحُوْنِیْ وَقَدْ سُوْنِیْ وَهَلِّلُوْنِیْ اے میرے فرشتو! تم میرے بندے زائرِ حسینؑ کے دروازے پر ٹھہرے رہو اور میری تسبیح و تقدیس و تہلیل میں مشغول رہو وَاکْتُبُوا ذَٰلِکَ فِیْ حَسَنَاتِہِ اِلَیْ یَوْمَ وَفَاتِہِ اور زائرِ حسینؑ کے نامہ اعمال میں اس کی وفات تک نیکیاں لکھتے رہو فَإِذَا تَوَفَّى ذَٰلِکَ الْعَبْدُ فَشَهِدُوا غُسْلَہُ وَكَفْنَہُ وَالصَّلَاةَ عَلَيْهِ جب زائر مرتا ہے تو وہ فرشتے اس کی تجہیز و تکفین میں حاضر ہوتے ہیں اور اس پر نماز پڑھتے ہیں پھر عرض کرتے ہیں رَبَّنَا وَكَلَّمْنَا بَابِ عَبْدِکَ وَتَوَفَّى شَہِدْنَا تَجْہِزَہُ فَأَیْنَ نَذْهَبُ بارالہا تو نے ہمیں زوار کے

پر قتل کر دیا جائے اور ان کا سر میرے پاس بھیج دے وَأَمَرَهُمْ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَى كُلِّ حَالٍ اتَّفَقَ لِهَذَا اور یزید نے عمر سعد کو یہ بھی حکم دیا کہ فرزند علیؑ جہاں بھی ہوں اور جس حالت میں بھی ہوں قتل کر دیں خواہ وہ طواف میں ہوں سعی کر رہے ہوں یا نماز میں مشغول ہوں۔ افسوس جس جگہ پر پچھر کو بھی مارنے کا حکم نہیں وہاں امت نبیؐ اس کے نواسے کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو اور اس کو اپنے پیغمبرؐ کا لحاظ بھی نہ ہو۔ جب حضرتؑ نے یہ محسوس کیا کہ ظالم ان کے قتل کی مکمل تیاری کر چکے ہیں اور اس سے خانہ کعبہ کی حرمت کو خطرہ ہے تو حضرتؑ نے مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ فَخَرَجَ مِنْ مَكَّةَ بَعْدَ أَنْ طَافَ وَسَعَى وَاحْلَ مِنْ إِحْرَامِهِ وَجَعَلَ حِجَّتَهُ عُمْرَةً مُفْرَدَةً افسوس صد افسوس! رسول خداؐ کے عزیز ترین بیٹے کو مکہ سے کوچ کرنا پڑا۔

ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو سعی کر کے اور طواف بجالا کے حج کو عمرہ سے بدل کر امام علیہ السلام ہرزین عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ امام علیہ السلام ابھی مغربی میں تھے کہ آپ کے سفیر اور بھائی مسلم بن عقیل کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا اور حضرت مسلمؑ کے پاؤں میں رسی باندھ کر کوفہ کے بازاروں میں گھیٹا اور کھینچا گیا۔ یہ نویں ذوالحجہ کا واقعہ ہے امام علیہ السلام کو ابھی اس المناک واقعہ کی خبر نہ ملی تھی آپ مصروف سفر تھے فَلَمَّا وَصَلَ الْحُسَيْنُ إِلَى مَنْزِلٍ اسْمُهُ شَقُوقٌ فَجَلَسَ نَاحِيَةَ عَنِ النَّاسِ جب امام علیہ السلام منزل شقوق پر پہنچے تو حضرت سب سے الگ ہو کر ایک کنارے پر جا بیٹھے اور نہایت محزون و ملول تھے اور اپنے بھائی مسلمؑ کے بارے میں آپ بہت زیادہ پریشان تھے۔ ابھی آپ اسی سوچ میں منہمک تھے کہ وَادَا بَرَجْلٌ قَدِيمٌ مِنَ الْكُوفَةِ ناگاہ ایک شخص کوفہ کی جانب سے

بَيْعَةَ اللَّهِ اور جناب جبرائیلؑ کا ہاتھ حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ میں ہے اور جناب جبرائیلؑ پکا رہے ہیں کہ لوگو! جس نے خدا کی اطاعت کرنی ہو وہ آ کر امام حسینؑ کی بیعت کرے کہ ان کی اطاعت اللہ و رسولؐ کی اطاعت ہے۔

کسی شخص نے جناب ابن عباسؑ سے کہا کہ آپ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کیوں نہیں گئے اور اس اجر عظیم سے محروم کیوں رہے؟ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَ الْحُسَيْنِ لَمْ يَنْقُصُوا رَجُلًا وَلَمْ يَزِيدُوا نَهْضًا نے جواب دیا کہ امام عالی مقام کی طرف سے شہداء اور ساتھیوں کی جو فہرست تیار کی گئی اس میں میرا نام نہیں تھا اور اس فہرست میں کسی بیشی ممکن نہ تھی نَعْرِفُهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ اور میں ان کے اور ان کے آباؤ و اجداد کے ناموں سے بھی واقف تھا۔

نصیب کی بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو یہ شرف و فضیلت عطا کرنا تھا اور میرے نصیب میں یہ بات شامل نہ تھی اور میں کر بلا والوں کا ساتھی نہ بن سکا۔ ایک طرف جناب جبرائیلؑ لوگوں کو بیعت حسینؑ کی طرف بلا رہے تھے دوسری طرف یزید اور اس کے نمک خوار ملازم اس فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے امام علیہ السلام کو بیعت یزید پر مجبور کیا جائے۔ اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو ان کو اسی وقت اسی جگہ پر شہید کر دیا جائے۔

حَتَّى أَنْ يَزِيدَ أَنْفَقَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ فِي عَسْكَرٍ عَظِيمٍ وَأَمَرَهُ عَلَى الْحُجَّاجِ یہاں تک کہ یزید لعین نے عمر سعد کو ایک بہت بڑی فوج دے کر خانہ کعبہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو حاجیوں کی سربراہی بھی دی گئی قَدْ أَوْصَاهُ بِقَبْضِ الْحُسَيْنِ سِرًّا وَإِنْ لَمْ يَتِمَّ يَقْتُلْهُ غِيْلَةً اور عمر سعد کو تاکید کی اگر ممکن ہو تو وہ امام حسینؑ کو گرفتار کر لے اور اس کا بس نہ چلے تو امامؑ کو اسی جگہ

طَلَبَ الْفَرَطَيْنِ وَوَضَعَهُمَا فِي أُذُنَيْهَا پھر حضرت نے دو گوشوارے طلب کیے اور اپنے ہاتھ سے اس بچی کے کانوں میں پہنا دیے وَكَانَ يَمْسَحُ يَدَهُ الشَّرِيفَةَ عَلَى نَاصِيَتِهَا وَرَاسِهَا كَمَا يُفْعَلُ بِالْأَيْتَامِ وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَبْكِي اور امام علیہ السلام بار بار اس کے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے اور جس طرح کسی یتیم پر شفقت کی جاتی ہے اسی طرح آپ اس یتیم بچی کے ساتھ شفقت فرماتے تھے اور آپ مسلسل روتے جاتے تھے۔ فَقَالَتْ يَا عَمَّ مَا رَأَيْتُكَ قَبْلَ هَذَا الْيَوْمِ فَعَلْتَ بِي مِثْلَ مَا فَعَلْتَ الْيَوْمَ مسلم کی یتیم بیٹی بولی! چچا جان آپ پہلے تو اس قدر مجھ پر شفقت نہ فرماتے تھے جو آج فرما رہے ہیں! ایسی شفقت تو یتیموں کے ساتھ کی جاتی ہے۔

فَلَمْ يَتِمَّا لَكَ الْحُسَيْنُ مِنَ الْبُكَاءِ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا۔ یتیم کی اس بات کو سن کر امام علیہ السلام کو تاب نہ رہی اور آپ بلند آواز سے روتے وقال يَا بَنِيَّ اَنَا اَبُوكَ وَبَنَاتِيْ اَخَوَاتُكَ اور بولے اے میری بیٹی! اگرچہ مسلم شہید ہو چکے ہیں حسین تو زندہ ہے! میں تیرا باپ ہوں اور میری بیٹیاں تمہاری بہنیں ہیں فَنَادَتْ بِالْوَيْلِ وَالنُّبُورِ پس جناب مسلم کی یتیم بیٹی نے بلند آواز سے رونا شروع کیا اور جناب مسلم کے باقی صاحبزادوں نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر سن کر اپنے سروں سے عمامے اتار کر پھینک دیے اور رونے پینے لگے امام علیہ السلام نے ان بچوں کو اپنے گلے سے لگایا اور ان کو دلا سے دیے اور ان کو صبر کرنے کی تلقین کی۔

مومنین کرام! سوچنے کا مقام ہے امام حسینؑ نے مسلمؑ کے یتیم بچوں سے پیار کیا اور ان کو تسلی بھی دی لیکن افسوس! حسینؑ کے یتیم بچوں پر رحم کرنے کی بجائے ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے۔ اس وقت کیا حال ہوگا ان پردیسیوں اور بیگوسوں کا کہ جب ان کو طوق و زنجیروں میں جکڑ کر طویل ترین کٹھن رستوں سے کانٹوں

نمودار ہوا فَسَارَ الْحُسَيْنُ وَقَالَ مَا لَخَبْرُ حَضْرَتِ اس کے قریب تشریف لے گئے اور پوچھا کیا تجھے میرے بھائی مسلم بن عقیلؑ کی بھی کچھ خبر ہے؟ فَبَكَى الرَّجُلُ وَزَمَى الْعِمَامَةَ عَنْ رَاسِهِ پس جونہی اس نے مسلمؑ کا نام سنا تو بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس نے اپنا عمامہ اتار کر زمین پر پھینک دیا وَقَالَ يَا سَيِّدِي مَا خَرَجْتُ مِنَ الْكُوفَةِ حَتَّى رَأَيْتُ هَآئِنَا وَمُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ مَفْتُولَيْنِ وَبُعِثَ بِرَاسَيْهِمَا إِلَى يَزِيدَ وَهُوَ بُولَا مولا! اپنے بھائی مسلمؑ کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ مسلمؑ اور ہانی میرے سامنے مارے گئے اور اہل کوفہ نے ان سے بے وفائی کی اور ان دونوں شہیدوں کے سروں کو یزید کے پاس بھجوا دیا فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ ذَلِكَ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا وَاسْتَرْجَعَ پِس حَضْرَتِ نے جب یہ حال سنا تو آپ بہت زیادہ روتے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہہ کر فرمایا فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ان میں سے بعض تو چلے گئے ہیں اور کچھ اپنی موت (شہادت) کا انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی اے مسلمؑ! تم پر جو گزری یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور اب ہم پر جو گزرنی ہے وہ باقی ہے۔ یہ کہہ کر آپؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس خبر کا تذکرہ میرے عزیزوں اور ساتھیوں کے سامنے نہ کرنا کہ ان کو یہ خبر سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوگا وَجَاءَ إِلَى الْخَيْمَةِ وَدَعَا بِنْتَ مُسْلِمٍ وَكَانَ عُمُرُهَا حِينَئِذٍ اِخْدَى عَشْرَةَ سَنَةً امام علیہ السلام انتہائی پریشانی اور دکھ کے عالم میں خیمہ میں آئے اور فرمایا: مسلمؑ کی بیٹی کو میرے پاس لاؤ اور اس بی بی کی عمر گیارہ برس تھی فَلَمَّا جَاءَتْ قَرَّبَهَا اَدْنَاهَا جونہی وہ یتیم امامؑ کے قریب آئی حضرت اس کو دیکھ کر رونے لگے اور اس کو زانو پر بٹھالیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر بہت پیار کیا ثُمَّ

روایت نمبر



☆ حضور کی آنکھوں سے امام حسینؑ کا وصال ہونا

☆ فضائل اہلبیتؑ، کچھ دیر کے لیے خُر

☆ اور اس کی فوج کا امام علیہ السلام سے طاقات کرنا اور ذکر مصائب



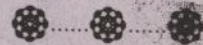
مولانا عابد عسکری

اور سنگلاخ اور تپتی ہوئی ریت پر پیدل چلایا گیا۔ امام سجادؑ کے پیر اور پنڈلیاں زنجیروں کی وجہ سے زخمی ہو چکی تھیں اور ان سے خون رستا تھا۔ ادھر پردہ دار بیبیوں اور معصوم بچوں کے گلے میں طوق ڈالنے کی وجہ سے ان مظلوموں کی ہتھیلیاں بازو اور گلا زخمی ہو گیا تھا۔ یزیدیوں نے حسینؑ کی یتیم بچی سکینہؑ کے کانوں سے گوشوارے اس طریقے سے اتارے کہ بی بی کے کان زخمی ہو گئے۔ یہ وہ گوشوارے تھے جو امام علیہ السلام نے اپنی پیاری بیٹی سکینہؑ کو خود اپنے ہاتھوں سے پہنائے تھے۔

سید ابن طاووسؒ اور شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کی کم سن یتیم بیٹی سکینہؑ اپنے بابا کی لاش سے لپٹی ہوئی رو رہی تھی اور اپنا منہ بابا کے زخمی بدن سے لگا کر دلخراش بین کرتی تھی اور کہتی تھی۔

بابا! ظالموں نے میرے کانوں سے گوشوارے چھین لیے، میرے کان زخمی ہو گئے اور یزیدیوں نے مجھے طمانچے مارے جھڑکیاں دیں۔

جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اس وقت ایک ظالم آیا اور اس یتیم کو بابا کی لاش سے چھڑانے لگا لیکن سکینہؑ بابا کی لاش سے جدا نہ ہوتی تھیں۔ ناگاہ اس بد بخت نے طیش میں آ کر سکینہؑ کو تازیانہ اس زور سے مارا کہ وہ بلبلا گئی اور جب میں نے اپنی یتیم اور معصوم بہن کی اس مظلومیت کو دیکھا تو میری آنکھوں سے خون اتر آیا۔ میں نے چاہا کہ ان ظالموں کے لیے بد دعا کروں مگر مجھے اپنے بابا کی بصیرت یاد آ گئی اور میں نے صبر کیا۔



نے فرمایا 'مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہودی میرے ان بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ بَلْ خَفَ عَلَيْهِمَا مَنْ كَيْدِ الْمُنَافِقِينَ فَإِنَّ كَيْدَهُمْ أَشَدُّ مِنْ كَيْدِ الْيَهُودِ حضرت جبرائیلؑ بولے یا حضرت! آپ منافقین کے بارے میں خدشہ ظاہر فرمائیں، کیونکہ منافقین کی دشمنی یہودیوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے اور آپ کے دونوں نواسے اس وقت بنی وصال کے باغ میں آرام فرما رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت اس باغ کی طرف چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا فَاذَاهُمَا نَائِمَانِ وَقَدْ اعْتَنَقَا أَحَدُهُمَا الْآخَرَ ہم نے دیکھا کہ وہ دونوں شہزادے بغلیں ہوئے سو رہے ہیں۔ وَتُعْبَأُ فِيهِ طَائِفَةٌ رِيحَانٍ يَرُوحُ بِهَا وَجُوهُهُمَا اور ان کے سرہانے ایک اژدھا بیٹھا ہوا ہے اور منہ میں ایک گلدستہ لے کر اس کو پنکھا کے طور پر ہلاتا رہا ہے۔ جب اس نے حضرتؑ کو آتے ہوئے دیکھا تو گلدستے کو نیچے رکھ دیا اور بولا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ أَنَا تُعْبَانُ وَلَكِنِّي مَلَكٌ مِنْ مَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ اے رسول خدا! میرا سلام عقیدت قبول فرمائیے آقا میں اژدھا نہیں ہوں بلکہ ایک فرشتہ ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غفلت کی تو اس نے مجھے اس صورت میں مسخ کر دیا فَطَرَنِي مِنَ السَّمَاءِ اور آسمان سے زمین پر ڈال دیا اور مجھے اس حالت میں ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اور میں کسی کریم کی شفاعت کا انتظار کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اصلی حالت میں لوٹا دے۔

قَالَ فَجِئْتِي النَّبِيَّ يُقْبِلُهُمَا حَتَّى اسْتَقْبَطَا فَجَلَسَا عَلَى رُكْبَتِي النَّبِيُّ سلمان کہتے ہیں کہ حضرتؑ کبھی تو ان کے کندھوں کو ہلاتے اور کبھی پیار سے بوسے لیتے تھے یہاں تک وہ بیدار ہوئے حضرت نے ان دونوں کو اپنے زانو پر بٹھایا۔ آپ نے اژدھا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس مسکین کو دیکھو حسینؑ بولے نانا یہ

رَوَى عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَنَا شَجَرَةٌ وَفَاطِمَةُ فَرَعُهَا وَعَلِيٌّ لِقَاحُهَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ثَمَرَتُهَا وَشَبِيعَتُنَا وَرَقُّهَا جناب رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے کہ میں ایک سایہ دار درخت کی مانند ہوں اور فاطمہ الزہراءؑ اس کی شاخ، علی مرتضیٰؑ شگوفہ، حسن و حسینؑ اس کا پھل اور ان کے ماننے والے اس درخت کے پتے ہیں فَالشَّجَرَةُ أَصْلُهَا فِي جَنَّةِ عَدْنٍ وَالْفَرْعُ وَاللِّقَاحُ وَالْثَّمَرَةُ وَالْوَرَقُ فِي الْجَنَّةِ اس درخت کی جڑ جنت عدن میں ہے اس کی شاخ، شگوفے اور میوے سب بہشت میں ہیں۔ یعنی روز قیامت ہم سب اپنے محبت کرنے والوں کے ہمراہ بہشت میں ہوں گے۔

جناب سلمان فارسیؑ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب جبرائیلؑ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بہشت کے انگور لائے۔ حضورؑ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان جاؤ میرے حسینؑ کو لے آؤ تاکہ وہ بھی ان انگوروں کو کھائیں میں جناب فاطمہ الزہراءؑ کے در دولت پر آیا تو معلوم ہوا کہ شہزادے وہاں نہیں ہیں۔ پھر میں حضور اکرمؐ کے در اقدس پر آیا حسینؑ کا پتہ کیا آقا زادے وہاں پر بھی موجود نہ تھے میں نے حضورؐ کو بتایا کہ آقا زادے کہیں پر بھی نہیں مل رہے۔ فَاضْطَرَبَ النَّبِيُّ وَوَتَبَ فَأَتَانَا يَهْ سَنَ كَرِ حَضْرَتُ بَے تاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے نواسوں کو خود ڈھونڈنے لگے وَهُوَ يَقُولُ وَأَوْلَدَاهُ وَالثَّمَرَةُ فَوَادَاهُ وَافْرَةَ عَيْنَاهُ اور فرماتے تھے میرے بچو! میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے پیارے نواسو! تم کہاں ہو۔ پھر فرمایا مَنْ يُرْشِدُنِي عَلَيْكُمَا فَلَهُ عَلَى اللَّهِ الْجَنَّةُ جو شخص مجھے میرے ان دونوں بچوں کی خبر دے گا میں اس کی بہشت کا ضامن ہوں۔ جناب جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پریشانی کی وجہ پوچھی؟ آپؑ

وَالْحُسَيْنِ کہ بھلا کون ہے ایسا فرشتہ کہ جس کی شفاعت حضور پاکؐ کے دونوں نواسوں نے کی ہو، میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ حضور اکرمؐ اور حسین شریفینؑ نے مجھے دعائیں دی ہیں۔

حضرات! سوچنے کا مقام ہے کہ حسین شریفینؑ کا کتنا بڑا رتبہ ہے لیکن افسوس ظالموں نے ان کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا ہے؟ ایک کو زہر سے شہید کیا گیا اور دوسروں کو تیروں، تلواروں، پتھروں، خجروں اور نیزوں کے ساتھ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا گیا۔

روایت میں ہے کہ جناب امام حسینؑ کو جب جناب مسلم کی شہادت کی خبر ملی تو غم اور دکھ کی وجہ سے آپ کی ریش مبارک سفید ہو گئی۔ منزل خزیمہ پر جناب نسیبؑ نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی میں نے ایک آواز سنی ہے اور یہ اشعار کہہ رہا تھا۔

أَلَا يَأَعِينُ فَأَحْفِلُنِي بِجَهْدِي

وَمَنْ يَبْكِي عَلَى الشَّهْدَاءِ بَعْدِي

اے اشک! حسرت آنکھوں سے گرتی رہ۔ میرے بعد شہدائے

کر بلا پر کون روئے گا؟

عَلَى قَوْمٍ تُسَوِّفُهُمُ الْمَنَايَا

بِمَقْدَارٍ إِلَى انْجَازٍ وَعْدِي

ان شہیدوں پر گریہ کر کہ موت ان کو مقام شہادت اور وعدہ گاہ

کی طرف لیے جا رہی ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَا أَخْتَاهُ كُلُّ الَّذِي قَضَى فَهُوَ كَائِنٌ. حضرتؑ نے فرمایا

کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ ایک فرشتہ ہے بارگاہ خداوندی کی طرف سے اس کو عبادت سے غفلت برتنے پر سزا ملی ہے اور میں نے تمہاری وجہ سے اس کی شفاعت کی ضمانت اپنے ذمہ لے لی ہے۔

فَوَثَّبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاسْبَغَا الْوُضُوءَ وَصَلَّيَا رَكَعَتَيْنِ يَبْنِي كَرْدُوْنُوں شہزادے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور بارگاہ الہی میں یوں عرض کی:

اللَّهُمَّ بِحَقِّ جَدِّنَا الْجَلِيلِ الْحَبِيبِ مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفَى وَبِأَيِّنَا أَسَدِ اللَّهِ الْغَالِبِ عَلَيَّ نِ الْمُرْتَضَى وَبِأَيِّنَا فَاطِمَةَ الزُّهْرَاءِ الْأَوَّلَى بَارِئًا! تجھے ہمارے نانا جان، بابا علی مرتضیٰ، ماں فاطمہ زہراؑ کا واسطہ اس کو اس کی اصلی صورت عطا فرما دے۔ ابھی ان شہزادوں کی دعا ختم نہ ہوئی تھی وَاذَا جِبْرَائِيلُ قَدْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فِي رَهْطٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ کہ ناگاہ جناب جبرائیل ملائکہ کے ایک گروہ کے ہمراہ نازل ہوئے وَبَشَّرَ ذَٰلِكَ الْمَلَكُ بِرِضَى اللَّهِ وَبَرَدِهِ إِلَى سِيرَتِهِ الْأَوَّلَى اور اس فرشتے کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ حسین شریفینؑ کی خاطر تجھ پر راضی ہوا اور تجھے اصلی صورت عطا کر دی پس وہ فرشتہ دوسرے فرشتوں کی مانند ہو گیا ثُمَّ ارْتَفَعُوا إِلَى السَّمَاءِ پھر وہ فرشتہ سلام کر کے آسمان کی طرف چلا گیا اور باقی دوسرے فرشتے بھی جبرائیلؑ آمین کے ساتھ چلے گئے۔ ایک روز جبرائیلؑ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ذَٰلِكَ الْمَلِكُ يَفْتَحُ عَلَيَّ مَلَأَ نَكَّةَ سَبْعِ السَّمَوَاتِ وَيَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وہ فرشتہ ساتویں آسمان کے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور دوسرے فرشتوں سے کہتا ہے۔

مَنْ مِثْلِي وَأَنَا فِي شِفَاعَةِ السَّيِّدِينَ السُّنْدِينَ السَّبْطِينَ الْحَسَنِ

امام حسینؑ منزل زبالہ پر پہنچے تو آپ کو عبد اللہ بن یقطیر کی شہادت کی خبر ملی۔ عبد اللہ اہل کوفہ کو امام علیہ السلام کا خط پہنچانے گئے تھے۔ حضرت کو بہت زیادہ دکھ ہوا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا۔

بَلَّغْنِي خَبْرَ قَتْلِ مُسْلِمٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَقْطَرٍ وَقَدْ خَذَلْنَا أَهْلَ الْكُوفَةِ
فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ الْإِنْصِرَافَ فَلْيَنْصِرِفْ فِي غَيْرِ حَرْجٍ لَيْسَ عَلَيْهِ زِمَامٌ مَجْهُ
مسلم اور عبد اللہ کی شہادت کے بارے میں علم ہو چکا ہے، ہمیں کوفیوں نے پریشان
کیا اور ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھایا اب تم میں سے جو جانا چاہتا ہو اور جس کو جان
پیاری ہو تو وہ چلا جائے لیکن آپ کے جانثاروں میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے نہ
ہٹا بلکہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور پختگی کو مزید تقویت دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی راہ
میں ہمارے جسموں کے ستر نکلے بھی کیے جائیں تو بھی ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں
گے۔ اس کے بعد حضرت نے منزل شراف سے کوچ کیا اور لشکرِ حر سے حضرت کی
ملاقات ہوئی۔ اسی اثناء میں نماز کا وقت ہوا موزن نے اذان دی۔ حضرت عباذ بن
تہ کیے ہوئے خیمے سے باہر نکلے اور صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر حمد و ثناء پر مشتمل
خطبہ دیا آپ نے فرمایا اِنَّهَا النَّاسُ اِنِّي لَمْ اَتِكُمْ حَتَّى اَتْتَنِي كُتُبُكُمْ اے اہل کوفہ
میں خود نہیں آیا تم نے متعدد خطوط کے ذریعہ اصرار کر کے مجھے بلایا ہے اگر تم عہد و
بیان پر ثابت ہو تو اپنا وعدہ پورا کرو وَاِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ لِمَقْدَمِي اِنْصَرَفْتُ عَنْكُمْ
اگر تم میرا آنا پسند نہیں کرتے تو میں جہاں سے آیا ہوں واپس چلا جاتا ہوں۔
حضرت کی بات کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ سب چپ رہے حضرت نے فرمایا کہ
اقامت کہو اور حر سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کو خود نماز پڑھاؤ۔ اس نے عرض کی یا
حضرت اس ناچیز کی کیا مجال کہ آپ کے ہوتے ہوئے نماز پڑھاؤں۔ امام علیہ

اے بہن! جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب حضرت منزل ثعلب پر پہنچے تو
زانوے اقدس پر سر انور رکھ کر سو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے تو فرمایا: میں
نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ قافلہ سفر کرنے میں جلدی کر
رہا ہے اور موت ان کو جنت میں لے جانے کے لیے جلدی کر رہی ہے۔ اس وقت
جناب علی اکبرؑ نے عرض کی يَا أَبَتِ اَفَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ يَا أَبَا كَرِيمٍ؟
فَقَالَ بَلَى يَا بُنَيَّ وَالَّذِي اِلَيْهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ حضرت نے فرمایا: اے علی اکبر! خدا کی
قسم ہم ضرور حق پر ہیں فَقَالَ يَا اَبَتِ اِذَا لَا بُدَّ لِي بِالْمَوْتِ جناب علی اکبرؑ نے عرض
کی بابا جان! پھر ہمیں موت سے کیا ڈر ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا خدا
آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر اسی صبح کو ابو برہ نامی شخص کوفہ سے آیا اور سلام کرتے
ہوئے بولا۔

يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ مَا الَّذِي أَخْرَجَكَ عَنْ حَرَمِ اللَّهِ وَحَرَمِ جَدِّكَ
کہ اے فرزند رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ کو حرم رسولؐ اور حرم الہی سے کوچ کرنا
پڑا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ بَنِي اُمِّيَّةٍ قَدْ اَخَذُوا مَالِي فَصَبَرْتُ وَشَمُّوْا
عَرَضِي فَصَبَرْتُ وَطَلَبُوْا دَمِي فَخَرَجْتُ اے ابو برہ! بنی امیہ نے ہمارا مال
غصب کیا ہم نے صبر کیا، ہماری توہین کی ہم نے صبر کیا اب ظالموں نے چاہا کہ مجھے
حرم الہی میں قتل کریں تو میں اس غرض سے وہاں سے چلا آیا کہ خانہ کعبہ کی عزت و
حرمت پر حرف نہ آئے۔

وَاَيْمُ اللَّهِ لَيَقْتُلَنِي فِتْنَةُ الْبَاغِيَةِ اے ابو برہ! خدا کی قسم ایک روز باغی گروہ
مجھے شہید کرے گا اور خدا انھیں دنیا و آخرت میں ذلتیں و رسوائیاں دے گا۔ حضرت

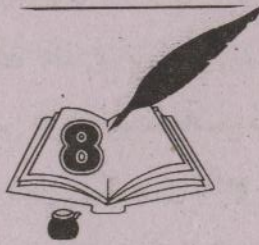
بچوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کے دونوں ہونٹ پیاس کی شدت کی خشک ہو چکے تھے۔

وَيُلَوِّكُ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَارَ بَارَ ابْنِي
خشک زبان اپنے خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور اتمام حجت کے طور پر ظالموں سے
بار بار پانی طلب کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ تم میں ایسا کوئی نہیں ہے کہ جو
مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دے اور تم یہ تو جانتے ہو کہ میرا بابا ساقی کوثر ہے۔ یہ
سن کر ایک لعین بولا۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ وَاللَّهِ لَا أَذُقْتُ مِنْهُ قَطْرَةً حَتَّى تَذُوقَ الْمَوْتَ بِهَتْ
مشکل ہے بہت مشکل ہے اے حسین کہ ہم آپ کو پانی دے دیں ہم تو ایک قطرہ
پانی کا بھی آپ کو نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں اور بالآخر امام
علیہ السلام کو پیاس کی ہی حالت میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کیا اور آخر تک
ذرا بھر رحم نہ کیا گویا ان کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو چکے تھے۔ ان میں
انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ درندوں سے بدتر تھے وہ لوگ..... ان ظالموں نے
شہیدوں کے سر قلم کیے اور تڑپتے، سسکتے اور ہلکتے ہوئے پسماندگان کو طوقوں اور
زنجیروں میں باندھ کر ایک طویل ترین سفر کرایا اور اس دکھ بھرے سفر میں غموں
مصیبتوں اور دکھوں کے کئی کئی پہاڑ گزرے اس دوران خاندان رسولؐ نے جو مصائب
برداشت کیے ان کو نہ زبان سے بیان کیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی مورخ نہ کوئی راوی
قلمبند کر سکتا ہے۔

روایت نمبر



- ★ زمین کر بلا کی زمین کعبہ پر فصیلت
- ★ حضرت آدمؑ حضرت ابراہیمؑ جناب رسولؐ خدا جناب علی مرتضیٰؑ
- اور جناب امام حسینؑ کا زمین کر بلا پر پہنچنا
- ★ اور تذکرہ جناب سیکندہ بنت الحسینؑ کی پیاس کا۔



مولانا عابد عسکری

لَا أَهْلَ الْأَرْضِ حَيْثُ أَهْلُ زَمِينِ كَيْ لِيْ جَانِدٍ اُور سورج روشن ہیں اور وہ زمین ندا کرے گی اَنَا الْأَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ الَّتِي دُفِنْتُ فِيَّ جَسَدُ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ وَسَيِّدِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ كَيْ مِیں وہ مقدس ترین زمین ہوں کہ جس میں جوانانِ جنت کے سردار جناب امام حسین علیہ السلام کا جسم مبارک مدفون ہے۔

اور حدیث میں ہے اِنَّهُ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ افْتَحَرَتْ وَابْتَهَجَبَتْ وَقَالَتْ مَنْ مِثْلِيْ وَقَدْ بَنَى بَيْتُ اللَّهِ عَلٰی ظَهْرِيْ جَبِ پروردگار عالم نے کعبہ کو خلق کیا تو زمین کعبہ نے اَزْدَاهِ تَفَاخُرُ کہا کہ یہ زمین کون ہے کہ میری طرح نظر آ رہی ہے فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهَا يَا أَرْضُ الْكَعْبَةِ قَرِيْ وَكَفَى اللہ تعالیٰ نے زمین کعبہ کی طرف وحی کی کہ اے زمین کعبہ! تو اپنی جگہ پر چپ رہ اور زیادہ فخر نہ کر وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ مَا فَضَّلْتُكَ بِهِ فِيمَا أُعْطِيتُ أَرْضُ كَرْبَلَاءِ إِلَّا بِمَنْزِلَةِ الْإِبْرَةِ الَّتِي انغمست فی البَحْرِ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں نے زمین کربلا کو تجھ پر جو فضیلت دی ہے وہ ایسے ہے کہ سمندر میں ایک چھوٹی سی سوئی کو ڈبوایا جائے تو سمندر کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اسی طرح کربلا کی زمین پوری کائنات کی زمینوں سے افضل ترین ہے۔

لَوْ لَا تُرْبَةُ كَرْبَلَاءِ مَا خَلَقْتُكَ اِگر کربلا کی مٹی نہ ہوتی تو میں تجھے خلق ہی نہ کرتا وَ لَا خَلَقْتُ الْبَيْتَ الَّتِي افْتَحَرَتْ بِهِ بَلْکے میں اس خانہ کعبہ کو خلق نہ کرنا جس کی پشت پر سونے سے تو فخر کرتی ہے۔

فَقَرِيْ وَكُوْنِيْ مُتَوَاضِعَةً ذَلِيْلَةً وَلَا مُسْتَكْبِرَةً عَلٰی أَرْضِ كَرْبَلَاءِ پس اے زمین کعبہ ٹھہری رہو اور عجز و انکساری اختیار کرو اور میرے حکم کے سامنے سر

عَنِ الرَّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الْقِتَالَ جَنَابِ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ محرم وہ مہینہ ہے کہ کافر بھی اس میں جنگ و جدال کو حرام سمجھتے تھے۔ فَاسْتُحِلَّتْ فِيْهِ دِمَاؤُنَا وَهَتِكَتْ فِيْهِ حُرِيْمُنَا وَسَبِي فِيْهِ ذُرَارِيْنَا اور اس امت نے کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتی تھی ہمارے قتل کو جائز سمجھا اور ہماری توہین کی اور دخترانِ زہرا کو قید کیا اور خیموں میں آگ لگائی اور حضور اکرم کے رشتے کا ذرا بھر خیال نہ کیا۔

اِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ اَقْرَحُ جُفُونُنَا وَاسْبَلُ دُمُوعُنَا وَاذَلَّ عَزِيْزُنَا ” امام حسین کی شہادت کا دن وہ دن ہے کہ ہماری آنکھیں رو رو کر زخمی ہو گئی ہیں اور ہمارے آنسو رکتے نہیں ہیں اور اس دن ہمارے عزیزوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیا گیا۔

يَا اَرْضُ كَرْبَلَاءِ اُورْتَيْنَا الْكَرْبَ وَالْبَلَاءَ اے زمین کربلا تو ہمارے غم و اندوہ اور مصیبت کا باعث بنی ہے اس لیے رونے والوں کو امام حسین کے مصائب پر خوب رونا چاہیے لِاَنَّ الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحْطُ الذُّنُوبُ الْعِظَامُ کیونکہ امام مظلوم پر رونے سے گناہانِ کبیرہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خَلَقَ الْكَرْبَلَاءَ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ الْكَعْبَةُ بِارْبَعَةِ وَعِشْرَيْنِ اَلْفَ عَامٍ اللہ تعالیٰ نے کربلا کو کعبہ سے چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا حَتّٰی جَعَلَهَا اَفْضَلَ اَرْضٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَفْضَلَ مَسْكَنٍ يَسْكُنُ فِيْهَا اَوْلِيَائِهٖ یہاں تک کہ روز قیامت زمین کربلا کو فرشتے جنت میں لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسے بہشت کی زمین پر بھی فضیلت دے گا اور اسے اپنے دوستوں کا مسکن قرار دے گا اور جنت میں زمین کربلا ایسی روشن ہوگی کہ كَمَا يَزْهَرُ الْكُوكَبُ الدَّرِيْ

اس کی مصیبت میں شریک ہوں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے امام حسینؑ کے قاتل کا نام پوچھا؟ جبرائیلؑ نے کہا کہ اس شقی کا نام یزید ہے۔

فَوَقَّعَ اِبْرَاهِيْمُ يَدَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَلَعَنَهُ كَثِيْرًا حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کی طرف سراٹھا کر یزید پر بہت زیادہ لعنت کی اور ان کا گھوڑا آمین کہتا رہا۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ تو کیوں آمین کہتا ہے؟ وہ بولا کہ یزید ملعون اس کائنات کا بد بخت ترین شخص ہے۔ اس پر لعنت میں نہیں بھیجتا بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس سے شدید نفرت کرتا ہے اور اس پر لعنتیں بھیجتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک روز جناب رسالتؐ کہیں سفر پر جا رہے تھے کہ اچانک آپ کا گھوڑا ایک جگہ پر رک گیا فَبَكِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بُكَاءً شَدِيْدًا وَاسْتَرْجَعَ حضرت بے اختیار رو پڑے اور بہت زیادہ روئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اصحاب نے عرض کی یا حضرت! اس مقام پر آپ کے اس قدر رونے کی کیا وجہ ہے؟

فَقَالَ هَذَا جِبْرِئِيْلٌ يُخْبِرُنِيْ عَنْ هَذِهِ الْاَرْضِ يَقَالُ لَهَا كَرْبَلَا حضرت نے فرمایا جبرائیلؑ نے ابھی مجھے خبر دی ہے کہ یہ وہی سرزمین ہے کہ جس پر میرا نواسہ جام شہادت نوش کرے گا اور اس زمین کا نام کر بلا ہے۔

كَانَنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى مَضْرَعِهِ وَكَانَنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى اَصْحَابِهِ حَوْلَهُ مَطْرُوْحِيْنَ گویا میں اپنے حسینؑ اور اس کے اصحاب و انصار کو دیکھ رہا ہوں کہ میرا حسینؑ سرزمین کر بلا پر خاک و خون میں غلطاں پڑا ہوا ہے اور اس کے آس پاس عزیز و انصار کے ٹکڑے ٹکڑے خاک میں پڑے ہوئے ہیں وَكَانَنِيْ اَنْظُرُ اِلَى السَّبَايَا عَلَى اَفْتَابِ الْمَطَايَا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ظالم میری نواسیوں کو بے

تسلیم خم کر اور زمین کر بلا سے خود کو کبھی بھی بہتر نہ سمجھنا۔

کر بلا وہ زمین ہے کہ جس میں اکثر انبیاء کرام اترے ہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک روز جناب آدم علیہ السلام اس زمین پر تشریف لائے فَلَمَّا بَلَغَ مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ عَشَرَ رَجُلُهُ عَلَى حَجْرَةٍ وَسَالَ الدَّمُ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ جب آپ امام حسینؑ کے مقام شہادت پر پہنچے کہ آپ کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرایا اور آپ کے قدموں کے نیچے سے خون جاری ہو گیا۔ آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ وَوَلَايَ طُفْتُ جَمِيْعَ الْاَرْضِ اے میرے آقا و مولا! میں نے پوری کائنات کی سیر کی ہے لیکن جتنی تکلیف اس جگہ پر پہنچی ہے اتنی کسی پر نہیں پہنچی اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے آدمؑ يُقْتَلُ عَلَى هَذِهِ الْاَرْضِ سِبْطُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى کہ اس زمین پر رسول خدا کا نواسہ شہید ہوگا۔ ہم نے چاہا کہ آپ اس تکلیف میں شامل ہوں حضرت آدمؑ نے عرض کی بارالہا! اسے کون شہید کرے گا؟ ارشاد ہوا یزید ابن معاویہ انھیں شہید کرے گا۔ حضرت آدمؑ نے اس شقی اور بد بخت پر لعنت کی۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ جب اس زمین پر تشریف لائے تو گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کا سر اقدس ایک پتھر سے ٹکرایا جس کی وجہ سے اس سے خون جاری ہوا، عرض کی بارالہا! مجھ سے کون سی خطا ہوئی ہے جس کے باعث مجھے یہ تکلیف برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔

فَنَزَلَ جِبْرِائِيْلٌ وَقَالَ يَا خَلِيْلَ اللّٰهِ يُقْتَلُ عَلَى هَذِهِ الْاَرْضِ قُرَّةُ عَيْنِ الرَّسُوْلِ الْمُصْطَفَى وَابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى جناب جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا اے خلیل خدا! آپ سے کوئی خطا نہیں ہوئی لیکن یہ وہ زمین ہے کہ جس پر جناب رسول خدا کا نواسہ اور جناب علی مرتضیٰؑ کا فرزند شہید ہوگا۔ خدا نے چاہا کہ آپ بھی

نے خواب دیکھا ہے کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس میدان میں جمع ہوئی ہے اور ان کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے ہیں اور اس زمین میں لکیر کھینچ کر ایک حد قائم کر دی گئی ہے پھر میں نے دیکھا کہ درختوں کی شاخیں جھک گئی ہیں اور ان سے تازہ خون بہنے لگا ہے۔ وَكَانَ بِالْحُسَيْنِ مُهَجَّتِي وَفَرَاخِي وَمُضْغَتِي قَدْ عَرِقَ فِيهِ يَسْتَعِثُّ فَلَا يُغَاثُ اور میں نے اپنے جگر گوشہ اور پارہ دل کو دیکھا کہ وہ خون کے دریا میں غوطہ زن ہے اور وہ لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے لیکن اس کی کوئی نہیں سنتا اور وہ لوگ میرے حسینؑ سے کہتے ہیں کہ اے آل رسولؐ تم صبر کرو کہ تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کر دیے جاؤ گے۔ جنت تمہاری مشتاق ہے۔ پھر حضرت مجھے پرسہ دیتے ہیں۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ جناب امام حسینؑ محرم کی دو تاریخ کو وارد کر بلا ہوئے وَلَمَّا وَصَلَهَا فَرَّقَفَ الْجَوَادُ الَّذِي تَحْتَ الْحُسَيْنِ حضرت جب وہاں پر پہنچے تو ناگاہ حضرت کا گھوڑا رک گیا فَنَزَلَ عَنْهُ وَرَكِبَ غَيْرَهُ فَلَمْ يَبْعَثْ خُطْوَةً حضرت اس گھوڑے سے اتر کر دوسرے پر سوار ہوئے اس نے بھی قدم نہ اٹھایا حتیٰ رَكِبَ سِتَّةَ أَفْرَاسٍ اسی طرح امام علیہ السلام نے چھ گھوڑے تبدیل کیے اور کسی نے بھی قدم آگے نہ بڑھایا۔ فَقَالَ مَا يَقَالُ لِهَذَا الْأَرْضِ حضرت نے پوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ فَقَالُوا نَيْنُوا لوگوں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ! اس کو نینوا کہتے ہیں فَقَالَ هَلْ اسْمٌ غَيْرُ هَذَا حضرت نے فرمایا اس کا اور بھی نام ہے؟ قَالُوا تُسَمَّى كَرْبَلَا لوگوں نے کہا اے کربلا بھی کہتے ہیں۔ امام علیہ السلام گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا هَذِهِ وَاللَّهِ أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ یہ زمین تو ہمارے لیے تکلیف اور مصیبت کا باعث بنے گی وَهَهُنَا يُقْتَلُ رِجَالُنَا اور یہاں پر ہمارے مرد قتل کیے جائیں گے۔

پلان اونٹوں پر بٹھا کر اور شہداء کے سروں کو نیزوں پر نصب کر کے شام کی طرف روانہ ہو رہے ہیں اور امام حسینؑ کا سر یزید کے پاس بطور ہدیہ لایا جا رہا ہے تاکہ وہ خوش ہو خدا اسے واصل جہنم کرے گا

روایت میں ہے کہ حضرت رسولؐ خدا جب اس سفر سے واپس لوٹے تو کئی دنوں تک پریشان و اداس رہے۔ کتاب امالی میں ابن عباس سے منقول ہے حضرت امیر المومنین علیؑ جنگ صفین کی طرف جا رہے تھے میں بھی حضرتؑ کے ساتھ تھا۔ فَلَمَّا نَزَلَ نَيْنَوَى وَهُوَ شَطُّ الْفَرَاتِ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا بَنَ عَبَّاسٍ تَعْرِفُ هَذَا الْمُوَضَّعَ جَنَابِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جب وادی نینوا پر پہنچے یہ نہر فرات کے ساتھ ملا ہوا علاقہ ہے حضرتؑ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا اور مجھے آواز دے کر کہا: اے ابن عباس! کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کی نہیں آقا میں اس جگہ کو نہیں جانتا۔

فَقَالَ لَوْ عَرَفْتَهُ كَمَعْرِفَتِي لَمْ تَكُنْ تَجُوزُهُ حَتَّى تَبْكِي كَبْكَائِي حضرتؑ نے فرمایا اگر تم میری طرح جانتے ہوتے تو اس جگہ سے ہرگز عبور نہ کرتے اور جتنی دیر میں رویا ہوں یا جس قدر میں نے گریہ کیا ہے تم بھی اسی طرح روتے یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور سینہ اقدس پر بھی آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا اَهِ اَهِ مَالِي وَلَالِ أَبِي سُفْيَانَ مَالِي وَلَالِ حَرْبِ حَرْبِ الشَّيْطَانِ آہ آہ مجھے آل ابوسفیان اور آل حرب سے کیا کام ہے وہ دونوں تو شیطانی لشکر ہیں صَبْرًا يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَدْ لَقِيَ أَبُوكَ بِمَنْحِلِ الَّذِي تَلْقَى مِنْهُمْ اے ابو عبد اللہ! صبر کرو تمہارے باپ کو وہ صدمہ پہنچا جو ظالموں سے تمہیں پہنچے گا۔ پھر حضرت نماز پڑھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے مجھ سے فرمایا اے ابن عباس میں

یہاں پر یہ بات بتانا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ میدانِ کربلا میں اہلبیتؑ اور صحابہ کے ہر ہر فرد نے امام علیہ السلام کے ہر حکم، ہر ہر اشارے پر عمل کیا۔ امام علیہ السلام نے جیسا ہی مناسب سمجھا اور جس طرح حکم دیا سبھی نے اطاعت امامؑ پر پکار بلند ہوتے ہوئے ویسے ہی عمل کیا۔ لہذا یہ بات بالکل غلط ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنی بہن زینبؑ سے کہا تھا کہ غازی میری نہیں مان رہا انھیں تم ہی سمجھاؤ۔ العیاذ باللہ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ کہ عباسؑ جیسا قدر شناس بھائی اپنے مولا و آقا کے فرمان سے پہلو ہٹی کرے ہرگز نہیں..... بالکل بھی نہیں.....



فَقَدْ نَشِفْتُ كَبْدِي مِنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ پیاس کی شدت کی وجہ سے میرا کلیجہ جل رہا ہے۔ جناب عباسؑ نے جب اپنی عزیز ترین بھتیجی کی اس حالت کو دیکھا تو بہت زیادہ روئے۔ اچانک قوم اشقیاء آئی اور اس کنویں کو بند کر دیا (اس روایت

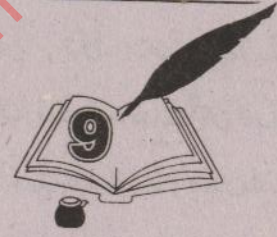
رَوَى أَنَّ رَجُلًا يُسَمَّى عَبْدَ الرَّحْمَنِ كَانَ مُعَلِّمًا لِأَوْلَادِ الْمَدِينَةِ
فَعَلَّمَ وَلَدَ الْحُسَيْنِ يُقَالُ لَهُ، جَعْفَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

علامہ محمد باقر مجلسی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے کہ
عبدالرحمن نامی ایک شخص ”معلم“ تھا۔ یہ شہر کے بچوں کو پڑھاتا تھا جناب امام حسینؑ
کے فرزند (کہ جس کا نام جعفر تھا) کو الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ پڑھایا فلَمَّا قَرَأَهَا
عَلَى أَبِيهِ الْحُسَيْنِ فَاسْتَدْعَى الْمُعَلِّمَ جب صاحبزادے نے اپنے والد گرامی کو
سبق سنایا تو حضرتؑ نے اس استاد کو بلوایا وَأَعْطَاهُ أَلْفَ دِينَارٍ وَأَلْفَ حُلَّةٍ
وَحَشَافَهُ ذُرًّا اور اسے ایک ہزار دینار اور ایک ہزار حلہ بطور انعام دیا اور اس کا منہ
موتیوں سے بھر دیا فَقِيلَ لَهُ: فِي ذَالِكَ كَيْسٌ نے عرض کی یا حضرت! آپ نے اس
تھوڑی سی تعلیم کے عوض میں اس قدر بھاری نذرانہ دے دیا ہے؟

فَقَالَ أَنِّي تُسَاوِي هَذِهِ الْعَطِيَّةَ بِتَعْلِيمِهِ لَوْلَدِي الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ آپؑ نے فرمایا بھلا کہاں یہ عطیہ اور وہ تعلیم آپس میں برابر ہو سکتے ہیں؟
پھر آپؑ إِذَا جَاءَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكَ فَجَذِبْهَا. عَلَى النَّاسِ طُرًّا قَبْلَ أَنْ تَتَقَلَّتْ
جب دنیا تیری طرف رجوع کرے تو تم بھی بندگان خدا پر خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ
دولت زائل ہو فَلَا الْجُودَ بِنَفْسِهَا إِذَا هِيَ أَقْبَلَتْ. وَلَا لُبْخُلَ بِنَفْسِهَا إِذَا مَاتَوُكْتُ
اس لیے کہ بخشش سے دولت فنا نہیں ہوتی، جس وقت کہ رجوع کرتی ہے اور نہ بخل
کرنے سے دولت دنیا باقی رہتی ہے جس وقت کہ وہ پشت کرتی ہے۔

رَوَى فِي الْمَنَاقِبِ أَنَّهُ، وَقَدْ أَعْرَابِيُّ نِ الْمَدِينَةِ فَسَالَ عَنْ أَكْرَمِ
النَّاسِ بِهَا فَذُلَّ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ شَهْرَ أَشُوبٍ نے اپنی کتاب المناقب میں
روایت کی ہے کہ ایک اعرابی مدینے میں آیا اور اس نے مدینہ کے لوگوں سے پوچھا

روایت نمبر



- ★ حضرت امام حسینؑ کی سخاوت اور مصائب
- ★ امامؑ اور شہادتِ خُر
- ★ اور پرندوں اور جانوروں کا امامؑ کی مظلومیت و بے کسی پر کریہ و ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

وَلَوْ اَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ خَلْفِ الْبَابِ وَاَنْشَاءً. جب آپ اس شخص کو مال دے چکے تو اس سے معذرت خواہی کی چونکہ اس فقرے کا ہم ترجمہ کر چکے تھے اس لیے اس کو دوبارہ نہیں دہرایا۔ البتہ قارئین کی آسانی کے لیے اس جملے کا ترجمہ بیان کیے دیتے ہیں۔ یعنی امام علیہ السلام اپنا ہاتھ دروازہ سے نکال کر اسے مال دینے لگے اور عذر خواہی میں یہ شعر پڑھے۔

خُذْهَا فَإِنِّي إِلَيْكَ مُعْتَذِرٌ وَأَعْلَمُ بِأَنِّي عَلَيْكَ ذُو شَفَقَةٍ.

اس فلیل سے مال کو لے لو اور میں تجھ سے معذرت کرتا ہوں، اسے قبول کر لو مجھ سے میں تمہارا حق کما حقہ ادا نہ کر سکا اے بھائی میرا دل تمہارے لیے بہت کڑھتا ہے۔

لَوْ كَانَ سِيرُنَا الْعَدَاةُ غَضَبًا. أَتَتْ سُمَانٌ عَلَيْكَ مُنْدَفِقَةً.

اگر اس وقت قوت و طاقت حاصل ہو جاتی اور ہمارا حق غصب نہ ہوتا تو آج تو دیکھتے کہ شام تک ہماری بخشش کا سلسلہ چلتا رہتا۔

لَكِنَّ رَبَّ الزَّمَانِ ذُوْ غَيْرٍ. وَالْكَفُّ مِنْ قَلِيلِ النَّفَقَةِ.

مگر حوادث زمانہ کی وجہ سے ہمارے حالات میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں
 ہیں۔ وجہ ہے کہ میرے ہاتھ وہ خرچ نہیں کر رہا جو کہ کرنا چاہیے۔

ہم نے شعر کا صرف مفہوم ہی بیان کیا ہے۔ امام علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ زمانہ والوں نے ہمیں مشکلات و پریشانیوں میں ڈال دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم مجبور ہیں اور کسی کے فائدہ کے لیے کماحقہ کام نہیں کر سکتے، گویا امام علیہ السلام خود اپنی مظلومیت اور اپنی مجبوریاں بیان کر رہے ہیں۔

کہ اس شہر کا سخی اور کریم ترین انسان کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حسین بن علیؑ سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مسجد میں آیا اور حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ ایک طرف کھڑے ہو کر حضرت کی شان میں اشعار پڑھنے لگا۔

لَمْ يَحِبَّ الْآنَ مَنْ رَجَاكَ وَمَنْ حَرَّكَ مِنْ دُونِ بَابِكَ الْحَلَقَةَ.

جو شخص بھی آپ سے امید لے آیا وہ آپ کے دروازے پر آ کر آپ کے دست فیاض سے خالی نہیں لوٹا اور جو شخص بھی آپ کے دروازے کی زنجیر ہلاتا ہے وہ خالی نہیں لوٹتا۔

أَنْتَ جَوَارٌ وَأَنْتَ مُعْتَمِدٌ أَبُوكَ قَدْ كَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَةِ.

اور آپ بھی خنی ہیں اور آپ کے والد گرامی بھی بہت زیادہ خنی اور کریم تھے، سخاوت کے ساتھ ساتھ وہ بہت بڑے شجاع اور بہادر بھی تھے، وہ کفار کو قتل کرنے والے تھے۔

لَوْلَا الَّذِي كَانَ مِنْ أَوْثَاقِكُمْ. كَانَتْ عَلَيْنَا الْجَحِيمُ مُنْطَبِقَةً.

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو جائے پناہ نہ بناتا تو ہم سب لوگ کثرت گناہ کی وجہ سے آگ میں جلتے رہتے، حضرت امام حسینؑ نماز سے فارغ ہو چکے تو قنبر سے پوچھا۔ هَلْ بَقِيَ مِنْ مَالِ الْحِجَازِ شَيْءٌ آیا مال حجاز میں کچھ چیز باقی ہے؟ قَالَ اَرْبَعَةُ اَلْفِ دِينَارٍ قنبر نے عرض کی مولا چار ہزار دینار باقی ہیں۔ فَقَالَ هَاتِيهَا قَدْ جَاءَ مَنْ هُوَ اَحَقُّ بِهَا مِنَّا آپؑ نے فرمایا وہ مال لے آؤ کہ یہ شخص ہم میں سے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد امام علیہ السلام اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے اور ان دیناروں کو چادر کے ایک کونہ سے باندھ کر آپؑ دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ہاتھ نکال کر وہ مال اس سائل کو دے دیا۔ یہ سب کچھ آپؑ نے اس لیے

حضرت امام جعفر صادقؑ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ لَمَّا التَقَى الْحُسَيْنُ وَعُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَامَتِ الْحَرْبُ جَبَّ عُمَرُ سَعْدًا لَشْكْرِهِ وَأَمَامَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَالشَّكْرِ أَيْكَ دُوسرے کے مد مقابل آئے اور عمر سعد نے چاہا کہ لشکر امامؑ پر حملہ کرے نَزَلَ النَّصْرُ حَتَّى رَفَرَفَ عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ تُو نصرت نازل ہوئی اور حضرت کے سر اقدس کے اوپر اڑنے لگی ثُمَّ خَبَرَ بَيْنَ النَّصْرِ عَلَى اغْدَائِهِ وَبَيْنَ لِقَاءِ اللَّهِ پھر اللہ تعالیٰ نے امامؑ کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا: کہ اے حسین! یہ فتح و نصرت موجود ہے اگر آپ چاہیں تو میں اس قلیل سے لشکر کو اس کثیر لشکر پر فتح و کامیابی دے دوں اگر آپ چاہیں تو ہماری ملاقات کریں فَاخْتَارَ لِقَاءَ اللَّهِ حضرت نے بارگاہ الہی میں عرض کی بارالہا! حسینؑ کو تیری رضا اور ملاقات کے سوا کچھ بھی نہیں چاہیے۔ اسی اثناء میں عمر سعد نے پہلا تیر لشکر حسینؑ کی طرف پھینک کر کہا اے کوفہ والو اَشْهَدُوا إِنِّي أَوَّلُ رَامٍ گواہ رہنا لشکر امامؑ پر جس نے سب سے پہلے تیر پھینکا ہے وہ میں ہوں فَرَمَنِي أَصْحَابُهُ كُلُّهُمْ فَمَابَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ إِلَّا أَصَابَهُ مِنْ سَهَامِهِمْ۔

عمر سعد کے چاہیوں نے بھی تیروں کا حملہ شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں امام علیہ السلام کے بہت سے صحابی زخمی ہوئے۔ ان تمام یزیدیوں میں سے کسی نے بھی رسول خدا کا خیال نہ کیا مگر حربن یزید ریاچی یہ صورت حال دیکھ کر بہت پریشان ہوئے کہ اس قوم نے فرزند زہراؑ کو شہید کرنے پر کمر باندھ لی ہے قَالَ لِعُمَرَ اتَّقَاتِلْ أَنْتَ هَذَا الرَّجُلَ حَرْنِ عمر سعد سے کہا کیا تو واقعی امام حسینؑ سے لڑنا چاہتا ہے؟ قَالَ إِي وَاللَّهِ عُمَرُ سَعْدٌ بُولَا ہاں خدا کی قسم میں ہر حال میں حسینؑ کو قتل کروں گا۔ حَرَبُوا: اے عمر سعد! حسین ابن علیؑ تو تجھ سے لڑنے کے لیے نہیں

قَالَ فَاحْذَرِهَا الْأَعْرَابِيُّ وَبَكَى۔ راوی کہتا ہے: اس اعرابی نے وہ دینار حضرت کے ہاتھ سے لے لیے مگر رونے لگا۔ فَقَالَ لَهُ: لَعَلَّكَ اسْتَقَلَّتْ حضرت نے فرمایا: اے اعرابی! شاید تو اس لیے روتا ہے کہ یہ رقم تھوڑی ہے قَالَ لَا وَلَكِنْ كَيْفَ يَأْكُلُ التُّرَابُ جُودَكَ وَهُ بُولَا نہیں آقا میں اس لیے نہیں رو رہا آپ نے جو رقم مجھے عطا کی ہے یہ میری ضرورت سے ہت زیادہ ہے میں تو اس لیے رو رہا ہوں ایسے عظیم اور سخی کے ہاتھ ایک دن مٹی میں مل جائیں گے۔

افسوس کہ اس شخص کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ اس جلیل القدر امام کا جسم مبارک شہادت کے بعد چند دنوں تک بے گور و کفن خاک کر بلا پہ پڑا رہے گا؟ یہ ہاتھ ایک ظالم کے ظلم کی وجہ سے امام کے جسم اطہر سے جدا ہو جائیں گے اور ایسے سخی کی اولاد اور انصار پیاس کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دیں گے اور نیزوں، تلواروں، پتھروں سے ان کے جسموں کو چھلنی چھلنی کر دیا جائے گا اور خیموں میں بچے ہائے پیاس ہائے پیاس کی صدائیں بلند کریں گے اور یہ سخی ان کے لیے پانی کا سوال کرے گا اور ان کو کوئی پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دے گا۔

روایت ہے کہ چھ لاکھ یزیدی کر بلا میں جمع ہوئے۔ امام حسینؑ سمیت بہتر نفوس کی شہادت کا وقت قریب آیا ان میں چالیس بڑے تھے اور کچھ بچے تھے۔ ماشورہ کے دن بھی یزیدی فوج کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے۔ امام علیہ السلام کو حالات و واقعات کا بخوبی علم تھا۔ آپ نے سب کچھ اس لیے کیا کہ کل روز قیامت یہ کوئی اور شامی کوئی حیلہ بہانہ نہ کر سکیں۔ امام علیہ السلام آخر تک اتمام حجت کے طور پر یزیدیوں سے پانی مانگتے رہے اور یہ بھی کہتے رہے کہ ہمارے خون ناحق میں اپنے ہاتھ مت رنگیں کرو۔

نَحْوِ الْحُسَيْنِ وَقَالَ يَهْ كَرُخْرُ نَے اپنا گھوڑا حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف دوڑایا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کی جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ اَنَا الَّذِي حَبَسْتُكَ عَنِ الرُّجُوعِ وَجَعَجَعْتُ بِكَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مِیں قربان ہو جاؤں آپ پر اے فرزند رسول! میں قصور وار ہوں کہ آپ کو اور کہیں نہیں جانے دیا اور مجبور کر کے یہاں پر لے آیا اور میں اس پر بہت زیادہ شرمسار ہوں۔ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ یزیدی فوج آپ سے ایسی بھی بدسلوکی کریں گے وَاَنَا وَاللَّهِ تَأْتِبُ إِلَى اللَّهِ مِمَّا صَنَعْتُ خُدا کی قسم اب میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں اَفْتَرَى مِنْ ذَالِكَ تَوْبَةً مَوْلَا كِیَا آپ میری توبہ قبول فرمائیں گے؟ قَالَ نَعَمْ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْكَ امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ ضرور قبول فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر خُرخُ نے عرض کی مولا! اگر ایسا ہی ہے تو آپ کیا مجھے جنگ کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ يَا خُرُ اَنَا اسْتَحْيِي مِنْكَ لِأَنَّكَ ضَيْفِي یسین کر امام علیہ السلام نے فرمایا اے خُرخُ مجھے تم سے شرم آتی ہے کہ تجھے جنگ کے لئے بھیجوں جبکہ تم ہمارے مہمان ہو۔ پھر خُرخُ نے عرض کی کہ یہ غلام چاہتا ہے کہ میں ایک بار ان لعینوں پر اتمام حجت کے طور پر ایک بات کہہ لوں۔ امام نے فرمایا جو چاہو کرو جناب خُرخُ حسینی مجاہد بن کر یزیدی فوج کے سامنے آئے اور کہا يَاهْلَ الْكُوفَةِ تَكَلَّنْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ اے کوفیو! تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں دَعَوْتُمْ هَذَا الْعَبْدَ الصَّالِحَ حَتَّى إِذَا أَتَاكُمْ ثُمَّ غَدَّكُمْ عَلَيْهِ لَتَقْتُلُوهُ اے ظالمو! مرد صالح اور فرزند رسول کو تم لوگوں نے بلایا جب وہ آگئے تو تم نے ان سے بے وفائی کی اور اب تم ان کو قتل کرنا چاہتے ہو وَأَخَذْتُمْ بِكُظْمِهِ وَأَحْطَمْتُمْ بِهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ لَتَمْنَعُوهُ التَّوَجُّةَ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ فَصَارَ كَالْأَسِيرِ اور تم لوگوں نے ان کے لیے تمام

آئے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ تو ان سے جنگ نہ کرے اور ان کو واپس جانے دے؟ میری رائے میں بہتر یہ ہوگا کہ تو فرزند رسول کے خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگین نہ کر۔

قَالَ أَمَا لَوْ كَانَ الْأَمْرُ إِلَيَّ لَفَعَلْتُ وَلَكِنَّ أَمِيرَكَ قَدْ أَبَى عَمْرُ سَعْدُ بُولَا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن ابن زیاد جو نہیں مانتا اس کا حکم ہے کہ امام حسین کو ہر صورت ہی میں قتل کر دیا جائے یہ سن کر خُرخُ اپنے خیمے میں آ گیا اور غصے کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگا فَقَالَ لَهُ اَلْمُهَاجِرُ بْنُ أَوْسٍ مَا تَرِيدُ أَنْ تَحْمِلَ وَأَخَذَكَ الْأَفْكَلُ مَهَاجِرُ بْنُ أَوْسٍ نے خُرخُ سے کہا کہ اے خُرخُ! تو حسین سے لڑنے جاتا ہے؟ خُرخُ نے جواب نہ دیا اور وہ غصے سے مسلسل کانپ رہا تھا مہاجر بنے کہا۔ اے خُرخُ میں تجھے کوفہ کا بہادر ترین انسان سمجھتا ہوں آج تو نے یہ حال کیا بنا رکھا ہے جناب خُرخُ نے کہا: ایسا نہیں ہے جو تو خیال کرتا ہے۔ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی آج میں کسی سے خوفزدہ ہوں لیکن بات یہ ہے کہ فَوَاللَّهِ أَخْبِرْ نَفْسِي بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ خُدا کی قسم میں اپنے آپ کو جنت و جہنم کے ترازو میں تول رہا ہوں یہ دونوں چیزیں میرے سامنے ہیں۔ اگر میں ابن زیاد کی اطاعت کرتا ہوں تو جہنم میں جاتا ہوں اور حسین غریب الوطن کا ساتھ دیتا ہوں تو جنت میں جاتا ہوں وَلَا اخْتَارُ عَلَى الْجَنَّةِ شَيْئًا لیکن میں جنت پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب جتنا بھی ہو سکا اور جیسے بھی ممکن ہوا نبی زادے کی مدد کروں گا اور ان کے لیے میں اپنی جان تک قربان کر دوں گا وَلَوْ قُطِعَتْ وَخُرِفَتْ اگرچہ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں یا میں آگ میں جلا دیا جاؤں لیکن میں حسین ابن علی کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑوں گا ثُمَّ ضَرَبَ فَرَسَهُ

مَنْ حَلَّ بَارِضَ الْحَيْفِ. أَضْرِبُكُمْ وَلَا أَرَى مِنْ حَيْفٍ.

میں اس بزرگوار امام کی طرف سے تم سے جنگ کروں گا اور مجھے تمہارے قتل سے بالکل افسوس نہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے یزید بن ابی سفیان نامی شخص قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا، جب جناب خرم امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے تھے تو اس نے کہا تھا اَمَّا وَاللَّهِ لَوْ لِحَقَّتْهُ لَا تَبَعُهُ السِّنَانُ قسم ہے خدا کی اگر خرم میرے سامنے آتا اور مجھ سے ملاقات ہوتی تو میں خرم کے سینے میں اپنا نیزہ مار دیتا اور جب خرم سے لڑائی شروع ہوئی اور ان کے جسم سے خون جاری ہوا تو حصین لعین نے یزید بن سفیان سے کہا تھا هَذَا الْحُرُّ الَّذِي كُنْتَ تَتَمَنَّاؤُهُ يَهْوَ خُرَّ هُكَّ جَسْمِهِ كَمَا يَهْوَ خُرَّ جَسْمِ الْوَحْشِ مِنْ بَرْدِ الْمَاءِ۔ چنانچہ وہ بد بخت غصہ کے ساتھ میدان جنگ میں آیا اور جناب خرم سے لڑنے لگا جناب خرم نے آن واحد میں اس بد بخت کو واصل جہنم کیا۔ وَقَتْلَ اَرْبَعَيْنِ فَارِسًا وَرَاجِلًا اور اس کے سوا خرم نے چالیس سوار اور پیدل سپاہی تن تہا مارے اور یوں ہی لڑتے رہے۔

حَتَّى عَرَفَتْ فَرَسَهُ وَبَقِيَ رَاجِلًا وَهُوَ يَقُولُ جَبَّ يَزِيدُ لَشُكْرُ خُرٍّ سے لڑتے لڑتے تنگ ہو گیا تو انھوں نے ان کے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیے۔ اس وقت جناب خرم پیدل ہو گئے اور آپ مسلسل جنگ کرتے جا رہے تھے۔ آپ نے پھر چند رجز یہ شعر کہے کہ

إِنِّي أَنَا الْحُرُّ وَنَجُلُ الْحُرِّ

أَشْجَعُ مِنْ ذِي لَبْدٍ هَزْبَرٍ

”میں آزاد ہوں اور آزاد کا بیٹا ہوں اور شجاعت میں شیر سے زیادہ بہادر ہوں“

راستے بند کر دیئے اب وہ کہیں جا بھی نہیں سکتے اور آپ لوگوں کے ظلم کی وجہ سے وہ قیدیوں کی مانند ہو گئے ہیں وَمَنْعَتُمُوهُ وَأَهْلَهُ عَنْ مَاءِ الْفُرَاتِ الْجَارِيِ اور تین دنوں سے تم نے امام علیہ السلام اور ان کے ننھے ننھے بچوں کو پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیا، حالانکہ دریائے فرات ٹھاٹھیں مار مار کر بہہ رہا ہے تَشْرِبُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسُ وَتَمَرُغُ فِيهِ خَنَازِيرُ السَّوَادِ افسوس صد افسوس کہ یہودی نصاریٰ اور مجوسی تو اس سے پیسے اور ان کے حیوانات پر بھی کوئی پابندی نہ ہو لیکن آل رسول وہ پانی نہ پی سکیں۔ بِنَسَمَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْه فِي ذُرِّيَّتِهِ لَا سَقَاكُمْ اللَّهُ يَوْمَ الظَّمَاءِ تم لوگوں نے اپنے نبی کی عترت سے بہت برا سلوک کیا ہے روز قیامت خدا تمہیں سیراب نہ کرے۔ یہ سن کر یزیدی فوج نے غصہ میں آ کر جناب خرم پر تیروں سے حملہ کر دیا۔ جناب خرم مجبور ہو کر خدمت امام میں حاضر ہوئے اور عرض کی يَابْنَ رَسُولِ اللَّهِ كُنْتُ أَوَّلَ خَارِجٍ عَلَيْكَ فَأَذَنْ لَا كُؤْنَ أَوَّلَ قَتِيلٍ بَيْنَ يَدَيْكَ اے فرزند رسول! سب سے پہلے میں نے ہی آپ کو روکا تھا اور اب میں چاہتا ہوں کہ مجھے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں سب سے پہلے آپ کے قدموں پر اپنی جان نثار کر سکوں امام علیہ السلام نے جب خرم کے اصرار کو دیکھا تو اپنے مخلص مہمان کو گلے سے لگا کر میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ جناب خرم نے آ کر دشمن کے سامنے رجز یہ شعر کہے کہ

إِنِّي أَنَا الْحُرُّ وَمَاوِي الضَّيْفِ. أَضْرِبُ فِيْ أَعْنَاقِكُمْ بِالسَّيْفِ.

میں خرم ہوں میری جائے پناہ مہمان کر بلا ہیں میں اپنی تلوار سے تمہاری

گردنوں کو اڑا کر رکھ دوں گا۔

جنت میں ضیافت فرما اور ان کو حوران بہشت جیسی نعمتیں عطا فرما۔

حضرت امام حسینؑ حرکی لاش کے پاس بیٹھ گئے فَجَعَلَ يَمْسَحُ وَجْهَهُ وَيَقُولُ اور حر کے چہرے پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے منہ پر پڑا ہوا گرد و غبار اپنے رومال کے ساتھ صاف کرتے اور رو کر فرماتے تھے۔ اَنْتَ الْحُرُّ كَمَا سَمَّكَ اُمُّكَ اے حرم واقعی آزاد ہو جیسا کہ تمہاری ماں نے تمہارا نام خر رکھا تھا وَاَنْتَ الْحُرُّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اور تم دنیا و آخرت میں آزاد ہو۔ افسوس کہ خر کی لاش کو تو امام حسینؑ اٹھا کر اپنے خیمے میں لے آئے اور ان پر گریہ بھی فرمایا لیکن امام حسینؑ جب شہید ہوئے تو آپ کی لاش کو اٹھانے والا کوئی نہ تھا اور نہ ہی کوئی رونے والا بچا۔ جو بچے تھے ان کو اسیر کر کے کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں پھرایا گیا۔

روایات میں ملتا ہے کہ امام علیہ السلام جب شہید ہو گئے تو ایک سفید رنگ کا پرندہ آیا اور وہ چیختا چلاتا تھا اور اپنے پروں کو امام علیہ السلام کے خون سے تر کرتا تھا اس نے دیکھا کہ چند پرندے درخت کے نیچے کچھ دانے کھا رہے ہیں تو وہ پرندہ ان کے پاس گیا اور کہا وَيَلَّكُمُ اتَّشَغَلُونَ بِالْمَلَأِ هِيَ وَالْحُسَيْنُ فِي اَرْضِ كَرْبَلَاءَ فِي هَذَا الْحَرِّ مُلْقَى عَلَى الرَّمْضَاءِ افسوس ہے تم پر تم سایہ میں بیٹھ کر دانہ پانی کھا پی رہے ہو اور جناب رسولؐ خدا کے فرزند جناب امام حسینؑ شدید ترین گرمی میں زمین کر بلا پر پڑے ہوئے ہیں اور امام مظلومؑ کا سرتن سے جدا ہے۔ یہ سننا ہی تھا کہ سب کے سب پرندے اڑ کر میدان کر بلا میں آئے اور امام مظلومؑ کو خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے دیکھا مُلْقَى عَلَى الرَّمْضَاءِ جُثَّةً بِلَا رَأْسٍ وَلَا غُسْلٍ وَلَا كَفْنٍ کہ امام علیہ السلام کا سرتن سے جدا ہے اور بغیر غسل و کفن کے گرم ریت

لَسْتُ بِالْجَبَانِ عِنْدَ الْكَرِّ
لَكِنِّي الْوُقُوفُ عِنْدَ الْغَرِّ

میں مرد ہوں اور جنگ میں ثابت قدم رہوں گا اور یوں ہی لڑتا رہوں گا۔
ابھی آپ یہ شعر کہہ رہے تھے کہ چاروں طرف مسلح افراد نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور مسلسل حملوں سے یہ عاشق کر بلا بہت زیادہ زخمی ہو گیا لیکن کچھ دیر بعد زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جناب خرؑ نے جام شہادت نوش کیا۔ فَحَمَلَهُ اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ امام علیہ السلام کے چند صحابی میدان میں آئے اور خر کی لاش کو اٹھا کر خیمے میں لے آئے بعض روایات میں ہے کہ امام علیہ السلام میدان میں خود تشریف لائے اور خر کی لاش کو اٹھا کر خیمہ میں رکھ دیا پھر جناب علی اکبرؑ نے دکھ بھرے لہجے میں یہ شعر پڑھے۔

لِنَعْمِ الْحُرِّ خُرْبُنَ الرِّيَاحِيِّ صَبُورٌ عِنْدَ مُخْتَلِفِ الرِّمَاحِ.

آہ کہ حر بن ریاحی کتنا صالح اور نیک انسان تھا وہ بڑا صابر تھا میدان جنگ میں جب اس پر تیروں کے وار چلے تو بہت بڑی استقامت و پامردی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔

وَنِعْمَ الْحُرُّ اِذْ نَادَى حُسَيْنًا. فَجَادَ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ.

کتنا خوش نصیب تھا خر جب اس نے اپنے آقا و مولا امام حسینؑ کو پکارا تو بنفس نفیس خر کی لاش پر آئے۔

فَيَارَبِّي اَصْفُهُ فِي الْجَنَانِ. وَزَوْجُهُ مَعَ الْحُورِ الْمَلَاحِي.

اے میرے خدا ہم تو خود بے آب و دانہ تھے اور تین دن سے ہمیں بھی پانی میسر نہیں آیا تھا اس لیے خر کی کوئی خدمت نہ کر سکے اب تو اس کے عوض خر کی

روایت نمبر

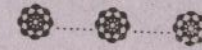


- ★ حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی فضیلت و عظمت
- ★ جناب رسولؐ خدا کا امام حسینؑ کی شہادت کے بارے میں
- قبل از وقت مطلع کرنا
- ★ جون حبشی کی شہادت۔



مولانا عابد عسکری

پر پڑے ہیں۔ جب ان پرندوں نے جناب سید الشہداءؑ کی یہ حالت دیکھی
تَصَايَحْنَ وَتَوَا قَعْنَ عَلَى دَمِهِ يَتَمَرَّغْنَ فِيهِ تَوَا نَهْلًا وَشَيُونَ بَلَدًا كَمَا
اپنے آپ کو خون میں گرا دیا اور چیخنے چلانے لگے، مومنین رونے کا مقام ہے کہ
حیوانات اور پرندے تو اہلبیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کریں لیکن انسانوں
نے ان کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا؟ خدا لعنت کرے ان سب یزیدیوں پر کہ
جنہوں نے کائنات کے سرداروں کو بھوکا پیاسا شہید کیا اور پھر ان کے سروں کو
جسموں سے جدا کیا اور ان کے پردہ داروں کے خیمے جلانے، بچوں کو طمانچے مارنے
بیبیوں کے سروں سے چادریں چھین لیں اور پھر ان سب کو طوق و رسن میں قید کر کے
کوفہ و شام لے گئے۔



قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
وَقَالَتْ يَا أَبَتِ أَيُّ شَيْءٍ تَقُولُ يَهْنُكَ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ

وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي رَهْطٍ كَانَتْهُمْ نُجُومُ السَّمَاءِ يَتَهَادُّونَ إِلَى الْقَتْلِ.

اس روز میرا یہ فرزند اپنے جاثراں میں ستاروں کی مانند موجود ہو گا اور
اس کی پیشانی سے نور چمکے گا اور اس کے ساتھی بہت جوش و ولولہ اور شوق و جذبہ کے
ساتھ شہید ہوں گے۔ گویا میں اس کی لشکر گاہ خیمہ گاہ اور اس کی قبر کی جگہ کو اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ جناب سیدہ نے عرض کی بابا وہ جگہ اس وقت کہاں ہے؟
قال مَوْضِعُ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ حضرت نے فرمایا اے فاطمہ اس جگہ کا نام کربلا ہے
وہی دَارِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ عَلَيْنَا وَعَلَى الْأَيْمَةِ وَهَذَا زَمِينُ هَمِّ اِهْلِيَّتِكَ کے غم لئے و
اندوہ اور مصیبت کا باعث ہے قَالَتْ يَا أَبَتِ فَيُقْتَلُ جَنَابُ فَاطِمَةَ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
کیا میرا حسین قتل کر دیا جائے گا؟ قَالَ نَعَمْ وَمَا قُتِلَ قَتْلَهُ أَحَدٌ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ
حضور اکرم نے فرمایا اے فاطمہ تمہارا حسین شہید ہو گا اور اس طرح کی مظلومانہ
شہادت ہو گی کہ کوئی بھی اس جیسی مظلومیت دنیا میں قتل نہ ہوا ہو گا وَتَبْكِيهِ
السَّمُوتُ وَالْأَرْضُونَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْوَحْشُ الْحَيَاتَانِ فِي الْبَحَارِ وَالْجِبَالِ کہ
تمہارے فرزند کی مظلومیت پر زمین و آسمان، فرشتے اور حیوانات، دریا، پہاڑ روئیں
گے وَلَوْ يُؤْذَنُ لَهَا مَا بَقِيَ عَلَى الْأَرْضِ مُتَنَفِّسٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ قَتْلُكَ دِي جَائِزَةً تَو
روئے زمین پر ایک جاندار چیز کو نہ چھوڑیں۔ فَقَالَتْ إِنَّا لِلَّهِ وَبَكَّتْ جَنَابُ فَاطِمَةَ

کتاب امالی میں حذیفہ یمانی سے منقول ہے قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ أَخَذَ بِيَدِ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ يَقُولُ حَذِيفَةُ كَهْتِ فِي مِثْلٍ نَظَرَتْ فِي عَيْنَيْهِ
کہ آپ اپنے نواسے امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے ہیں أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا
الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاعْرِفُوهُ اے لوگو! یہ حسین ابن علیؑ ہیں ان کو صحیح طریقے سے
پہچانو۔

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفِي الْجَنَّةِ وَمُحِبِّهِ فِي الْجَنَّةِ وَمُحِبِّهِ
مُحِبِّهِ فِي الْجَنَّةِ مجھے قسم ہے اس خالق کی کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس
کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرا یہ فرزند جو انان بہشت کا سردار ہے جو شخص
اس سے محبت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو اس کے دوستوں کو دوست رکھے
گا وہ بھی اہل بہشت ہے۔

ابن قولویہ نے جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے
فرمایا كَانَ الْحُسَيْنُ مَعَ أُمِّهِ تَحْمِلُهُ فَاخَذَ النَّبِيُّ وَقَالَ أَيْكَ دَنَ جَنَابُ فَاطِمَةَ
الزُّهْرَاءُ نے اپنے صاحبزادے امام حسینؑ کو گود میں لے رکھا تھا اور اس وقت
جناب رسول خدا تشریف لے آئے اور اپنے اس نواسے کو اپنی بیٹی کی گود سے لے کر
اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا لَعَنَ اللَّهُ قَاتِلَكَ وَلَعَنَ اللَّهُ سَالِكَ وَأَهْلَكَ اللَّهُ
الْمُتَوَازِينَ عَلَيْكَ وَحَكَمَ بَيْنِي وَبَيْنَ مَنْ أَعَادَ عَلَيْكَ اے حسین! اللہ تعالیٰ
کی لعنت ہو تمہارے قاتل پر اور خدا لعنت کرے ان ظالموں پر کہ جو تمہاری شہادت
کے بعد تمہارا لباس اتاریں گے اور خدا کی لعنت ہو ان لعینوں پر جو تمہارے قتل میں
ظالموں کے ساتھ کسی قسم کا بھی تعاون کریں اللہ تعالیٰ (روز قیامت) تمہارے
دشمنوں اور میرے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

ہو تو آل محمدؐ پر جان قربان کرنا بہت آسان ہے بلکہ علیؑ ولیؑ کا سچا محبت موت سے پیار کرتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی شہادت کی آرزو کرتا رہتا ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے میدان کربلا میں ایثار و قربانی اور وفا کی انتہا کر دی اس لیے تو مولا امام حسینؑ نے فرمایا تھا کہ جتنے میرے دوست اور ساتھی مخلص ہیں اتنے کسی کے نہیں ہیں۔ روایت میں ہے کہ جب امام حسینؑ دشمنوں میں گھر گئے اور ظالموں نے ہر طرف سے راستہ بند کر دیا تو شرماعون چل کر لشکر امامؑ کے سامنے آیا فقالَ اَیْنَ بَنُو اُحْتِنَا اور پکار کر کہا کہ میری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟ عباسؑ، جعفرؑ، عبد اللہؑ اس کے سامنے آئے اور کہا کہ تو ہم سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ فقالَ اَنْتُمْ یَا بَنِی اُحْتِی اَمِنُوْنَ شمر بولا کہ تمہاری والدہ ہمارے قبیلہ سے ہے اس لیے میں آپ لوگوں کو پناہ دیتا ہوں تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا لہذا تم حسینؑ کا ساتھ دینے سے انکار کر دو۔ فقالَ لہُ الْفِتِیۃُ لَعْنُکَ اللّٰہُ وَلَعْنُ اَمَانُکَ اِن نُّوجُوْا اِن نُّکُوْا لَہُ اَمَانٌ لَّہُ اے تیرے امان دینے پر اللہ کی لعنت اتو مینا و ابنِ رسولِ اللہ لا امان لہ اے بد بخت تو ہمیں رشتہ داری کی وجہ سے امان دیتا ہے اور فرزند رسولؐ کو امان نہیں دیتا؟ یہ سن کر شمر شرمندہ ہوا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔ ادھر عصر کی نماز کا وقت ہوا تو عمر سعدؑ نے لشکر یزید کو آواز دے کر کہا یا خیل اللہ اُرکبوا فَرکِبَ النَّاسُ اے لشکر والو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ سب تیار ہو گئے۔ عمر سعدؑ نے اعلان کیا کہ جنگ کا آغاز ہوا چاہتا ہے اس لیے تم میں سے کوئی فوجی پیچھے مڑ کر نہ آئے۔ امام علیہ السلام نے جب فوج یزید کو جنگ کے لئے آمادہ پایا تو اپنے بھائی جناب عباسؑ علمدارؑ کو ان کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ فَاتَّهَمُوْا وَقَالَ لَہُمْ مَابَدَءَ لَکُمْ وَمَا تُرِیْدُوْنَ حسب الحکم جناب عباسؑ لشکر یزید

الزہراءؑ انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر اپنے بیٹے کی مظلومیت و بیکی پر رونے لگیں جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تم یہ پسند نہیں کرتیں کہ اَنْ یَّکُوْنَ اَبُوکَ یَا تُوْنُہُ وَیَسْئَلُوْہُ الشَّفَاعَۃَ اس عظیم کارنامے کے عوض میں اللہ تعالیٰ تمہارے بابا کے سر پر تاج شفاعت رکھے گا اور میں اپنے گناہگار امتیوں کی شفاعت کروں گا۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب لوگ پیاسے ہوں گے تو تمہارے شوہر نامدار حوض کوثر سے لوگوں کو سیراب کریں گے اور ملائکہ آپ کے حکم کے منتظر رہیں یہ سن کر جناب سیدہؑ نے عرض کی یا اَبَتِ سَلِّمْتُ وَرَضِیْتُ وَتَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ بابا اگر ایسا ہے تو میں راضی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سپرد اپنا سب کچھ کرتی ہوں۔

چنانچہ جناب رسولؐ خدا نے اپنی پیاری بیٹی کے آنسو صاف کیے اور پیشانی پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا اَنَا وَبَعْلُکَ وَاَنْتَ وَابْنَاکَ وَشِیْعَتُکَ فِی مَکَانَ تَقَرُّعِیْنَاکَ وَتَفْرُوْخِ قَلْبِکَ میں اور تمہارے شوہر نامدار اور حسینؑ شریفینؑ بہشت میں ایک جگہ پر ہوں گے اور ہمارے ماننے والے ہمارے زیر سایہ دوسرے محلات بہشت میں رہیں گے۔ اور قیامت آپ سب کو ہر طرح کا آرام و سکون ملے گا خوش نصیب ہوں گے وہ لوگ کہ جن کی شفاعت جناب فاطمہ الزہراءؑ کریں گی۔

مومنین کرام! اگر آپ یہ سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اہلیت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ان کی خوشیوں پر خوشیاں منائیں ان کے غموں کو یاد کر کے غمگین ہوں۔ ان پر گریہ و ماتم کریں۔ مجالس عزائم منعقد کروائیں ان کے نام کی نیاز تیار کر کے غریب اور مستحق لوگوں کو کھلائیں خود کو مومن کہلوانا آسان ہے لیکن ان کے لیے اپنے مال اور جان کو قربان کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر محبت جچی

وَلَقَدْ نَزَلَ بِيَ مَاتَرُونَ فَإِنِّي قَدْ أَذْنْتُ لَكُمْ فَأَنْطَلِقُوا جَمِيعًا فِي حَلٍّ
مجھ پر جو مصیبت نازل ہوئی ہے وہ تم دیکھ رہے ہو میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں تم
جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ میری خاطر تکلیفیں اور پریشانیاں نہ اٹھاؤ یہ ظالم صرف
اور صرف مجھے مارنا چاہتے ہیں اور ان کو صرف مجھ ہی سے دشمنی ہے۔

وَلَوْ ظَفَرُ وَابْنِي لَذَهَلُوا عَنْ طَلَبِ غَيْرِي اور جب یہ لوگ مجھے قتل کر
لیں گے تو تمہیں کچھ نہیں کہیں گے؟ امام علیہ السلام کی درد بھری گفتگو سن کر جناب
عباسؑ اور دیگر اصحاب و انصار متفق ہو کر بولے لَا أَرَانِي اللَّهَ ذَالِكَ أَبَدًا خدا
ہمیں وہ دن نہ دکھائے اے ہمارے آقا و مولا بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ تکلیفیں
برداشت کریں اور ہم دیکھتے رہیں اور آپ شہید ہو جائیں اور ہم زندہ رہیں؟ آقا
ہمارے ہوتے ہوئے آپ کی طرف کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا

پھر مسلم بن عوجہ نے عرض کی ہم آپ کو چھوڑ کر خدا کو کیا منہ دکھائیں
گے؟ خدا کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم نیزوں تلواروں سے دشمن پر
پے در پے حملے کرتے رہیں گے لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعِيَ سِلَاحٌ أَقَاتِلُهُمْ بِهِ لَقَدْ فَتَنَهُمْ
بِالْحِجَارَةِ اگر میرے پاس اسلحہ ختم ہو گیا تو میں دشمن پر پتھر برسائوں گا میں کسی
صورت میں بھی آپ سے جدا نہ ہوں گا ہم خدا کی رضا کے لیے ذریت رسولؐ کی
ہر حال میں حفاظت کریں گے۔ اگر میں ایک بار قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں
مری لاش کو جلا دیا جائے پھر زندگی مل جائے یہاں تک ستر مرتبہ بھی اسی طرح ہوتا
رہے تب بھی آپ کے قدموں سے اپنا سر نہیں اٹھاؤں گا۔ جانثاران امامؑ نے تقریباً
ملے جلتے لفظ کہے عاشور کی صبح کو جون حبشی امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا
عرض کی: آپ سے جنگ کی اجازت طلب کرنے آیا ہوں کیا اس غلام پر آپ

کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو اور کیا چاہتے ہو قَالُوا قَدْ
جَاءَ أَمْرُ الْأَمِيرِ أَنْ نَعْرِضَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِهِ أَوْ نُنَا جِزْنُكُمْ وَه
بولے کہ ہمارے امیر کا حکم یہ ہے کہ اگر تم بیعت قبول کر لو تو بہتر ہے ورنہ لڑائی کے
لیے تیار ہو جاؤ جناب عباسؑ اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں
آئے اور ساری صورت حال سے مطلع کیا فَقَالَ الْحُسَيْنُ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَإِنْ
اسْتَطَعْتَ تُؤَخِّرُهُمْ إِلَى غَدْوَةِ إِمَامٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے جناب عباسؑ سے فرمایا دوبارہ
جاؤ اور ان سے کہو کہ اگر ہو سکے تو ہمیں ایک رات کی مہلت دے دیں وَلَعَلَّنَا
نُصَلِّ اللَّيْلَ وَنَدْعُوهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ تاکہ آج کی رات ہم خدا کی جی بھر کر عبادت کر
لیں اور ہم دعا و استغفار کر سکیں چنانچہ جناب عباسؑ لشکر یزید کے پاس آئے اور
امام علیہ السلام کا موقف دہرایا قَالُوا مِنْ ذَالِكَ أَنْ ظَالِمُونَ نے کہا کہ ہم ایک
رات کی ہرگز مہلت نہ دیں گے اور تم لڑائی کے لیے تیار رہو۔

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ مِنَ التُّرُكِ وَالذَّيْلَمِ
وَسَأَلُوكَ هَذَا مَا كَانَ لَكَ أَنْ تَمْنَعَهُمْ عَمْرُ بْنُ حَجَّاجٍ بولا کہ اگر تجھ سے ترک و
دیلیم کا کافر بھی سوال کرتا تو تجھے اس طرح کا جواب دینا زیب نہ تھا وَابْنُ رَسُولِ
اللَّهِ يَلْتَمِسُ التَّأَخِيرَ وَأَنْتَ لَا تَنْظُرُ حَيْفَ هُوَ کہ فرزند رسولؐ ایک رات کی مہلت
مانگیں اور تو نہ دے یہ سن کر عمر سعد نے امام علیہ السلام کو ایک رات کی مہلت دے
دی۔ چنانچہ جب دن گزرا اور رات ہوئی امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب باوفا کو
جمع کیا اور حمد و ثنائے خداوندی کے بعد فرمایا: میں اپنے اصحاب سے زیادہ کوئی باوفا
اور اہلیت سے زیادہ کوئی پاکیزہ نہیں دیکھتا فَجَزَاكُمُ اللَّهُ عَنِّي خَيْرًا اللہ تعالیٰ آپ
سب کو میری وجہ سے جزائے خیر دے۔

أَذْبُ عَنْهُمْ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ
أَرْجُوا بِهِ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْمَوْرِدِ

اپنے ہاتھ اور زبان سے اپنے آقا سے دشمن کے شر کو دفع کروں گا امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے روز وہ میری شفاعت فرمائیں گے۔

ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ آخِرَ كَارِ جُونِ نَ لُزْتِ لُزْتِ جَامِ شَهَادَاتِ نَوْشِ كِيَا۔ امام علیہ السلام کی غلام پروری ملاحظہ کیجئے کہ آپ بنفس نفیس جلدی سے اپنے غلام کی لاش پر آئے فَوْقَفَ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ وَقَالَ اور امام علیہ السلام کچھ دیر کے لیے رک گئے اور دست دعا بلند کر کے فرمایا اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهَهُ وَطَيِّبْ رِيحَهُ وَعَرِّفْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ آلِ مُحَمَّدٍ بَارِئًا لَهَا مِيرَے جُون کا چہرہ سفید کر دے اور اس کے جسم کو بہشت کے عطر سے معطر فرما اور جُون اور آلِ محمدؑ میں جدائی نہ ڈالنا۔

جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا: جب اہل قریہ شہداء کی لاشوں کو دفن کرنے لگے تو وہ جب جُون کی لاش پر آئے تو دیکھا جُون کا چہرہ چمک رہا ہے اور اس کے جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کو کیسے کیسے جائز عطا فرمائے اور کتنے خوش قسمت ہیں یہ لوگ کہ جن کو امام حسینؑ جیسا آقا ملا ہے۔

حضرت امام مہدی علیہ السلام زیارت شہداء میں فرماتے ہیں السَّلَامُ عَلٰی جُونِ مَوْلَا أَبِي ذَرِّیْنِ الْغَفَّارِیِّ کہ میرا سلام ہو ابو ذر غفاری کے غلام جُونؑ (جو کہ ہمارا ہی غلام ہے) پر۔

مؤمنین کرام! اندازہ فرمائیے کہ اس غلام کا کس قدر اونچا رتبہ ہے کہ ایک معصوم اس پر سلام کریں۔

شفقت فرما سکتے ہیں؟ حضرت نے جُون کو بہت سمجھایا اور فرمایا اَنْتَ فِیْ اِذْنِ مِیْنِیْ فَاِنْ مَا تَبِعْنَا طَلَبًا لِلْعَافِیَةِ فَلَا بِطَرِیْقَتِنَا اے جُون! میں نے تجھے رخصت کیا تو تو ہمارے ساتھ آیا تھا کہ تجھے دنیاوی نعمتیں ملیں۔ اے جُون! اس وقت ہم اس مصیبت میں پھنس گئے ہیں جیسا کہ تو دیکھ بھی رہا ہے ہمارے پاس تو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں ہے اس لیے تو یہاں سے چلا جا باقی زندگی آرام و سکون سے گزار..... لیکن جُون نے امام علیہ السلام کے سامنے ہاتھ جوڑ کر عرض کی یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا فِی الرِّخَاءِ الْحَسَنِ قَصَاعَتُكُمْ اے فرزند رسول یہ غلام آپ کی بدولت کا سہائے نعمت چاٹ چاٹ کر پلا ہے اور آپ کے ساتھ اچھے وقتوں میں رہا وَفِی الشَّدَةِ اخَذْلُكُمْ افسوس ہے جُون پر اور مشکل کے وقت آپ کو چھوڑ جاؤں اور اپنی زندگی فرزند رسول کی زندگی سے عزیز سمجھوں وَاللّٰهِ اِنَّ ۴۷ حَسْبِیْ لِلْنِّیْمِ وَلَوْ نِیْ لَا سُوْدُ مَوْلَا کِیَا آپ نہیں چاہتے کہ یہ چھوٹے حسب نسب والا اور سیاہ رنگ والا شخص شہید ہو۔ وَاللّٰهِ لَا اَفَارُكُمْ خُدا کی قسم یہ غلام آپ سے ہرگز جدا نہ ہوگا۔

حَتّٰی یَخْتَلِطَ هَذَا الدَّمُ الْاَسْوَدُ مَعَ دِمَائِكُمْ یہاں تک کہ یہ سیاہ خون آپ کے پاک و پاکیزہ خون کے ساتھ مل جائے۔ الغرض حضرت نے جُون کے شدید اصرار کی وجہ سے اسے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ جُون میدان جنگ میں آیا اور لشکرِ یزید کے سامنے یہ رجزیہ اشعار پڑھے:

كَيْفَ تَرَى الْكُفَّارَ ضَرْبَ الْاَسْوَدِ

بِالسَّيْفِ ضَرْبًا عَنْ بَنِي مُحَمَّدٍ

آج کفار غلام حبشی کی جنگ کا نظارہ کریں گے کہ وہ کس شدت اور تیزی کے ساتھ تلوار چلاتا ہے اور آلِ محمدؑ کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے باطل سے ٹکراؤں گا۔



عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ مَكْرُوءٌ سِوَى
الْجَزَعِ وَالْبُكَاءِ عَلَى الْحُسَيْنِ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر طرح کا رونا
اور جزع و فزع کرنا مکروہ ہے لیکن امام حسینؑ پر رونے کا بہت بڑا اجر اور ثواب
ہے۔ وَقَالَ مَنْ ذَكَرَنَا عِنْدَهُ فَفَاضَ مِنْ عَيْنَيْهِ وَلَوْ مِثْلَ رَأْسِ الدُّبَابَةِ اور فرمایا
کہ جس کے سامنے ہمارے مصائب بیان کئے جائیں اور اس کی آنکھوں سے شہد کی
مکھی کے پر کے برابر بھی آنسو آجائے غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ
الْبَحْرِ خداوند کریم اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر ہی کے مانند ہوں۔

سمیع بن عبد الملک نے جناب امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے
کہ ایک دن امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا: اے سمیع تو عراق میں رہتا ہے کیا تو
امام حسینؑ کی زیارت کے لیے کربلا جاتا ہے؟ فَقُلْتُ لَا اَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ
الْبَصْرَةِ میں نے عرض کی مولا میں عراقی نہیں ہوں بلکہ بصرہ کا رہنے والا ہوں اور
میرے کچھ ہمسائے ناہمی ہیں اور وہ خلیفہ وقت کی جاسوسی کرتے رہتے ہیں اسی لیے
میں امام مظلومؑ کی زیارت سے محروم ہوں اگرچہ مجبوری حائل نہ ہوتی تو میں کربلا جا
کر زیارت امامؑ سے ضرور مشرف ہوتا۔

قَالَ تَذَكَّرُ مَصَائِبَ بَه قُلْتُ بَلَى حضرت نے فرمایا کیا تو کربلا والوں کے
مصائب کو یاد بھی کرتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں قَالَ فَتَجَزَعُ قُلْتُ إِي وَاللَّهِ
امام علیہ السلام نے فرمایا مصائب اہلبیتؑ کو سن کر تو روتا بھی ہے؟ میں نے عرض کی
قسم ہے خدا کی میں روتا ہوں اور بہت روتا ہوں وَاسْتَغْبِرُ لِدَلِكِ حَتَّى يَرَى
أَهْلِي أَثَرُ ذَلِكَ عَلَيَّ اور غم حسینؑ میں اتنا روتا ہوں کہ اس گریہ کے اثرات میرے
اہل و عیال محسوس کرتے ہیں۔ اس غمی اور پریشانی کی وجہ سے میں کھانا پینا بھی ترک

روایت نمبر



امام حسینؑ پر رونے کا ثواب، سمیع کی روایت
ترکی غلام کی شہادت اور امام زین
العابدینؑ کی مصیبت پر تاریخ کا دردناک نوحہ۔



مولانا عابد عسکری

لگے اور امام کو اس حالت میں دیکھ کر میں بھی بہت رویا۔ پھر فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی خَلْفِہِ بِالرَّحْمَۃِ وَخَصَّنَا اَہْلَ النَّبِیِّتِ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے اپنی رحمت سے انھیں اپنی پوری مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی اور ہم اہلیت کو ایک خاص رتبہ عنایت فرمایا۔

یَا مَسْمَعُ اَنَّ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ تَبْكِیْ مُنْذُ قُتِلَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَۃُ لَنَا اے مسمع جب سے امیر المؤمنین علی علیہ السلام شہید ہوئے ہیں زمین و آسمان ہم پر ازراہ رحم گریہ کرتے ہیں۔ وَمَا رَقَاتُ دُمُوعِ الْمَلَائِكَةِ مُنْذُ قُتِلْنَا اور جس روز سے ہم اہلیت شہید ہوئے ہیں فرشتوں کا رونا بند نہیں ہوا فَاِذَا سَالَ دُمُوعُہِ عَلٰی خَدَّہِ فَلَوْ اَنَّ قَطْرَۃً مِنْ دُمُوعِہِ سَقِطَتْ فِیْ جَهَنَّمَ لَا طَفَاثَ حَرَّہَا جو شخص ہمارا ذکر مصائب سنے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ کر اس کے رخسار پر گریں۔ اگرچہ وہ ایک قطرہ ہی ہو تو ان آنسوؤں کا یہی رتبہ ہے کہ آتش جہنم پر ایک قطرہ ڈال دیا جائے گا تو آگ بجھ کر ٹھنڈی ہو جائے گی۔

وَ اَنَا الْمُؤْجِعُ قَلْبِہِ لَنَا لَیْفَرُحَ یَوْمَ یَرَانَا عِنْدَ مَوْتِہِ اے مسمع جس شخص کا دل ہماری وجہ سے مغموم ہو گا وہ اپنی موت کے وقت جب ہمیں دیکھے گا تو بہت خوش ہوگا ہم موت کے وقت ہر مومن کے پاس جاتے ہیں۔ عزرائیل سے اس کی سفارش کرتے ہیں اور مومن کو جنت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہیں۔

فَرَحَۃٌ لَا تَزَالُ تِلْکَ الْفَرَحَۃُ مِنْ قَلْبِہِ اے ایک ایسی خوشی مسرت ہوگی کہ اس کے دل پر نقش ہو کر رہ جائے گی۔

کر دیتا ہوں۔ مسمع جب امام علیہ السلام سے بات کر رہا تھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے اس کی رقت انگیز باتوں کو سن کر امام جعفر صادقؑ بھی رو پڑے اور فرمایا قَالَ رَحِمَ اللّٰہُ دَمْعَکَ اَمَّا اَنْتَکَ مِنَ الدِّیْنِ یُعَدُّوْنَ فِیْ اَہْلِ الْجَزَعِ لَنَا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا خدا تیرے ان آنسوؤں پر رحم فرمائے۔ اے مسمع! بیشک تو ہمارے مصائب پر رونے والوں میں سے شمار کیا جائے گا اور تجھے بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

وَالَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ لِفَرَحِنَا وَیَخَافُوْنَ لِخَوْفِنَا وَیَاْمَنُوْنَ اِذَا اَمَنَّا۔ اور تو شمار کیا جائے گا جو خوش ہوتے ہیں ہماری خوشی پر اور غمگین ہوتے ہیں ہماری غمی پر ہمارے امن کی خبر یا بات سن کر امن میں رہتے ہیں اَمَّا اَنْتَکَ سَتَرٰی عِنْدَ مَوْتِکَ حَضُورَ اَبَائِنِیْ لَکَ اے مسمع تمہاری موت کا وقت قریب ہو چکا ہے تیری موت کے وقت ہمارے آباء و اجداد تشریف لائیں گے اور ملک الموت (جناب عزرائیل) سے تمہاری سفارش کریں گے وَمَا یُلْقُوْنَکَ مِنَ الْبَشَارَةِ مَا تُقْرِبُہِ عَیْنُکَ اور تمہیں ایسی بشارت دیں گے کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

فَمَلِکُ الْمَوْتِ اَرَاَ فِیْ عَلَیْکَ وَاَشَدُّ رَحْمَۃً لَّکَ مِنَ الْاُمِّ الشَّفِیْقَۃِ عَلٰی وَلَدِہِ ملک الموت تجھ پر ایسی ماں سے بھی زیادہ مہربان ہوں گے جو اپنے بیٹے پر مہربان ہوتی ہے ثُمَّ اسْتَعْبَرُ وَاسْتَعْبَرْتُ مَعَہُ یہ کہہ کر حضرت رونے

جڑے ہوں گے ان پیالوں میں بہت ہی پیاری خوشبو مہک رہی ہوگی، آب کوثر کا الگ مزہ ہوگا اور ان پیالوں میں عجیب طرح کی خوشبو ہوگی، ہمارا ماننے والا بہت خوش و خرم دکھائی دے گا۔ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک ہوگی اور ہونٹوں پر خوشیوں سے بھرا ہوا تبسم ہوگا اے مسع! تمہارا شمار بھی حوض کوثر سے سیراب ہونے والوں سے ہوگا۔

وَمَا مِنْ عَيْنٍ بَكَتْ لَنَا إِلَّا نَعِمْتُ بِالنَّظَرِ إِلَى الْكَوْثَرِ اور کوئی ایسی آنکھ نہ ہوگی کہ جو روئی ہو ہماری مصیبت پر مگر وہ حوض کوثر کو دیکھنے سے خوش ہوگی۔
وَأَنَّ الشَّارِبَ مِنْهُ مِمَّنْ أَهَبْنَا اور ہمارے ماننے والے اس سے سیراب ہوں گے مومنین کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا اور جناب امیر المومنین حوض کوثر پر کھڑے ہوں گے۔

وَفِي يَدِهِ عَصَا مِنْ عَوْسَجٍ يَحْطُمُ بِهَا أَعْدَانَنَا اور امام علیہ السلام کے ہاتھ میں بادام تلخ کا عصا ہوگا اور اس سے وہ دشمنوں کو حوض کوثر سے ہٹائیں گے۔
فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ إِنِّي أَشْهَدُ الشَّهَادَتَيْنِ ان میں سے ایک شخص کہے گا مولا! میں کلمہ گو ہوں مجھے آپ کیوں روک رہے ہیں۔ فَيَقُولُ انْطَلِقْ إِلَى إِمَامِكَ حضرت فرمائیں گے کہ اپنے امام کے پاس جاؤ جسے دنیا میں تم نے اپنا پیشوا مانا تھا۔

فَيَقُولُ تَبَرَّأ مَنِي الْأِمَامِ الَّذِي فَذَكَرُهُ وہ شخص کہے گا وہ رہنا آج مجھ سے بیزار ہیں۔ حضرت فرمائیں گے اسی کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری شفاعت کریں۔
فَيَقُولُ لَيْسَ لِي شَفِيعٌ وَأَهْلِكَ عَطَشًا وہ کہے گا میرا کوئی شفیع نہیں ہے اور پیاس سے میرا برا حال ہے۔ حضرت فرمائیں گے زَادَكَ اللَّهُ ظَمَاءً خدا تیری پیاس کو اور

حَتَّى يَرِدَ عَلَيْنَا الْخَوْضُ یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس حوض کوثر پر آئے گا۔
وَأَنَّ الْكَوْثَرَ لَيَفْرُحُ بِمُحِبِّنَا إِذَا وَرَدَ عَلَيْهِ اور بے شک حوض کوثر ہمارے محبت (مومن) کے آنے سے بہت زیادہ خوش ہوگا اور بندہ مومن کو بہشت میں انواع و اقسام کے کھانے ملیں گے اور اس کا دل بہت مسرور ہوگا۔ اے مسع! جو شخص حوض کوثر کا ایک گلاس پئے گا۔

لَمْ يَنْطَمًا وَلَمْ يَشْقُ بَعْدَهَا أَبَدًا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی اور اس کے بعد اسے کسی قسم کی تکلیف و پریشانی لاحق نہ ہوگی امن ہی امن آرام و سکون ہوگا۔
وَهُوَ فِي بَرْدِ الْكَافُورِ وَرِيحِ الْمَسْكِ اور کوثر کا پانی کافور سے ٹھنڈا اور مشک (کستوری) سے زیادہ خوشبودار ہوگا وَأَخْلَى مِنَ الْعَسَلِ اور شہد سے زیادہ میٹھا۔

وَالْبَيْنُ مِنَ الزَّبَدِ وَأَصْفَى مِنَ الدَّمْعِ کھن سے زیادہ نرم اور آنسو سے زیادہ صاف و شفاف۔

وَأَزْكَى مِنَ لَعْنِهِ وہ عبرت سے زیادہ پاک و پاکیزہ ہے اور وہ نہر تنیم سے نکل کر جنت کی دوسری نہروں کی طرف جاتا ہے۔

تَجْرِي عَلَى أَصْرَاسِ الدَّرِّ وَالْيَاقُوتِ بہشت کی نہروں میں موتی اور یاقوت سے بھری ہوئی ہوں گی۔ فِيهِ مِنَ الْأَقْدَاحِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ حوض کوثر بے شمار خوبصورت پیالے ہوں گے درحقیقت وہ آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہوں گے۔

يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ اور ان کی خوشبو ہزار برس کی راہ تک پہنچے گی اور وہ پیالے سونے چاندی کے ہوں گے اور ان میں مختلف قسم کے جواہرات

فَجَاءَ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ تَرَكِي غَلَامٌ جَنَابِ إِمَامِ
 زَيْنِ الْعَابِدِينَ كِي خدمت اقدس ميں آيا وَكَانَ مَرِيضًا فَاسْتَاذَنَ مِنْهُ إِمَامٌ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ بستر بيماري پر عليل پڑے ہوئے تھے۔ غلام نے عرض كى مولا ميں نے آپ
 كے والد گرامى سے ميدان جنگ كى طرف جانے كى اجازت مانگى هے انھوں نے
 آپ كے پاس بھيجا هے آقا ميں چاہتا هوں كہ آپ ميدان كى طرف جانے كى
 اجازت دے ديں۔ ميں آپ كے قدموں ميں شہيد هونا چاہتا هوں۔ قَالَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ أَنْتَ خَرُّ لَوْجِهِ اللَّهُ فَافْعَلْ مَا تَرِيدُ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے فرمايا: اے تركى! تو
 خوش نصيب هے كہ عنقریب تجھے شہادت كى سعادت حاصل هوكى اور هم بيمارى كى
 وجہ سے فى الحال جام شہادت نوش نہيں كر سكتے۔ هم نے تجھے راہ خدا ميں آزاد كر ديا
 هے اب تمھارا جس طرح جى چاہے ويے كر وہ تركى غلام درخيام پر آيا اور اہلبيت
 اطہار سے عرض كيا يَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبُوَّةِ اِعْفُونِى مَا قَصُرْتُ مِنْ خِدْمَتِكُمْ اے
 اہلبيت رسول! آپ كا يہ غلام رخصت هونے كو آيا هے اگر مجھ سے كوئى غلطى سرزد
 هوئى هوں۔ تو اسے معاف فرمايے اور اميد كرتا هوں كہ روز قيامت اپنے اس غلام كو
 فراموش نہ كريں گے۔ يہ سن كر تمام بڑوں اور بچوں نے رونا شروع كر ديا اس كے
 بعد وہ تركى غلام امام على مقام كى خدمت ميں آيا اور عرض كى السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ سَلام هُوَ آپ پر اے فرزند رسول! حضرت نے فرمايا۔ وَعَلَيْكَ
 السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَنَحْنُ خَلْفُكَ تَجھ پر بھى حسين كا سلام هواے
 تركى تم چلو هم بھى تمھارے پیچھے آ رہے هيں۔ چنانچہ تركى ميدان جنگ ميں آيا
 جناب امام زين العابدين نے اپنے خيمے كا پردہ اٹھوا ديا تا كہ اپنے غلام كى شجاعت كو
 ديكھ سكيں۔

بڑھائے جس طرح كہ تو نے دنيا ميں ہمارے حق كو نہ پہچانا تھا۔ راوى نے عرض كى
 مولا اس شقى كى حوض كوثر تيك رسائى كيونكر هوكى؟ حضرت نے فرمايا: يہ دنيا ميں
 گناہوں سے پرہيز كرتا تھا اور جب ہمارا ذكر هوتا تھا تو يہ هم كو برا تو نہ كھتا تھا ليكن
 ہمارے دشمنوں سے محبت كرتا تھا۔

مومنين كرام!

مقام افسوس هے كہ جس كے والد گرامى ساقى حوض كوثر هوں اور وہ صحرائے
 كربلا پر بھوكا پيا سا شہيد هوا اور وہ حسين كہ جس كو جناب فاطمۃ الزهراء ايك لمحے
 كے ليے خود سے جدا نہ كرتى تھيں اور فرشتے اس پر آنكھيں ركھتے تھے۔ لشكر يزيد اس
 پر نيزوں تيروں تلواروں اور پتھروں سے بارش كر دے اور اس كا جسم مبارك چھلنى
 چھلنى هو جائے۔ هم پہلے بھى كہے چكے هيں كہ امام حسين كے عزيزوں ميں سے خواتين
 اور بچوں اور جانثاروں نے وفا كى انتہا كر دي ان ميں سے كسى ايك نے ايك خواہش
 بھى نہ كى كہ كاش وہ لشكر يزيد ميں هوتے؟

رَوَى أَنَّهُ لَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ يَوْمَ عَاشُورَ جَاءَ الْعَبْدُ التُّرْكِيُّ إِلَى
 الْحُسَيْنِ وَكَانَ حَافِظًا لِكِتَابِ اللَّهِ فَاسْتَاذَنَ مِنْهُ رَوَايَتِ ميں هے كہ جس وقت
 روز عاشورہ بازار قتال گرم هوا تو امام عليه السَلام كى خدمت ميں ايك تركى غلام آيا يہ
 شخص حافظ قرآن تھا۔ عرض كى مولا! ميں ديكھ رہا هوں كہ آج هم سب شہيد هو
 جائیں گے ميں اچى چاہتا هے كہ ميرى شہادت سب سے پہلے هوں۔ يہ سن كر امام عليه
 السَلام نے فرمايا: اے تركى! ميں نے تجھے اپنے بيٹوں كى طرح پالا هے ميں تجھے
 كيونكر مرنے كى اجازت دوں بہتر هے كہ تم ميرے فرزند زين العابدين سے پوچھ كر

آؤ۔

امام علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی مولا! میں پیاس کی شدت سے مر رہا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مَرَحَبًا تُرْكِي وَبَشْرَهٗ، بالگو تو خوش آمدید اے جوانِ ترکی، عنقریب تو حوض کوثر سے سیراب ہونے والا ہے۔

فَسَرَّ بِذَلِكَ وَانْكَبَّ عَلَى أَقْدَامِ الْأَمَامِ يَقْبَلُهُمَا وَذَهَبَ إِلَى الْقِتَالِ.

یہ سن کر وہ ترکی نو جوان بہت خوش ہوا اور حضرت کے پاؤں پر گر کر ان کو چومنے لگا اس کے بعد وہ میدان جنگ میں آیا اور آتے ہی اس پر یزیدی درندوں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر پڑا فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَدْرِكْنِي اور پکار کر کہا مولا! اپنے غلام کی خبر لیجئے۔ حضرت نے جب اس غلام کی آواز سنی تو جلدی سے اس کی لاش پر آئے اور اپنی عبا کے دامن سے ترکی غلام کے چہرے سے خون صاف کیا اور اس کی لاش کو اٹھا کر خیمہ میں لائے۔

فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى فَخْذِهِ وَكَانَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عِنْدَ رَأْسِهِ اِمَام علیہ السلام نے ترکی غلام کی لاش کو زمین پر لٹایا اور ازراہ شفقت اس کا سر اپنے زانوئے مبارک پر اٹھا اور پیار سے اپنا رخسار مبارک اپنے غلام کے رخسار پر رکھا اور بہت روئے اور امام زین العابدینؑ اپنے غلام کے سر اپنے بیٹھ کر کافی دیر تک روتے رہے۔

فَفَتَحَ التُّرْكِيُّ عَيْنَيْهِ وَنَظَرَ ذَٰلِكَ جَبَّ اس نے امام علیہ السلام کی عطر انگیز خوشبو سونگھی تو آنکھیں کھول دیں ایک فاتحانہ تبسم اپنے ہونٹوں پہ لے کر ہمیشہ کے لیے یہ کہہ کر سو گیا کہ اے فرزندِ زہراء! اس پوری کائنات میں آپ کے گھرانہ کی مانند کوئی گھرانہ نہیں اور میں کس قدر خوش نصیب ہوں کہ مجھے آپ کی غلامی

راوی کہتا ہے میں لشکرِ یزید میں تھا کہ اس ترکی غلام نے بڑی بہادری کے ساتھ یہ اشعار پڑھے۔

حُسَيْنٌ اَمِيرِي وَنِعَمَ الْاَمِيرُ
سُرُورُ فَوَادِ الْبَشِيرِ النَّذِيرِ

حضرت امام حسینؑ میرے آقا اور امیرؑ ہیں۔ وہ جگر گوشہ اور راحت جاں

رسولؑ ہیں۔

عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالِدَةُ
فَهْلُ تَعْلَمُونَ لَهُ مِنْ نَظِيرِ

حضرت علی ابن ابی طالب ان کے پدر بزرگوار ہیں اور جناب فاطمہ الزہراءؑ ان کی مادر گرامی ہیں۔ اے گروہِ کوفہ! کیا میرے آقا کی کوئی نظیر و مثال ہے؟

لَهُ طَلْعَةٌ مِثْلُ شَمْسِ الضُّحَى
لَهُ عَزَّةٌ مِثْلُ بَدْرِ مَنِيرِ

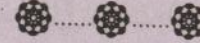
میرے آقا درخشاں سورج کی مانند ہیں اور ان کی پیشانی چودہویں رات کے چاند کی طرح دکتی اور چمکتی ہے۔

وَقَاتَلَ قِتَالًا شَدِيدًا یہ کہہ کر یہ عاشقِ حسینؑ بھڑے ہوئے شیر کی مانند لپکا اس کے سامنے جو بھی یزیدی کتا آتا یہ اسے فوراً واصلِ جہنم کر دیتا تھا، ادھر اس مجاہدِ حسینؑ کی چاروں طرف یزیدیوں نے حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ترکی غلام زخموں سے چور چور ہو گئے۔ وَعَطَشَ عَطَشًا شَدِيدًا.

اور ان پر پیاس نے سخت غلبہ کیا فَرَجَعَ وَجَاءَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَقَالَ وَه

نصیب ہوئی ہے اور راہ خدا میں آپ کی قدموں میں شہادت جیسا رتبہ ملا ہے۔
مومنین کرام!

سوچنے کا مقام ہے کہ امام علیہ السلام لوگوں سے بھی اس طرح کا سلوک کرتے تھے لیکن ظالموں نے آپ کے بیمار کو بستر بیماری سے نیچے کھینچا اور وہ ظالم کہہ رہے تھے اُقْتُلُوْهُ عَلٰی فَرَّاشٍ کہ اس بیمار کو اس حالت میں قتل کر دو۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اس وقت امام حسینؑ کی روح اقدس کا کیا حال ہو گا جب ان کے بیمار بیٹے کے سوچے ہوئے پاؤں میں بھاری زنجیریں پہنائی گئی ہوں گی اور گلے میں طوق پہنا کر پیدل لے گئے ہوں گے جبکہ اس بیمار کا تو بستر بیماری سے اٹھنا بھی مشکل تھا۔



رونے کی فضیلت، امام حسینؑ کے لیے حضور پاکؐ کا سات مرتبہ تکبیر کہنا،
امام عالی مقامؑ کا امت محمدیؑ پر احسان، شہادت وھب۔



مولانا عابد عسکری

حسین کی خاطر سات مرتبہ تکبیریں کہیں آخری بار امام حسینؑ نے زبان اقدس سے صاف اللہ اکبر کہا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں اسی وجہ سے نماز سے پہلے چھ تکبیروں کا کہنا سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ عَلَى فَخْذِهِ الْاَيْسَرِ اَنْبُءُ اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى الْاَيْمَنِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ. جناب ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں جناب رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے بائیں زانو پر حضورؐ کے فرزند جناب ابراہیمؑ بیٹھے ہوئے ہیں اور داہنے زانو پر جناب حسین بن علیؑ ہیں وَهُوَ يَقْبَلُ هَذَا مَرَّةً وَهَذَا أُخْرَى کہ حضور پاکؐ خوش ہو کر کبھی اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو بوسہ دیتے ہیں اور کبھی اپنے نواسے کو ناگاہ جناب جبرائیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کی کہ پروردگار عالم سلام کے بعد فرماتا ہے۔

لَسْتُ أَجْمَعُهُمَا لَكَ فَأَفِدَ أَخَذَهُمَا بِصَاحِبِهِ اے میرے حبیب! ہم مصلحت و مناسبت نہیں سمجھتے کہ یہ دونوں فرزند آپ کے پاس رہیں یا حسینؑ کو ابراہیمؑ پر فدا کر دیا ابراہیمؑ کو حسینؑ پر فَنَظَرَ النَّبِيُّ إِلَى اِبْرَاهِيمَ وَبَكَى وَنَظَرَ إِلَى الْحُسَيْنِ وَبَكَى پس اس وقت آنحضرتؐ نے ابراہیمؑ کو دیکھا اور رو پڑے اور حسینؑ کو دیکھا اور رو پڑے پھر فرمایا۔ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ اُمُّهُ اَمَةٌ وَمَاتَ لَمْ يَحْزَنْ عَلَيْهِ غَيْرِي کہ ابراہیمؑ کی ماں تو ماریہ قبطیہ میں اگر اس کی روح قبض ہوگی تو میرے سوا کسی کو غم نہ ہوگا۔ وَاُمُّ الْحُسَيْنِ فَاطِمَةُ وَاَبُوهُ عَلِيُّ بْنُ عَمِيٍّ وَلَحْمِيَّ وَدَمِيَّ اور حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہیں جو کہ میرا دل کا ٹکڑا ہیں اور حسینؑ کے والد گرامی میرے چچا زاد بھائی علیؑ ہیں اور گویا یہ میرا گوشت و خون ہیں۔

شیخ فرید اور ان کے مرید نظام الدین دونوں سنی المذہب صوفی بزرگ تھے ان دونوں بزرگوں نے روایت کی ہے كَانَ فِي الْبَغْدَادِ رَجُلٌ جَلِيلٌ يَسْتَمِعُ مَصَائِبَ الْحُسَيْنِ وَيَبْكِي کہ بغداد میں ایک جلیل القدر مومن رہتا تھا یہ امام حسینؑ کا سچا عاشق تھا اور وہ ہمیشہ اہلبیت اطہارؑ کے مصائب کو سن کر گریہ کرتا رہتا تھا خاص طور پر محرم میں تو وہ بہت روتا تھا گویا رونا پیٹنا مصائب سید الشہداء کو یاد کر کے آنسو بہانا اس کا معمول بن چکا تھا۔

فَبَكَى بُكَاءً وَضَرَبَ الرَّأْسَ عَلَى الْأَرْضِ حَتَّى سَالَ الدَّمُ مِنْهُ ثُمَّ غَشِيَ عَلَيْهِ.

ایک سال روز عاشور وہ امام علیہ السلام کے مصائب کو سن کر اس قدر غمگین ہوا کہ اس نے اپنا سر زمین پر دے مارا اور اس کی پیشانی سے خون جاری ہو گیا اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا کچھ دیر بے ہوش رہنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا فَرَاوَهُ فِي اللَّيْلَةِ عِنْدَ الْحُسَيْنِ وَيَقُولُ کچھ لوگوں نے اس رات اس کو عالم خواب میں دیکھا اور امام حسینؑ علیہ السلام کی خدمت میں موجود ہے اور بہت خوش نظر آ رہا ہے وہ خدمت امامؑ میں عرض کرتا ہے نَجَّانِي اللَّهُ مِنْ حُبِّ الْحُسَيْنِ اللہ تعالیٰ نے مجھے امام حسینؑ کی محبت کے صدقے غم کی دنیا سے نجات دے دی ہے اور میرے گناہ بخش دیے۔

بحار الانوار میں جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا: ایک دن جناب رسول خداؐ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے آپ کے چھوٹے نواسے امام حسینؑ آپ کے ساتھ تھے حضور اکرمؐ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور تکبیر کہی امام حسینؑ نے بھی چاہا کہ تکبیر کہیں چونکہ آپ بہت چھوٹے تھے اس لیے صحیح طریقے سے تکبیر نہ کہہ سکے۔ جناب رسول خداؐ نے امام

وَجَعَلَ يُقْبِلُ هَذَا مَرَّةً وَهَذَا أُخْرَى.

اور کبھی حسن کے بوسے لیتے تھے اور کبھی حسین کے کہ ناگاہ جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کو ان دونوں شہزادوں سے زیادہ پیار ہے؟
فَقَالَ كَيْفَ لَا أَحِبُّهُمَا وَهُمَا رِيحَانَا مِنَ الدُّنْيَا. وَفَرَّتَا عَيْنِي.

حضرت نے فرمایا اے جبرائیل! میں ان سے کیونکر اور کیسے پیار نہ کروں یہ تو میری زندگی کے باغ کے پھول ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ جبرائیل نے عرض کی یا حضرت! اچھا تو آپ یہ دونوں بچے بہت زیادہ عزیز ہیں۔ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَهُمَا بِأَمْرِ فَاضْطَبَّرَ لَهُ، اور خداوند کریم نے ان دونوں کے بارے میں فیصلہ اور حکم فرمایا ہے پس قضائے الہی پر صبر کرنا فقال وَمَا هُوَ يَا أَخِي جَبْرَائِيلُ؟ پس آنحضرت نے حیران ہو کر پوچھا وہ حکم خداوندی کیا ہے؟ جبرائیل نے عرض کی فَقَالَ قَدْ حَكَمَ عَلَى هَذَا يَعْزِي الْحَسَنُ يَمُوتُ مَسْمُومًا کہ آپ کے اس نواسے (حسن) کے بارے میں حکم ہوا ہے کہ یہ دشمن کے زہر سے شہید ہوگا جس کی وجہ سے ان کے جسم کا رنگ سبز ہو جائے گا۔

وَعَلَى هَذَا يَعْزِي الْحُسَيْنُ يَمُوتُ مَذْبُوحًا اور آپ کا حسین انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور حسین کی ریش مبارک ان کے خون سے تر ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت رسول خدا بہت زیادہ روئے اور آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی حضرت کی یہ حالت دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ پیغمبروں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے فَإِنْ شِئْتَ كَانَتْ دَعْوَتُكَ مُسْتَجَابَةً لَوْلَدَيْكَ اگر آپ چاہیں تو دعا کر لیں اور آپ کے یہ دونوں نواسے اس مصیبت

وَمَتَى مَاتَ الْحُسَيْنُ حَزِنْتُ ابْنَتِي وَابْنُ عَمِّي وَحَزِنْتُ أَنَا أَيْضًا اگر حسین کو کچھ ہوا تو میری بیٹی فاطمہ اور میرے بھائی علی اداس ہوں گی اور اس سے مجھے دلی صدمہ پہنچے گا کہ میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں يَا جَبْرَائِيلُ يُقْبَضُ اِبْرَاهِيمُ أَفَلَدَيْتَهُ لِلْحُسَيْنِ؟ اے جبرائیل! اللہ تعالیٰ سے عرض کرو کہ میں نے اپنے بیٹے کو ابراہیم کو اپنے نواسے حسین پر قربان کر دیا ہے چنانچہ ابراہیم کی روح قبض کی جائے۔

جناب ابن عباس کہتے ہیں کہ ابراہیم نے تیسرے روز وفات پائی۔
فَكَانَ النَّبِيُّ إِذَا رَأَى الْحُسَيْنَ مُقْبِلًا قَبْلَهُ وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ.
رسول خدا اکثر ہی جب امام حسین کو آتے ہوئے دیکھتے تو چھاتی سے لگا کر بوسے دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے قَدِيتُ مَنْ أَفَلَدَيْتَهُ، يَا بَنِي اِبْرَاهِيمَ میں قربان ہو جاؤں اپنے پیارے نواسے حسین پر جس پر میں نے اپنا بیٹا ابراہیم نثار کیا۔ روایات سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا کو اپنے دونوں نواسے اپنی اولاد سے بھی زیادہ پیارے تھے یقیناً آپ جانتے تھے کہ جو کام ان کے نواسے امام حسین نے کرنا ہے اس طرح کا کام کسی نے بھی نہیں کرنا اور شریعت محمدیہ کی بقاء کے لیے جس طرح حسین نے قربانیاں دینی ہیں اس طرح کی قربانیاں اور کوئی نہیں دے گا۔ اب چند روایتیں اور قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ میرے گھر میں نماز میں مشغول تھے کہ حسن و حسین کھیلنے ہوئے تشریف لائے اور نانا جان کی دہنی طرف حسن اور بائیں طرف حسین بیٹھ گئے اور حضرت جب نماز سے فارغ ہوئے تو حسن تو داہنے زانو اور حسین کو بائیں زانو پر بٹھالیا۔

خدا میں قربان کر دی۔

روایت میں ہے کہ جب بریر ہمدانی درجہ شہادت پر فائز ہوئے تو وہب ابن عبداللہ کلبی عازم جہاد ہوئے تو ان کی ماں اور زوجہ ان کے ہمراہ تھیں فَقَالَتْ قُمْ يَا بُنَيَّ فَأَنْصُرْ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ اور وہب کی ماں نے کہا اٹھو بیٹا! فرزند رسول کی مدد کرو فَقَالَ أَفْعَلُ يَا أُمّاهُ وَلَا أَقْصِرُ۔

وہب بولے اماں جان! میں اپنے نبی کے نواسے کی نصرت کرتا ہوں اور میں اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کروں گا، یہ کہہ کر وہ خوش نصیب شخص میدان جنگ میں آیا اور جذبہ شجاعت سے لبریز اشعار کہہ کر فوج یزید پر حملہ آور ہوئے۔
فَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتَّى قَتَلَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً جناب وہب نے اس جرأت کے ساتھ جنگ کی کہ بہت سے یزیدوں کے سر قلم کر ڈالے۔

فَرَجَعَ إِلَى أُمِّهِ وَأَمْرَاتِهِ فَوَقَفَ عَلَيْهِمَا فَقَالَ کچھ دیر کے لیے جناب وہب میدان سے خیمہ میں آئے اور اپنی ماں کی خدمت میں عرض کی يَا أُمّاهُ اَرْضَيْتِ مِنِّي اماں جان! آپ مجھ سے راضی تو ہیں ناں؟ فَقَالَتْ مَا رَضِيتُ حَتَّى تَقْتُلَ بَيْنَ يَدَيِ الْحُسَيْنِ وہب کی والدہ بولیں کہ جب تک تو امام حسین بن علی کے سامنے جام شہادت نوش نہیں کرتا میں تجھ پر راضی نہیں ہوں گی۔

فَقَالَتْ أَمْرَاتُهُ بِاللَّهِ لَا تَفْجَعْنِي فِي نَفْسِكَ وہب کی بیوی نے کہا اے وہب! مجھے اپنے غم میں گھائل نہ کر لیکن وہب کی ماں بولیں يَا بُنَيَّ لَا تَقْبَلُ قَوْلَهَا وَارْجِعْ فَقَاتِلْ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ بیٹا اس کی بات پر عمل نہ کرنا، واپس میدان جنگ کی طرف پلٹ جا اور فرزند رسول کے سامنے اپنی جان قربان کر دے کہ یہی وقت قربانی ہے۔

سے نَجْ جَائِسٍ وَإِنْ شِئْتَ كَانَتْ مُصِيبَتُهُمَا ذَخِيرَةً فِي شَفَاعَتِكَ لِلْعَصَاةِ مِنْ أُمَّتِكَ اگر آپ چاہیں تو آپ کے نواسوں کی یہ مصیبت آپ کی گناہگار امت کے لیے شفاعت کا ذریعہ بنے اور آپ گناہگاروں کی بخشش کا اہتمام فرمائیں۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا اے جبرائیل! میں حکم خداوندی اور رضائے الہی پر راضی ہوں میں وہی چاہتا ہوں جو میرا خدا چاہتا ہے۔

وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ دَعْوَتِي ذَخِيرَةً بِشَفَاعَتِي فِي الْعَصَاةِ مِنْ أُمَّتِي اے جبرائیل! میں اس کو ترجیح دیتا ہوں کہ میرے یہ دونوں نواسے آزمائش خداوندی میں مبتلا ہوں، بیشک حسن زہر سے شہید ہو اور حسینؑ پیاسا شہید کیا جائے لیکن میری امت کے گناہگاروں کے حق میں میری شفاعت ضرور قبول ہو اور وہ بخشے جائیں۔ خداوند کریم ان کے بارے میں جو چاہے کرے میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔

مومنین کرام!

آپ سب پر لازم ہے کہ خاندان رسالت کی مصیبت پر گریہ کریں ذرا سوچے تو سہی کہ تین دن کی پیاس تھی اور دھوپ اتنی زیادہ تھی کہ اگر دانہ زمین پر گرتا تو جل کر راکھ ہو جاتا دوسری طرف خیموں میں ننھے ننھے بچے العطش العطش ہائے پیاس ہائے پیاس کی آوازیں بلند کر رہے تھے۔ اس وقت کو یاد کیجئے کہ جب امام حسینؑ کے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے کوئی شہید ہو جاتا تو امام حسینؑ جو کہ خود پیاسے اور زخموں سے چور چور تھے وہ اس شہید کی لاش تن تہا جا کر میدان سے اٹھا کر لاتے تھے۔ افسوس ہے ہم پر کہ ہم اہلبیت کے مصائب سن کر گریہ نہ کریں ماتم نہ کریں وہ بھی تو لوگ تھے کہ جنھوں نے اپنی جانیں امام مظلوم پر نثار کیں اور اپنی اولاد تک راہ

فَلذَهِبَتْ اِمْرَاتُهُ تَمْسُحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ يَدِكِيهِ كَرُوهَبِ كِي زَوْجِهِ دَوْرُ كَرِ
اپنے بہادر اور شہید شوہر کی لاش پر آئیں اور ان کا چہرہ اپنی چادر سے صاف کرنے
لگیں جب شمر نے یہ دلخراش منظر دیکھا تو اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس خاتون کو بھی قتل
کر دے۔

فَضْرَبَهَا بِعَمُودٍ كَانَ مَعَهُ، فَشَدَّهَا وَقَتَّلَهَا پس اس شقی نے ایک گرز
اس بی بی کے سر پر مارا اور اس کا سر شق ہو گیا اور وہ بی بی اپنے شوہر کے ساتھ راہی
جنت ہوئیں۔

بھاری آنوار میں لکھا ہے کہ جناب وہب کے سر کو عمر سعد نے کٹوا کر لشکر حسین کی طرف پھینکوا دیا لیکن وہب کی ماں نے اپنے بیٹے کا سن کر دوبارہ عمر سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ فَأَصَابَتْ بِهِ رَجُلًا فَقَتَلَتْهُ وہ سر ایک شقی کو ایسا لگا کہ وہ واصل جہنم ہو گیا اس کے بعد اس شیر دل خاتون نے ایک لکڑی سے وار کر کے دو لعینوں کو ہلاک کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا اِرْجِعِي يَا أُمُّ وَهْبٍ اَنْتِ وَابْنُكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ اے وہب کی والدہ محترمہ! واپس آ جائیں آپ اور آپ کے فرزند میرے نانا رسول خدا کی خدمت میں ہوں گے۔ امام علیہ السلام کا فرمان اور بہشت کی خوشخبری سن کر وہ بی بی یہ کہتے ہوئے واپس لوٹ آئیں اَللّٰهُ لَا تَقْطَعُ رَجَائِيْ خداندا میری امید کو قطع نہ کرنا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے مادر وہب! لَا يَقْطَعُ اللّٰهُ رَجَاءَكَ خداندا کریم آپ کی امید و تمنا کو قطع نہیں کرے گا۔ سبحان اللہ کس قدر محبت تھی وہب اور ان کی والدہ ماجدہ کے دل میں خاندان رسالت کی کتنا پاکیزہ جذبہ تھا ان سچے محبوب اور مومنوں کا۔ یہ لوگ موت سے ڈرنے اور گھبرانے کی بجائے بہت جلد شہید ہونا چاہتے تھے ان کا تڑپنا بے قرار ہونا بہت جلد بہشت میں

فَيَكُونُ غَدًا فِي الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لَكَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ قِيَامَتِ كے دن
مولا امام حسینؑ اللہ تعالیٰ سے تمہاری شفاعت کریں گے۔ یہ سن کر وہب بھرے
ہوئے شیر کی طرح میدان کارزار میں آئے اور گھمسان کی جنگ میں کود پڑے حتیٰ
قَتَلَ تِسْعَةَ عَشَرَ فَارِسًا وَأَتْنَى عَشَرَ رَاجِلًا یہاں تک کہ وہب نے انیس سوار اور
بارہ پیدل چلنے والے یزیدیوں کو جہنم واصل کیا ثُمَّ قُطِعَتْ يَدَاهُ جَنَابِ وہب ابھی
جنگ میں مصروف تھے کہ ایک شقی نے آپ کے داہنے ہاتھ پر تلوار ماری جس کی وجہ
سے ان کا وہ ہاتھ کٹ گیا پھر تلوار بائیں ہاتھ پر ماری وہ بھی کٹ گیا فَاخَذَتْ أُمُّهُ
عُمُودًا وَأَقْبَلَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ یہ حالت دیکھ کر وہب کی ماں خیمہ کی لکڑی لے کر
میدان کی طرف یہ کہتے ہوئے دوڑی فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَاتِلِ ذُنُوبِ الطَّيِّبِينَ
قربان جاؤں تجھ پر پیارے بیٹے وہب! جہاد سے منہ نہ موڑنا اور فرزند رسولؐ پر جان
قربان کر دینا وہب نے کہا اماں جان آپ واپس خیموں میں چلی جائیں تمہارا یہ
فرزند جام شہادت نوش کرنے آیا ہے فَأَبَتْ وَقَالَتْ لَا أَعُوذُ وَأَمُوتُ مَعَكَ مادر
وہب انکار کرتے ہوئے بولیں میں واپس نہیں جاؤں گی بلکہ تیرے ساتھ شہید ہونا
چاہتی ہوں فَقَالَ الْحُسَيْنُ جَزَيْتُمْ مِنْ أَهْلِيَّتِي خَيْرًا جب امام عالی مقام نے مادر
وہب کے جذبہ ایثار کو ملاحظہ فرمایا تو کہا خدا تمہیں اہلیت کی جانب سے جزائے
خیر دے تم نے قربانی کا حق ادا کر دیا حسینؑ تم پر بہت زیادہ خوش اور راضی ہے۔

اُرْجِعْنِي اِلَى النِّسَاءِ رَحِمَكَ اللّٰهُ اے کنیز خدا! آپ خیموں میں واپس آ جائیں اللہ تعالیٰ آپ پر کرم فرمائے۔ فَانْ صَرَفْتُ وَجَعَلَ يُقَاتِلُ حَتّٰی قُتِلَ امام علیہ السلام کا حکم سن کر وہ بی بی واپس لوٹ آئیں اور وہب مصروف جہاد ہو گیا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا، جب جناب وہب زین سے زمین پر آئے۔

جانے کی وجہ سے ہی تو تھا۔ وہب کی والدہ کی خواہش تھی جو کہ پوری بھی ہو گئی کہ ان کا بیٹا تمام شہیدوں سے پہلے شہید ہو، امام حسینؑ کے قدموں پر بیٹے کو نثار کر کے مندرات عصمت کے قدموں کو چوم کر اپنے ایمان و یقین کی پختگی کا ثبوت دے سکے۔

”صَلُّواثُ اللّٰهِ عَلٰی الْحُسَيْنِ وَلَعَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی قَتْلِهِ الْحُسَيْنِ“



روح و قلم کیا ہے؟ جناب رسول خداؐ کا اپنی صاحبزادی جناب فاطمہ الزہراءؑ کو شہادت حسینؑ سے مطلع کرنا، امام حسینؑ کا اپنے نانا محمدؐ کی پشت اقدس پر سوار ہونا، جناب شہزادہ قاسمؑ کی شہادت، قاسمؑ کی بہن کا اپنے بھیا کی لاش پر بین کرنا اور جناب سکینہؑ کا اپنے مظلوم بابا کی لاش سے لپٹ کر رونا۔



مولانا عابد عسکری

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ فِي زَمَانِ خَالِ مَنِيَّ وَمِنْكَ وَمِنْ عَلِيٍّ جَنَابِ رَسُولِ
خدا نے فرمایا کہ بیٹی کہ جب یہ واقعہ پیش آئے گا تو اس وقت نہ میں ہوں اور نہ تو
ہوگی نہ تو علی ہوں گے یہ سن کر جناب سیدہ پہلے سے زیادہ روئیں اور بہت زیادہ
بے چین ہوئیں۔

فَقَضَى اللَّهُ حَاجَتَهُ، فَقُطِعَ رَأْسُهُ، قَلَمٌ كِي دَعَا قَبُولَ هُوَئِیْ اُور اِس کا سر پہی
کٹ گیا اور یہ قاعدہ ہے کہ جس وقت جس چیز کا سر کاٹ لیا جائے تو وہ ناقص ہو
جاتی ہے لیکن جب قلم کا سر کاٹا جاتا ہے تو وہ رواں دواں ہو جاتا ہے اور خوب لکھتا
ہے عَنْ سَيِّدِ الْبَشَرِ اِنَّهُ قَالَ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمْعٌ وَلَوْ
كَانَتْ بِقَدْرِ جَنَاحِ الذُّبَابَةِ كَانَ ثَوَابُهُ، عَلَيَّ اللّٰهِ جَنَابِ رَسُوْلُ خُدا کا ارشاد گرامی
ہے کہ جو شخص میرے فرزند حسینؑ کے مصائب کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے
آنسو نکل پڑیں اگرچہ گس کے پر کے برابر ہو تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

نے امام حسینؑ کو اٹھایا ہوا تھا فَوَضَعَهُ النَّبِيُّ مُقَابِلَ جَنْبِهِ وَصَلَّى آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کو پہلو میں بٹھا لیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ فَلَمَّا سَجَدَ طَالَ السُّجُودَ فَرَفَعَتْ رَأْسِي مِنَ الْقَوْمِ جب آپ سجدے میں گئے تو سجدے کو بہت طول دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں اس دیر کی وجہ کیا ہے فَاِذَا الْحُسَيْنُ عَلَى كَتِفِ رَسُولِ اللَّهِ کیا دیکھتا ہوں کہ جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب نے عرض کی یا حضرت! آپ نے آج سجدے کو معمول سے زیادہ طول دیا ہے اس کی وجہ کیا ہے پہلے تو آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا تھا۔

كَانَ مَا يُوحَى إِلَيْكَ يَا حُزْرَتِ هُمُ تَوَيَّهَ لِمَا هُوَ أَكْبَرُ وَأَنَا أَشْفَعُ فِي رَأْسِي هُوَ۔ فَقَالَ لَمْ يُوحَى إِلَيَّ وَلَكِنَّ ابْنِي كَانَ عَلَى كَتِفِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعْجِلَهُ حَتَّى نَزَلَ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا! وحی نازل نہیں ہوئی تھی لیکن میرا حسینؑ میری پشت پر سوار تھا مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں سجدے سے سر اٹھاؤں اور اپنے حسینؑ کو ناراض کروں اس لیے میں نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ حسینؑ میری پشت سے خود نہیں اترے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا نَزَلَ جَبْرِئِيلُ عَلَيَّ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) لَا تَرْفَعُ رَأْسَكَ مَا دَامَ ابْنُكَ عَلَى رَقَبَتِكَ۔

جبرائیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! پروردگار عالم نے سلام و ارود کے بعد فرمایا ہے: حسینؑ آپ کو بہت عزیز ہے لیکن ہم آپ سے زیادہ اس کو

ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَتِ فَمَنْ يَبْكِي عَلَيَّ وَلَدِي وَمَنْ يَلْتَزِمُ بِإِقَامَةِ الْعَزَاءِ پھر عرض کی بابا جان! جب ایسی بے کسی اور مظلومیت کے ساتھ میرا بیٹا شہید ہوگا تو اس پر کون روئے گا اور کون اس کی مجلس عزاء برپا کرے گا اور اس کے غم اور یاد میں صف ماتم کون بچھائے گا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ يَا فَاطِمَةُ إِنَّ نِسَاءَ أُمَّتِي يَبْكِينَ عَلَيَّ نِسَاءَ أَهْلِ بَيْتِي وَرِجَالُهُنَّ يَبْكُونَ عَلَيَّ رِجَالِ أَهْلِ بَيْتِي آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہ! میری امت کی عورتیں اہلبیت کی خواتین اور میری امت کے مرد ہمارے مردوں کے مصائب پر روتیں گے۔ وَيُجَدِّدُونَ الْعَزَاءَ جِيلًا بَعْدَ جِيلٍ فِي كُلِّ سَنَةٍ۔ ایک قوم کے بعد دوسری قوم تیرے بیٹے حسینؑ کی یاد میں مجالس عزاء برپا کرے گی اور یہ سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔

فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تَشْفَعِينَ أَنْتِ فِي النِّسَاءِ وَأَنَا أَشْفَعُ فِي الرِّجَالِ جب قیامت کا دن ہوگا تو اے فاطمہ تو عورتوں کی شفاعت کرنا اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا اور جو مہرے حسینؑ کی مصیبت سن کر روئے گا۔ أَخَذْنَاهُ بِيَدِهِ وَأَدْخَلْنَاهُ الْجَنَّةَ تَوَيَّهَ لِمَا هُوَ أَكْبَرُ وَأَنَا أَشْفَعُ فِي رَأْسِي هُوَ۔

يَا فَاطِمَةُ كُلِّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنُ بَكْتٍ عَلَى الْحُسَيْنِ اے فاطمہ! سب آنکھیں قیامت کے دن روئیں گی مگر وہ آنکھ جو حسینؑ کی مصیبت پر روئی ہوگی۔

فَإِنَّهَا ضَا حِكَّةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيمِ الْجَنَّةِ وہ آنکھ جنت کی بشارت سے مالا مال اور خوشحال ہوگی۔ وَرَوَى أَنَّهُ خَرَجَ النَّبِيُّ إِلَى صَلَوةٍ وَالْحُسَيْنُ مُتَعَلِّقٌ بِهِ رَوَايَتِ هِيَ کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لائے اور آپ

بوسے دیے اور بے ساختہ رونے لگے، قاسم بھی چچا کے سینہ سے لگ کر دھاڑیں مار کر روئے حتیٰ غُشٰی عَلَیْہِما چچا بھتیجا اتار روئے کہ ادھر حضرت امام حسینؑ غش کھا کر گر پڑے اور ادھر شہزادہ قاسمؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ثُمَّ اسْتَاذَنَ الْحُسَيْنُ فِي الْمُبَارَاةِ جب ہوش میں آئے تو پھر قاسمؑ نے عرض کی چچا جان میری جان قربان ہو جائے مجھ سے آپ کی مصیبت دیکھی نہیں جاتی میں آپ کی خدمت اقدس میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے اذن جہاد دیجئے۔ میری سب سے پہلی اور بڑی خواہش یہ ہے کہ میں آپ کے عزیزوں میں سے سب سے پہلے اپنی ننھی سی جان آپ کے قدموں پہ نثار کروں فَأَبَى الْحُسَيْنُ أَنْ يَأْذَنَ لَهُ، امام علیہ السلام نے فرمایا قاسمؑ بیٹا! میں تجھے کیونکر موت کی اجازت دوں تو تو میرے بھائی کی نشانی ہے۔ جب قاسمؑ نے دیکھا کہ امام علیہ السلام اسے میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت نہیں دیتے تو بیساختہ دوڑ کر چچا کے قدموں میں گر پڑے۔ فَلَمْ يَزَلِ الْغَلَامُ يُقْبَلُ يَذِيهِ وَرَجُلِيهِ حَتَّى اِذْنَهُ، شہزادہ قاسمؑ اپنے چچا کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومتے تھے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر مرنے کی اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے دل پر پتھر رکھ کر فرمایا اچھا قاسمؑ زیادہ اصرار کرتے ہو تو پھر جاؤ میں تمہیں رب کے حوالے کرتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت قاسمؑ میدان کی طرف روانہ ہونے لگے تو اپنے مظلوم چچا کی بیکی کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے اور آپ کے چہرہ پر مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ شہزادہ قاسمؑ لشکرِ اعداء کے سامنے آئے اور یہ رجز یہ اشعار کہے۔

إِنْ تُنْكِرُونِي فَأَنَا ابْنُ الْحَسَنِ
سَبَطَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى الْمُؤْتَمَنِ

دوست رکھتے ہیں ہماری مرضی یہ ہے جب تک حسینؑ آپ کی پشت اقدس پر سوار ہے آپ نے سجدے ہی میں رہنا ہے۔

حسینؑ میرا خوش رہے یہی تیری نماز ہے۔

لیکن مقامِ افسوس سے ایک دن تو یہ تھا کہ حسینؑ کی اس قدر زیادہ ناز برداریاں کی جا رہی تھیں، ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہی حسینؑ تین دن کا بھوکا پیاسا ایک ایک کی لاش پر روتا تھا اور انسانیت کے انبوہ کثیر میں سوائے چند ساتھیوں، عزیزوں کے کوئی بھی حسینؑ کا ساتھ دینے والا نہیں تھا، کینہ پرور دشمنوں اور کمینہ صفت یزیدیوں کے دل میں ذرا بھر رحم نہیں تھا بلکہ خونخوار درندوں کی مانند وہ کائنات کے نیک ترین اور شریف ترین کے درپے آزار تھے ان سے جیسے بھی ہو سکا اور جتنی حد تک ہو سکا انھوں نے ظلم کیا، یہاں تک کہ بربریت کی انتہا کر دی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے تمام جانثار ساتھی شہید ہو چکے اس کے بعد عزیزوں کی باری آئی، سب سے پہلے حضرت امام حسنؑ کا لخت جگر شہزادہ قاسمؑ غریب کر بلا سے میدان جنگ میں جانے کے لیے اجازت لینے آیا۔

وَهُوَ غَلَامٌ صَغِيرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمِ راوی کہتا ہے کہ فرزند حسنؑ کمسن تھا ابھی اس شہزادے نے بچپن کی حدود سے باہر قدم نہ رکھا تھا، فرزند زہراؑ کے لیے کتنا کٹھن اور روح فرسا مرحلہ تھا ان سے چھوٹے چھوٹے بچے مرنے کے لیے اجازت مانگ رہے تھے۔

فَلَمَّا نَظَرَ الْحُسَيْنُ قَدْ بَرَزَ اِغْتَفَقَهُ، وَجَعَلَ يَبْكِيَانِ جب امام علیہ السلام نے دیکھا اُن کا پیارا بھتیجا میدان جنگ کی طرف جانے کے لیے تیار ہو کر آیا ہے تو امام عالی مقام نے آگے بڑھ کر اپنے بھتیجے کو گلے سے لگا لیا سر اور منہ پر

سے گرے اور پکار کر کہا چچا جان قاسم کی خبر لو۔

فَجَاءَ الْحُسَيْنُ كَالصَّقْرِ الْمُنْقَضِ فَتَخَلَّى الصُّفُوفَ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اپنے بھتیجے کی آواز سن کر بے تابانہ دوڑے اور صفوں کو چیر کر عقاب کی مانند پہنچے۔
وَشَدَّ شِدَّةَ اللَّيْثِ الْحَرْبِ اور غضبناک شیر کی طرح ان ظالموں پر حملہ
کیا اور قاسم کے قاتل کو ایسی تلوار ماری کہ اس شقی کا ہاتھ کٹ گیا فَصَاحَ وَحَمَلَتْ
خَيْلُ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِيَسْتَنْقِذُوا عُمَرَ مِنَ الْحُسَيْنِ اس ظالم نے اپنی فوج کو آواز
دی کہ مجھے حسین سے چھڑاؤ یہ سن کر سب اہل کوفہ جمع ہو گئے کہ عمرو کو حضرت کے
ہاتھ سے چھڑوا لیں نیکن حضرت نے اس شقی کو نہ چھوڑا اور موقع پر ہی اسے قتل کر
دیا۔

وَجَرَحَهُ الْخَيْلُ بِحَوَافِرِهَا وَوَطِنَتْهُ ادھر ظالموں نے جناب قاسم کے
جسم شریف پر گھوڑے دوڑا دیے گھوڑوں کی ٹاپوں سے شہزادہ کا جسم نازنین پامال اور
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

فَانْجَلَّتِ الْعَبْرَةُ فَإِذَا بِالْحُسَيْنِ قَائِمٍ عَلَى رَأْسِ الْغَلَامِ جب گرد بیٹھی تو
امام علیہ السلام شہزادہ قاسم کی لاش پر پہنچے تو فرزند زہرا نے اپنے یتیم بھتیجے کی پامال
شدہ لاش کو دیکھا اور ٹھنڈی سانس لی۔ هُوَ يَنْحَصُ بِرَجْلَيْهِ التُّرَابَ اور قاسم زمین
پر پڑے ایڑیاں رگڑ رہے تھے حَتَّى مَاتَ الْغَلَامُ یہاں تک کہ یتیم حسن راہی جنت
ہوا جناب امام حسین رو رو کر فرماتے تھے يَغْزُ وَاللَّهِ عَلَى عَمِّكَ أَنْ تَذْعُوهُ فَلَا
يُجِيبُكَ اے قاسم! تمہارے چچا کے لیے دکھ اور پریشانی کی بات ہے کہ تم پکارو
اور میں تمہیں اس حال میں دیکھوں اور تمہاری مدد نہ کر سکوں بَعْدًا لِقَوْمٍ قَتَلُواكَ
خدا انہیں اپنی رحمت سے دور کرے اور ان پر لعنت کرے کہ جنہوں نے تجھے شہید کیا

ظالمو! اگر تم منکر ہو تو جان لو کہ میں امام حسن مجتبیٰ کا بیٹا ہوں اور وہ
جناب رسول خدا صیب کبریا کے نواسے تھے۔

هَذَا حُسَيْنٌ كَمَا لَا سِيرَ الْمُرْتَهَنَ
بَيْنَ أَنَاسٍ لَا سَفْوَ صَوْبَ الْمَزْنِ

یہ میرے چچا امام حسین دشت غربت میں قیدیوں کی مانند ظالموں کے
درمیان گھرے ہوئے ہیں یاد رکھو تم رحمت الہی سے ہرگز سیراب نہ ہو سکو گے وَكَانَ
وَجْهُهُ كَفَلَقَةِ الْقَمَرِ اور شہزادہ قاسم کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند دمک
رہا تھا فَقَاتَلَ قِتَالًا شَدِيدًا حَتَّى قَتَلَ عَلَى صِغَرِهِ خَمْسَةَ وَثَلَاثِينَ رَجُلًا جناب
شہزادہ قاسم نے خوب جنگ لڑی یہاں تک کہ آپ نے پینتیس یزیدیوں کو واصل
جہنم کیا۔

حمید بن مسلم کہتا ہے فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى هَذَا الْغَلَامِ میں اس شہزادے کو
حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہا تھا اور وہ دشمن پر حملہ آور ہو کر آگے بڑھ رہا تھا یہ دیکھ کر عمر
بن سعد ازدی بولا وَاللَّهِ لَا شُدْنَ عَلَيْهِ خُذَا کی قسم میں اس بچے کو قتل کر دیتا ہوں
فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا تُرِيدُ بِذَلِكَ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اس بچے کے
قتل سے کیا ملے گا؟ وَاللَّهِ لَوْ ضَرَبَنِي مَا بَسَطْتُ إِلَيْهِ يَدِي قسم ہے خدا کی اگر
قاسم تلوار بھی مارے تب بھی میں اپنا ہاتھ اس کے مارنے کو دراز نہیں کروں گا۔ یہ
سن کر وہ لعین بولا وَاللَّهِ لَا فَعَلَنْ فَشَدَّ عَلَيْهِ میں اسے قتل کر کے ہی دم لوں گا یہ کہہ
کر وہ شقی حسن کے یتیم پر حملہ آور ہوا فَمَا وَلَّى حَتَّى ضَرَبَ رَأْسَهُ بِالسَّيْفِ اس
ظالم نے جاتے ہی جناب قاسم کے سر اقدس پر ایسی ضرب لگائی کہ شہزادے کا سر دو
ٹکڑے ہو گیا فَوَقَعَ الْغَلَامُ بِوَجْهِهِ وَنَادَى يَا عَمَّاهُ اذْرِ كُنْیَ حضرت قاسم گھوڑے

نے کہا کہ یہ قاسم کی بہن ہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام تمام بیبیوں کو سمجھا کر خیمہ میں لے گئے لیکن وہ بچی اپنے بھائی کی لاش سے جدا نہ ہوتی تھی یہ دردناک منظر دیکھ کر امام علیہ السلام نے اونچی اور بلند آواز سے گریہ فرمایا اور بڑے پیار سے اس یتیم بچی کو دلاسا دیا اور بڑی مشکل سے قاسم کی ننھی سی بہن کو اٹھا کر خیمہ میں لے گئے۔ مگر افسوس صد افسوس جب حضرت زینبؓ اور سیکنہؓ امام علیہ السلام کی لاش مبارک سے لپٹ کر روتی تھیں ان کو تو کوئی دلا سے نہ دیتا تھا بلکہ ان بیبیوں کو تازیانے مار مار کر لاش امام سے جدا کیا گیا اور بڑے ظلم و ستم ڈھا کر اونٹوں پر سوار کیا ان بیبیوں کو جی بھر کر رونے بھی نہ دیا گیا آہ..... کس قدر مظلوم و مجبور اور یکس تھی یہ سیدانیاں۔



اور تمہارے حال پر ذرا پر رحم نہ کیا۔

راوی کہتا ہے ثُمَّ اَحْتَمَلَهُ فَكَانَتْ اَنْظُرُ اِلَى رَجُلِي الْغَلَامِ تَخْطُطَانِ الْاَرْضَ وَقَدْ وَضَعَ صَدْرُهُ عَلَى صَدْرِهِ پھر امام علیہ السلام نے قاسم کی لاش کو اٹھایا تو میں دیکھ رہا تھا کہ قاسم کی پاؤں کو زمین چوم رہی تھی اور حضرت نے شہزادہ کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا ہوا تھا اور آپ زار و قطار رو رہے تھے۔

یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے قاسم کے لاشہ کو وہاں پر سلا دیا جہاں دوسرے شہداء کے لاشے پڑے تھے امام علیہ السلام دست دعا بلند کر کے ان ظالموں قاتلوں اور یزیدیوں پر نفریں کر رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے صَبْرًا يَا نَبِيَّ عُمُوْمِي صَبْرًا اے میرے عزیزوں! صبر کرو یا اہلبیت! لَا رَأَيْتُمْ هَوْنًا بَعْدَ الْيَوْمِ ابْدًا اے میرے اہلبیت! جو تکلیفیں آپ آج کے دن دیکھو گے ایک راوی کہتا ہے ثُمَّ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى خَرَجْنَ النِّسَاءُ مِنْ مَصَانِيهِنَّ پھر امام علیہ السلام اپنے یتیم بھتیجے کی یہ حالت دیکھ کر آہ سرد کھینچ کر بہت زیادہ روئے اور اس شدت سے گریہ فرمایا کہ اہلبیت اطہار بے چین ہو کر خیمہ سے نکل پڑے۔

فَرَأَيْتُ مِنْهُنَّ جَارِيَةً حَاسِرَةً الرَّاسِ نَاشِرَةً الشَّعْرَ تَبْكِي وَتَقُولُ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ اَيْسَ فِيَّ a

جناب علامہ ابو الحسن شیرازی نے لکھا ہے کہ ایک پاسبان شخص میرا ہمسایہ تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلایا میں نے اسے اس کے عقائد کی یاد دہانی کرائی اس کے بعد وہ انتقال کر گیا اور اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر میں گھر آیا اور رات کو میں نے عالم خواب میں اسے دیکھا اور اس کی خیر و خیریت دریافت کی۔ وہ بولا جب مجھے دفن کیا گیا تو دو فرشتے ایک گرز لے کر میرے پاس آئے اور چاہا کہ مجھے عذاب دیں ان کی خوفناک اور ہیبت ناک کیفیت کو دیکھ کر مجھ پر شدید خوف و ہراس طاری ہوا میں نے سوچا کہ اب مجھے ان سے کون بچائے گا ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ناگہ حضرت امام حسین علیہ السلام میری قبر میں تشریف لائے اور فرمانے لگے چھوڑ دو اسے خدا نے اس گناہگار کو مجھے بخشا ہے فرشتوں نے عرض کی یا بن رسول اللہ! یہ تو بہت گناہگار شخص ہے اس کی نجات کی وجہ کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اے فرشتو! ایک دن یہ میری مجلس عزاء میں بیٹھا تھا اور ایک مومن اس کے پاس کھڑا تھا جب ذکر نے میرا مصائب بیان کیا تو اس مومن کا ایک آنسو اس کے سر پر گرا اس آنسو کی برکت سے خدا نے اسے بھی بخش دیا ہے پس وہ فرشتے واپس چلے گئے اس وقت سے میں بالکل آرام سے ہوں۔

مومنین کرام! امام حسین علیہ السلام ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے ماننے والوں کو بھولتے نہیں ہیں۔

چنانچہ کتاب کامل الزیارات میں عبد اللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا لَوْ نُبَشِّرُ قَبْرَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ هَلْ كَانَ يُصَابُ فِي قَبْرِهِ شَيْءٌ کہ اگر ہم امام حسین کی قبر مبارک کو کھولیں تو حضرت کا جسد مبارک موجود ہوگا حضرت نے فرمایا کیا اچھا سوال ہے تمہارا اے فرزند بکر! پس

روایت نمبر



امام حسینؑ پر رونے کا ثواب عبد اللہ بن بکر کی وہ روایت جس میں امام مظلومؑ پر رونے کی تاکید کی گئی ہے ایک دیدار شخص کا ایمان افروز واقعہ کر بلا والوں کی پیاس کا ذکر شب عاشور کے کچھ واقعات اور حضرت شہزادہ قائم کے بارے میں مزید کچھ روایات۔



مولانا عابد عسکری

تشریف فرما ہوئی اور فرمایا اے شخص! تو گھبراتا کیوں ہے۔ فَقُلْ فِي جَوَابِهِمَا اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ رَبِّي ان کے جواب میں کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ اپنے ماننے والے کی قبر میں تشریف لانے والے حضرت علی مرتضیٰ تھے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا مَنْ نَبِيِّكَ کہ تیرا نبی کون ہے؟ قَالَ قُلْ مُحَمَّدٌ نَبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ حضرت محمد مصطفیٰ میرے نبی ہیں وَقَالَا وَمَنْ إِمَامُكَ پھر ان دونوں فرشتوں نے پوچھا کہ تیرا امام کون ہے؟ قَالَ قُلْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِمَامِي حضرت نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علی ابن ابیطالب میرے امام ہیں جب دوسرے امام کے بارے میں ان فرشتوں نے سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حسن بن علی میرے امام ہیں جب تیسرے امام کے متعلق پوچھا گیا فَخَفَقَتْهُ الْعَبْرَةُ وَقُلْ فِي جَوَابِهِمَا وَالْحُسَيْنُ الشَّهِيدُ بِكَرْبَلَا إِمَامِي جیسے صدائے گریہ گلوگیر ہوتی ہے دکھ بھری آواز سے فرمایا اے شخص! ان کے جواب میں کہہ دے کہ حسین شہید کربلا میرے تیسرے امام ہیں چنانچہ اس سچے عاشق اور عزادار نے جب نام حسین سنا تو جواب دینا بھول گیا اور بیساختہ یا حسین وا حسین کہہ کر رونے لگا امام علی علیہ السلام کو تاب ضبط نہ رہی اور اس قدر روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ وہ فرشتے کہنے لگے کہ اے عزادار حسین چپ رہو۔ تمہارے رونے کی وجہ سے جناب حیدر کراڑ بھی بے ہوش ہو گئے جب غش سے افادہ ہوا تو فرشتوں سے فرمایا کہ اس عاشق حسین سے کچھ نہ پوچھو دیکھ رہے ہو کہ یہ میرے فرزند سے کس قدر محبت رکھتا ہے۔ اب سینے مصائب جناب امام حسین کا اور گریہ کیجئے کہ یہ رونا آنے والے تمام مرحلوں پر ہم سب کے کام آئے گا ساتویں محرم سے جناب امام حسین اور آپ کے تمام قافلہ والوں پر پانی بند کر دیا گیا جس کی

میری بات غور سے سنو إِنَّ الْحُسَيْنَ مَعَ أَبِيهِ وَآخِيهِ فِي مَنْزِلِ رَسُولِ اللَّهِ إِمَامِ حُسَيْنِ اپنے والد گرامی اور برادر بزرگوار کے ہمراہ منزل رسول خدا میں تشریف رکھتے ہیں اور آپ اپنے پروردگار سے یوں دعا کرتے ہیں۔ يَا رَبِّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي پروردگارا تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے وہ پورا کر۔ امام علیہ السلام اپنے زواروں کو دیکھتے ہیں اور آپ ان کے اور ان کے والدین کے ناموں کو بھی جانتے ہیں وَأَنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَبْكِيهِ فَيَسْتَغْفِرُ لَهُ وَيَسْأَلُ أَبَاهُ الْأَسْتِغْفَارَ لَهُ اور آپ اپنے عزاداروں کو دیکھتے ہیں اور جسے اپنی عزاداروں میں مشغول پاتے ہیں اس کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں اور اپنے نانا جان والد گرامی سے التماس کرتے ہیں کہ وہ عزادوں کے حق میں دعائے خیر کریں۔ لَوْ عَلِمْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ لَفَرَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا حَزَنْتُ اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا نے تیرے لیے کس قدر عزاداری کا ثواب مقرر فرمایا ہے تو تو بہت زیادہ خوش ہو پس خوش حال ہیں وہ لوگ کہ جن کی شفاعت اہلبیت اطہار کریں۔ کتنا عظیم ہے وہ شخص کہ جن کے حق میں امام حسین دعا کریں چنانچہ جتنا زیادہ سے زیادہ اہلبیت اطہار کی مصیبت پر گریہ کریں ان کی مجالس و محافل کو زندہ کریں۔ عزاداری کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے قائم و دائم رہنا چاہیے۔

روایت میں ہے ایک مومن نے دوسرے مرحوم مومن کو خواب میں دیکھا کہ جب لوگ اس کی تدفین سے فارغ ہوئے تو دو خوفناک شکل کے فرشتے اس کی قبر میں آئے اور اس کے عقائد کے بارے میں سوال کرنے لگے اور بولے وَمَنْ رَبُّكَ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو وہ مومن ان کے خوف کی وجہ سے اپنی زبان کو حرکت میں نہ لاسکا اور چپ رہا ناگاہ ایک نورانی ہستی اپنے غلام کے پاس کرسی پر

کی طرف تھے اس لیے انھیں دنیا کے کسی رنج و الم کی پروا نہ تھی حَتَّى قُتِلَ أَصْحَابُهُ
وَوَقَعَتِ النَّوْبَةُ لِأَوْلَادِهِ فَجَاءَ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ وَقَالَ يَا عَمَّ الْإِجَازَةُ
لَا مُضِيَّ إِلَى هَؤُلَاءِ الْكَفَرَةِ۔

یہاں تک کہ سب اصحاب شہید ہو گئے اور اولاد امام حسنؑ کی باری آئی تو
یادگار حسنؑ جناب قاسمؑ امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی چچا جان
میدان جنگ کی طرف جانے کی اجازت چاہتا ہوں میری سب سے بڑی خواہش یہ
ہے کہ ان کافروں سے جہاد کروں۔ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ يَا بَنَ أَخِي أَنْتَ مِنْ أَخِي
عَلَامَةٌ جَنَابِ إِمَامِ حُسَيْنٍ نَے فرمایا بیٹا! تو میرے بھائی حسنؑ کی نشانی ہے وَارِيدُ
أَنْ تَبْقَى لِأَسْلَبِي بِكَ وَلَمْ يُعْطِهِ إِجَازَةً لِلْبَرَّازِ اے قاسم! میں چاہتا ہوں کہ تو
باقی رہے اور تجھے دیکھ کر تسلی و تشفی حاصل کروں پس حضرتؑ نے اجازت نہ دی
فَجَلَسَ مَهْمُومًا مَغْمُومًا بِأَخِي الْعَيْنِ حَزِينُ الْقَلْبِ وَأَجَازَ الْحُسَيْنُ إِخْوَتَهُ
لِلْبَرَّازِ وَلَمْ يُجِزْهُ پَس قاسمؑ مغموم و مخزون ہو کر ایک کنارے بیٹھ کر رونے لگے اور
امام علیہ السلام قاسمؑ کے دوسرے بھائیوں کو اجازت دیتے تھے مگر قاسمؑ کو اجازت
نہ دی۔

فَجَلَسَ الْقَاسِمُ مُتَأَلِّمًا وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رِجْلَيْهِ قَاسِمٌ اپنے زانو پر سر
رکھ کر انتہائی اداس و پریشانی میں بیٹھے تھے وَذَكَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَدْ كَانَ رَبَطَ لَهُ عَوْدَةً
فِي كَتِفِهِ الْأَيْمَنِ اچانک حضرت قاسمؑ کو یاد آیا کہ بابا نے میرے داہنے بازو پر
ایک تعویذ باندھا۔ وَقَالَ لَهُ إِذَا أَصَابَكَ أَلَمٌ وَهَمٌّ عَلَيْكَ بِحِلِّ الْعَوْرَةِ
وَقَرَأْتَهَا فَاْمِنْهُمْ مَعْنَاهَا وَاعْمَلْ لِكُلِّ مَا تَرَاهُ مَكْتُوبًا فِيهَا اور فرمایا تھا اے قاسم!
جب تمھیں کوئی غم یا پریشانی لاحق ہو تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا اور اس کا معنی سمجھ کر

وجہ سے خیام حسینؑ سے العطش العطش کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں یہاں تک کہ
دسویں محرم کی رات ہوئی امام علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا: آیا
تمھیں معلوم ہے کہ میں کس مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں یہ قوم میری جان کی دشمن
ہے میرے قتل کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں چاہتے۔ وَلَوْ قَتَلُونِي لَمْ يَلْتَفِتُوا إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ
فِي حِلٍّ وَسَعَةٍ اور اگر یہ مجھے قتل کریں گے تو تمھیں کچھ نہیں کہیں گے اس لیے میں
تم سب کو اجازت دیتا ہوں کہ تم جہاں جانا چاہو بخوشی چلے جاؤ وَقَالُوا وَاللَّهِ لَا
يَكُونُ هَذَا أَبَدًا یہ سن کر سب یک زبان ہو کر بولے بخدا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم
آپ کو چھوڑ کر کہیں جائیں حضرتؑ نے فرمایا إِنَّكُمْ تَقْتُلُونَ عَدُوَّكُمْ كُلَّكُمْ تم سب کل
قتل کر دیے جاؤ گے اور کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي شَرَّفَنَا بِالْقَتْلِ مَعَكَ انھوں نے عرض کی کہ اللہ
تعالیٰ کی حمد و شکر ہے کہ جس نے ہمیں یہ شرف بخشا کہ ہم فرزند رسول کے ساتھ
مارے جائیں۔ ثُمَّ دَعَا لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ ارْفَعُوا رُؤُوسَكُمْ وَانظُرُوا جب امام علیہ
السلام نے انھیں ایسا کامل الایمان پایا تو ان سب کے لیے دعا کی اور فرمایا تم سب
اپنے سروں کو بلند کرو اور دیکھو جب سب نے سر اٹھایا۔ فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَى
مَوَاضِعِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ فِي الْجَنَّةِ تو سب بہشت میں اپنے اپنے مکانات دیکھنے
لگے وَهُوَ يَقُولُ لَهُمْ هَذَا مَنْزِلُكَ يَا فُلَانُ امام علیہ السلام ان میں سے ہر ایک
سے فرماتے تھے کہ یہ مکان تمہارا ہے اور یہ فلاں شخص کا ہے۔ فَكَانَ الرَّجُلُ
يَسْتَقْبِلُ الرِّمَاحَ وَاسْتُيُوفُ بِصَدْرِهِ وَوَجْهُهُ إِلَى مَنْزِلِهِ مِنَ الْجَنَّةِ پس حضرت
کے جانثار ساتھیوں کا یہ حال تھا کہ روز عاشور سینہ تان کر دشمن کی فوج میں داخل ہو
رہے تھے اور ان کے سینوں میں نیزے اور تلواریں لگتی تھیں چونکہ ان کے منہ جنت

حضرت نے اس تعویذ کو پڑھا بے اختیار شدت سے روئے اور واویلا کی آواز بلند کی اور درد بھری آہ کھینچی وَقَالَ يَا بَنَ أَخِي هَذِهِ الْوَصِيَّةُ لَكَ مِنْ أَبِيكَ اور بولے اے قاسم! اے میرے شہید بھیا کی یادگار! تمہارے بابا نے یہ وصیت تمہیں مرنے کی لکھی ہے اپنے بھائی وصیت کو کیسے ٹال سکتا ہوں خیمہ میں جا کر اپنی ماں پھوپھیوں، بہنوں سے الوداع کر کے آؤ۔

فَانْفَجِعُوا أَهْلَ الْبَيْتِ بِالْبُكَاءِ وَالْعَوِيلِ وَبُكَوْا بُكَاءَ شَدِيدًا
وَنَادُوا بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ.

جب سب اہل بیتؑ نے قاسمؑ کو میدان جنگ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو واویلا واہ مصیبت کا شور وغل بلند ہوا اور اہل حرم بہت زیادہ روئے قاسمؑ بھی اپنے پیاروں سے پکھڑتے وقت بہت شدت سے روئے خیمے سے نکلتے وقت یہ پردرد اشعار پڑھے۔

”افسوس زمانے نے ہم سے دھوکہ اور مکر کیا اور یہ دنیا بہت ہی بے وفا اور مکار ہے اس نے ہمیں اپنے عزیزوں اور پیاروں سے جدا کیا اور ہمارے سینوں میں آتش فراق لگا دی۔“

”ہمارے عزیز گرم ریت پر بے گور و کفن پڑے ہیں گویا وہ بے نور ہو گئے ہیں اور ان کی روشنی جاتی رہی۔“

”وہ کیا فراق ہے کہ جس سے نہبؑ۔ کلثومؑ۔ سکینہؑ اور دوسری تمام بیبیاں بہت زیادہ پریشان حال ہیں۔“

ترجمہ: اے کر بلا ہم نے یہاں پر آ کر عجیب نوعیت کی تکلیفیں اور مصیبتیں دیکھی ہیں خانہ خدا کو چھوڑ کر ہم تیری طرف جلدی سے چلے آئے جیسے کوئی راستہ بھولا

اس پر عمل کرنا پس حضرت قاسمؑ نے دل میں کہا کہ کتنے برس گزرے ہیں لیکن جس طرح آج مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے اتنی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی پس شہزادہؑ نے تعویذ کھول کر پڑھا۔

وَإِذَا فِيهَا يَا وَلَدِي يَا قَاسِمُ أَوْصِيكَ إِنَّكَ إِذَا أَتَيْتَ مَعَ عَمِّكَ الْحُسَيْنِ فِي كَرْبَلَا وَاحَاطَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ اس میں لکھا تھا اے میرے فرزند قاسمؑ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو جب اپنے چچا حسینؑ کے ساتھ کربلا میں آئے اور انہیں دشمن گھیر لیں فَلَا تَتْرُكِ الْجِهَادَ لِأَعْدَاءِ اللَّهِ وَأَعْدَاءِ رَسُولِ اللَّهِ اے بیٹا تو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے جنگ و جہاد کو ترک نہ کرنا وَلَا تَبْخُلْ عَلَيْهِ بِرُذُحِكَ پیارے بیٹا اپنے چچا پر جان نثار کرنے میں بخل نہ کرنا وَكُلَّمَا نَهَى عَنْ الْبَرَاكِ أَعَدَّهُ لِيَأْذَنَ لَكَ فِي الْبَرَاكِ لِتَحْصِلَ السَّعَادَةَ الْأَبَدِيَّةَ.

اور اگر وہ تجھے جہاد کی اجازت نہ دیں تو پھر کہنا یہاں تک کہ تجھے اجازت دیں اور میرے بھائی پر خود کو قربان کر کے مجھے خوش کرنا اور سعادت ابدی حاصل کرنا۔

مومنین کرام!

خیال کیجئے کہ ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کس قدر پیار تھا۔

فَقَامَ فِي السَّاعَةِ وَاتَى إِلَى الْحُسَيْنِ وَعَرَضَ مَا كَتَبَ أَبُوهُ الْحَسَنُ عَلَى عَمِّهِ الْحُسَيْنِ قَاسِمٌ خُوشِ خُوشِ اٹھے اور اپنے چچا کے پاس آ کر امام حسنؑ کا خط جو انھوں نے اپنے بھائی حسینؑ کے نام لکھا تھا پیش کیا فَلَمَّا قَرَأَ الْحُسَيْنُ الْعُودَةَ بَكَى بُكَاءَ شَدِيدًا وَنَادَى بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ وَتَنَفَّسَ الصَّعْدَاءُ پس جب

ہمارے بارے میں تو رسول خدا کا خیال بھی نہیں کرتا۔ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ أَمَا كَفَاكُمْ التَّجْبِرَ أَمَا تَطِيعُونَ يَزِيدَ پس عمر سعد نے کہا کیا یہ ظلم و ستم تمہارے لیے کافی نہیں ہے کہ تم ہمارے امیر یزید کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ لَا حِزَّكَ اللَّهُ خَيْرًا جناب قاسم نے فرمایا خدا تجھے اس کلام بد کی جزائے بد دے تَدْعِي الْإِسْلَامَ وَالْ رَسُولِ اللَّهِ عَطَاشًا قَدْ اسْوَدَّتِ الدُّنْيَا بِأَعْيُنِهِمْ کہ تم اسلام کا دعویٰ کرتے ہو اور رسول خدا کا کلمہ پڑھتے ہو اور آل رسول اس قدر پیاسی ہے کہ ان کی آنکھوں کے آگے دنیا سیاہ ہے۔

ثُمَّ طَلَبَ الْبَرَّازَ فَجَاءَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقَابِلُ بِأَلْفِ فَارِسٍ پھر شہزادہ قاسم نے مبارزہ طلب کیا اور فرمایا کوئی یتیم حسن سے لڑنے والا ہے تو سامنے آئے پس عمر سعد کے لشکر سے ایک ایسا شقی نکلا جو ایک ہزار سوار سے لڑنے والا تھا۔ سوچنے کا مقام ہے کہ وہ ظالم اس قدر جنگجو اور تجربہ کار تھا لیکن شہزادہ قاسم کہ جن کی عمر بارہ تیرہ سال کی تھی مگر فرزند شیر خدا کی شجاعت اور بہادری کا کیا کہنا کہ ایک آن واحد میں اسے واصل جہنم کیا اور اس سے قبل اس شقی کے چار بیٹے واصل جہنم ہو چکے تھے۔

فَضْرَبَ الْقَاسِمُ فَرَسَهُ بِسَوْطٍ وَعَادَ يَقْتُلُ الْفُرْسَانَ پھر حضرت قاسم نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور مقاتلہ کفار میں مشغول ہوئے إِلَى أَنْ ضَعُفَتْ قُوَّتُهُ فَهَمَّ الْقَاسِمُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْخِيَمَةِ قاسم اتنا لڑے کہ ان پر ضعف طاری ہو گیا پس آپ نے خیمہ کی طرف آنے کا ارادہ کیا وَإِذَا بِالْأَرْزَقِ الشَّامِيِّ قَدْ قَطَعَ عَلَيْهِ الطَّرِيقَ وَغَارَصَهُ ناگاہ اَرْزَق شامی سدراہ ہوا فَضْرَبَهُ الْقَاسِمُ عَلَى أُمِّ رَأْسِهِ

قَالَ فَلَمَّا رَأَى الْحُسَيْنُ أَنَّ الْقَاسِمَ يُرِيدُ الْبَرَّازَ راوی کہتا ہے کہ جب امام عالی مقام نے دیکھا کہ قاسم نے مرنے کی تیاری کر لی ہے۔ قَالَ لَهُ يَا وَلَدِي تَمْشِي بِرَجْلِكَ إِلَى الْمَوْتِ حضرت نے فرمایا اے میرے بیٹے قاسم! تو اپنے پاؤں سے موت کی طرف جاتا ہے؟ قَالَ وَكَيْفَ يَا عَمَّ وَأَنْتَ بَيْنَ الْأَعْدَاءِ وَحِيدًا فَرِيدًا وَلَا صَدِيقًا قاسم نے عرض کی چچا جان! میں موت کی طرف کیوں نہ جاؤں کہ آپ دشمنوں میں تنہا کھڑے ہیں نہ کوئی آپ کا مددگار ہے اور نہ کوئی دوست ہے۔

رُوحِي لِرُوحِكَ الْفِدَاءِ وَنَفْسِي الْوَقَّافَا چچا جان! قاسم کی روح آپ کی روح اقدس پر قربان ہو اور میری جان آپ کی جان کے لیے ڈھال ثابت ہو۔ قَالَ إِنَّ الْحُسَيْنَ شَقَّ أَدْيَاقَ الْقَاسِمِ وَقَطَعَ عِمَامَتَهُ نَصْفَيْنِ ثُمَّ أَدْلَاهَا عَلَى وَجْهِهِ وَصَدْرِهِ۔

راوی کہتا ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے رو کر قاسم کے گریبان کو چاک کیا پھر قاسم کے عمامہ کے دو حصے پھاڑ کر ایک سرارخ انور پر لٹکایا اور ایک سینہ پر ٹمَّ الْبَسَهُ ثِيَابَهُ بِصُورَةِ الْكَفَنِ پھر امام عالی مقام نے کپڑے قاسم کو کفن کی طرح پہنائے وَشَدَّ سَيْفَهُ بِوَسْطِ الْقَاسِمِ وَأَرْسَلَهُ إِلَى الْمَعْرَكَةِ اور قاسم کی کمر کے ساتھ تلوار باندھی اور اس کے بعد قاسم کو میدان جنگ کی طرف روانہ کر دیا۔ ثُمَّ إِنَّ الْقَاسِمَ قَدِمَ عُمَرَيْنِ سَعْدٍ وَقَالَ جناب قاسم میدان میں آئے اور عمر سعد سے مخاطب ہو کر فرمایا يَا عُمَرُ أَمَا تَخَافُ اللَّهَ أَمَا تُرَاقِبُ اللَّهَ يَا عَمِي الْقَلْبُ أَمَا تُرَاعِي رَسُولَ اللَّهِ اے عمر! کیا تو خدائے وند کریم سے نہیں ڈرتا اے دل کے

اور قاسم کو خیمے میں اٹھالائے اور زمین پر سلا دیا۔

فَفَتَحَ الْقَاسِمُ عَيْنَيْهِ فَرَأَى الْحُسَيْنَ قَدْ اجْتَضَهُ، وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ
جناب قاسم نے آنکھیں کھولیں تو چچا کو دیکھا کہ لپٹ کر رو رہے ہیں اور فرماتے
ہیں۔ يَا وَلَدِي لَعَنَ اللَّهُ قَاتِلَكَ اے بیٹا! خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے یَعُزُّ
وَاللَّهِ عَلَى عَمِّكَ اَنْ تَدْعُوهُ وَاَنْتَ مَفْتُولٌ قاسم تمہارے چچا کے لیے یہ بہت
دشوار ہے کہ تو پکارے اور وہ تمہاری مدد نہ کر سکے اور تو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل
کر دیا جائے يَا بُنَيَّ قَتَلُوكَ وَلَا عَرَفُوا مَنْ جَدُّكَ وَابُوكَ اے میرے فرزند!
تجھے ان کافروں نے قتل کیا اور ان ظالموں نے نہ پہچانا کہ تیرے جد بزرگوار کون
ہیں اور تیرے والد بزرگوار کون تھے ثُمَّ اِنَّ الْحُسَيْنَ يَبْكِي بُكَاءً شَدِيدًا پھر حضرت
بہت شدت سے روئے اور کافی دیر تک روتے رہے۔ امام علیہ السلام کی حالت کو
دیکھ کر تمام پردہ دار بیبیوں اور تمام بچوں نے ماتم کرنا شروع کر دیا یہ سب اپنے سینے
اور چہرے پر طمانچے مارتے اور چھوٹے بچوں نے اپنے گریباں چاک چاک کر کے
واہلا شروع کیا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے قیامت صغریٰ برپا ہو گئی ہے۔



فَقَتَلَهُ قاسم نے اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ شقی بھی واصل جہنم ہوا اور قاسم
اپنے چچا جان حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آئے وَقَالَ يَا
عَمَّاهُ الْعَطَشُ الْعَطَشُ اَذِرْ كُنْجِي بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ اور عرض کی چچا جان میں پیاسا
ہوں میری خبر لیجئے پانی کا ایک گھونٹ مجھے پلا دیجئے۔

فَصَبَّرَهُ الْحُسَيْنُ وَاَعْطَاهُ خَاتَمَهُ امام علیہ السلام نے فرمایا پیارے بیٹا!
صبر کرو اس کے بعد آپ نے قاسم کو انگٹھی عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کو
اپنے منہ میں رکھو اور اپنی پیاس بجھاؤ۔ حضرت قاسم بیان کرتے ہیں کہ فَلَمَّا
وَضَعْتُهُ فِي فَمِي كَانَهُ عَيْنٌ فَائِرَةٌ کہ جب میں نے اس انگٹھی کو منہ میں رکھا تو
مجھے ایسی تسکین ہوئی کہ جیسے ایک چشمہ میرے منہ میں جاری ہوا ہے چنانچہ قاسم
تھوڑی دیر رک کر پھر میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ثُمَّ حَمَلَ عَلَى حَامِلِ الْوَأَى وَاَرَادَ قَتْلَهُ پھر جناب قاسم لشکر یزید کے
اس فوجی پر حملہ آور ہوئے کہ جس نے یزیدی پرچم اٹھایا ہوا تھا آپ نے چاہا کہ
اسے قتل کر دیں تو ایک دوسرے یزیدی سپاہی نے شہزادہ قاسم کو ایسا تیر مارا کہ آپ
زمین سے زمین پر آ گرے فَضْرَبَهُ شَيْبَةُ بْنُ سَعْدٍ الشَّامِيُّ بِارْمُحٍ عَلَى ظَهْرِهِ
فَاَخْرَجَهُ مِنْ صَدْرِهِ اس کے بعد شیبہ بن سعد شامی نے شہزادہ قاسم کی پشت پر ایسا
نیزہ مارا کہ جو سینے کے پار نکل گیا۔

فَجَعَلَ يَتَحَوَّى بِدَمِهِ وَنَادَى يَا عَمَّ اَذِرْ كُنْجِي جناب قاسم زمین پر لوٹنے
لگے اور پکار کر کہا چچا جان! اپنے بیٹے قاسم کی خبر لیجئے۔ فَجَاءَ الْحُسَيْنُ وَقَتَلَ
قَاتِلَهُ وَحَمَلَ الْقَاسِمَ إِلَى الْخِيْمَةِ فَوَضَعَهُ فِيهَا امام علیہ السلام انتہائی بے تابی اور
بے چینی کے ساتھ جلدی سے میدان جنگ میں آئے اور قاسم کے قاتل کو مار ڈالا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَكَى عَلَى
مُصَابِ الْحُسَيْنِ أَوْ تَذَكَّرَ أَوْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ أَوْ خَدَمَ
أَهْلَ الْعَزَاءِ كَأَنَّهُ زَارَنِي عَلَى الْعَرْشِ أَرْبَعِينَ مَرَّةً مَعَ
عَلِيٍّ.

جناب رسول خدا نے فرمایا: جو مومن امام حسینؑ کے مصائب کو سنے یا ذکر
مصائب پڑھے یا مجلس عزاء میں بیٹھے یا اہل مجلس کی خدمت کرے گویا اس نے میری
عرش مصلیٰ پر علیؑ ابن ابی طالبؑ کے ساتھ چالیس مرتبہ زیارت کی ہے۔ دوسرے
لفظوں میں اسے چالیس مرتبہ کی معراج کا ثواب حاصل ہوگا۔ سبحان اللہ کیا مرتبہ
ہے اس مجلس کا کہ فرشتے بھی یہاں پر آنے کی آرزو کرتے ہیں اور اس مجلس میں
شریک ہوتے ہیں۔

وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبَكَى
ثَلَاثِينَ رَجُلًا فَلَهُ الْجَنَّةُ.

اور جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جو مومن مصائب اہل بیتؑ یاد کر
کے خود روئے یا تین افراد کو رلائے تو اللہ تعالیٰ اس پر بہشت واجب کر دیتا ہے۔
وَمَنْ بَكَى أَوْ أَبَكَى عَشْرَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اور بلکہ جو روئے اور دس افراد کو رلائے اس
پر بھی بہشت واجب ہے۔ وَمَنْ بَكَى أَوْ أَبَكَى وَاحِدًا فَلَهُ الْجَنَّةُ اور جو روئے یا
ایک آدمی کو رلائے تو خدا اس پر بھی بہشت واجب کرتا ہے وَمَنْ تَبَاكَى فَلَهُ الْجَنَّةُ
بلکہ جسے رونا نہ آئے اور وہ رونے والوں کی شکل بنائے اس پر بھی بہشت واجب
ہے فَإِنْ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو شخص ہمارے مصائب کو سن کر
غمگین نہ ہو تو وہ ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔

روایت نمبر



اہل مجلس جب روتے ہیں فضائل امام حسینؑ مختصری فوج کو آمادہ جہاد کرنا
حضرت عباسؑ علمبردار کا بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کرنا۔



مولانا عابد عسکری

میرے حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اور روز قیامت میں اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت کروں گا اور جبریلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر واقعہ کربلا میں انصار حسینؑ میں سے ہو گا مورخین نے لکھا ہے وہ حبیب بن مظاہر تھے۔ آنحضرتؐ کو امام حسینؑ کے دوستوں سے کس قدر محبت تھی کہ آپ اس بچے کے لیے صرف اس لیے پیار کر رہے ہیں کہ حسینؑ سے محبت کرتا ہے آنحضرتؐ اسی طرح اپنے حسینؑ کے چاہنے والوں، پیار کرنے والوں، ان کی عزاداری کرنے والوں سے پیار کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ میدان کربلا میں امام عالی مقام کے تمام عزیز اور ساتھی تین دن کی بھوک پیاس اور شدید ترین گرمی میں اپنی اپنی جانیں امام مظلوم پر نچھاور کر رہے تھے ان تمام عزیزوں اور ساتھیوں میں سے حضرت عباسؑ کی وفاداری اور قربانی کچھ عجیب نوعیت کی تھی حضرت عباسؑ اگرچہ امام حسینؑ کے بھائی تھے لیکن وہ اپنے آپ کو امام حسینؑ کے غلاموں سے بھی کمتر سمجھتے تھے۔

وَكَانَ الْعَبَّاسُ رَجُلًا وَسِيمًا جَمِيلًا يُقَالُ لَهُ قَمَرُ بَنِي هَاشِمٍ. جناب عباسؑ بہت ہی خوبصورت نوجوان تھے ان کو بنی ہاشم کا چاند کہا جاتا تھا وَكَانَهُ الْجَبَلُ الْعَظِيمُ وَقَلْبُهُ كَالطُّوْدِ الْجَسِيمِ اور جناب عباسؑ دراز قد انتہائی لمبا و اشباع اور طاقتور تھے شان و شوکت میں وہ دوسرے حیدر کرار تھے لِأَنَّهُ كَانَ بَطْلًا ضَرْعَامًا وَكَانَ جَسُورًا عَلَى الطَّعْنِ وَالضَّرْبِ فِي مَيْدَانِ الْكَفَّاحِ آپؑ شجاعوں میں بے نظیر اور بے مثال بہادر اور فن نیزہ بازی اور شمشیر زنی میں یکتائے زمانہ تھے۔

وَكَانَ إِذَا رَكِبَ الْفَرَسَ يَلْبِي رَجُلًا هُوَ إِلَى الْأَرْضِ اور جب جناب

کتاب امالی میں حدیفہ یحیانی سے روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا حضرت امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے تھے أَيُّهَا النَّاسُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفِي الْجَنَّةِ وَمُحَبِّهِ فِي الْجَنَّةِ وَمُحِبِّي وَمُحَبِّهِ فِي الْجَنَّةِ اے لوگو! یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو قسم ہے مجھے اس خدا کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ میرا فرزند جنتیوں کا سردار ہے اور جو اسے دوست رکھے وہ بھی اہل جنت ہے بلکہ جو اس کے دوستوں کا دوست ہے وہ بھی جنتی ہے۔

وَقَالَ مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَذُرِّيَّتَهُمَا لَمْ يَمَسَّ جِلْدُهُ النَّارَ اور جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا: جو حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد کو دوست رکھے گا تو آتش جہنم اس کے جسم کو مس نہ کرے گی۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے وَإِذَاهُمْ بِصِبْيَانٍ يَلْعَبُونَ فِي ذَالِكَ الطَّرِيقِ فَجَلَسَ النَّبِيُّ عِنْدَ صَبِيِّ مِنْهُمْ وَجَعَلَ يَقْبَلُهُ وَيَلَا طِفْهُ ثُمَّ أَفْعَدَهُ فِي حَجَرِهِ نَاقًا کچھ بچے راستہ میں کھیل رہے تھے پس حضرت ان بچوں میں سے ایک بچہ کے پاس بیٹھ گئے اور بار بار اس کو پیار کرنے لگے اور اس کے سر پر دست شفقت پھیرنے لگے پھر اسے گود میں بٹھالیا، بعض اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ اس بچے کے ساتھ اس قدر کیوں مہربانی فرما رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس بچے کو دیکھا کہ میرے حسینؑ کے ساتھ کھیل رہا تھا وَرَأَيْتُ يَرْفَعُ التُّرَابَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ وَيَمْسَحُ بِهِ وَجْهَهُ وَعَيْنَيْهِ میں نے دیکھا کہ یہ بچہ میرے حسینؑ کے قدموں کی خاک اٹھا کر اپنے چہرے اور اپنی آنکھوں پر مل رہا تھا فَأَنَا أُحِبُّهُ لِمَحَبَّتِهِ بَوْلَدِي الْحُسَيْنِ پس میں اسے دوست رکھتا ہوں کہ یہ

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب فرزند رسولؐ نے اپنی فوج قلیل جوتیں سواروں اور چالیس پیادوں پر مشتمل تھی ایک لاکھ فوجیوں کے مقابلے میں تیار کیا۔

فَجَعَلَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ فِي الْمَيْمَنَةِ وَحَبِيبُ بْنُ مَظَاهِرٍ فِي الْمِيسَرَةِ
امام عالی مقامؑ نے زہیر بن قین کو مینہ لشکر عنایت کیا اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ عطا فرمایا وَأَعْطَى رَأَيْتَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور آپؑ نے اپنا پرچم اپنے بھائی جناب عباسؑ کو دیا اور سب عزیزوں کو قلب لشکر میں کھڑا کیا اور خندق میں آگ روشن کی چنانچہ وہ جمعہ کا دن تھا کوفہ و شام میں آوازِ اَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بلند تھی اور منبروں پر لوگ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے ادھر کربلا میں رسول اکرمؐ کے تخت جگر تین دن کے پیاسے پر تیروں کا مینہ برسایا جا رہا تھا اور فرزند رسولؐ ایک ایک کا لاشہ اٹھاتے اور اس پر روتے تھے۔ فَلَمَّا رَأَى الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ كَثْرَةَ الْقَتْلَى فِي أَهْلِهِ. پس جب جناب عباسؑ نے اپنے عزیزوں، ساتھیوں میں سے مقتولوں کی کثرت کو دیکھا تو آپؑ نے اولاد امیر المومنینؑ کو جمع کیا اور ان سب کو جمع کیا اور کہا اے بھائیو! تم دیکھتے ہو کہ فرزند رسولؐ کس مصیبت میں مبتلا ہیں تم سب پر ان کی مدد کرنا واجب ہے اور اے بھائیو! یہ نہ سمجھنا کہ ہم ان کے بھائی ہیں بلکہ وہ ہمارے آقا ہیں۔ وہ خاتونِ قیامت کے فرزند ہیں اگر ہم اس وقت اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہ کریں گے تو حیدر کرارؑ ہم پر خوش نہیں ہوں گے۔

ثُمَّ قَالَ لِأَخَوَاتِهِ مِنْ أُمَّه پھر اپنے مادری بھائیوں سے کہا وہ تین بھائی تھے عبداللہ و جعفر، عثمان ابن علیؑ۔

يَا بَنِي أُمِّي تَقَدَّمُوا حَتَّى أَرَاكُمْ مَقْتُولِينَ مَذْبُوحِينَ لِابْنِ رَسُولِ اللَّهِ

عباسؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو زمین آپ کے مبارک قدموں کے پوسے لیتی تھی۔ آپؑ ہر وقت اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام عازم سفر جنت ہوئے یعنی سفر شہادت پر جانے سے پہلے سب اولاد کا ہاتھ حضرت امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیا مگر جناب عباسؑ کو امام حسنؑ کے سپرد نہ کیا، جناب عباسؑ کی والدہ ماجدہ جناب ام النہینؑ یہ دیکھ کر پریشان ہوئیں اور امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آقا کیا اس کنیز سے آپؑ ناراض ہیں کیا عباسؑ نے کچھ قصور کیا ہے کہ جو اس کے حق میں آپؑ نے کچھ نہیں فرمایا اور اس کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں نہ دیا۔

فَبَكَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ يَا أُمُّ النَّبِيِّ لَوْ تَعْلَمِينَ مَا تَقُولِينَ جناب امیرؑ رونے لگے اور فرمایا اے ام النہینؑ! جو میں جانتا ہوں اگر آپ جانتیں تو یہ بات کبھی نہ کہتیں اے مادر عباسؑ! تمہارا عباسؑ تو مجھے سب فرزندوں سے زیادہ عزیز ہے لیکن میرے دل کو تاب نہیں کہ عباسؑ کی مصیبت کو بیان کروں۔ ام النہینؑ نے عرض کی مولا! کچھ تو ارشاد کیجئے کہ اس کنیز کو کچھ تسلی ہو اور عباسؑ کا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دیجئے کہ اس سے مجھے دلی سکون نصیب ہوگا۔ حضرت نے جب یہ سنا تو حضرت امام حسینؑ کو اپنے پاس بلایا اور عباسؑ کا ہاتھ جناب امام حسینؑ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا اے بیٹا! یہ تیرا علمدار ہے اور تو جب کربلا میں نزع اعداء میں گھر جائے گا تو عباسؑ جو تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے تجھ پر اپنی جان نچھاور کرے گا یہ سن کر سب رونے لگے۔

بلاشبہ جناب عباسؑ نے وفا اور جانثاری کی ایک مثال قائم کر دی ہے

ہو اَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا اَخَاهُ ضَاقَ صَدْرِيْ اِس وقت جناب عباس علمبردار نے عرض کی اے مولا! اب عباس کا دل تنگ ہو گیا ہے اُرِيْدُ اَنْ اَطْلُبَ بَقَارِيْ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُتَنَافِقِيْنَ میں چاہتا ہوں کہ ان ظالموں منافقوں سے اپنے شہداء کا بدلہ چکاؤں فَدَمَعَتْ عَيْنُ الْحُسَيْنِ پس جناب امام حسین کی آنکھوں سے آنسو بھر آئے اور دوسری روایت میں ہے فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيْدًا حَتّٰى اِبْتَلَتْ لِحْبَتُهُ بِالْمُؤَمِّعِ کہ جناب عباس کے عزم شہادت کو دیکھ کر امام حسین اتار دئے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا۔

اِذَا عَزَمْتُ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الْكُنَاثِرِ فَاَطْلُبْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ شَرِيَةً مِنَ الْمَاءِ اے عباس! اگر تم ان کفار کی طرف جاؤ تو ان بچوں کے لیے ان سے تھوڑا سا پانی طلب کرو ان بے رحموں سے کہو اگر تمہارے نزدیک ہم تمہارے دشمن ہیں تو ان معصوم بچوں اور پردہ داروں کا کیا قصور ہے؟ غرضیکہ جناب عباس میدان جنگ کی طرف روانہ ہونے لگے تو جناب امام حسین بہت بے تاب اور بے چین ہو کر کبھی درخیمہ سے آگے بڑھتے تھے اور کبھی خیمے کی طرف جاتے تھے۔ جناب عباس نے عرض کی آقا آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں؟ قَالَ اِنِّیْ ذَكَرْتُ وَصِيَّةَ اَبِيْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت نے فرمایا: اے عباس! میں اس لیے بے قرار ہوں کہ مجھے اپنے والد گرامی حضرت امیر المومنین کی وصیت یاد آئی ہے کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ عباس تجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اور وہ تجھ پر اپنی جان نثار کرے گا اس کے بعد جناب عباس میدان جنگ میں آئے وَقَالَ يَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ هٰذَا الْحُسَيْنُ بْنُ رَسُولِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَكُمْ اَنْكُمْ قَتَلْتُمْ اَصْحَابَهُ وَاِخْوَانَهُ وَبَقِيَ مَعَ عِيَالِهِ فَرِيْدًا اور فرمایا اے عمر سعد! میرے آقا و مولا امام حسین نے تمہارے نام پیغام دیا ہے کہ تم

اے میرے بھائیو! تم جانثار کرنے میں پہل کرو تا کہ میں تمہیں زمین کر بلا پر خاک و خون میں غلطاں پڑا ہوا دیکھوں اگرچہ تم سب چھوٹے ہو اور میں بڑا ہوں چاہیے تو یہ تھا کہ میں تم سے پہلے شہید ہوتا اور فرزند رسول پر اپنی جان نچھاور کرتا اور تمہاری موت کو نہ دیکھتا لیکن مجھے یہ خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم میں سے میرے بعد کوئی زندہ رہ جائے مجھے خاتون جنت سے سخت شرمندگی ہوگی اس لیے میں چاہتا ہوں پہلے تم فرزند رسول پر فدا ہوں اور پھر میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کروں۔ سبحان اللہ کیا نیک کمائی تھی ام النہین کی جناب عباس کی گفتگو سن کر ان کے تینوں بھائی بولے ہم حاضر ہیں اور ہمیں خوشی ہوگی کہ جتنا بھی جلد ممکن ہو کہ اپنے آقا و مولا حضرت امام حسین کے قدموں پر اپنی جان قربان کریں ہم خود جنت میں جانے کے لیے بیحد بے چین ہیں۔

تَقَدَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ میدان جنگ میں آئے پھر جعفر بن علی پھر عثمان بن علی آئے یہ تینوں شجاعت کے جوہر دکھلا کر شہید ہو گئے۔ جب حضرت عباس کے بھائی شہید ہو چکے۔ طَلَبَ الْعَبَّاسُ اَبْنَهُ مُحَمَّدًا اَوْضَمَّهُ اِلٰى صَدْرِهِ وَقَبَلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ تُو جَنَابِ عَبَّاسُ نے اپنے صاحبزادے محمد کو بلایا اور اسے چھاتی سے لگایا اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا پیارے بیٹا! تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرا لخت جگر ہے تیرا قتل ہو جانا میرے لیے بہت دشوار ہے لیکن مجھے فرزند رسول سے کوئی بھی زیادہ عزیز نہیں ہے تو نے دیکھا کہ تیرے چچا زاد بھائیوں نے کیسی جرأت و شجاعت کے ساتھ اپنی جان قربان کی ہے چنانچہ بحار الانوار میں روایت کا اتنا اشارہ موجود ہے۔ وَيَقَالُ قُتِلَ اَبْنُهُ مُحَمَّدٌ بْنُ الْعَبَّاسِ روایت ہے کہ جناب عباس کا صاحبزادہ محمد اس معرکہ میں شہید

دی جب اہلیت نے اپنے بھائی عباسؑ کی لاش کو دیکھا فَجَدُّوْا الْأَحْزَانِ وَأَقَامُوا الْعَزَاءَ اور ان پر غم و الم کا نیا پہاڑ آ کر ٹوٹ پڑا تمام پردہ داروں نے اپنے سر کے بال کھول دیے اور گریہ و ماتم کی آواز بلند کی اور جناب امام حسینؑ جناب عباسؑ کے فراق میں کچھ شعر پڑھ کر روتے رہے۔

مورخین نے یہاں تک بھی لکھا ہے کہ امام علیہ السلام اور مخدرات عصمت نے جتنا گریہ عباس علیہ السلام کی شہادت پر کیا اتنا کسی شہید پر نہیں کیا گیا کیونکہ ان کو یقین ہو گیا کہ اب امام حسین علیہ السلام زندہ نہیں بچیں گے۔



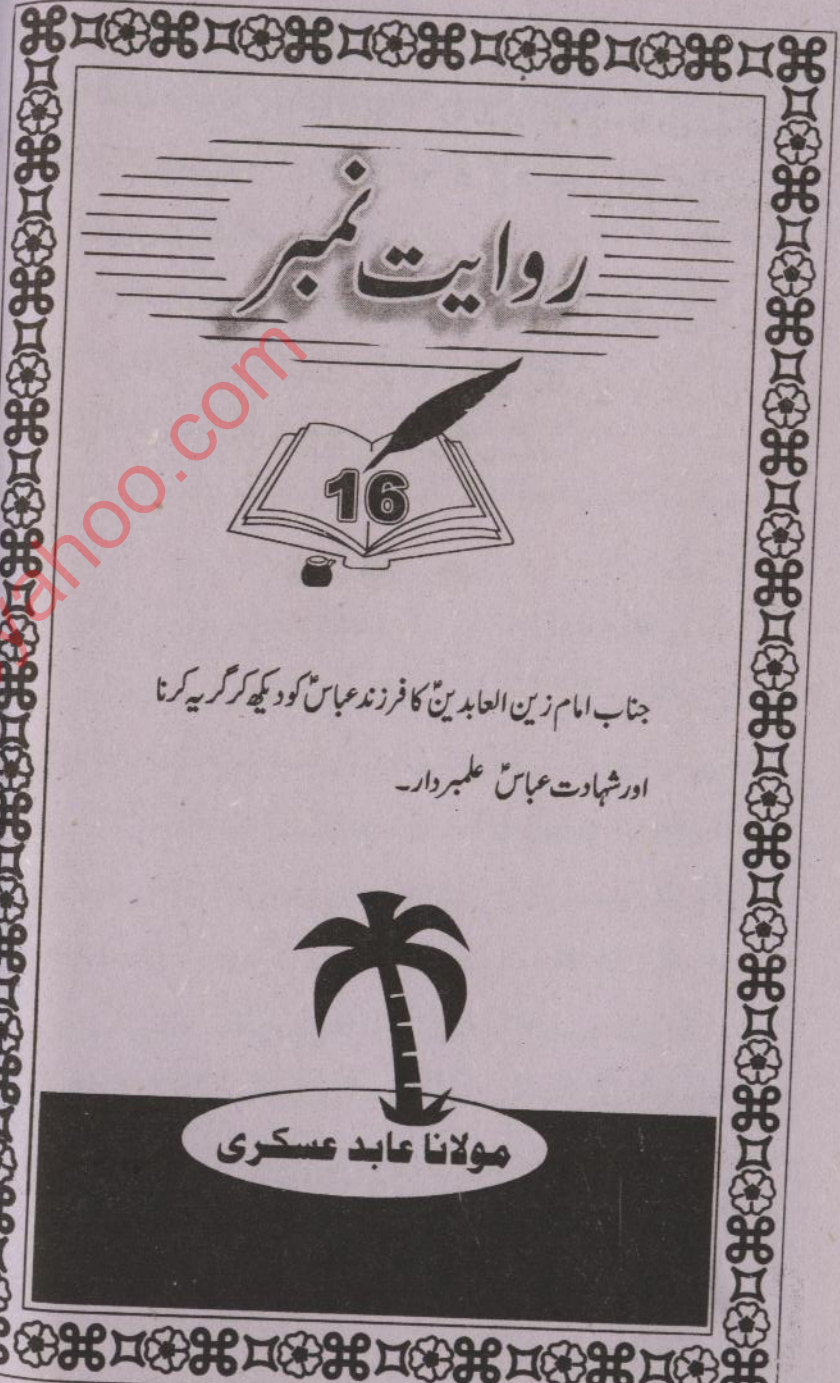
اور یزیدی فوج دوڑ کر پھر جمع ہو گئی اور جناب عباسؑ پر حملہ آور ہوئے فَضْرَبَهُ نَوْفَلُ الْأَرْزَقِ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى يَدِهِ الْيَمْنَى فَقَطَّعَهَا نَاكَاةً نَوْفَلُ ازرق ملعون نے جناب عباسؑ کے داینے بازو پر ایسی تلوار ماری کہ ان کا بازو کٹ گیا فَحَمَلَ الْقُرْبَةَ عَلَى كَتِفِهِ الْأَيْسَرِ پھر جناب عباسؑ نے اس مشکیزے کو بائیں کندھے پر رکھ لیا فَضْرَبَهَا نَوْفَلٌ فَيَسَّرَهَا مِنَ الزَّنْدِ کہ پھر نوافل شقی نے بائیں ہاتھ پر بھی تلوار ماری کہ وہ بھی شانے سے جدا ہو کر گر پڑا فَحَمَلَ الْقُرْبَةَ بِأَسْنَانِهِ قُرْبَانِ جانیں جناب عباسؑ کی وفا پر کہ جب دونوں ہاتھ کٹ گئے تو پھر مشکیزے کو دانتوں سے روکا اور چاہا کہ حضرت تک پہنچا دیں۔ فَجَاءَ سَهْمٌ فَأَصَابَهَا وَارْتَقَى مَاءُهَا نَاكَاةً مَشْكٌ پر ایک تیر لگا کر تمام پانی بہہ گیا۔

ثُمَّ جَاءَ هُ سَهْمٌ آخَرُ فِي صَدْرِهِ فَأَنْقَلَبَ عَنْ فَرَسِهِ إِلَى الْأَرْضِ پھر ایک تیر سینہ اقدس پر لگا کہ آپؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر آئے وَصَاحَ بِأَخِيهِ الْحُسَيْنِ أَذِرْ كُنْیَ اور اپنے بھائی جناب امام حسینؑ کو پکار کر کہا کہ اپنے بھیا کی خبر لو امام علیہ السلام اپنے بھائی کی آواز سن کر جلدی سے آئے فَرَاهُ طَرِيحًا دیکھا تو عباسؑ خون میں نہائے زمین پر پڑے ہیں اور ان کی روح اقدس راہی جنت ہو چکی ہے۔ امام علیہ السلام بلند آواز سے گریہ کرتے ہوئے کہا وَأَخَاهُ وَأَعْبَاسَاهُ ہائے میرے بھائی ہائے میرے عباسؑ الْآنَ انْكَسَرَ ظَهْرِي وَقُلْتُ حَيْلَتِي اے میرے بھائی میری کمر ٹوٹ گئی اور امید زندگی منقطع ہو گئی ہے وَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا امام علیہ السلام روئے اور بہت زیادہ روئے آہ کافی دیر تک روتے رہے۔ حسینؑ آج تہارہ گئے ہیں کوئی بھی نہیں رہا جو مظلوم امام کو تسلی دے ثُمَّ حَمَلَ إِلَى الْخَيْمَةِ پھر حضرت نے اپنے وفادار بھیا کے لاشہ کو اٹھایا گلے سے لگایا پیشانی چومی اور آ کر خیمہ میں رکھ

فِي الْأَمَالِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ: كَتَابَ
 آمَالِي مِثْلَ بَنِي سَالِمٍ نَظَرَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ ابْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
 فَاسْتَعْبَرَ جَنَابَ إِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَظَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي طَالِبٍ
 وَأُورِى رَوْنَةً لَكَيْتُمْ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَشَدُّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ مِنْ يَوْمٍ أُحْدِ قُتِلَ فِيهِ
 عَمُّهُ، حَمْزَةُ پھر فرمایا کہ رسول خدا پر احد کا دن سب سے بڑی مصیبت والا دن تھا
 کہ اس میں جناب حمزہ شہید ہوئے بعدہ یوم موتہ قتل فیہ بن عمہ جعفر ابن
 ابی طالب اس کے بعد وہ دن بڑی مصیبت کا تھا کہ جس دن آپ کے بھائی جعفر
 بن ابی طالب شہید ہوئے تھم قال ولا یوم کبوم الحسین اذا دلف علیہ ثلثون
 الف رجل یزعمون انهم امتہ پھر فرمایا۔

رسول خدا پر سب سے زیادہ مصیبت کا وہ دن تھا کہ جس دن میرے والد
 گرامی حضرت امام حسینؑ بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔ ہزاروں مارنے والے تھے
 ایک تنہا مظلوم امام کربلا کی سلکتی ہوئی ریت پر بیٹھا ہوا تھا یہ سب مارنے والے
 کلمہ گو تھے ان میں ایک بھی یہود و نصاریٰ میں سے نہ تھا پھر ان ظالموں کو پتہ تھا کہ
 یہ فرزند رسولؐ ہے یہ وہی تو ہے کہ جس کے بغیر رسول خداؐ کو چین نہ آتا تھا۔ اس
 کے باوجود جان بوجھ کر ان ظالموں نے امام مظلومؑ پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے ہیں
 کہ جن کے تصور سے بھی رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

كُلُّهُمْ يَتَقَرَّبُ إِلَى اللَّهِ بِدَمِهِ سَبَّ كَچھ جاننے کے باوجود یہ سب لعین اور
 ظالم لوگ خون حسینؑ کے پیاسے تھے وَهُوَ بِاللَّهِ يَذْكُرُهُ، فَلَا يَتَعَطَّوْنَ حَتَّى قَتَلُوهُ
 بَغْيًا وَظُلْمًا اور میرے والد گرامی انھیں وعظ و نصیحت کرتے رہے اور ان کو خدا سے



پہلے میدان جنگ میں جا کر کافروں، ظالموں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوں۔
جناب عباسؑ امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آقا مجھے اذن جہاد
عطا فرما دیجئے کہ مجھے آپؑ کی اور آپؑ کے بچوں اور ان بیٹیوں کی مزید مظلومیت
اور بے کسی نہیں دیکھی جاتی اور جناب علی اکبرؑ عرض کرتے تھے کہ بابا جان پہلے مجھے
جام شہادت نوش کرنے دیجئے۔ جناب امام حسینؑ کا عجب عالم تھا سر جھکائے
کھڑے رو رہے تھے کہ کیا کریں اور کس کو پہلے بھیجیں ایک طرف اکبرؑ نور نظر
راحت جگر بیٹا ہے دوسری طرف بھائی عباسؑ جو زور بازو اور علمبردار پرچم حسینی ہے۔
ناگاہ حضرت عباسؑ دوڑ کر امام علیہ السلام کے پاؤں پر گر پڑے اور عرض کی قربان
جاؤں آپ پر آپ کے تمام یار و انصار شہید ہو چکے ہیں آپ کے اس خادم اور
شہزادہ علی اکبرؑ کے سوا کوئی باقی نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ پہلے مجھے میدان
جنگ کی طرف جانے کی اجازت دیجئے کہ مجھے رسول خدا سے شرمساری نہ ہو حضرت
نے ناچار جناب عباسؑ کو اجازت دے دی اور فرمایا تمہارے چچا پہلے جانا چاہتے
ہیں اس لیے ان کے احترام میں تم ذرا ٹھہر جاؤ۔

فَالْتَفَتَ الْحُسَيْنُ إِلَى أَخِيهِ وَقَالَ اسْ كَعْدَ حَضْرَتِ اِمَامِ حَسِينٍ! اِپْنِے
بھائی عباسؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا عباسؑ! ہو سکے تو معصوم بچوں اور پردہ داروں
کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ کہ پیاس کی شدت سے ان کی زبانیں اور ہونٹ خشک
ہو چکے ہیں اور ان کا کلیجہ پھٹتا جا رہا ہے۔ جناب عباسؑ نے عرض کی حاضر ہوں
میرے آقا یہ کہہ کر فَرَكَضَ الْعَبَّاسُ إِلَى خِيَمِ النِّسَاءِ فَتَنَاولَ مِنْهَا الْقُرْبَةَ پَسِ
حضرت عباسؑ گھوڑے کو ایڑی لگائی اور وہ دوڑ پڑا اور آپ جلدی سے خیمے میں
آئے اور مشیزہ لے کر رخصت ہونے لگے اہلیت میں ایک کہرام برپا ہو گیا

ڈراتے رہے لیکن ان ظالموں نے ان کی ایک نہ مانی یہاں تک کہ ان کو انتہائی بے
دردی کے ساتھ شہید کر دیا۔

ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْعَبَّاسَ فَلَقَدْ اَثَرَ وَفَدَى اَخَاهُ بِنَفْسِهِ حَتّٰى قُطِعَتْ
يَدَاهُ پھر رو کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ہوں میرے چچا عباسؑ پر کہ انھوں
نے اپنے بھائی پر اپنی اولاد اور اپنے آپ کو قربان کر کے ایثار کی ایک مثال قائم کر
دی اور جناب عباسؑ کی وفا کا کیا کہنا کہ انھوں نے اپنے دونوں بازو بھی راہ امام پر
قربان کر دیے۔

فَاَيَّدَهُ اللّٰهُ بِهَمَا جَنَاحَيْنِ يَطِيرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي
الْجَنَّةِ كَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ.

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بازوؤں کے عوض میں ان کو زمر دسبزر کے دو
پر عطا کیے ہیں اور وہ ان کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے
جعفر ابن ابی طالب کو دو پر عطا کیے تھے۔

وَإِنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْزِلَةً يَغْبِطُ بِهَا جَمِيعُ الشَّهَدَاءِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ اور بیشک میرے چچا عباسؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا رتبہ حاصل
ہے کہ روز قیامت تمام شہداء جناب عباسؑ کی قدر و منزلت دیکھ کر ان پر رشک
کریں گے۔

رَوَى أَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ كُلُّهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ غَيْرُ
الْعَبَّاسِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ روایت ہے کہ جب امام حسینؑ کے تمام اصحاب با وفا
درجہ شہادت پر فائز ہو چکے اور جناب عباسؑ اور شہزاد علی اکبرؑ کے سوا کوئی نہ بچا
جناب عباسؑ چاہتے تھے کہ وہ پہلے شہید ہوں اور جناب علی اکبرؑ کی خواہش تھی کہ وہ

أَقْدِيهِ بِمُهْجَتِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ
وَأَنْصُرُهُ بِمَا مَلَكَتْ يَمِينِي

ان کے مبارک قدموں پر میں اپنی جان قربان کر دوں گا اور جب تک میرے دم میں دم ہے ان کی نصرت کروں گا۔

ثُمَّ إِنَّ الْعَبَّاسَ هَزَمَهُمْ وَآتَى نَحْوَ الْفُرَاتِ وَمَلَأَ الْقَرْيَةَ وَشَدَّهَا پھر جناب عباسؑ نے ان ظالموں کو حملہ کر کے ایک طرف ہٹا دیا اور گھوڑا پانی کے کنارے پر لے آئے اور مشکیزہ پانی سے بھر کر کندھے سے باندھ دیا۔ ثُمَّ أَنَّهُ ارْتَفَعَ مِنَ الْفُرَاتِ وَسَارَ إِلَى الْحُسَيْنِ بِالنَّمَاءِ حضرت عباسؑ پیاس کی حالت میں دریا سے باہر نکلے اور پانی لے کر امام حسینؑ کی طرف روانہ ہوئے فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ الرُّمَاحُ وَأَخَذَهُ الرَّمْيُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ یہ دیکھ کر تیر انداز جمع ہوئے اور چاروں طرف سے تیر مارنے لگے جناب عباسؑ شیر کی طرح صفین چیرتے نکلتے جا رہے تھے۔

فَنَادَى عُمُرُ بْنُ سَعْدٍ يَا وَيْلَكُمْ مَنْ صَاحِبَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ عَمْرُسُود پکارا خدا لعنت کرے تم فوجیوں پر یہ کون ہے جو تنہا مشک لے کر جا رہا ہے جلد ہی عباسؑ کا کام تمام کر دو۔

فَاحْمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ یہ سن کر جناب عباسؑ پر چاروں طرف سے سب لعین ٹوٹ پڑے وَكَمِنْ مَلْعُونٍ فَضْرَبَ عَلَى يَدِهِ فَقَطَعَهَا اور ایک ظالم نے کمین گاہ میں آ کر ایسی تلوار لگائی کہ جناب عباسؑ کا ہاتھ کٹ گیا فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَأَخَذَ السَّيْفَ بِشِمَالِهِ وَأَنْشَأَ پس جناب عباسؑ نے تلوار بائیں ہاتھ میں لے کر پھر ان پر حملہ کیا اور یہ فرمایا۔

حضرت عباسؑ ایک ایک سے رخصت ہوئے اور گلے سے لگاتے تھے الغرض جناب عباسؑ سب سے رخصت ہو کر خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور فرات کی طرف گھوڑا ڈرایا۔

راستے میں جو بھی یزیدی فوجی سامنے آتا تھا تو آپ تلوار کا وار کر کے اس کو بھگا دیتے تھے فَلَمَّا بَلَغَ الْعَبَّاسُ عِنْدَ الْفُرَاتِ كَانَ عَلَى الْمَشْرِبَةِ عُمُرُ بْنُ الْحَجَّاجِ الزَّيْدِيُّ فِي أَرْبَعَةِ آلَافٍ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ پس جب جناب عباسؑ فرات کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ عمر بن الحجاج چار ہزار فوجیوں کے ہمراہ فرات کے کنارے کو گھیرے میں لے رکھا ہے فَحَمَلَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِمْ وَقَتَلَ رِجَالًا كَثِيرًا وَارْدَى أَبْطَالًا وَأَنْشَأَ جناب عباسؑ نے ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اور بڑے بڑے شجاعان عرب کو خاک ہلاکت پر گرا دیا اور کچھ یزیدی بھاگ گئے پھر آپؑ نے یہ رجز یہ اشعار پڑھے۔

أَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ حَقًّا
أَعْرِفُكُمْ إِذَا لَمْ تَعْرِفُونِي

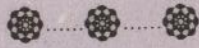
میں علی ابی طالبؑ کا بیٹا عباسؑ ہوں اے غدارو! اگر تم مجھے نہیں جانتے ہو تو پہچان لو میں ایک ثانی حیدر کرار ہوں۔

أُحَامِي عَنْ خِيَارِ النَّاسِ طَرًّا
وَأَكْرُمُ مَنْصَبًا فِي الْخَافِقِينَ

میں اس جلیل القدر انسان اور بزرگ کی حمایت کرنے والا ہوں کہ جس کو خدا نے سب مخلوقات سے افضل کیا ہے۔

الْحُسَيْنُ وَأَخَاهُ وَأَعْبَاسَهُ اور بڑی بے تابي کے ساتھ ہائے میرے بھائی ہائے میرے عباس! اَلَا اِنْكَسَرَ ظَهْرِي اے بھائی! اس وقت میری کمر ٹوٹ گئی ہے پھر امام علیہ السلام نے یزیدیوں پر حملہ کیا اور عباسؑ کی لاش سے ان کو ہٹا دیا وَحَمَلَ الْعَبَّاسُ عَلَى ظَهْرِ فَرَسِهِ وَتَرَكَهُ، اَمَامَ الْخَيْمَةِ عِنْدَ قَتْلِ قَوْمِهِ اور امام علیہ السلام اپنے بھائی عباسؑ کی لاش مبارک کو گھوڑے کی پشت پر رکھا اور خیمہ میں لا کر شہداء کے لاشوں میں رکھ دیا اب حسینؑ کا سب کچھ اجڑ گیا، تنہا رہ گئے امام مظلوم۔ ساری فضا سوگوار ہو گئی شاید زمین میں شدید زلزلہ آیا ہو اور آسمان سے خون کی بارش برسی ہو کیونکہ آل محمدؐ پر جو ظلم ہوا ہے شاید وہ آج تک کسی پر بھی نہیں ہوا۔

عزت جو بڑی تھی تو مصیبت بھی بڑی تھی



وَاللّٰهُ لَوْ قَطَعْتُمْ يَمِيْنِيْ
وَإِنِّيْ أَحَامِيْ أَبَدًا عَنْ دِيْنِيْ

خدا کی قسم! اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا تو کیا ہوا، میں اپنے دین کی آخری دم تک حمایت کروں گا۔ ثُمَّ حَمَلَ عَلَيْهِمُ وَالرُّمْحُ تَحْتَ إِبْطِهِ پھر آپ نے ان کافروں پر حملہ کیا اور علم کو بغل میں دبائے رکھا تھا۔ فَقَطَّعُوا يُسْرَاهُ پھر ان ظالموں نے جناب عباسؑ کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا اور جناب عباسؑ نے چاہا کہ پانی امامؑ تک پہنچ جائے میں قتل ہو گیا تو پھر بچوں اور پردہ داروں تک پانی نہ پہنچ سکے گا۔

وَجَعَلَ يَسِيرُ وَيَدَاهُ تَنْصَحَانِ دَمًا وَقَدْ ضَعُفَ جَنَابُ غَازِي عِبَّاسٍ
یونہی چلے جا رہے تھے اور بازوؤں سے خون بہہ رہا تھا اور آپؑ پر ضعف طاری ہو چکا تھا عمر سعد نے پھر اپنی فوج سے پکار اِمْرُؤُا السَّقَاءِ مِنْ خَلْفِهِ کہ عباسؑ کو پانی نہ لے جانے دینا اور مشکیزے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پس ان ظالموں نے مشک کو تیروں سے چھلنی چھلنی کر دیا اور سارے کا سارا پانی بہہ گیا۔

فَوَقَّفَ الْعَبَّاسُ وَقَدْ آيَسَ مِنَ الْحَيٰوةِ اس وقت جناب غازی عباسؑ زندگی سے مایوس ہو کر رک گئے۔

اِذْ ضَرَبَهُ مَلْعُوْنٌ صَاحِبُ عِلْمٍ بِعَمُوْدٍ حَدِيْدٍ عَلَى مَفْرَقِ رَاسِهِ ناگاہ ایک ملعون کہ وہ عمر سعد کے لشکر کا پرچمدار تھا۔ نے حضرت عباسؑ علمدار کے سر اقدس پر آہنی گرز مارا آپؑ زین سے زمین پر آئے فَنَادَى يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْكَ مِنِّي السَّلَامُ پکار کر کہا مولا! عباسؑ کا آخری سلام قبول فرمائیے۔ امام علیہ السلام اپنے مخلص اور وفادار بھائی کی آواز سن کر جلدی سے میدان میں آئے فَنَادَى

مشائخ عظام نے مندر ثوری سے اور اس نے اپنے باپ سے اس نے اسحاق سے روایت کی ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اَنَا قَتِيلُ الصَّبْرَةِ مَا ذُكِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ إِلَّا بَكَى وَاعْتَمَ قَلْبُهُ لِمَصَابِيٍّ كَهْمِي كَشْتَةِ غَرِيهِ وَ زَارِي هُوں میرا نام جب بھی کسی مومن کے سامنے لیا جائے گا تو وہ بے اختیار رونے لگے گا اور میرے مصائب کو سن کر (پڑھ کر) مغموم ہوگا واقعتاً امام علیہ السلام کا نام ہی ایسا ہے کہ آپ کا نام سن کر آپ کے مصائب سن کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں بلکہ عام طور پر مجالس عزاء میں دیکھا گیا ہے کہ جب ذکر یا واعظ مصائب اہلیت بیان کرتا ہے تو لوگ بہت زیادہ گریہ کرتے ہیں اتنا گریہ تو نوجوان شخص کی موت پر بھی نہیں کیا جاتا ہے بلکہ بعض مومنین روتے روتے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ کیا کوئی شخص ان آنسوؤں کی عظمت کا اندازہ لگا سکتا ہے کیا کوئی ان انمول موتیوں کی قیمت مقرر کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اس کی جزا تو جناب رسول خدا دیں گے اس کا صلہ تو جناب فاطمہ زہرا عطا کریں گی سبحان اللہ بہت بڑا درجہ ہے مجلس عزاء کا بڑی شان و عظمت ہے عزاداروں کی جو لوگ بھی امام حسین کی یاد میں صف ماتم بچھاتے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔ مولا ان سب مومنین و مومنات کو آباد و شاد رکھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت آدم اور حضرت زکریا بچتیں پاک میں سے چار ہستیوں کا نام لیتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے لیکن جب امام حسین علیہ السلام کا نام نامی ان کی زبان پر آتا تھا تو بے ساختہ رونے لگتے تھے۔

ابی سعادت سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا جناب فاطمہ الزہراء سے ملنے کے لیے ان کے گھر میں تشریف لائے فَسَمِعَ الْحُسَيْنَ يَبْكِي تَوْحِينَ كَيْ رَوْنِ كِي آوَا زِ آفِ كَيْ كَانُوں مِيں بچپنی وَقَالَ لَهَا يَا فَاطِمَةُ سَكْنِيهِ أَلَمْ

روایت نمبر



امام حسین کے مصائب پر گریہ کرنا کی فضیلت۔
مجلس عزاء میں شریک ہونے کا
ثواب۔ امام حسین سے جناب رسول خدا کی محبت۔



مولانا عابد عسکری

علیہ السلام بھی اس کی طرف چلے اور آپ کا صاحبزادہ علی اکبرؑ اور برادر حق شناس جناب عباسؑ آپ کے ہمراہ چل پڑے۔

فَالْتَفَتَ إِلَى ابْنِهِ وَقَالَ يَا بُنَيَّ ارْجِعْ فَقَالَ يَا أَبَاهُ مَعَهُ، إِنَّهُ، امام علیہ السلام نے اپنے بیٹے علی اکبرؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بیٹا! تم واپس چلے جاؤ میں نے عمر سعد کو اکیلے بلایا ہے اکبرؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار! عمر سعد کے ساتھ تو بھی اس کا بیٹا ہے اس لیے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں امام علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

ثُمَّ التَفَتَ إِلَى أَخِيهِ وَقَالَ يَا أَخِي ارْجِعْ فَقَالَ يَا بُنَيَّ رَسُولَ اللَّهِ مَعَهُ، مَوْلَاهُ پھر امام علیہ السلام جناب عباسؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا عباسؑ بھائی! تم بھی واپس چلے جاؤ عرض کی مولا! میں آپ کے ساتھ کیوں نہ چلوں کہ اس کا غلام بھی تو اس کے ساتھ ہے۔ امام علیہ السلام عمر سعد کے پاس آئے اور فرمایا تو جانتا ہے کہ میں فرزند رسولؐ ہوں تو میرے خون (قتل) میں شریک نہ ہو وَاَتَوُكْنِيْ أَخْرُجُ مِنْ بِلَادِكُمْ إِلَى هِنْدٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مجھے مت روک میں تمہارے ملک سے نکل کر کسی دوسرے ملک کی طرف چلا جاتا ہوں یہ سن کر عمر سعد بولو اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اِذْهَبْ بِنَا عِنْدَ يَزِيدَ لِيَصْنَعَ مَا يُرِيدُ اگر تو یہ نہیں کر سکتا تو مجھے یزید کے پاس لے چل میرے حق میں اس کا جو جی چاہے کرے۔ عمر سعد بولا کہ اس کے بارے میں ابن زیاد کی طرف خط لکھوں گا چنانچہ عمر سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا، جب ابن زیاد نے پڑھا تو شمر سے مشورہ کیا، شمر ملعون بولا اگر اس وقت حسینؑ تمہارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیں گے شمر کی یہ بات ابن زیاد کو پسند آئی۔

تَعْلِمُنِي أَنْ بُكَائِهِ، يُؤْذِنُنِي اور آپ نے فرمایا فاطمہؑ بیٹی! حسینؑ کو چپ کراؤ کیا تو نہیں جانتی کہ اس کے رونے سے تمہارے بابا محمدؐ کو کتنی تکلیف ہوتی ہے ثُمَّ أَخَذَهُ إِلَيْهِ وَقَبَّلَهُ، وَضَمَّهُ، إِلَى صَدْرِهِ پھر آپ نے حسینؑ کی گود میں لے کر پیار کیا اور ان کے چہرے اور پیشانی پر بوسے دیے اور پھر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا وَمَسَحَ الدَّمْعَ عَنْ عَيْنَيْهِ اور اپنے دست مبارک سے حسینؑ کے آنسو پونچھے۔ آنحضرتؐ کا امام حسینؑ کے ساتھ پیار کرنے ان کو تسلی دینے سے امام حسینؑ خاموش ہو گئے آہ۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ لڑکپن کی پریشانی کو حضرت کو گوارا نہ تھی۔ اس وقت کہاں تھے رسولؐ خدا کہ جب ان کا یہی فرزند میدان کر بلا میں زخم اعداء میں گھرا ہوا تھا اور ظالم ان پر بے پناہ مظالم ڈھا رہے تھے۔

محترم قارئین!

اب ہم یہاں پر حضرت امام علیہ السلام کے کچھ مصائب کو بیان کرتے ہیں اور جناب عباسؑ کی وفاداری میں بھی کچھ باتیں ذکر کریں گے کہ سرکار وفانے مشکل ترین حالات بھی اپنے آقا و مولا حضرت امام علیہ السلام اور ان کے بچوں کے ساتھ کس طرح وفا کی۔ مورخین نے لکھا کہ جب یزیدیوں نے امام عالی مقام کو گھیر لیا فَأَرْسَلَ الْحُسَيْنَ إِلَى عُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ وَقَالَ إِنَّ تَخْرُجَ إِلَيَّ مِنْ عَسْكَرِكَ أَقْلَ لَكَ شَيْئًا جناب امام حسینؑ نے تمام حجت کے طور پر عمر سعد سے کہلا بھیجا کہ اگر تو اپنے لشکر سے باہر اکیلا آئے تو مجھے تجھ سے جو کہنا ہے وہ کہوں گا فَخَرَجَ ابْنُ سَعْدٍ مِنْ عَسْكَرِهِ إِلَى التَّلِّ وَمَعَهُ ابْنُهُ وَمَوْلَاهُ چنانچہ ابن سعد لشکر سے باہر آیا اور ایک ٹیلہ کے ساتھ رک گیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور غلام تھا فَمَشَى إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَعَهُ، ابْنُهُ، عَلِيُّ بْنُ الْأَكْبَرِ وَأَخُوهُ الْعَبَّاسُ امام حسینؑ

چنانچہ جنگ شروع ہو گئی فوج حسینی کے کچھ جانباز پانی بھرتے تھے اور کچھ جنگ کرنے لگے حَتَّىٰ مَلَأُوهَا وَلَمْ يُقْتَلْ مِنْ أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ أَحَدٌ وَقَتْلُوا مِنْهُمْ جَمَاعَةً كَثِيرَةً یہاں تک کہ ان مجاہدوں نے اپنے اپنے مشکیزے بھر لیے اور ان میں کوئی بھی شہید نہ ہوا بلکہ کبھی زندہ و سلامت ہے اور لشکر یزید کے بہت سے سپاہی جناب عباس علمدار کے ہاتھوں فی النار و السقر ہوئے لیکن شدید جنگ کی وجہ سے تمام مشکیزوں کا پانی ضائع ہو گیا امام علیہ السلام نے جناب عباسؓ اور ان کے ساتھیوں کو واپس بلوا لیا کہ کہیں جنگ شدت نہ پکڑ جائے ادھر آل محمدؐ کے معصوم بچوں اور بیبیوں کو پیاس نے سخت مجبور کیا خاص طور پر بچے امام علیہ السلام سے بار بار پانی مانگنے لگے جس کی وجہ سے امام عالی مقام نے جناب عباسؓ کو بلا کر فرمایا کہ اے بھائی! اصحاب کو جمع کرو اور کنواں کھودو کہ شدت پیاس سے ہمارے معصوم بچے جان بلب ہیں جناب عباسؓ آئے اور کنویں کی کھدائی کا کام شروع کروا دیا۔

قَالَ فَعِنْدَ ذَلِكَ اجْتَمَعَتِ الْأَطْفَالُ عَلَىٰ تِلْكَ الْيَسِيرِ وَبِيدَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ رَكْوَةٌ قَالُوا يَا عَمَّاهُ الْعَطَشُ رَاوِي كَهْتَا ہے کچھ بچے اپنے ہاتھ میں پانی کا برتن لیے اعطش اعطش کہتے ہوئے اس کنویں پر آئے اور جھک جھک کر اسے دیکھنے لگے اور کہتے تھے کہ چچا جان ہمیں بہت زیادہ پیاس لگی ہے کچھ پانی کا انتظام کیجئے۔ وَإِذَا جَاءَ الْقَوْمُ فَظَلَمُوهَا فَهَرَبَتِ الْأَطْفَالُ الْخِيَامَ جب یہ اطلاع لشکر یزید کو ملی تو وہ لعین آئے اور بچوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے بچے دوڑ کر اپنے اپنے خیموں میں آ گئے اور ان ظالموں نے وہ کنواں بند کر دیا۔

ثُمَّ حَفَرَ بَنُو فَظَلَمُوهَا حَتَّىٰ حَفَرَ أَرْبَعًا پھر جناب عباسؓ نے کنواں کھودا تو وہ معصوم بچے یزیدیوں کے ڈر کی وجہ سے نہ آئے اور خیموں کے دروازے

اور اسے فوراً ہی کربلا کی طرف روانہ کر دیا اور عمر سعد کو خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو امام حسینؑ سے مشورے کیا کرتا ہے اگر تجھ سے یہ کام نہ ہو سکے تو لشکر کی سرداری شمر کو دے دے کہ یہ اسے بخوبی بھانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ فَعِنْدَ ذَلِكَ ضَيَّقَ اللَّعِينُ عَلَى الْحُسَيْنِ پس جب عمر سعد نے سنا تو امام عالی مقام کے ارد گرد گھیرا تنگ کر دیا حَتَّىٰ مَنَعُوهُ مِنَ الْمَاءِ یہاں تک کہ حضرت پر پانی بند کر دیا فَلَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ دَعَىٰ بِأَخِيهِ الْعَبَّاسِ فَضَمَّ إِلَيْهِ ثَلَاثِينَ فَارِسًا وَعَشْرِينَ رَاجِلًا وَبَعَثَ مَعَهُ عَشْرِينَ قُرْبَةً جب امام علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپؓ نے جناب عباسؓ کو تیس سوار اور بیس پیادے اور بیس مشکیں دے کر پانی لینے کے لیے بھیجا رات کا وقت تھا امام علیہ السلام کے عزیز ساتھی جب نہر فرات کے قریب پہنچے تو عمر بن الحجاج نے پوچھا کہ تم کون ہو ہلال بن نافع جو امام علیہ السلام کے صحابی تھے نے کہا ابْنُ عَمٍّ لَكَ جُنْتُ لَا شَرِبَ مِنَ الْمَاءِ میں تیرا چچا زاد بھائی ہوں پانی پینے کے لیے آیا ہوں فَقَالَ اشْرَبْ هَبْنِيَا لَكَ وہ بولا کہ بیشک تم پی سکتے ہیں ہلال بولے خدا تم پر لعنت کرے۔

تَأْمُرُنِي أَنْ أَشْرَبَ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ وَمَنْ مَعَهُ يَمُوتُونَ عَطَشًا۔

تو مجھے تو پانی پینے کے لیے کہتا ہے اور امام علیہ السلام ان کے اصحاب و اعزاء پیاس کی وجہ سے مر رہے ہوں۔ ابن حجاج بولا یہ سچ ہے اور تم ٹھیک کہتے ہو لیکن ہمیں امیر شام کا یہی حکم ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے کسی بھی فرد تک اور ان کے خیموں تک پانی کی ایک بوند بھی جانے نہ پائے۔ ادھر ہلال نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ فرات میں داخل ہو کر اپنی مشکیں بھر لو ادھر ابن حجاج بولا کہ ہم کسی صورت میں بھی آپ لوگوں کو پانی نہیں بھرنے دیں گے۔

عباس علمدارؑ امام حسین علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے فَأَعْتَرَضَهُ خَيْلُ ابْنِ سَعْدٍ اور عمر سعد کا لشکر آپؑ کے سامنے حائل ہوا اور حضرتؑ کو جانے سے روکنے لگے۔ جناب عباسؑ نے فرمایا ظالمو! تم فرزند رسولؐ پر اس قدر ظلم کرتے ہو؟

فَرَمَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي دَارِمِ الْحُسَيْنِ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي حَلْقِهِ الشَّرِيفِ پس ایک شقی نے (جو کہ بنی دارم سے تعلق رکھتا تھا) غصے میں آ کر ایک تیر امام حسینؑ کو مارا وہ تیر جھا بوسہ گاہ جناب رسولؐ خدا پر آ کر لگا۔

فَانْتَزَعَ السَّهْمَ وَبَسَطَ يَدَهُ تَحْتَ حَنْكِهِ حَتَّى امْتَلَأَتْ وَاحْتَأَهُ مِنَ الدَّمِ پس حضرتؑ نے وہ تیر حلق مبارک سے کھینچ کر پھینک دیا اور خون گلوئے مبارک سے بہنے لگا امام علیہ السلام نے زخم کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا یہاں تک کہ چلو خون سے بھر گیا ثُمَّ دَمِنِي نَحْوَا لِسَمَاءٍ وَقَالَ پھر امام علیہ السلام نے اس خون کو آسمان کی طرف پھینک دیا اور بارگاہِ الہی میں عرض کی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْكُوا إِلَيْكَ مَا يُفْعَلُ بِابْنِ بَنِي نَبِيِّكَ کہ خداوند! میں ان کے ظلم و ستم کی شکایت تجھ ہی سے کرتا ہوں جو تیرے رسولؐ کے نواسے پر کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے جب حضرت امام حسینؑ کی یہ حالت آپ کے وفادار بھائی جناب عباس علمدارؑ نے دیکھی تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور کلیجہ ٹکڑے ہو گیا۔

فَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا وَفَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَالْأَسَدِ الْمُغْضَبِ پہلے تو جناب عباسؑ اپنے بھائی کی مظلومیت پر بہت روئے پھر غضبناک شیر کی مانند اشقیاء پر حملہ کیا۔

پر کھڑے ہو کر پانی مانگتے رہے لیکن ظالموں نے وہ کنواں بھی بند کر دیا یہاں تک حضرت عباسؑ نے پے در پے چار کنویں کھودے اور ان ظالموں پر حجت تمام کی پس جب پانچواں کنواں کھودا۔

فَإِذَا بَلَغَ الْمَاءُ جَاءَتْ سَكِينَةُ وَمَعَهَا الرُّكُوءَةُ پس جب پانی نکلا تو سکینہؑ ایک کوزہ لے کر کنویں پر آئی۔ فَقَالَتْ يَا عَمَّاهُ اسْقِنِي شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِئْتُ كَيْدِي مِنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ کہنے لگی چچا جان! مجھے ایک جام (پیالہ) پانی کا دیجئے کہ میرا دل جل رہا ہے۔

فَبَكَى الْعَبَّاسُ بُكَاءً شَدِيدًا وَمَلَأَ الرُّكُوءَةَ بِسَنِّهِنِ کر حضرت عباسؑ بہت روئے اور وہ کوزہ پانی سے بھر دیا فَلَمَّا هَمَّتْ أَنْ تَشْرَبَهُ جَاءَ الْقَوْمُ فَفَرَّتْ وَهِيَ تَبْكِي پس جوئی سکینہؑ نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو ناگاہ یزیدی سپاہی تلواریں اور نیزے لیے آن پہنچے چونکہ سکینہؑ بچی تھی اس لیے یزیدیوں کو دیکھ کر ڈر گئی اور اس معصومہ کے ہاتھ کاٹنے لگے اور پانی نہ پیا گیا اور کوزہ لے کر روتے ہوئے خیمہ میں واپس آ گئی فَرَزَلُ رَجُلُهَا فِي الطَّنَابِ فَانْكَبَتْ وَقَالَتْ يَا عَمَّاهُ تَرَى هَذَا الْحَالِ اتنے میں سکینہؑ طناب خیمہ سے الجھ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑی اور مایوس ہو کر بہت روئی اور حضرت زینبؑ سے بولی پھوپھی جان دیکھا آپؑ نے کہ پانی ہاتھ میں آ کر جاتا رہا۔ ان ظالموں نے وہ بھی کنواں بند کر دیا۔

وَقَالَ الْمُفَيْدُ وَالسَّيِّدُ وَابْنُ نَمَّا أَنَّهُ لَمَّا اشْتَدَّ الْعَطَشُ بِالْحُسَيْنِ فَرَكِبَ الْمَنَاءُ يُرِيدُ الْفُرَاتِ شَخْ مَفِيدٌ وَسَيْدٌ بَنُ طَاوُسٍ اور ابن نمّا نے لکھا ہے کہ جب روز عاشور امام عالی مقامؑ پر پیاس نے غلبہ کیا تو حضرتؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ وَالْعَبَّاسُ أَخُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ اور حضرت

فَاحْزَوْجَهُ مِنْ فَقَاهُ پھر حضرت نے پشت کی طرف سے اسے نکالا فَابْنَعْتُ
الْدَّمُ كَالْمِيزَابِ پس زخم سے خون پر نالے کی مانند جاری ہو گیا، حضرت نے دستِ
مبارک زخم پر رکھا اور چلو خون سے بھر گیا رَمَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ تو آپؐ نے اسے
آسمان کی طرف پھینکا فَمَا رَجَعَ مِنْ ذَلِكَ الدَّمِ قَطْرَةٌ پس اس خون سے ایک
قطرہ زمین پر نہ گرا جب دوسرا چلو خون سے بھر گیا لَطَخَ بِهَارَاسِهِ وَلَحِيَّتِهِ اسے سر
اور ریش مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے هَكَذَا أَلْقَى جَدِّي رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا
مَخْضُوبٌ بِدَمِي میں رسول خدا سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ میری
داڑھی میرے سر کے خون سے خضاب کی ہوئی ہوگی اور عرض کروں گا۔ يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَتَلَنِي فَلَانٌ وَفَلَانٌ نَانَا جان! مجھے فلاں فلاں ظالم نے شہید کیا ہے۔ تاریخ
طبری میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام اس حالت میں زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اِذْجَاءَ
مَالِكُ بْنُ الْبَشْرِ الْكِنْدِيُّ إِلَى الْحُسَيْنِ کہ ناگاہ مالک بن بشر الکندی امام علیہ
السلام کے قریب آیا فَضْرَبَ السَّيْفَ عَلَى رَأْسِهِ وَعَلَيْهِ بُرْنَسٌ مِنْ حَزَرٍ فَشَجَّهُ

مومنین کرام!

امام علیہ السلام کو ایک تیر لگا تو جناب عباسؓ سے رہا نہیں گیا اور اپنی جان
نچھاور کر دی۔ آہ اس وقت وہ کہاں تھے کہ جب امام حسینؓ پر تیروں کی بارش کی گئی
اور آپ کا جسم مبارک چھلنی چھلنی ہو گیا۔ جب لڑنے کی طاقت ختم ہو گئی اور آپ

کہ اس ظالم نے آپؐ کے سر اقدس پر زور سے تلوار ماری کہ آپؐ کا سر مبارک پھٹ گیا حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا لَا أَكَلْتُ بِهَا وَلَا شَرِبْتُ وَحَشَرَكَ اللَّهُ مَعَ الظَّالِمِينَ اے سگدل مجھ ایسے مظلوم و ستم رسیدہ پر تو نے ایسے وقت میں تلوار ماری اس بات سے تجھے کھانا اور پینا نصیب نہ ہو اور تیرا حشر ظالموں کے ساتھ ہو یہ کہہ کر آپؐ نے اپنا عمامہ اس شقی کے آگے پھینک دیا۔

فَاحْذِهِ الْكِندِيُّ وَانْطَلِقْ بِهِ إِلَى مَنْزِلِهِ. اس ملعون نے وہ عمامہ اٹھالیا اور اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ اس دستار کو دھو لے جب اس خاتون نے خون آلود عمامہ کو دیکھا تو بولی ارے ظالم تو کس مظلوم کا سر کاٹ کر لایا اور یہ عمامہ کس کا ہے؟ وہ شقی بولا یہ حسینؑ کا عمامہ ہے وہ نیک بخت خاتون بولی تو نے جگر گوشہ رسولؐ اور علیؑ و فاطمہؑ کے دلہند کو قتل کیا ہے؟ خدا کی قسم آج سے نہ میں تیری زوجہ ہوں اور نہ تو میرا شوہر ہے۔ اس لعین نے غصہ میں آکر اس کو طمانچہ مارا لیکن خدا کی قدرت سے اس ظالم کا ہاتھ دروازے پر پڑا اور ایک لوہے کی کیل اس کے ہاتھ پر لگی اور وہ ایسا زخمی ہوا کہ اس کا ہاتھ کبھی ٹھیک نہ ہوا بلکہ گل کر گر پڑا۔ وَلَمْ يَأْكُلْ بِهَا وَلَمْ يَشْرَبْ وَلَا يَزَالُ فَقِيرًا مَرِيضًا حَتَّى مَاتَ اس کافر کو ان ہاتھوں سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور وہ ہمیشہ فقیر اور بیمار رہا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا۔



روایت نمبر



حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب

آپؑ کی شان میں چند اشعار

حضرت عباسؑ کے غم میں امام حسینؑ کا مرثیہ کہنا

جناب علی اصغرؑ کی شہادت۔



مولانا عابد عسکری

يَا رَبِّ يَا رَبِّ أَنْتَ مَوْلَاهُ
فَارْحَمْ عَبْدًا إِلَيْكَ مَلْجَاةُ

اے میرے پروردگار تو ہی میرا مولا ہے پس تو اس بندہ ناچیز پر رحم فرما کہ
وہ تیری ہی پناہ میں آیا ہے اور تجھ ہی سے التجاء کرتا ہے۔

مَاذَا الْمَعَالِي عَلَيْكَ مُعْتَمِدِي
طُوبَى لِمَنْ كُنْتَ أَنْتَ مَوْلَاهُ
طُوبَى لِمَنْ كَانَ خَادِمًا أَرْقَا
يَشْكُوا إِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلَوَاهُ

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جو تیرے خوف سے تمام شب بیدار رہے اور
اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کی شکایت تیرے سوا کسی سے نہ کرے۔

وَمَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سَقَمٌ
أَكْثَرَ مِنْ حُبِّهِ لِمَوْلَاهُ

اور اس بندے کو کسی قسم کی بیماری اور تکلیف نہیں ہے سوائے تیری محبت
کے یعنی اگر وہ بندہ بیمار ہے تو محض تیری محبت کا بیمار ہے اور اس کے سوا اسے کوئی
اور تکلیف نہیں ہے۔

إِذَا اشْتَكَى أَبْتَنَّهُ وَغَضَّتْهُ
أَجَابَهُ اللَّهُ ثُمَّ لَبَّاهُ

خداوند! تو ایسا آقا ہے کہ جس وقت بندہ اپنے رنج و الم کی شکایت تیرے
پاس لاتا ہے تو ازراہ بندہ نوازی اسے جواب دیتا ہے یعنی اے میرے بندہ تو جو کچھ
مانگنا چاہتا ہے مانگ میں تجھے دے دیتا ہوں۔

فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ عَنِ الطَّبْرِيِّ عَنْ طَاوُسِ اليماني بعض
کتابوں میں طبری سے روایت کی گئی ہے اور انھوں نے یمانی سے روایت کی ہے اَنَّ
الْحُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَكَانِ الْمُظْلِمِ يَهْتَدِي إِلَيْهِ النَّاسُ بِيَاضِ
جَبِينِهِ وَنَهْرِهِ کہ جس وقت جناب امام حسینؑ تاریک مکان میں بیٹھتے تھے تو آپ
کی جبین مبین اور گلوئے مبارک سے ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جاتا
تھا کہ اس مکان میں جناب امام حسینؑ تشریف رکھتے ہیں فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ
كَثِيرًا مَا يَقْبَلُ جَبِينَهُ وَنَحْرَهُ اس لیے کہ جناب رسول خداؐ اپنے اس نواسے کی
پیشانی انور اور گلوئے مقدس کو چومتے تھے۔

فِي عُيُونِ الْمُجَالِسِ عَنِ الصَّادِقِ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ الْحُسَيْنَ وَالنَّسَبَ
مَالِكِ سَائِرَانَ فَاتِيَا قَبْرَ خَدِيجَةَ فَبَكَى الْحُسَيْنُ كِتَابَ عُيُونِ الْمَجَالِسِ
حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب امام حسینؑ اور انس
بن مالک کہیں جا رہے تھے تو جب جناب سیدہ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجہ
الکبریؑ کی قبر پر پہنچے تو جناب امام حسینؑ رو پڑے اور بہت روئے ثُمَّ قَالَ إِذْهَبْ
عَنِّي پھر انس سے فرمایا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں چنانچہ
انس وہاں سے اٹھ کر ایک دوسری جگہ پر آ گئے اور دیکھتے رہے کہ حضرت امام حسینؑ
اس وقت کرتے کیا ہیں؟

فَلَمَّا طَالَ وَقُوفُهُ فِي الصَّلَاةِ سَمِعْتُهُ قَائِلًا جَنَابِ اَنَسِ كَهْتِ هِيْنَ كِه
میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ نماز میں مشغول ہیں کافی دیر تک آپ نماز پڑھتے رہے
جب نماز سے فارغ ہوئے بارگاہ الہی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

دیے ہیں۔

لَوْ هَبَّتِ الزَّيْحُ مِنْ جَوَانِبِهِ
خَرَّ صَرِيْعًا لِمَا تَغْشَاهُ

اے میرے بندے! ہماری عبادت میں تمہارے خضوع و خشوع کا یہ عالم ہے اور تو ہماری عبادت میں اس قدر منہمک ہوتا ہے کہ اگر ہوا تیرے اطراف سے گزرے تو تو اے حسینؑ بے ہوش کر زمین پر گر پڑے۔

سَلْنِي بِلَا رَغْبَةٍ وَلَا رَهْبٍ
وَلَا حِسَابٍ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

پس اب جو چاہو ہم سے سوال کرو بغیر کسی خوف و خواہش کے ہم تمہیں بے حساب عطا کریں گے، بیشک حضرت امام حسینؑ علیہ السلام حضرت موسیٰ بن عمرانؑ سے رتبہ کے لحاظ سے بلند و برتر تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کے بغیر جواب نہ ملتا تھا لیکن حضرت امام حسینؑ جس وقت بھی اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اسی وقت اس جگہ پر جواب قدرت ملتا تھا کہ اے حسینؑ جو کہنا ہے کہیے جو مانگنا ہے مانگیے۔“

لیکن افسوس صد افسوس کہ وہی ہمارے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ عاشورہ کے روز جب نرغہ اشقیاء میں گھر گئے تو یزیدی لشکر والے کیسے کیسے ناسزا و اوار الفاظ کہتے تھے چنانچہ جب صبح عاشورہ نمودار ہوئی تو فوج اشقیاء فرزند رسولؐ کے قتل کے لیے تیار ہوئی اور پوری فوج ایک دم میدان میں آگئی اور ہر طرف سے یہی آوازیں اُٹھنے لگیں اُفْلُوْا الْحُسَيْنَ اُفْلُوْا الْحُسَيْنَ کہ حسینؑ کو قتل کرو بلند ہوئیں۔ ادھر فرزند رسولؐ نے اپنے مختصر سے لشکر کو آمادہ جہاد کیا اور حکم دیا کہ خندق میں آگ روشن کر دیں تاکہ کوئی یزیدی فوج

إِذَا ابْتَلَا بِالظَّلَامِ مُبْتَهَلًا
أَكْرَمَهُ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنَاهُ

بار الہی تو ایسا بندہ نواز ہے کہ جس وقت تیرا بندہ تاریک شب میں تیری درگاہ میں عجز و انکساری کے ساتھ دعا کرتا ہے تو تو اپنے لطف و کرم سے اسے عزت و سر بلندی عطا کرتا ہے اور اسے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے۔

فَنُوْدِي عَلَيْهِ السَّلَامُ جناب انس بن مالک کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت مناجات سے فارغ ہوئے تو ایک غیب سے ندا آئی۔ امام عالی مقام کے اشعار کے جواب میں یہ اشعار پڑھے۔

لَبَّيْكَ عَبْدِي وَأَنْتَ فِي كُنْفِي
وَكُلَّمَا قُلْتُ قَدْ عَلِمْنَاهُ

اے میرے بندے میں حاضر ہوں تو میری پناہ میں ہے اور تو نے جو مناجات ہم سے کی ہے وہ ہم نے سب سنی ہے۔

صَوْتُكَ تَشْتَاقُهُ مَلَائِكَتِي
فَحَسْبُ الصَّوْتِ قَدْ سَمِعْنَاهُ

تیری آواز کو سننے کے لیے ہمارے فرشتے مشتاق ہیں تیری وہ آواز کافی ہے کہ ہم نے اور ہمارے ملائکہ نے اس کو سنا ہے۔

دُعَاكَ عِنْدِي يَحُولُ فِي حُبِّ
فَحَسْبُكَ الْبَسْتَرُ قَدْ سَفَرْنَاهُ

اے حسینؑ! تیری دعا ہمارے پردہ ہائے قدرت تک پہنچی ہے اور تیری حاجت روائی کے لیے ہم ہی کافی ہیں اور ہم نے تیرے لیے اپنے پردہ حجاب اٹھا

رسول خدا نے میرے اور میرے بھائی جناب امام حسن کے بارے میں فرمایا ہے
هَذَانِ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَهْدُونَ دُونَهُمَا جَنَّتْ كَرَامَتُهُمَا
وَيَحْكُمُ اتَّطَلِبُونِي بِقَتْلِي مِنْكُمْ قَتْلُهُ أَوْ مَالِكُمْ إِيَّاهُ لَكُنَّ
أَوْ بِقَصَاصِ جَرَا حَةٍ.

افسوس ہے تم پر آیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے کہ اس کے بدلے میں مجھے
قتل کرتے ہو یا کسی کو زخمی کیا ہے یا کسی کا مال غصب کیا ہے یا شریعت میں کوئی
تبدیلی کی ہے؟ امام علیہ السلام کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا فَقَالَ الشَّيْءُ لَعْنَهُ
اللَّهُ هُوَ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ لِّكِنْ شَرِّعِينَ بُولَاكَ يَهْضُمُ بَاتِيں كَرْتَا هَے كَه
دین سے بیگانہ ہے۔ حبیب ابن مظاہر بولے کہ اے لعین! تو ستر درجے دین سے
بیگانہ ہے کہ ایسے باتیں فرزند رسول سے کرتا ہے۔

فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَرَجَعَ إِلَى عَسْكَرِهِ. امام علیہ السلام خاموش ہو کر
اپنے لشکر میں واپس لوٹ آئے ثُمَّ رَمَى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَالَ أَشْهَدُوا إِنِّي أَوَّلُ
رَام. پھر عمر سعد نے امام علیہ السلام کے لشکر کی طرف تیر پھینکا اور بولا اے گردہ کوفہ
و شام! گواہ رہنا کہ لشکر امام کی طرف پہلا تیر میں نے پھینکا ہے پھر سب یزیدی
خونخوار درندے ایک دم لشکر امام پر حملہ آور ہوئے جس کی وجہ سے امام علیہ السلام
کے تمام صحابی زخمی ہوئے ایک روایت میں ہے کہ قُتِلَ فِي هَذِهِ الْحَمْلَةِ خَمْسُونَ
رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ.

کہ اس حملہ میں امام علیہ السلام کے پچاس صحابی شہید ہوئے اس کے بعد
ہر ایک جانثار ساتھی رخصت ہو کر شہید ہوتا رہا، ساتھیوں کے بعد عزیزوں کی باری آئی
وہ بھی یکے بعد دیگرے میدان کارزار میں جا کر شہید ہوتے رہے۔ جب حضرت

ہمارے خیموں کے قریب نہ آنے پائے۔

فَنَظَرَ الْحُسَيْنُ إِلَى عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّ السَّيْلَ يَتَمَوَّجُ إِمَام
علیہ السلام نے لشکر عمر سعد کی طرف دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے ٹھائیں مارتا ہوا
سمندر ہے فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ أَنْ يَحْيُوا حَوْلَ بَيْتِ الْحُسَيْنِ فَيَرُونَ الْخُنْدَقَ فِي
ظُهُورِهِمْ وَالنَّارَ تَضْطَرِمُّ إِنْ خَالَمُوا نَے سب سے پہلے خیموں کا قصد کیا کہ ان کو
لوٹ لیں اور انھوں نے اس مقصد کے لیے گھوڑے دوڑائے قریب آ کر دیکھا کہ
خندق میں آگ شعلہ زن ہے جس کی وجہ سے وہ ناکام ہوئے فَنَادَى الشَّيْءُ يَا
حُسَيْنُ اتَّعَجَلْتُ بِالنَّارِ قَبْلَ الْقِيَامَةِ.

شمر نے آواز دی کہ اے حسین آپ نے آتش جہنم کے لیے جلدی کی ہے
مَعَاذَ اللَّهِ مِنْ هَذَا الْكَلَامِ حضرت نے فرمایا یہ کون ہے؟ اصحاب نے عرض کی یہ شمر
ملعون ہے فَقَالَ لَهُ يَا بَنَ رَاعِيَةِ الْمَغْرِبِ أَنْتَ أَوْلَى بِهَا صِلًا إِمَام علیہ السلام نے فرمایا
اے گلہ بان کے بیٹے! تو ہی جہنم کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ مسلم بن عویض نے
عرض کی مولا! آپ حکم فرمائیں تو میں اس کو اس بکواس کا مزہ چکھا دوں؟ فَقَالَ
لَا أَبْدَأُ بِالْقِتَالِ إِمَام علیہ السلام نے فرمایا میں حجت خدا ہوں میں نہیں چاہتا کہ جنگ
کا آغاز میری طرف سے ہو پھر فرمایا تم سنو میں تمہیں وعظ و نصیحت کرتا ہوں یہ فرما
کر حضرت نے ایک خطبہ دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ایسا فصیح و بلیغ کلام کبھی سنا تھا اور نہ پھر سنا اس
کے بعد پھر فرمایا لوگو! دیکھو کہ میں کون ہوں اور اپنے آپ کو ملامت کرو۔ وَهَلْ
يَصْلَحُ لَكُمْ قَتْلِي وَإِنْ هَتَاكَ خُرْمَتِي يَا تَمِيمُ میرا قتل کرنا اور میرے اہلیت کی
توہین کرنا سزاوار ہے؟ أَلَسْتُ إِبْنِ نَبِيِّكُمْ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں۔

يَا أَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ يَا بَنَ الْمُرْتَضَى
صَلَّى عَلَيْكَ اللَّهُ كُلَّ آوَانٍ

اے شہیدوں میں سے سب سے بہتر شہید! اے فرزند حیدر کرار! خدا تجھ
پر ہر لمحہ درود بھیجتا رہے۔

وَاللَّهُ تِلْكَ مُصِيبَةُ لَمْ أَنْسَهَا
إِلَّا إِذَا أَدْرَجْتُ فِي أَكْفَانِ

اے بھائی عباس تیری جدائی کا غم ایسا غم ہے کہ جسے حسین مرتے دم تک نہیں بھولے گا۔

رَوَى لَمَّا قُتِلَ الْعَبَّاسُ تَدَافَعَ الرِّجَالُ عَلَى الْحُسَيْنِ. روایت میں ہے کہ امام حسینؑ اپنے بھائی عباسؑ کی شہادت کے غم میں رو رہے تھے کہ ناگاہ ظالموں نے امام علیہ السلام کو اکیلا پا کر حملہ کر دیا فَلَمَّا نَظَرَ ذَالِكَ نَادَى امام علیہ السلام نے جب ان بے رحم لعینوں کی بے حیائی مشاہدہ کی تو آواز استغاثہ بلند کی اور فرمایا یَا قَوْمُ اَمَامُنْ مُجِیرٌ نَجِیْرُنَا آیا کوئی ہے ایسا شخص جو فرزند رسولؐ کو پناہ دے اَمَا مِنْ مُعِیْبٍ یُعِیْبُنَا اَمَا مِنْ طَالِبٍ حَقٍّ فِیَنْصُرُنَا آیا ہے کوئی فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی طلب کار حق کہ جگر گوشہ پیغمبر کی مدد کرے اَمَا مِنْ خَائِفٍ مِنَ الْعَذَابِ فِیْذُبُّ عَنَّا آیا ہے کوئی خدا پرست کہ عذاب الہی سے ڈرے اور دشمن کے شر سے ہمیں بچائے اس کے بعد امام علیہ السلام علی اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پر لے آئے اور یزیدیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اَمَا مِنْ اَحَدٍ یَاتِیْنَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ لِهَذَا الطِّفْلِ فَانَّهُ لَا یَطْبِیْقُ الظَّمَاءِ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو تھوڑا سا پانی میرے اس شیر خوار بچہ کو پلا دے کہ یہ معصوم دو دن سے پیاسا ہے اب پیاس سے جان

عباسؑ نے جام شہادت نوش فرمایا تو امام علیہ السلام بہت زیادہ روئے اور کافی دیر تک روتے رہے اور آپؑ نے فرمایا کہ عباسؑ کے بعد حسینؑ تنہا رہ گیا ہے اب میرے لیے دنیا تاریک ہو گئی ہے۔

امام علیہ السلام نے عباسؓ کے فراق اور جدائی پر یہ مرثیہ کہا۔

لَهْفَى عَلَى الْعَبَّاسِ لَمَّا اِنْ دَنَى
نَحْوَ الْفُرَاتِ بِقَلْبِهِ الْاَحْزَانِ

افسوس ہے عباسؑ کی جدائی پر کہ جب وہ انتہائی پریشانی اور دکھ کے ساتھ پانی لینے کی غرض سے فرات کی طرف روانہ ہوئے۔

لَهْفَى عَلَى الْعَبَّاسِ إِذْ حَاطَبُوا بِهِ

مِنْ كُلِّ فَجٍّ أَقْبَلُوا وَمَكَانٍ

عباسؑ کی تنہائی اور بیکسی پر بے حد افسوس اور غم ہے جس وقت ظالموں نے چاروں طرف سے اس کو گھیرے میں لے لیا۔

فَخَلَاةٌ رِجْسًا أَنْفَهُ بِحُسَامِهِ

قَطْعُ الْيَمِينِ بِمَشْرِقِ يَمَانِي

عذاب الہی نازل ہو اس شقی پر جس نے تلوار سے میرے بھائی کا بایاں بازو کاٹ ڈالا ہے۔

وَرَمَاهُ أَخْرُ ضَرْبَةً فِي رَأْسِهِ

حَتَّى رَمَاهُ بِحَوْمَةِ الْمَبْدَانِ

آخر ایک شقی نے عباسؑ کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ میرا بھائی پشت
زمین سے زمین پر گرا۔

اور اکبر کے غم میں بے ہوش ہو جانا



مولانا عابد عسکری

اے میرے پیارو! جب میں تمہارے مصائب اور دکھوں کو یاد کرتا ہوں تو
میں اسختہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب اٹھ پڑتا ہے۔ ظالموں نے کیسے کیسے
مظلوم تم پر ڈھائے ہیں مگر تم نے ایسا صبر کیا جیسا کہ صبر کرنے کا حق ہے۔ میں مظلوم
حسینؑ کے ساتھ کہ نہ چھوڑا تم کس قدر عظیم تھے، تم کس قدر دلیر و بہادر تھے، تم کس
قدر با وفا تھے، مجھے تمہاری وفا پر ناز ہے اور تمہارے ایثار پر بھی حسینؑ تم سب پر
راضی ہے۔ الوداع، خدا حافظ..... قیامت کے دن تم سے ملاقات ہوگی۔

نے آسمان کی طرف ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتا ہے فَاِذَا فِي يَدِهِ تَفَاحَةٌ
وَسَفَرَجَلَةٌ وَرَمَانَةٌ اس وقت جبرائیل نے ایک سیب، ایک ناشپاتی اور ایک انار لے
کر حسینؑ کو دیا وہ شہزادے میوہ جات لے کر بہت خوش ہوئے چنانچہ وہ دونوں ان
میوہ جات کو کھانے لگے لیکن سارا نہ کھاتے تھے بلکہ کچھ حصہ چھوڑ دیتے تھے مگر خدا
کی قدرت سے وہ میوہ جات پھر سے اپنی پہلے والی حالت پر لوٹ آتے تھے۔ جب
جناب رسول خداؐ نے انتقال فرمایا تو وہ انار غائب ہو گیا اور جب جناب سیدہ نے
رحلت فرمائی تو وہ ناشپاتی غائب ہو گئی لیکن وہ سیب باقی رہا یہاں تک کہ معرکہ کربلا
میں جب امام علیہ السلام کو سخت پیاس لگتی تھی تو آپ اس بہشتی سیب کو سونگھ لیتے تھے
جس کی وجہ سے پیاس کی شدت میں کمی ہو جاتی تھی۔

روضۃ الواعظین میں لکھا ہے ایک اعرابی ہرن کا بچہ لے کر جناب رسول
خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت! یہ بچہ میں نے شکار کیا ہے اور
بدیہ کے طور پر حسینؑ کے لیے لایا ہوں۔ حضرتؑ نے وہ ہرنی کا بچہ لے لیا اور اس
کے لیے دعائے خیر کی فَاِذَا الْحَسَنُ وَاَقْفَ عِنْدَ جَدِّهِ فَرَعَبَ اِلَيْهَا فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ
اَيَّاها پس جناب امام حسنؑ اس وقت موجود تھے انھوں نے اس کی خواہش ظاہر کی
آنحضورؐ نے وہ بچہ امام حسنؑ کو دے دیا تھوڑی دیر بعد ہی امام حسینؑ آ گئے اور
انھوں نے ہرنی کا بچہ اپنے بھائی حسنؑ کے پاس دیکھا تو بولے يَا اَخِي مَنْ
عَطَاكَ اَيَّاها بھائی جان یہ بچہ آپ کو کس نے دیا ہے؟ فَقَالَ اَعْطَانِي جَدِّي
رَسُولُ اللّٰهِ وہ بولے مجھے یہ بچہ نانا جان نے دیا ہے یہ سن کر جناب امام حسینؑ اپنے
جد امجد جناب رسول اکرمؐ کے پاس آئے اور عرض کی يَا جَدَّاهُ اَعْطَيْتَ اَخِي
حَشْفَةً يَلْعَبُ بِهَا وَلَمْ تُعْطِنِي مِثْلَهُ کیوں نانا آپ نے میرے بھائی حسنؑ کو ہرنی

ابن شہر آشوب نے حسن بصری اور ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں
نے کہا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ دَخَلَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ جَبْرَائِيلُ
ایک روز حسینؑ شریفین جناب رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں آئے اور جبرائیلؑ اس
وقت کچھ وحی لائے تھے۔ فَجَعَلَا يَذْوُرَانِ لَهُ؛ يُشَبِّهَانِهِ بِرُحِيَةِ الْكَلْبِيِّ اور اکثر
جبرائیلؑ وحیہ کلبی کی شکل و صورت میں نازل ہوتے تھے حسینؑ انھیں وحیہ کلبی سمجھ کر
جبرائیلؑ کی گود میں بیٹھ گئے اور جبرائیلؑ کی دامن آستین میں کھانے کی کوئی چیز
تلاش کرنے لگے۔ جناب رسول خداؐ نے چاہا کہ حسینؑ کو جبرائیلؑ کی گود سے انار
لیں جبرائیلؑ نے عرض کی یا رسول اللہ! انھیں کچھ نہ کہیے آنحضرتؐ نے فرمایا اے
جبرائیلؑ مجھے شرم آتی ہے کہ یہ بچے آپ کی گود میں جا بیٹھے ہیں جبرائیلؑ نے عرض
کی یا رسول اللہ! یہ وہ اللہ کے پیارے ہیں جب ان کی والدہ ماجدہ چکی پیستے پیستے
تھک کر آرام کرنے لگ جاتی تھیں تو مجھے حکم خداوندی ہوتا تھا کہ جبرائیلؑ فوراً زمین
پر جاؤ ہماری کنیر خاص فاطمہ الزہراءؑ آرام کر رہی ہیں اور ان کے دونوں
صاحبزادے حسنؑ و حسینؑ جھولا میں آرام کر رہے ہیں تم جا کر جھولا جھلاؤ اور فاطمہؑ
کے آرام میں خلل نہ ہو۔

پس یا حضرت! جن کے لیے میں نے جھولا جھلایا ہو اور چکی پیسی ہو اگر وہ
میری گود میں بیٹھ گئے ہیں تو کیا مضائقہ ہے لیکن یہ میری آستین سے ڈھونڈتے کیا
ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا انھوں نے آپ کو وحیہ کلبی سمجھ رکھا ہے اور وحیہ کلبی کا
معمول تھا کہ جب وہ سفر سے آتے تھے تو وہ ان شہزادوں کے لیے کچھ تحائف ضرور
لاتے تھے۔

فَجَعَلَ يُؤْمِي بِبَيْدِهِ نَحْوًا السَّحَاءِ كَالْمُتَنَاوِلِ شَيْئًا پس جناب جبرائیلؑ

اور میں تمھاری گردنوں پر تلواریں اور تمھارے سینوں میں تیر ماروں گا اور جب تک میرے دم میں دم ہے اسلام کی خاطر تم سے لڑتا رہوں گا۔ جناب شہزادہ علی اکبرؑ خوب لڑے اور تین دن کے بھوکے پیاسے اس علوی شیر نے ایک سو دس لعینوں فی النار کیا، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِيهِ وَقَدْ أَصَابَتْهُ جَوَاحِثُ كَثِيرَةٌ پھر علی اکبرؑ اپنے والد گرامی حضرت امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپؑ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہو چکا تھا نہ جانے امام علیہ السلام نے اپنے جواں بیٹے کو اس حال میں کس طرح دیکھا ہوگا۔ علی اکبرؑ نے عرض کی۔

يَا أَبَتِ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِي وَثَقُلَ الْحَدِيدُ أَجْهَدَنِي كَمَا بَابَا پِیَاس کی شدت مجھے مارے جا رہی ہے اور تمھاریوں کا بوجھ مجھے سخت تکلیف پہنچا رہا ہے فَهَلْ إِلَى شَرِّهِ مِنَ الْمَاءِ سَبِيلٌ بَابَا جان! کیا مجھے تھوڑا سا پانی مل سکتا ہے کہ جس سے میں اپنا خشک حلق تر کروں فَبَكَى الْحُسَيْنُ وَقَالَ يَا بَنِي يُعْزُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَعَلَى أَنْ تَدْعُوهُمْ فَلَا يُجِيبُوكَ۔

امام علیہ السلام بیٹے کی اس حالت کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے اور فرمایا اے فرزند بہت دشوار ہے رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰؑ پر مجھ پر کہ تو فریاد کرے اور ہم تیری مدد کو نہ پہنچ سکیں تو پانی مانگے اور میں تجھے پانی نہ پلا سکوں پھر فرمایا يَا بَنِي هَاتِ لِسَانَكَ فَآخِذْ بِلِسَانِهِ فَمَضَاهُ اے پارہ جگر اے علی اکبرؑ! قربان جاؤں تیری پیاس پر اپنی خشک زبان ذرا باہر نکالیں جب علی اکبرؑ نے اپنی زبان باہر نکالی حضرتؑ نے اپنے خشک ہونٹوں سے علی اکبرؑ کی زبان کو چوسا، آہ حضرت بھی تو تین دن کے پیاسے تھے ان کی زبان میں آخر طراوت کہاں تھی پھر آپؑ نے اپنی انگوٹھی علی اکبرؑ کے منہ میں رکھی اور فرمایا اِذْ جَعَلَ إِلَى قَتْلِ عَدُوِّكَ ابِ جَاؤْ مِیدانِ جنگ کی طرف

ہائے میرے بھائی عباسؑ اور کبھی اپنے یتیم بھتیجے قاسمؑ کی لاش کے ٹکڑوں کو دیکھ کر بیقرار ہوتا تھا اور کبھی مخدراتِ عصمت کو صبر کی تلقین کرتا تھا، ناگاہ حضرت علی اکبرؑ ہم شکل پیغمبرؐ عازم شہادت ہوئے۔

جناب شیخ مفیدؒ نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ جب علی اکبرؑ عازم جہاد ہوئے تو رَفَعَ الْحُسَيْنُ شَيْبَتَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ امام علیہ السلام نے اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف کر کے بارگاہِ الہی میں عرض کی۔ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَقَدْ بَرَزَ اِلَيْهِمْ غُلَامٌ اَشْبَهَ النَّاسَ خُلُقًا وَ خُلُقًا وَمَنْطَقًا بِرَسُولِكَ خداوند! اس قوم کے ظلم پر گواہ رہنا، اب ان کی طرف وہ نوجوان جا رہا ہے کہ جو سیرت و صورت، کردار و گفتار میں تیرے رسولؐ کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ وَكُنَّا اِذَا اشْتَقْنَا اِلَى نَبِيِّكَ نَنْظُرُنَا اِلَى وَجْهِهِ خداوند! جب میں تیرے رسول اکرمؐ کی زیارت کا مشتاق ہوتا تھا تو میں اپنے پارہ جگر علی اکبرؑ کو دیکھ لیا کرتا تھا بار الہا ان اشتیاء کی جمعیت کو پراگندہ کر اور ان کو ہر طرح کی رحمت و برکت سے محروم کر فَانْهَمُ دَعَوْنَا لِنُنْصِرُنَا ثُمَّ عَدُوًّا عَلَيْنَا يَقَاتِلُونَنَا ان کافروں نے ہمیں اپنی مدد کا وعدہ کر کے خود بلایا ہے جب میں ان کے پاس آ گیا تو یہ دشمنی پر اتر آئے ہیں اور انھوں نے میرے قتل کی ٹھان رکھی ہے، چنانچہ جناب علی اکبرؑ تمام پردہ داروں اور اپنے مظلوم بابا کو روتا ہوا چھوڑ کر میدان جنگ میں آیا اور یہ رجز یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

میں حسین ابن علیؑ کا لخت جگر علی اکبرؑ ہوں، مجھے قسم ہے خانہ کعبہ کی ہم رسولؐ خدا کے سب سے زیادہ قرابت دار ہیں۔
خدا کی قسم! ہم یزید اور یزیدیوں کی کسی صورت میں بیعت نہ کریں گے

روئے جا رہے تھے۔

فَاحْذَرَأْسَ وَلَدِهِ وَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ اِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَى عَلِيَّ الْكَبْرُكَ
سراپنی گود میں رکھا اور چہرہ علی اکبرؑ سے خاک و خون پونچھنے لگے اور رو کر فرمایا۔
قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوْكَ اے اکبرؑ! اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہلاک کرے جس
نے تجھے قتل کیا ہے۔

يَا بُنَيَّ عَلَى الدُّنْيَا بَعْدُكَ الْعَفَاءُ مِيرے لخت جگر اے میرے اکبرؑ!
خاک دنیا اور زندگانی دنیا پر کہ نوجوان بیٹا مر جائے اور میں بوڑھا باپ تیرے بعد
زندہ رہوں۔ كَافِيَ اَنْظُرْ اِلَى اِمْرَاةٍ خَرَجَتْ مِنْ فُسْطَاطِ الْحُسَيْنِ مُسْرِعَةً
میں نے ایک بی بی کو خیمہ سے نکلتے ہوئے دیکھا وہ مخدرہ عصمت جلدی سے میدان
جنگ کی طرف آئی وَهِيَ تَنَادِي بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ وَتَقُوْلُ۔

وہ چیختی چلاتی، روتی پیٹتی، ہوئی بلند آواز سے کہہ رہی تھی يَا حَبِيبَاہُ يَا ثَمَرَةَ
فُوَاڈَاہُ يَا نُوْرَ عَيْنَاہُ ہائے میرے اکبرؑ! میرے دل کا سکون، میری آنکھوں کی
ٹھنڈک، میرا بیٹا تجھے پیسا شہید کیا گیا ہے۔

فَجَاءَتْ وَانْكَبَتْ عَلَيْهِ بِي بِي جب لاش اکبرؑ کے قریب آئیں تو خود کو
اپنے اٹھارہ سالہ بیٹے کی لاش پر گرا دیا اور کافی دیر تک روتی بھی رہیں اور اکبرؑ کے
چہرہ اور پیشانی کو چومتی رہیں اور اپنی چادر سے اکبرؑ کے خون آلود چہرے کو صاف
کر کے کہا ظالموں نے ہم سے ہم شکل پیغمبرؐ بیٹا چھین لیا ہے خدا ان سب کو برباد
کرے امام علیہ السلام آئے اور کہا بہن زینبؑ واپس خیمے کی طرف چلو تمہارے
رونے کی وجہ سے پورے اہلبیتؑ بے چین ہو کر رہ گئے ہیں دیکھو تو سہی ہماری
ساری خواتین اور بچے درخیمہ پر کھڑے ہو کر گریہ و ماتم کر رہے ہیں۔ میں نے کسی

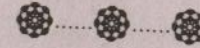
اور اپنے دشمن سے جا کر لڑو۔ اے نور نظر! اب تو دوبارہ میرے پاس نہیں آئے گا
بلکہ جناب رسولؐ خدا تجھے ایسا سیراب کریں گے تو پھر پیاسا نہ ہوگا پھر میدان میں
واپس آ کر جناب علی اکبرؑ دشمنوں سے لڑنے لگے اور نوے یزیدیوں کو واصل جہنم
کیا۔ ثُمَّ صَرَبَ مُنْقَذُ ابْنِ مُرَّةِ الْعُبْدِيِّ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ جَنَابُ عَلِيٍّ الْكَبْرُ
ابھی لڑنے میں مشغول تھے کہ معتمد بن مرہ عبدی لعین نے کمین گاہ سے آ کر شہزادہ
علی اکبرؑ کے سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ آپؑ کا سر شگافتہ ہو گیا اور جناب علی اکبرؑ
شدید زخمی ہو گئے فَقَطَعُوْهُ اِرْبًا اِرْبًا ان ظالموں نے جناب علی اکبرؑ کے جسم مبارک
کو چھلنی چھلنی کر دیا، جب آپؑ کا آخری وقت آ پہنچا تو با آواز بلند پکار کر کہا يَا اَبَتَاہُ
اَذْرِ حُبِّي اے بابا جان اکبرؑ نے اپنی جان آپؑ پر قربان کر دی ہے میری جلد خبر لو
فَصَاحَ الْحُسَيْنُ وَقَالَ قَتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا قَتَلُوْكَ جَنَابُ اِمَامِ حُسَيْنٍ نے با آواز بلند
کہا ”ہائے میرا اکبرؑ“ آپؑ کی آواز گریہ سے زمین کر بلا کانپ گئی اور فرمایا اے
اکبرؑ! خدا ہلاک کرے اس قوم کو کہ جنھوں نے تجھے قتل کیا ہے۔

راوی کہتا ہے ہم نے کسی مصیبت میں بھی امام حسینؑ کو بہت زیادہ بے
چین و بے قرار نہ پایا، لیکن جب حضرت علی اکبرؑ گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے
اور پکارا بابا جان! علی اکبرؑ کی خبر لیجئے، تو اس وقت امام مظلوم بہت زیادہ بے چین
ہوئے اور بہت زیادہ گریہ کیا۔

وَجَاءَتْ وَانْكَبَتْ عَلَى نَعْشِهِ حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ اِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اپنے
نوجوان بیٹے کی لاش پر آئے اور بے تاب ہو کر اپنے آپؑ کو لاش پر گرا دیا اور آپؑ
پر غشی طاری ہو گئی خدا کسی باپ کو بیٹے کا یہ حال نہ دکھلائے جو فرزند رسولؐ نے
دیکھا۔ جب افاقہ ہوا تو آپؑ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے آپؑ مسلسل

سے پوچھا کہ یہ بی بی کون تھیں۔

فَقِيلَ هِيَ زَيْنَبُ بِنْتِ عَلِيٍّ کہا گیا کہ علیؑ کی بیٹی زینبؓ تھیں اکبرؓ کی موت پر اس قدر بے چین ہوئیں کہ آپ خیمہ سے میدان کی طرف چلی آئیں۔ کہا جاتا ہے کہ جناب زینبؓ کو علی اکبرؓ سے بہت زیادہ محبت تھی اٹھارہ سال تک شہزادہ اکبرؓ کو پالا پوسا اور اپنی اولاد سے بھی بڑھ کر پیار دیا۔



پانی پی کر امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرنے کا ثواب جناب رسول خداؐ کی حسینؑ سے بے پناہ محبت اور آنحضرتؐ کا قبل از وقت شہادت حسینؑ کی خبر دینا آنحضرتؐ کا اپنے نواسے کو مجزا نہ طور پر دودھ پلانا امام علیہ السلام کی پیاس میں شدت شہادت علی اصغرؑ امام حسینؑ کا رخصت ہونا اور آپؑ کی شہادت اور کربلا کی گرم ریت پر آپؑ کی لاش کا بے گور و کفن پڑے رہنا۔



مولانا عابد عسکری

لو میں اس قدر پیار کرتا ہوں امت جفا کار اسے بھوکا پیاسا قتل کرے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں بیٹا تو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا جائے گا۔

قَالَ الْحُسَيْنُ يَا جَدَّاهُ أَقْتُلْ قَالَ بَلَى. ”امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان! کیا میں قتل کیا جاؤں گا؟“ قَالَ لِأَمِي ذَنْبٌ قَالَ يَا بُنَيَّ أَنْتَ مَعْصُومٌ مِنَ الْخَطَاةِ وَلَكِنْ لِرَفَاهِ أُمَّتِي جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان وہ کس جرم میں مجھے قتل کریں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تو ہر گناہ و خطا سے پاک ہے لیکن میری امت کی شفاعت تیری شہادت پر موقوف ہے البتہ جو تجھے قتل کریں گے یا تیری مخالفت کریں گے وہ جہنمی ہوں گے قَالَ يَا جَدَّاهُ أَنَا رَضِيْتُ بِذَلِكَ جناب امام حسینؑ نے فرمایا۔ نانا جان! اگر آپؐ کی امت کی شفاعت میری شہادت پر موقوف ہے تو پھر میں اس شہادت پر راضی ہوں میں چاہتا ہوں کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں اور آپؐ کی امت آتش جہنم میں جانے سے بچ جائے۔ سبحان اللہ امام حسینؑ کس قدر بلند حوصلہ عالی ہمت تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت امام حسینؑ پیدا ہوئے تو جناب سیدہ کو ایک بیماری لاحق ہوئی کہ جس کی وجہ سے امام حسینؑ اپنی والدہ کا دودھ نہیں پی سکتے تھے۔ فَطَلَبَ رَسُولُ اللَّهِ مَرْضِعَةً فَلَمْ يَجِدْ لَهُ مَرْضِعَةً يَغْبِرُ اِكْرَمُ نے اپنے اس بچے کے لیے دایہ تلاش کی لیکن وہ میسر نہ آئی فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَدْخُلُ فِي دَارِ فَاطِمَةَ وَيَضَعُ لِسَانَهُ فِي فَمِهِ جناب رسولؐ خدا اپنی بیٹی فاطمہ الزہراءؑ کے گھر میں تشریف لائے اور اپنے نواسے کو گود میں لے کر اپنی زبان مبارک اپنے نواسے کے دہن مبارک میں دی فَيَمَصُّ مِنْهَا لَبَنًا يَكْفِيهِ وَيُقْذِيهِ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ پس جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی زبان مبارک چوستے تھے تو جناب رسولؐ خدا کی

کتاب امالی میں داؤد رقی سے منقول ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ امام علیہ السلام نے پانی نوش فرمایا فَأَغْرَوْا عَيْنَاهُ بِالذُّمُوعِ وَقَالَ امام علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ امام حسینؑ کے قاتلوں پر خدا کی لعنت ہو پھر فرمایا جو شخص پانی پینے کے بعد میرے جد مظلوم حضرت امام حسینؑ اور ان کے اہلبیتؑ کی پیاس کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ جزا لکھتا ہے اور ایک لاکھ اس کا گناہ محو کر دیتا ہے اور اس کا ایک لاکھ درجہ بلند کرتا ہے روز قیامت ٹھنڈا بادل اس پر سایہ لگن رہے گا اور وہ ہر قسم کی حرارت اور پیاس سے محفوظ رہے گا۔

طبری نے طاؤس یمانی سے روایت کی ہے إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَكَانِ الْمُظْلِمِ يَهْتَدِي إِلَيْهِ النَّاسُ بَيَاضَ جَبِينِهِ وَنَحْوِهِ کہ امام حسینؑ جب تاریک مکان میں بیٹھے تھے تو آپؐ کی پیشانی مبارک اور گلوائے مقدس سے ایک ایسا نور ظاہر ہوتا تھا کہ لوگ معلوم کر لیتے تھے کہ امام حسینؑ یہاں پر تشریف رکھتے ہیں فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ كَثِيرًا مَا يَقْبَلُ جَبِينَهُ وَنَحْوَهُ اسی وجہ سے جناب رسولؐ خدا اکثر اپنے پیارے نواسے کے گلے اور پیشانی پر بوسہ دیتے تھے وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ الْحُسَيْنُ يَوْمًا لَجِدَهُ لَمَّا يَقْبَلُ نَحْوِي اور ایک روایت میں ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا اپنے نواسے حسینؑ کے گلے کو چوم رہے تھے کہ امام مظلوم نے عرض کی نانا جان آپؐ ہر وقت میرے گلے کو کیوں چومتے ہیں فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ يَهْنُ كَرَحْضٍ بِيَا بَنِي أَقْبَلُ مَوْضِعَ السُّيُوفِ مِنْكَ. پیارے بیٹا! تیرے گلے پر میں بار بار اس لیے بوسہ دیتا ہوں کہ ایک روز تیرا حلق نازنین خنجر ظلم سے کاٹا جائے گا پس میں کیونکر گریہ نہ کروں کہ جس

کا کوئی فرد بھی کسی ظالم سے کسی قسم کا سوال کرے حسینؑ تو کائنات کو دینے والے ہیں، بھلا حسینؑ ایسا کریم امام کسی سے کسی قسم کا سوال کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔“ (مترجم) روایت میں ہے کہ جب امام علیہ السلام میدان کربلا میں اکیلے اور تنہا رہ گئے آپؑ نے حسرت بھری نگاہ سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر فرمایا هَلْ مِنْ مُوَحِّدٍ يَخَافُ اللَّهَ فِينَا وَآعَانَنَا آيا ہے کوئی ایسا فریاد رس کہ ہماری فریاد کو پہنچے۔ جب یہ اہلبیتؑ نے امام علیہ السلام کی یہ بیکسی اور غربت دیکھی تو خیمے سے رونے، ماتم کی صدائیں بلند ہوئیں۔ فَتَقَدَّمَ إِلَى بَابِ الْخِيَمَةِ فَقَالَ نَاوِلُونِي عَلِيًّا ابْنِي الطِّفْلَ حَتَّى أُوَدِّعَهُ امام علیہ السلام اپنے پردہ داروں اور بچوں کے رونے کی آواز سن کر در خیمہ پر تشریف لائے اور فرمایا میرے فرزند صغیر تشنہ لب علی اصغرؑ کو میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے وداع کروں فَنَاوَلُوهُ الصَّبِيَّ فَجَعَلَ يُقَبِّلُهُ وَهُوَ يَقُولُ جب اس معصوم بچے کو امام علیہ السلام کے پاس لایا گیا تو آپؑ نے اس بچے کو اٹھایا اپنے گلے سے لگایا اور اس کی پیشانی، چہرے اور خشک ہونٹوں کو چوما کافی دیر تک امام علیہ السلام اصغرؑ کو چومتے رہے اور روتے بھی رہے اور مسلسل فرماتے جا رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم پر عذاب نازل فرمائے جو ہمارے درپے آزاد رہے اس کے بعد امام علیہ السلام علی اصغرؑ کو اپنے ہاتھوں پر لیے میدان میں آئے، علی اصغرؑ اس وقت پیاس کی شدت کی وجہ سے بے ہوش تھے حضرتؑ نے لشکر مخالف کو دکھا کر با آواز بلند فرمایا اے بے رحمو! اگر حسینؑ تمہارے زعم ناقص میں قصور وار ہے تو اسے پانی نہ دو لیکن یہ تو بتاؤ کہ اس معصوم بچے کا کیا قصور ہے؟ ارے ظالمو! قیامت کی پیاس سے ڈرو اور اسے تھوڑا سا پانی دے دو کہ میرا یہ فرزند جان بلب ہے امام علیہ السلام نے انتہائی افسردہ لہجے میں علی اصغرؑ کے لیے پانی مانگا اگر یزیدیوں کی جگہ پر پتھر بھی ہوتا

زبان مبارک سے ایک چشمہ شیر جاری ہوتا تھا اور امام علیہ السلام ایسے سیر ہوتے تھے کہ آپؑ کو دو دن یا تین دن دودھ پینے کی خواہش نہیں ہوتی تھی۔

فَفَعَلَ ذَلِكَ اَرْبَعِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً اِسی طرح چالیس روز گزر گئے امام حسینؑ کو جب ہی بھوک لگتی تھی جناب رسولؐ خدا تشریف لا کر اپنے لخت جگر کو اپنی زبان مبارک کے ذریعہ سے سیر کرا دیتے تھے فَنَبَتْ لَحْمُ الْحُسَيْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اللَّهِ وَدَمُهُ مِنْ دَمِهِ پس جناب امام حسینؑ کا گوشت جناب رسولؐ خدا کے گوشت سے پیدا ہوا اور ان کا خون اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفیؐ کے خون سے بنا۔

حضرات رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ وہی حسینؑ کہ جن کا جسم جسم رسولؐ سے پیدا ہوا تھا تیروں، تلواروں کی وجہ سے چھلنی چھلنی ہو چکا تھا۔ زخموں پہ زخم تھے، وہی ہونٹ جو جناب رسولؐ خدا کی زبان مبارک چوستے تھے پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو گئے تھے وَيَلْوُكُ لِسَانَهُ مِنَ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ اور جناب امام حسینؑ کی زبان خشک ہو گئی تھی اور اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیر کر قوم اشقیاء سے پانی مانگتے تھے اور فرماتے تھے يَا قَوْمِ اَنَا سَبْطُ الْمُصْطَفَى وَعَظْمَانِ اے قوم! میں جناب رسولؐ خدا کا نواسا ہوں اور پیاسا ہوں اور عمر سعد سے فرمایا تھا اِسْقِنِي شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ فَقَدْ نَشِئْتُ كَبِدِي مِنَ الظِّلْمَاءِ اے عمر سعد مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے کہ پیاس کی وجہ سے میرا جگر جل رہا ہے۔ میرے نزدیک امام علیہ السلام نے اتمام حجت کے طور پر پانی مانگا تھا کہ روز قیامت یہ کوئی نہ کہہ سکے کہ امام علیہ السلام نے ان سے پانی نہیں مانگا تھا یا دنیا والے یہ نہ کہہ سکیں کہ حضرتؑ نے پانی کا کسی سے سوال ہی نہیں کیا۔ ورنہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اہلبیتؑ

آواز دے کر کہا کہ زینبؓ بہنِ اصغرؓ کو لے لو جنابِ زینبؓ جو نبیؐ آئیں اور اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا کہ امام علیہ السلام کے ہونٹ پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو چکے ہیں اور آپ کے بازو سے کافی خون بہہ رہا ہے اور آپ کے ہاتھوں پر علی اصغرؓ کی لاش ہے اور اصغرؓ کے گلے اور کانوں سے خون نکل رہا ہے۔ بگٹ بگٹا شہیدؓ بی بی بلند آواز سے روئیں اور جناب رسولؐ خدا کے روضہ اقدس کی طرف خطاب کر کے بولیں وَاجِدَاهُ وَمُحَمَّدَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَذَا ابْنُكَ الْحُسَيْنِ وَشَفَاتُهُ ذَا بِلَاثٍ مِنَ الظَّمَاءِ وَالْدَّمِ مَسْفُوحٌ عَنْ جِسْمِهِ هَائِلٌ نَانَا میں آپ سے ان ظالموں کے ظلم و ستم کی شکایت کرتی ہوں۔

فَأَخَذَتْهُ فِي الْخِيَمَةِ جَنَابُ زَيْنَبُ رَوْتِے ہوئے علی اصغرؓ کی لاش کو لے کر خیمہ میں آئیں فَلَمَّا رَأَتْهُ أُمُّهُ بَكَتْ بُكَاءَ شَدِيدًا آہِ جو نبیؐ یہ حال مادرِ اصغرؓ نے دیکھا کہ اصغرؓ کے گلے سے خون بہہ رہا ہے بے جان لاش جنابِ زینبؓ کی گود میں ہے اور اس ننھی لاش کے سوکھے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی ہے عجب حال ہوا اس دل جلی ماں کا وہ بی بی چینیں مار کر رونے لگی اور تڑپ تڑپ کر بے قراری میں کہتی تھیں وَابْنِي وَبَنِي لِمَنْ قَتَلَكَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعَكَ اے میرے بچے اے میرے پارہ جگر! ہائے میرے اصغرؓ عذاب ہو اس ظالم پر جس نے تجھ بے زبان پر بھی رحم نہ کھایا اور پیاسا قتل کیا اور پانی نہ دیا اُنہم بگٹ بگٹا شہیدؓ حتیٰ خورث مغشیۃ علیہا پھر وہ بی بی اس قدر روئی کہ روتے روتے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی اور امام مظلوم اور سب اہلبیتؑ بیقرار ہو کر رونے لگے امام علیہ السلام سب کو پکارتے تھے اور ان کو کوئی مددگار نظر نہ آتا تھا فَقَالَ يَا زَيْنَبُ وَيَا أُمَّ كَلْتُمُو وَيَا سَكِينَةَ الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ عَلَيْنُكَ مَنِي السَّلَامُ تو امام علیہ السلام نے فرمایا اے

تو وہ بھی پانی پانی ہو جاتا مگر افسوس کہ ان ظالموں نے امام علیہ السلام کے سوال کا جواب کس انداز میں دیا؟

فَرَمَاهُ حُرْمَلَةً بَنُ كَاهِلٍ الْأَسَدِيُّ لَعَنَهُ اللَّهُ بِسَهْمٍ فَنَبَحَهُ فِي حَجَرِ الْحُسَيْنِ نَاغَاهُ حَرْمَلَهُ نَ پانی کے بدلے میں ایک ایسا تیر جناب علی اصغرؓ کے خشک گلے پر مارا کہ وہ تین دن کا پیاسا تڑپ تڑپ کر اپنے بابا کی گود میں شہید ہو گیا۔ امام علیہ السلام نے زخم کے نیچے ہاتھ رکھا اور جب چلو خون سے بھر گیا تو اسے آسمان کی طرف پھینک دیا اور بارگاہِ الہی میں عرض کی۔

اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيَّ مَا نَزَلَ بَنِي بَارِئِهَا يَه سب رنج و آزار تیری راہِ رضا میں آسان ہیں وَبُكِي بُكَاءَ شَدِيدًا پھر امام علیہ السلام بیتاب ہو کر زار و قطار روئے اور فرمایا وَاصْغَرَاهُ وَيْلَ لِمَنْ صَرَبَ السَّهْمَ عَلَى حَلْقِكَ هَائِلٌ اصغرؓ ہائے میرے لال اس ظالم پر خدا کا عذاب نازل ہو جس نے تیری پیاس پر رحم نہ کھایا اور پانی کے بدلے میں تیرے سوکھے حلق پر ایسا تیر مارا کہ تو دنیا سے پیاسا چلا گیا یَعُزُّ عَلَيَّ مُفَارَقَتُكَ اے میرے پارہ جگر! تیرے باپ پر تیری جدائی بہت دشوار ہے کہ تو یوں پیاسا میرے ہاتھوں پر مارا جائے۔

فَتَقَدَّمَ إِلَى بَابِ الْخِيَمَةِ وَقَالَ لَزَيْنَبُ خُذِيهِ إِيَّاهُ امام علیہ السلام روتے ہوئے درخیمہ پر آئے اور خیمہ سے باہر کھڑے ہو کر فرمایا اے زینبؓ بہن! علی اصغرؓ کو لے لو فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ أَخَاهَا الْحُسَيْنَ يِهَاں پر دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ظالموں نے امام علیہ السلام کو مہلت نہ دی کہ آپ علی اصغرؓ کی لاش خیمہ میں لے جاتے یا یہ کہ کریم امامؑ کو مادرِ اصغرؓ سے شرم آئی کہ وہ اس کے فرزند کو پانی پلانے لے گئے تھے اب انھیں علی اصغرؓ کی لاش کس طرح دیں اس لیے جنابِ زینبؓ کو

مَغْشِيَةً عَلَيْهَا جب بی بی زینبؓ نے اپنے بھائی کا حسرت بھرا یہ جملہ سنا کہ میرا بھائی ضرور شہید ہو تو آپ نے ماتم کرنا شروع کیا اور روتے روتے زمین پر گر پڑیں جب ہوش آیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا اِنْتِنِي بِثَوْبٍ عَتِيقٍ لَا يَرُغَبُ فِيْهِ اَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اے بہن! کوئی پرانا سا لباس مجھے لا دو کہ اس کی طرف کوئی ظالم رغبت نہ کر سکے اَجْعَلْهُ تَحْتَ ثِيَابِي لِثَلَا اُجَرِ دَمْنَهُ بَعْدَ قَتْلِي کہ میں پرانے لباس کو زیر لباس پہنوں گا تاکہ میری شہادت کے بعد وہ لباس میرے بدن پر رہے فَلَمَّا قُتِلَ عَرُوهُ وَبَقِيَ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ غُرْيَانًا لِّكِن افسوس کہ جب امام علیہ السلام شہید ہوئے تو ظالموں نے وہ پرانا لباس بھی اپنے ساتھ لے گئے یوں امام علیہ السلام تین دن تک بغیر کفن کے کربلا کی گرم زمین پر خاک و خون میں غلطاں پڑے رہے دن کو دھوپ اور رات کو اوس پڑتی تھی ایک پاجامہ باقی تھا کہ اس کا ازار بند لینے کے لیے شتر بان نمک حرام نے حضرت کے ان دونوں ہاتھوں کو قطع کر دیا کہ جن کے بوسے فرشتے لیتے تھے۔



زَيْنَبُ! اے ام کلثوم! اے سکینہ! الوداع الوداع تم سب کو میرا سلام آخر پہنچے۔ سکینہؓ نے جونہی اپنے بابا کی آواز کو سنا تو فوراً اپنے بابا سے لپٹ کر چھین مار کر رونے لگی اور یہ کہہ رہی تھی يَا اَبْتَاهُ اسْتَسْلَمْتُ لِلْمَوْتِ لِيَتْنِي كُنْتُ لَكَ الْفِدَاءُ بابا آخر آپ نے موت ہی کو چن لیا ہے کاش سکینہؓ آپ پر فدا ہوتی اور آپ کا یہ حال نہ دیکھتی فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيدًا وَقَالَ يَا بَنِيَّةُ كَيْفَ لَا يَسْتَسْلِمُ مَنْ لَا نَاصِرَ لَهُ وَلَا مَعِيْنَ وَقَدْ قُتِلَ اَنْصَارُهُ وَاجْبَاؤُهُ وَبَنُوهُ وَاَخَوَاتُهُ امام علیہ السلام اپنی بیٹی کی بے قراری اور مظلومیت دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا سکینہؓ بیٹی وہ شخص کیوں نہ موت کو اختیار کرے کہ جس کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہو بیٹی میرے سب انصار و دوست مارے گئے اور بیٹے اور بھائی آنکھوں کے سامنے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کوئی بھی تو زندہ نہ بچ سکا اب موت کے سوا چارہ کیا ہے۔ جناب خاتون نے رونا شروع کیا اور کہتی تھیں کاش زینبؓ کو موت آئی ہوتی اور یہ وقت نہ دیکھتی هَذَا كَلَامٌ مِّنْ اَيَقُنُ بِالْمَوْتِ اَبٌ كِي باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ بھیا آپ نے موت کی تیاری کر لی ہے اور آپ کی شہادت کا وقت آن پہنچا ہے۔

فَقَالَ نَعَمْ يَا اُخْتَاهُ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں بہن میں نے مرنے کی تیاری کر لی ہے۔ یہ سن کر بی بی زینبؓ نے کہا وَيَا اَخِي تَقْتُلُ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْكَ بھیا میں آپ کو قتل ہوتے دیکھوں گی پھر حضرت زینبؓ بے قرار ہو کر بولیں يَا اَخَاهُ رُدَّنَا اِلَى حَرَمِ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ بھائی حسینؓ اگر ممکن ہو تو ہمیں نانا رسول خدا کے روضے پر پہنچا دیں امام علیہ السلام نے فرمایا اے بہن! افسوس کہ اگر یہ قوم مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو فوراً پہنچا دوں یہ لوگ تو مجھے ذرا بھر مہلت دینے پر تیار نہیں ہیں فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَالِكَ لَطَمَتْ عَلٰى وَجْهِهَا وَاهْوَتْ اِلَى جَبِيْهَا فَشَقَّتْهُ وَخَرَّتْ

وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا وَتَذَكَّرُوا فَضَلَ عَلَيَّ ابْنِ أَبِي
طَالِبٍ هَبَطَتْ عَلَيْهِمْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ حَدِيثٌ فِيهِ أَنَّ جَسَّاسَ قَوْمٍ مَوْنِينَ كَرَامٍ
كُنِيَ جَسَّاسٌ بِرَأْسِهِ هُوَ كَرِهُتِ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَافُضَائِلِ وَمُنَاقِبِ بَيَانِ
كَرْتِ هِيَ تَوَانِ بِرَفَرَشْتِ نَازِلِ هَوْتِ هِيَ اَوْرَانِ سَ مَصَافِيهِ كَرْتِ هِيَ۔

فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجَتْ الْمَلَائِكَةُ إِلَى السَّمَاءِ بِسَ جَبِ وَهُ مَوْنٌ مَتَفَرِّقِ
هَوْتِ هِيَ تَوَفَرَشْتِ آسَمَانِ بِرِ چَلِ جَاتِ هِيَ۔ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّا نَشْمُ
مِنْ رِيحِكُمْ مَا لَا نَشْمُهُ، مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوْرِ دَوْرِ آسَمَانِي فَرَشْتِ اَن سَ كَبْتِ
هِيَ كَ اَسِ وَتِ هَمِيسَ تَمِ مِ سَ اِيسِي خُشْبُو آ رِي هِيَ كَ وَهُ هَمِ دَوْرِ فَرَشْتُو
سَ نَبِيسَ سَوْنُكْتِ۔

فَيَقُولُونَ كُنَّا عِنْدَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ مُحَمَّدًا وَاهْلَبَيْتِهِ، وَهُ فَرَشْتِ كَبْتِ
هِيَ كَ هَمِ اَسِ وَتِ اَن لَوُگُو كَ پَاسِ تَحِي كَ جُوْمُو وَآلِ مَحْمُو كَ ذَكَرِ مِ مَشْغُولِ
تَحِي پَاسِ يَهِ خُشْبُو اَن كِي خُشْبُو هِيَ؟ وَهُ فَرَشْتِ كَبْتِ هِيَ كَ هَمِيسَ بِهِي وَهَاسِ بِرِ لَ چَلُو
جِهَاسِ ذَكَرِ اَبِلِ بَيْتِ هُوْتَا هِيَ يَهِ فَرَشْتِ كَبْتِ هِيَ كَ اَسِ وَتِ وَهُ لَوُگِ اِپَنِ اِپَنِ
گُھروں كِي طَرَفِ جَا چَكِي هِيَ۔

فَيَقُولُونَ اَذْهَبُونَا فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَذْكُرُونَ فِيهِ پُھر وَهُ فَرَشْتِ كَبْتِ
هِيَ كَ هَمِيسَ اَسِ مَكَانِ هِي مِ لَ چَلُو كَ جِهَاسِ وَهُ لَوُگِ يَهِ ذَكَرِ كَرْتِ هِيَ۔

كَتَابِ كَنْزِ الْفَوَائِدِ مِ جَنَابِ اَبُو ذَرِ غَفَارِي سَ مَنَقُولِ هِيَ كَ حَضَرْتِ مَحْمُو
مُصْطَفَا كَا اَرشَادِ گَرَامِي هِيَ۔ يَا اَبَا ذَرِّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ عَلٰی كُلِّ رُكْنٍ مِّنْ
اَرْكَانِ عَرْشِهِ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ اِے اَبُو ذَرِّ! اللّٰه تَعَالٰی نَ اَرْكَانِ عَرْشِ سَ ہر
رُكْنِ پَر سِتْرِ ہزار فَرَشْتِ مَقَرَرِ كِي هِيَ لَيْسَ لَهُمْ تَسْبِيحٌ وَلَا عِبَادَةٌ اِلَّا الدُّعَاءُ

روایت نمبر



مجلس حسین میں شرکت کرنے کی فضیلت جناب امیر علیہ السلام کا ضعیفہ کے گھر
میں مقبوضے کا پہنچانا اور شہادت علی اصغر اور جناب علی اصغر کی مٹی کی قبر پر ان کی ماں کے
رقت آمیز نعت کرنا۔



مولانا عابد عسکری

تک پہنچا دیتا ہوں وَالْمَرْأَةُ مَا عَرَفْتُهُ فَأَعْطَتْهُ قِرْبَتَهَا فَحَمَلَهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَذَهَبَ مَعَهَا إِلَى مَنْزِلِهَا اس بڑھیا نے امام علیہ السلام کا نام تو سن رکھا تھا لیکن آپ کو دیکھا ہوا نہیں تھا اس لیے وہ آپ کی شکل و صورت کو نہ پہچانتی تھی۔ امام علیہ السلام اس بڑھیا کا مشکیزہ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے چل پڑے یہاں تک کہ وہ مشکیزہ بڑھیا کے گھر تک لے آئے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اے بڑھیا! تو کون ہے اور تیرا ذریعہ معاش کیا ہے؟ وہ بولی میرے شوہر کو علی ابن ابی طالبؑ نے جہاد پر بھیجا تھا وہ مارا گیا۔ میرے بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ میں محنت مزدوری کرتی ہوں۔ پانی بھر کر لوگوں کے گھروں تک پہنچاتی ہوں میں جو بھی کماتی ہوں وہ آ کر اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر دیتی ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے جب اس کا حال سنا تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے گھر تشریف لائے وَمَا نَامَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ بِالْقَلْقَلِ وَالْاضْطْرَابِ امام علیہ السلام پریشانی اور دکھ کی وجہ سے رات بھر سو نہ سکے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ایک چادر میں اس کے لیے اناج اور گوشت باندھا اور پشت مبارک پر رکھ کر بڑھیا کے گھر کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں آپ کو آپ کا ایک صحابی ملا قَالَ يَا مَوْلَايَ اَعْطِنِي هَذَا لِاحْمَلَهُ مَعَكَ قَالَ مَنْ يَحْتَمِلُ وَزْرِي غَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ عرض کی مولا یہ سامان مجھے دیجئے کہ آپ نے جہاں بھی جانا ہے اسے میں پہنچا دیتا ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ آج دنیا میں تو نے میرا بوجھ اٹھا لینا ہے کل قیامت کے روز میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟ یہ کہہ کر آپ اس مومنہ کے دروازے پر آئے اور آواز دی وہ بولی تو کون ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں وہی بندہ خدا ہوں جو کل تیری مشک اٹھا کر تیرے گھر لایا تھا۔ وہ کہنے لگی خدا تجھ سے راضی ہو اور تجھ پر رحم و کرم

لِعَلِيٍّ وَشَيْعَتِهِ وَالِدُعَاءُ عَلَى اَعْدَائِهِ۔ وہاں پر وہ نہ عبادت کرتے ہیں اور نہ دعا بلکہ ان کا کام ہے موالیان علیؑ پر درود بھیجنا اور ان کے حق میں دعا کرنا۔ وہ فرشتے ہر وقت محمدؐ آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ اَلْقَائِدِيهِ فِي غُنِي عَلِيٍّ وَيَقْبَلُ وَيَبْكِي وَيَقُولُ جَنَابُ عَائِشَةَ رَوَايَتِ كَرْتِي هِيَ كِهْ اِيك رُوز ميں نِه جناب رسول خدا کو ديكھا كه آپ نِه جناب اميرؑ كِي گردن ميں دونوں ہاتھ ڈالے اور پيار سے ان كا منہ چومتے ہيں اور رورور كر فرماتے ہيں۔ يَا بَيَّ اَنْتَ يَا وَحِيدَ الشَّهِيْدِ اے مسجد ميں تنہا شہيد ہونے والے ميرابابؑ تجھ پر ندا ہو وَجَعَلَ يَبْكِي وَيَتَخَذُ غَرْقُ وَجْهَهُ وَيَلْطُخُ بِهِ وَجْهَهُ يہ کہہ کر آپؑ روتے جاتے تھے اور علیؑ کے چہرے كا پسینہ پونچھتے تھے اور اپنے چہرے پر ملتے تھے۔

ايك اور روايت ہے كه جنگ خندق ميں جس روز عمرو بن عبدود كے ہاتھ سے جناب اميرؑ كے سر پر زخم لگا فَشَدَّ النَّبِيُّ جُرْحَهُ مِنْ يَدِهِ وَيَبْكِي وَيَقُولُ پس جناب رسول خدا اپنے دست مبارك سے عليؑ كے زخم پر پٹی باندھتے اور روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے اَيْنَ اَكُوْنَ اِذَا خُصِبْتُ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ اس وقت ميں کہاں ہوں گا جس وقت يہ ريش مبارك اس سر اطہر خون سے رنگين ہو جائے گی۔

روايت ہے كه ايك دن حضرت علي مرتضیٰؑ کہيں جا رہے تھے تو راستہ ميں ايك مومنہ خاتون کو ديكھا كه اس نے پانی كِي بھري ہوئی مشك اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہے اور بڑی مشكل سے چل رہی ہے۔ قَدْ نَا مِنْهَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ رَحْمَةً عَلَيْهَا وَقَالَ يَا اَمَتُ اللّٰهُ اَعْطِنِي قِرْبَتِكَ پس حضرت امير عليہ السلام كو اس پر رحم آيا اس كے پاس جا كر فرمايا كه يہ مشك مجھے دے دو كه تم تھك گئی ہو ميں تجھے گھر

امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَآخُو سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَرَوْحُ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ وہ بولی کہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے ان کا احترام نہ کیا یہ تو امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب ہیں تو ان سے کام لے رہی ہے یہ تو برادر رسول خدا شوہر نامدار جناب فاطمہ زہرا ہیں اے بے شعور یہ وہ شخص ہے کہ جس نے دُر خیر اکھاڑا ہے اور جنگ احد میں ایسا لڑا کہ ملک فلک پر لَا فَتَى إِلَّا عَلَيَّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ پکارا جائے فَلَمَّا سَمِعَتْ كَلَامَهَا وَقَعَتْ عَلَى أَقْدَامِهِ وَبَكَتْ وَقَالَتْ پس جب اس عورت نے سنا کہ یہ جناب امیر ہیں تو دوڑ کر پاؤں پر گر پڑی اور رو کر بولی وَاحْيَانِي مِنْكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحْجَلَانِي مِنْكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَاعْفَلَانِي مِنْكَ يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ہائے مولا میں آپ سے شرمندہ ہوں اور مجھے ندامت ہوئی۔ اپنے آپ پر اور افسوس کہ میں آپ سے غافل رہی اے امیر المؤمنین اور آپ کی عزت نہ کی مجھے پتہ ہی نہیں تھا کہ آپ ہی ہمارے آقا و مولا ہیں اس لاعلمی میں مجھ سے بے ادبی ہو گئی ہے کہ آپ سے گھر کا کام کاج کر دیا۔ اس وقت امام علیہ السلام نے شرم سے سر جھکا لیا اور آہستہ فرمانے لگے وَاحْيَانِي مِنْكَ يَا اَمَةَ اللَّهِ فِيمَا فَضَرْتُ فِيْ اَمْرِكَ اے کنیز خدا تو کیوں شرمندہ ہو کر روتی ہے کہ میں خود تجھ سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تیرے حق میں تقصیر کی اور تیری اور تیرے یتیم بچوں کی خبر نہ لی اور تو مصیبت میں تھی تیرا شکوہ بجا ہے اب تو علی کو دل سے بخش دے۔

سبحان اللہ جناب امیر کی یتیم پروری کا تو یہ حال تھا اور افسوس اس زمانہ نگار پر کہ ایسے کریم کی اولاد سے کیا کیا سلوک کیا۔

فرزند حیدر کرار نے ان ظالموں کا کیا قصور کیا تھا کہ وہ اس قدر آپ کو تکلیف دیتے۔ چنانچہ راوی لکھتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب اصغر کو خیمہ سے

کرے اور میرے اور علی کے درمیان انصاف کرے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام چپ رہے۔ الغرض جب دروازہ کھلا حضرت اس کے گھر میں تشریف لے آئے اور آپ نے وہ اناج اس کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا میں ایک بندہ خدا ہوں چاہتا ہوں کہ کچھ کارِ ثواب کروں اس نیت سے خدا کی رضا کے لیے تیری خدمت کرنے آیا ہوں پس یا تو بچوں کو بہلا اور میں کھانا تیار کرتا ہوں یا تیرے بچوں کو میں بہلاتا ہوں اور تو کھانا پکا۔ وہ بولی کہ میں آنا گوندتی ہوں اور تو میرے بچوں کا خیال رکھ اور گوشت بھی پکا تا جا۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے یہ دونوں کام میں کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ بچوں کو بہلانے لگے بلکہ بچے جس کام میں خوش ہوتے تھے آپ وہی کرتے تھے اور لقمہ بنا کر ان کو کھلاتے تھے اور ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے اور رورو کر فرماتے تھے اے یتیمو اے میرے فرزند علی کو معاف کر دو کہ اس نے تمہاری خبر نہ لی پس جب وہ عورت آنا گوند کر فارغ ہو چکی تو کہا: اے بندہ خدا اٹھو اور تنور کو جلد روشن کرو۔ امام علیہ السلام اٹھے اور تنور میں آگ سلگائی اور جب تنور کا شعلہ بھڑکا اور اس کی گرمی سے حضرت کو تکلیف پہنچی تو فرمانے لگے۔

ذُقْ يَا عَلِيُّ هَذَا جَزَاءُ مَنْ ضَيَّعَ الْأَرَامِلَ وَالْيَتَامَىٰ یعنی اے علی اس حرارت آتش کا مزہ چکھو یہ سزا اس شخص کی ہے کہ جو بیواؤں اور یتیموں کی خبر نہ لے اور وہ پریشان حال رہیں وَمَعَ ذَلِكَ كَانَ يَبْكِي اور اس کے ساتھ آپ روتے تھے إِذْ جَاءَتْ الْمَرْأَةُ وَتَعَجَّبَتْ وَقَالَتْ يَا هَذِهِ اتَّعَرَفْتِيْنَهُ قَالَتْ لَا نَاغَاهَ مَحَلِّهِ كِي اِيك عورت آئی اور حیران ہو کر اس ضعیفہ سے بولی کہ تو پہچانتی ہے کہ یہ کون ہیں اس نے کہا: میں نہیں جانتی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ یہ متقی و پرہیزگار اور نیک ترین شخص ہے اس نے مجھ پر ترس کھایا اور میری مدد کی۔ قَالَتْ وَيَحْكُ هَذَا

فَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا وَقَالَ أَهْ أَهْ حَتَّى بَكَى الْقَوْمُ رَاوِي كَهْتَا هَے كَہ امام
علیہ السلام اپنے معصوم اصغرؑ کو دفن کر کے اس کی نعش سی قبر پر کھڑے ہو کر کافی دیر
تک روتے رہے اور بہت زیادہ روئے۔ آپ کے رونے کی آواز سن کر دشمن بھی
رونے لگے۔ قَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فَخَرَجَتْ أُمُّهُ، مِنَ الْفُسْطَاطِ نَاشِرَةً
الشَّعْرَ لَا قِطْمَةَ الْوَجْهِ وَهِيَ تَقُولُ وَأَصْغَرَاهُ فَذَاكَ أُمُّكَ قَتَلُوكَ۔

عبدالحمید کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کی آواز گریہ خیموں میں پہنچی تو بیسیوں کو
یقین ہو گیا کہ وہ شیر خوار بچہ شہید ہو گیا ہے پس دفعۃً علی اصغرؑ کی ماں روتی ہوئی
سر کے بال کھولے ہوئے خیمہ سے نکلی اور یوں بین کرتی تھی افسوس اے میرے
اصغرؑ تیری ماں تجھ پر قربان ہو اس قوم جفا کار نے تجھے پانی کا ایک گھونٹ نہ دیا اور
پانی پلانے کی بجائے تیرے حلق نازنین پر تیرا ستم چلایا اور تو پیاسا مجھ سے رخصت
ہو گیا، کاش تیری یہ دکھیا ماں مر جاتی اور تو زندہ رہتا۔ تیرے مرنے کے بعد میرے
جینے کا کیا فائدہ! مجھے دکھ تو اس بات کا ہے کہ میں تجھے جی بھر کر دودھ بھی نہ پلا
سکی۔ میرے پاس پانی کی ایک بوند بھی نہ تھی کہ تیرے خشک ہونٹوں کو تر کرتی تھیں
جَاءَتْ عَلَى قَبْرِهِ وَأَنْكَبَتْ بِنَفْسِهَا عَلَيْهِ وَاعْتَقَنَتْهُ وَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى
بَلَ التُّرَابَ بِذُمُوعِهَا پھر قبر علی اصغرؑ پر آ کر اتار روئی کہ روتے روتے قبر پر گر پڑی
اور آنسوؤں سے ساری قبر تر ہو گئی۔ پھر جناب امام حسینؑ اس مضموم اور دکھیا کو خیمہ
میں لے آئے اس وقت سکینے ماں کی گود خالی دیکھ کر رونے لگی اور بار بار اپنی ماں سے
پوچھتی تھی کہ اماں میرے بھیا اصغرؑ کو کیا کیا؟ یہ بار بار پوچھتی تھی اور روتی تھی اس
حالت کو دیکھ کر ہر شخص رو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک قیامت برپا ہو چکی ہے۔



لائے تو وہ معصوم شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ امامؑ نے لشکر مخالف سے خطاب کر
کے فرمایا کہ اے بے رحم! اگر حسینؑ تمہارے زعم ناقص میں قصور وار ہے تو یہ میرا
معصوم و شیر خوار تو بے گناہ ہے تشنگی قیامت سے ڈرو تھوڑا سا پانی اسے پلا دو کہ یہ
جان بلب ہے۔ پس اس کے جواب میں فرماتا خُرْمَلَةُ بْنُ كَاهِلٍ نِ الْأَسَدِيِّ لَعْنَةُ
اللَّهِ بِسَهْمٍ فَذَبَحَهُ فِي حِجْرِ الْحُسَيْنِ نَاگاہ حرمۃ الحسین نے اس معصومؑ کے خشک
اور نازک گلے پر ایسا تیر مارا کہ وہ بچہ ٹپ ٹپ کر باپ کی گود میں شہید ہو گیا۔
واقعۃً ایسے مظالم کسی فرد بشر پر نہیں ہوئے جیسے فرزند زہراؑ پر ہوئے ہیں۔ آج تک
میدان جنگ میں کسی کا بچہ جو چھ مہینے کا ہو اور پیاسا ہو شہید ہوا ہے؟ جناب امام
حسینؑ کے اپنا ہاتھ اصغرؑ نے زخم کے نیچے رکھا جب چلو خون سے بھر جاتا تو آپؑ رو
رو کر آسمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔

فَلَمْ يَسْقُطْ مِنْ ذَلِكَ الدَّمِ قَطْرَةٌ إِلَى الْأَرْضِ پَس اس خون سے ایک
قطرہ بھی زمین پر نہ گرتا تھا تُمْ قَالَ لَا يَكُونُ أَهْوَنَ عَلَيْكَ مِنْ فَصِيلٍ پھر امام
علیہ السلام نے فرمایا خداوند! یہ میرا فرزند اصغرؑ تیرے نزدیک ناقص صالح سے کم نہیں
ہے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ حَبَسْتُ عَنَّا النُّصْرَةَ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَّنَا بَارَاہِا
اگر تو اس وقت ہماری نصرت میں مصلحت نہیں سمجھتا تو ان مصائب کو ہماری آخرت
کے ثواب اور ہماری بلندی درجات کا ذریعہ بنائے تُمْ نَزَلَ عَنْ قُرْسِهِ وَحَفَرَ لِلصَّبِيِّ
بِحَفْنٍ سَنِيْفِهِ وَرَمَلَهُ بِدَمِهِ وَدَفَنَهُ پھر امام علیہ السلام گھوڑے سے اترے اور نوک
شمیر سے اپنے جگر گوشے کے لیے ایک قبر کھودی اور اسے سپرد خاک کیا۔

نعش سی قبر کھود کے اصغرؑ کو گاڑ کے

شیر اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

رَوَى أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
مَنْ أَحَبَّنَا وَاحَبَّ هَذَيْنِ يَعْنِي حَسَنًا وَحُسَيْنًا وَأَبَاهُمَا
وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي.

صواعقِ محرقہ میں احمد بن حنبل نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب
رسول خدا نے فرمایا: جو مجھے دوست رکھے گا اور میرے ان دونوں شہزادوں حسن و
حسین اور ان کے پدر بزرگوار اور ان کی والدہ محترمہ کو تو وہ شخص میرے درجے میں
میرے ساتھ ہوگا اور حدیث میں ہے کہ انبیاء سابق میں سے تین بہت گریہ کرنے
والے نبی تھے حضرت آدم، حضرت یعقوب، اور حضرت یوسف۔

فَمَا آدَمُ فَبِكِي عَلَى الْجَنَّةِ حَتَّى صَارَ فِي خَدَّيْهِ أَمْثَالُ الْأَوْدِيَةِ
جناب آدم بہشت کے فراق میں بہت زیادہ روئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں
رخساروں پر گڑھوں کے نشانات پیدا ہو گئے وَأَمَّا يَعْقُوبُ فَبِكِي عَلَى يُوسُفَ حَتَّى
ذَهَبَ بِهِ بَصْرُهُ اور یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند یوسف علیہ السلام کے فراق میں
اتنا روئے کہ آپ کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی اور نابینا ہو گئے۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جس روز جناب یوسف کے بھائی یوسف
کو اپنے والد گرامی جناب یعقوب سے جدا کر کے لے گئے؟ اس دن جناب
یعقوب ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے بیٹے کے غم میں روتے رہے تھے۔ جناب
یوسف کی ایک بہن تھی کہ جو یوسف سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی وہ اپنے بابا کے
پاس بیٹھی رہی۔ جب شام ہوئی تو اس وقت حضرت یعقوب نے کہا بیٹی کیا وجہ ہے
کہ اب تک یوسف واپس نہیں آیا؟ میرے سینے میں آگ کے شعلے اٹھ رہے ہیں
اور میرے قلبِ مضطرب کو بالکل چین نہیں آ رہا خواہر یوسف اپنے بابا کو تسلی دیتی تھی

روایت نمبر



فضائل آل محمد، حضرت یعقوب کا فراق یوسف میں گریہ کرنا اور جناب فاطمہ
کا اپنے پیاروں سے پھڑپھڑنا، باپ بیٹی کی جدائی کا ایک المناک منظر جناب فاطمہ صغریٰ کا اپنے
بابا کے نام خط لکھنا وہ خط لے کر قاصد کر بلا میں پہنچا۔



مولانا عابد عسکری

شریک ہوں؟ غرض ہر صبح کو جناب یعقوب کنعان کے صحراؤں میں چلے آتے اور یوسفؑ کو ڈھونڈتے رہتے تھے اور کہتے تھے۔ **يَا بُنَيَّ يَا قَرَّةَ عَيْنِي أَفِي أَيِّ بَنِي طَرَحُوكَ** اے میرے پیارے بیٹے! اے میری آنکھوں کے تارے بیٹا یوسفؑ انھوں نے تجھے کس کنویں میں ڈال دیا ہے؟ **أَبَائِي سَيْفٌ قَتَلُوكَ أَبَائِي أَرْضِ دَفَنُوكَ** آیا تجھے کس تلوار سے قتل کیا آیا کس زمین میں تجھے دفن کیا **وَسَالَ رَبُّهُ أَنْ يَأْتِيَهُ** ملک الموتؑ فَاتَاهُ فَسَأَلَهُ **هَلْ قَبِضْتَ رُوحَ وَلَدِي** قَالَ **لَا بَلْ هُوَ حَيٌّ وَلَمْ يُعَلِّمَهُ آيْنُ هُوَ** جناب یعقوبؑ نے خدا سے دعا کی کہ بار الہا میرے پاس عزرائیلؑ کو بھیج دے جب عزرائیلؑ ان کے پاس آئے تو آپؑ نے پوچھا: اے ملک الموت! کیا تو نے میرے یوسفؑ کی روح قبض کی ہے؟ عزرائیلؑ نے کہا: نہیں! بلکہ وہ زندہ ہے مگر یہ نہ بتایا کہ وہ کہاں ہے۔ اس غم میں جناب یعقوبؑ اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں کا نور جاتا رہا۔

اب سوچنے کی بات ہے کہ ایک بیٹے کی جدائی میں جناب یعقوبؑ کا یہ حال ہوا حالانکہ آپؑ جانتے تھے کہ وہ زندہ ہے لیکن قربان جائیے جناب امام حسینؑ پر کہ آنکھوں کے سامنے کیسے کیسے عزیزوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا۔ عباسؑ کے شانے قلم دیکھے قاسمؑ کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے ٹکڑے ٹکڑے دیکھا! اصغرؑ کو تیر کھاتے دیکھا! ہم شکل پیغمبرؐ کو تیروں اور تلواروں سے زخمی ہو کر زمین پر تر پتا دیکھا اور ان تمام مصائب پر آپؑ نے صبر کیا اور آپؑ نے کسی کو بھی بددعا نہ کی۔ **وَأَمَّا يُوسُفُ فَبَكَى عَلَى يَعْقُوبَ** ادھر جناب یوسفؑ اپنے والد گرامی جناب یعقوبؑ کے غم میں اس قدر روئے **حَتَّى تَأْذَى بِهِ أَهْلُ السِّجْنِ** یہاں تک کہ تمام قیدی پریشان ہو گئے اور کہا اے یوسفؑ! آپؑ یا دن کو رویا کریں اور رات کو خاموش رہیں

اور کہتی تھیں کہ بابا صبر کرو میرے بھیا خیر و خیریت سے آ جائیں گے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام ایک بلند ٹیلا پر بیٹھ کر اپنے بیٹے کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک صحرا سے گردنمو دار ہوئی حضرت یعقوبؑ نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ یہ گرد کیسی ہے؟ خواہر یوسفؑ نے کہا کہ بابا لگتا ہے کہ میرے بھائی آ رہے ہیں؟ پس جب وہ نزدیک پہنچے تو بی بی نے دیکھا یوسفؑ کا پیرہن خون سے رنگین ہے اور سب بھائی روتے چلے آ رہے ہیں حضرت یعقوبؑ نے کہا بیٹی کہ رونے کی آوازیں کیوں بلند ہیں دیکھو تو سہی میرا یوسفؑ کہاں ہے۔

وہ بولی بابا جان سب بھائی تو موجود ہیں لیکن مجھے بھائی یوسفؑ نظر نہیں آ رہا۔ یہ سن کر جناب یعقوبؑ نے ایک آہ سرد لی اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ خواہر یوسفؑ نے انھیں بلایا اور وہ روتے ہوئے آہ و فغاں بلند کرتے ہوئے اپنے والد گرامی حضرت یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے بابا جان یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت یعقوبؑ کو غش آ گیا اسی حالت میں جناب یعقوبؑ کو اٹھا کر گھر میں لے آئے۔ خواہر یوسفؑ اپنے بابا کے سرہانے بیٹھ کر رو رہی تھیں کہ ان کے آنسو جناب یعقوبؑ کے چہرے پر گرے آنکھیں کھول کر کہا بیٹی میں اس وقت کہاں ہوں؟ بی بی نے کہا بابا آپ اپنے گھر میں ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ میرا یوسفؑ بھی ہے؟ بیٹی نے کہا یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا ہے یوسفؑ یہاں کہاں ہے یہ سن کر جناب یعقوبؑ کو پھر غش آ گیا۔ قصہ حضرت یعقوبؑ فراق یوسفؑ میں اس قدر رویا کرتے تھے کہ فرشتوں نے بارگاہ الہی میں عرض کی: بار الہا! یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ملا دے یا انھیں صبر عطا فرما یا ہمیں بھی اجازت عنایت فرما کہ ہم دنیا میں جا کر گریہ یعقوبؑ میں

الدُّنْيَا عَلَيْهِ اور دنیا کے تمام غم و الم امام علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے اور آپؑ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی اور کہا: اے بیٹی فاطمہ صغریٰ جب میں عراق میں پہنچوں گا۔ اور مجھے ٹھہرنے کی صورت نظر آئی تو میں عباسؑ اور علی اکبرؑ کو تیرے لینے کے لیے بھیجوں گا غرض حضرت امام حسینؑ روتے ہوئے فاطمہؑ کو چھوڑ کر سفر غربت کی طرف روانہ ہو گئے اور فاطمہؑ روتی ہوئی گھر میں آئیں۔

إِذَا زَاهَانَا حَتَّى وَنَذَبَتْ وَصَاحَتْ حَتَّى ضَعُفَتْ قُوَّتُهَا جَبَّ فَاطِمَةُ كُو
وہ گھر خالی نظر آیا اور ایک ایک کو یاد کر کے ماتم کیا اور روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔
فَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهَا نِسَاءُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ پَسِ اس گھر میں مدینہ کی عورتیں جمع ہوئیں
فَاجْتَمَعَتْهَا وَأَسْكَنْتُهَا اور سبھی نے فاطمہؑ کو بھلایا اور تسلیاں دیں اور بی بی کو چپ
کراتے ہوئے کہا کہ اے فاطمہؑ اس قدر پریشان نہ ہو کہ سب کے عزیز پر دیں
جاتے ہیں اور پھر لوٹ آتے ہیں خدا سے دعا کرو کہ تمہارے مسافر صحیح و سالم تم سے
ملیں۔ وہ عورتیں بی بی کو تسلی دے کر اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں وَبَقِيَ ضَعِيفَةٌ
عَلِيلَةٌ اور بیمار صغریٰ گھر میں اکیلی رہ گئیں۔ یہ بی بی ہر روز ہر وقت اپنے
عزیزوں کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔ ایک دن آپؑ بہت زیادہ روئیں کچھ دیر کے
بعد قَدْ كَثُرَ مَاذَعَوْهَا أَبُوْهَا صغریٰ کو بابا کا وعدہ یاد آیا کہ بابا نے تو مجھ سے کہا
تھا کہ عراق پہنچ کر تیرے پاس عباسؑ و اکبرؑ کو بھیجوں گا اب تو کافی دن گزر گئے
ہیں انھوں نے مجھے کیوں نہیں بلایا خدا خیر کرے وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا فِيهِ سَلَامٌ
وَعَنَابٌ وَطَوْنَةٌ۔

بی بی نے اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ایک خط لکھا وہ اشتیاق دیدار اور
شکایت سے بھرا ہوا تھا اور اس کو بند کیا وَلَبِثَتْ إِزَارَهَا وَخَرَجَتْ مَعَ جَوَارِيْهَا

یا رات کو روئیں اور دن میں خاموش رہیں۔ یہ چند دنوں کی جدائی تھی یہ دونوں
بزرگوار بہت زیادہ روئے حالانکہ ان دونوں کو اس بات کا علم تھا کہ وہ ایک دن آپس
میں ضرور ملیں گے وَلَكِنَّ مُفَارَقَةَ الْأَقْرَبَاءِ هِيَ أَشَدُّ الْمَصَائِبِ مگر درحقیقت
عزیزوں کی جدائی سخت ترین مصیبت ہے۔ فَانْظُرُوا أَيُّهَا الْأَخَوَانُ إِلَى فَاطِمَةَ
الصُّغْرَى وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ پس مومنین غور و فکر کرو اور سوچو تو سہی کہ فاطمہ صغریٰ
اور حسین ابن علیؑ کی جدائی کتنی جدائی تھی اور یہ غم کس قدر بڑا تھا یہ ایسی جدائی تھی
کہ عمر بھر پھر ملاقات نہ ہو سکی اس فراق اور جدائی کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ فَإِنَّهَا
كَانَتْ مَرِيضَةً يَوْمَ خُرُوجِ وَالِدِهَا الْحُسَيْنِ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْعِرَاقِ جس روز
امام علیہ السلام نے سفر کیا وہ بی بی سخت مریض تھی اور سفر کرنے کے قابل نہ تھی۔
جب یہ کارواں عازم سفر ہوا تو بی بی اپنے بابا کے دامن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی بابا!
كَيْفَ اسْتَقْبَرْتُ بَعْدَكُمْ وَارَى مَنَازِلَكُمْ خَالِيَةً مِنْكُمْ آپ کے چلے جانے کے بعد
مجھے کس طرح قرار آئے گا اور آپؑ سے جب گھر خالی نظر آئے گا اور اس میں میرا
کوئی ہم نشین انیس نظر نہ آئے گا یا أَبْتَ خُذْنِي مَعَكَ فَلَيْسَ لِي صَبْرٌ عَلَى
فِرَاقِكَ وَفِرَاقِ عَمَّتِي وَ أَخَوَاتِي بابا جان مجھے اپنے ساتھ لے چلیں میں آپ
کے فراق پر صبر نہیں کر سکوں گی اور میں پھو پھوئیں بہنوں کی جدائی بھی برداشت نہ کر
سکوں گی۔

خُصُوصًا أَحَى عَبْدُ اللَّهِ الرُّضِيعَ خَاصَ طُورٍ پر اپنے چھوٹے بھائی علی
اصغرؑ کی جدائی پر بچہ غمگین ہوں ثُمَّ بَكَتُ بَكَاءً شَدِيدًا حَتَّى غَشِيَ عَلَيْهَا پھر
جناب فاطمہ صغریٰ بہت زیادہ روئیں اور روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ جب
امام علیہ السلام نے صغریٰ کی یہ حالت دیکھی تو بے اختیار رونے لگے وَاجْتَمَعَ غَمٌ

ہزاروں دشمنوں کے نزع میں تن تھا گھرے ہوئے ہیں وَیُنَادِیْ وَآ وَحَدَّثَاهُ
وَاعْزَبَتْاهُ وَقَلَّةٌ نَاصِرَاهُ اور امام علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ افسوس میری تنہائی پر
افسوس ہے میری غربت پر افسوس ہے کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار باقی نہیں
رہا۔

أَمَامِنُ ذَابَ يَذُبُّ عَنَّا أَمَامِنُ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا آیا کوئی ایسا خدا ترس شخص
نہیں ہے کہ ہم سے شر اعداء کو دور کرے آیا کوئی ایسا نہیں ہے کہ فرزند رسولؐ کی مدد
کرے۔

فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ إِلَّا بِضَرْبِ أُسُوفٍ وَقَرَعَ الْجُيُوفِ پس فرزند زہرا
کو کوئی جواب نہیں دیتا تھا مگر جواب میں اس مظلوم امام کو تلواریں مارتے تھے اور
نیزے لگاتے تھے اور سب یزیدی درپے قتل تھے فَاتَى الْأَعْرَابِيُّ عِنْدَ الْحُسَيْنِ
وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ وَقَبْلَ يَدَيْهِ وَرَجُلَيْهِ پس وہ اعرابی شخص
امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آقا! سلام آپ پر اے فرزند
زہرا پھر وہ صغریٰ کی طرف سے امام علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا امام
نے فرمایا اے بھائی تو کون ہے کہ اس بیکسی میں مجھ غریب و یکس پر سلام کرتا ہے؟
وہ رو کر بولا اے مظلوم کربلا! اے فرزند زہرا! میں آپ کی بیٹی فاطمہ صغریٰ کا
قاصد ہوں اور آپ کے نام اس دکھیا کا خط لایا ہوں امام علیہ السلام نے اس کے حق
میں دعا دی اور اس سے وہ خط لے لیا فَارْجِعِ الْحُسَيْنُ إِلَى الْخِيَمَةِ وَصَاحَ
بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا زَيْنَبُ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيَا أُمَّ كُلُّثُومٍ وَيَا سَكِينَةَ وَيَا رُقِيَّةَ
وَكُلُّكُنَّ تَعَالَيْنَ إِلَيَّ امام عالی مقام وہ خط لے کر خیام حسینی میں تشریف لے آئے
اور بلند آواز سے پکار کر کہا اے زینب! اے ام کلثوم! اے سکینہ! اے رقیہ! اے

إِلَى بَابِ الْمَدِينَةِ اور چادر اوڑھ کر کچھ کنیزوں کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے
دروازے پر تشریف لے گئیں وَإِذَا بِأَعْرَابِيٍّ رَاكِبٍ عَلَى نَجِيبٍ هُوَ يَجِدُّ السَّيْرَ
ناگاہ ایک اعرابی ناقد پر سوار نظر آیا کہ وہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے فَسَأَلَتْهُ
جَوَارِيهَا أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَمَّا الْعَرَبِ پس کنیزانِ فاطمہ نے اس سے پوچھا کہ اے
بھائی تو کہاں جا رہا ہے فَقَالَ أُرِيدُ الْعِرَاقَ وہ بولا میں عراق جا رہا ہوں فَقَالَتْ لَهُ
فَاطِمَةُ الصَّغْرَى يَا هَذَا أَمَا تَعْمَلُ مَعِيَ مَعْرُوفًا يُجَازِيكَ بِهِ جَدِّي رَسُولُ
اللَّهِ۔ یہ سن کر بی بی نے کہا اے شخص کیا تو ہم پر ایک احسان کر سکتا ہے اور اس
احسان کی جزا تجھے ہمارے جد بزرگوار جناب رسولؐ خدا دیں گے۔ فَقَالَ مَا هُوَ
بولا فرمائیے وہ کام کیا ہے قَالَتْ لَهُ، أَوْصِلْ هَذَا الْكِتَابَ إِلَى وَالِدِي الْحُسَيْنِ بِي
بی بی نے کہا کہ یہ میرا خط میرے بابا حسینؑ تک پہنچا دے وَقَبْلَ يَدَيْهِ وَرَجُلَيْهِ نِيَابَةَ
مِنِّي اور اے عرب جب تو فرزند رسولؐ کی خدمت میں پہنچے تو میری طرف سے ان
کے ہاتھ پاؤں چومنا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دینا فَقَالَ لَهَا حُبًّا وَكَرَامَةً لِلَّهِ
وَلِحَدِّكَ رَسُولَ اللَّهِ پس وہ عرب بولا میں خدا اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کی
خاطر ضرور یہ خط آپ کے والد گرامی جناب امام حسینؑ تک پہنچا دوں گا فَآخَذَ
الْكِتَابَ وَجَدًّا سَيَّرَ حَتَّى وَصَلَ إِلَى الْعِرَاقِ پس وہ بی بی سے خط لے کر روانہ ہو
گیا اور جناب فاطمہ زہراؑ گھر میں واپس لوٹ آئیں اور انتظار کرنے لگیں کہ اب
بھائی اور چچا مجھے لینے کے لیے آئیں گے ادھر وہ عرب عراق میں پہنچا ووصلِ الی
كَرْبَلَا وَكَانَ وَضُوْلُهُ يَوْمَ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ مگر افسوس کہ وہ قاصد کربلا میں
اس دن پہنچا کہ وہ عاشورہ کا دن تھا اور علی اصغرؑ بھی شہید ہو چکا تھا فَرَأَى الْحُسَيْنُ
فِي مَبْدَأِ كَرْبَلَا وَحَيْدًا قَرِينًا پس اس نے دیکھا کہ امام حسینؑ علیہ السلام

عَنْبِي عَبْدَ اللَّهِ الرَّضِيعِ الصَّغِيرِ پھر میرا سلام پہنچے میرے چھوٹے بھائی میری آنکھوں کی ٹھنک علی اصغرؓ کو فَبَا اللّٰهِ عَلَيْكُمْ يَا اَبَاهُ وَكُلُّكُمْ قَبْلُوهُ نِيَابَةً عَنْبِي پس بابا جان آپ کو اور سب عزیزوں کو خدا کی قسم کہ میری طرف سے میرے چھوٹے بھائی علی اصغرؓ کے بوسے لینا اور پیار کرنا بابا! آپ سب نے مجھے بھلا دیا ہے اور میرا یہی آپ سب سے شکوہ ہے آپ نے تو وعدہ فرمایا تھا کہ عراق پہنچ کر تمہیں لینے کے لیے جناب عباسؓ اور علی اکبرؓ کو بھیجیں گے۔

يَا اَبَاهُ قَدْ طَالَ اِنْتِظَارِي اِلَيْكُمْ وَزَادَ اِسْتِيفَاقِي اِلَيْكُمْ بابا جان اب تو انتظار کرتے کرتے تھک چکی ہوں۔ آپ لوگوں سے ملنے کا اشتیاق روز بروز بڑھتا جا رہا ہے مجھے لینے کے لیے کوئی بھی نہیں آیا فَاَنَّا قَدْ وَصَلْتُ اِلَى الْمَوْتِ وَمُنْتَظَرَةٌ لِلْمِيعَادِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ پس اب میں مرنے والی ہوں اور آپ کے وعدے کی منتظر ہوں اور آپ پر سلام اور خدا کی رحمت سایہ فلن ہو جب سب خط پڑھ چکے عَظُمْتُ عَلَيْهِ الْمَصَائِبُ وَتَغَيَّرَتْ مِنْهُ الْاَلْوَانُ امام علیہ السلام کا غم اور پریشانی کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل گیا لَانَّ الدِّينَ كَانَتْ مُسْلِمَةً عَلَيْهِمْ كُلُّهُمْ كَانُوا مَقْتُولِينَ کیونکہ صغریٰؓ نے جس جس کو سلام لکھا تھا وہ سب شہید ہو چکے تھے لیکن فقط جناب زین العابدینؓ بیماری کی وجہ سے بچ گئے تھے وَقَالَ كَرَامَةٌ لَّكَ لَا وَصَلَنَّا سَلَامَكَ لِاهْلِكَ وَاَعْمَامِكَ امام علیہ السلام نے فرمایا اے صغریٰؓ تمہاری خاطر مجھے نہایت عزیز ہے جس جس کو تو نے سلام لکھا ہے میں انہیں تیرا سلام پہنچاتا ہوں فَمَضَى اِلَى الْقَتْلِ پس امام علیہ السلام قتل گاہ کی طرف چل پڑے فَاَوَّلُ مَنْ وَقَعَ نَظْرُهُ عَلٰى جُثَّتِهِ كَانَ اَخَاهُ اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ امام علیہ السلام کی نظر سب سے پہلے حضرت عباسؓ کی لاش مبارک

شہر بانوؓ تم سب میرے پاس آؤ۔

فَقَدْ اَتَانِي الْكِتَابُ وَعَظُمَ عَلَيَّ الْمَصَابُ کہ میرے پاس ایک خط آیا ہے اور مجھ پر بہت بڑی مصیبت آن پڑی ہے فَاتَيْنِ اِلَيْهِ مُسَرِّعَاتٍ بِالذُّبُولِ حَاسِرَاتٍ پس امام علیہ السلام کی درد بھری آواز سن کر سب یہیں دوڑ کر آئیں اور بولیں اَمَّا الْمَصَابُ فَعَرَفْنَاهُ وَاَمَّا الْكِتَابُ فَمَا عَرَفْنَاهُ آقا ہم آپ کے مصائب کو تو جانتی ہیں کہ آپ تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں اور آپ کے سب عزیز آپ کی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں مگر ہمیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ خط کون سا ہے کہ جس نے آپ کو بہت زیادہ غمگین اور پریشان کر دیا ہے۔

قَالَ اُبَشِّرُكُمْ بِهَذَا الْكِتَابِ اَتَانِي مِنْ ابْنَتِكُمْ فَاطِمَةَ الصَّغْرَى فِيهِ خَطَابٌ وَعَنَابٌ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ خط تمہاری بیٹی فاطمہ صغریٰؓ کا ہے اس میں آپ لوگوں کے نام پیغام بھی ہے اور شکوہ اور ناراضگی بھی۔ فَقَطَّطَهُ وَقَرَّاهُ وَاِذَا مَكْتُوبٌ فِيهِ پس امام علیہ السلام نے اس خط کو کھولا تو یہ مضمون لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ فَاطِمَةَ الصَّغْرَى بِنْتِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ اِلَى وَالِدِهَا الْحُسَيْنِ کہ یہ خط ہے فاطمہؓ کا جو کہ امام حسینؓ کی بیٹی ہے اپنے بابا حسینؓ کے نام اَلْفُ اَلْفُ سَلَامٍ وَاَلْفُ اَلْفُ تَحِيَّةٍ میری طرف سے ہزاروں سلام فرزند رسولؐ کی خدمت میں قبول ہوں ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيَّ عَمِّي الْعَبَّاسِ بْنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور پھر میرا سلام پہنچے چچا جان جناب عباسؓ علمدارؓ کو اور بی بی یہ خبر نہ تھی کہ عباسؓ شانے کٹوا کر شہید ہو چکے ہیں ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيَّ اَخِي الْاَكْبَرِ ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيَّ اِخْوَاتِي وَاَخَوَاتِي پھر میرا سلام میرے بھائی علی اکبرؓ کو پہنچے ان کے بعد تمام بھائیوں اور بہنوں کو سلام ثُمَّ السَّلَامُ عَلَيَّ اَخِي وَقُرَّةِ

میری طرف سے منہ چومنا فَانْكَبَّ الْحُسَيْنُ عَلَى وَلَدِهِ الْأَصْغَرِ وَكَانَ يُقْبَلُهُ وَيُطِيلُ أَشَمَّ فِيهِ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِيَتَابٍ هُوَ كَرِهُهُ لَاشٍ بِرُغْرٍ پڑے اور اس کے بار بار بوسے لیتے تھے اور اصغرؑ کے منہ کی خوشبو سونگھتے تھے وَبَيْنَكُمَا وَيْنَادِي يَا وَلَدِي أَوْ جَعُونِي وَبَعْدَكَ يَقْتُلُونَنِي اور رو رو کر فرماتے تھے اے میرے اصغرؑ ظالموں نے تیرے قتل سے میرے دل کو زخمی کر دیا ہے اور قریب ہے کہ تیرے بعد مجھے بھی قتل کر دیں۔

جب اہل حرم نے امام علیہ السلام کی بیتابی دیکھی تو آپؑ کو لاشہ اصغرؑ سے جدا کیا پھر امام علیہ السلام لاشہ اکبرؑ پر آئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے إِنَّ اخْتِكَ فَاطِمَةُ تَقْرُنُكَ السَّلَامُ وَتَخْضُكَ بِالتَّحِيَّةِ وَالْإِكْرَامِ اے اکبرؑ تمہاری بہن نے تمہیں بہت بہت سلام لکھا ہے۔ پھر امام علیہ السلام اٹھے اور لاشہ اصغرؑ کو اہل حرم کی گود سے لے کر مقتل کی طرف چل پڑے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام عالی مقام لاشہ اصغرؑ کو پیار کرتے ہوئے خیمہ میں اٹھا لائے تھے فَعَادَتِ الْبَنَاتُ عَلَيْهِ وَقُلْنَ يَا أَبَانَا دَعُهُ لِنُقْبَلَهُ نِيَابَةً عَنْ فَاطِمَةَ اس وقت امام علیہ السلام کی صاحبزادیاں دوڑ کر آئیں اور عرض کرنے لگیں بابا جان تھوڑی دیر کے لیے رک جائیں ہم سب فاطمہ صغریٰؑ کی طرف سے اصغرؑ کو پیار کر لیں کہ صغریٰؑ نے خط میں اس کی تاکید کی تھی فَتَرَكَهُنَّ حَتَّى قَضَيْنَ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ رُكَّ گئے یہاں تک کہ سکیئہ ورقیہؑ رو رو کر اصغرؑ کو پیار کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہائے اصغرؑ تو تو اس ظلم سے یہاں بھوکا پیاسا شہید ہوا ہے اور وہاں صغریٰؑ تجھ سے ملنے کے لیے

پَرِزَى فَجَلَسَ حَوْلَهُ وَنَادَاهُ يَا أَخِي وَمُسَاعِدِي إِنَّ بِنْتَ أَخِيكَ فَاطِمَةَ الصُّغْرَى هِيَ لَا فَرَأَاكَ السَّلَامُ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبَّاسٌ كِي لَاشِ كِي پَاسِ بِيْٹھ گئے اور فرمایا اے عباسؑ! اے میرے زور بازو! تمہاری بھتیجی فاطمہ صغریٰؑ نے تمہیں سلام لکھا ہے۔

فَعَتَبْتُ عَلَيْكَ وَهِيَ بِانْتِظَارِكَ اور بہت شکایت لکھی ہے کہ چچا جان آپ مجھے لینے کے لیے کیوں نہیں آئے؟ اے بھائی! اب تمہارا یہ حال ہے اور فاطمہ تمہارے انتظار میں ہے ثُمَّ مَضَى إِلَى جَسَدِ وَلَدِهِ عَلِيٍّ نِ الْأَصْغَرِ وَسَلَّم عَلَيْهِ مِنْ لِسَانِ فَاطِمَةَ الصُّغْرَى پھر امام علیہ السلام اصغرؑ کی لاش پر آئے اور فرمایا اے نور چشم تمہاری بہن فاطمہؑ نے تمہیں سلام لکھا ہے اور وہ تمہارے دیدار کی مشتاق ہے۔

راوی کہتا ہے کہ علی اصغرؑ کی لاش پر امام علیہ السلام نے بہت زیادہ گریہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب فاطمہ صغریٰؑ نے خط میں بار بار لکھا تھا کہ اگرچہ میں آپ سب کی جدائی کی وجہ سے پریشان ہوں لیکن اصغرؑ کی جدائی نے مجھے بہت زیادہ اداس کیا ہے۔ اس کی ننھی سی تصویر ہر وقت میری آنکھوں میں پھرتی رہتی ہے فَلَمَّا جَاءَ وَقَفَ عَلَى وَلَدِهِ الرَّضِيعِ يُحَسِّبُ حَسْرَاتٍ مُتَبَاعَاتٍ ان باتوں کو یاد کر کے امام علیہ السلام کافی دیر تک لاشہ اصغرؑ پر روتے رہے اور آپیں بھر گریہ کرتے رہے وَخَطَرَ بِبَالِهِ مَا أَوْصِيَتْ بِهِ فَاطِمَةُ اسی وقت جناب صغریٰؑ کی وصیت امام علیہ السلام کو یاد آئی کہ انھوں نے لکھا تھا بابا جان میرے چھوٹے بھائی اصغرؑ کا

بے چین ہے یہ سن کر امام علیہ السلام بڑی مشکل سے اصغرؑ کی ننھی سی لاش بہنوں سے لے کر قتل گاہ میں لے گئے اور دوسری لاشوں کے درمیان میں زمین پر سلا دیا۔ سوچنے کی بات ہے صغریٰؑ کو یہ انتظار تھا کہ میرا خط پہنچتے ہی چچا عباسؑ اور بھائی علی اکبرؑ مجھے لینے کے لیے آ رہے ہوں گے لیکن اس وقت اس بی بی کے دل پر کیا گزری ہوگی جب قاصد یہ جواب لے کر مدینہ پہنچا ہوگا کہ اے فاطمہ صغریٰؑ تمہارے چچا عباسؑ اپنے بازو کٹوا کر فرات کے کنارے سو رہے ہیں اور تمہارا بھائی اکبرؑ مارا گیا ہے اور اصغرؑ تیر ستم کھا کر بھوکا پیاسا شہید ہوا ہے اور تمہارا بیمار بھائی سجادؑ طوق و زنجیر میں قید ہو کر پھوپھیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہو گیا ہے اندازہ کیجئے اس خبر کو سن کر بی بی کا کیا حال ہوگا یہ جامہ صبر ائمہ طاہرینؑ اور ان کی ذریت کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا ورنہ ایسے صبر کا ہر بشر کب متحمل ہو سکتا ہے۔



روایت نمبر



فضائل اہل بیتؑ اور حضرت امام حسینؑ کی عرصہ محشر میں تشریف آوری شہادت عبداللہ بن حسنؑ اور شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کے بارے میں کچھ اور روایات۔



مولانا عابد عسکری

فَلَوْلَا هُمْ لَمْ يَخْلُقِ اللَّهُ آدَمَ

فَلَا كَانَ زَيْدٌ فِي الْأَنَامِ وَلَا عَمْرُو

وَلَا سَطِحاتُ أَرْضٍ وَلَا رُفِعتُ سَماءُ

وَلَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا شَرْقَ بَدْرٌ

وہ مگر اللہ تعالیٰ ان ظالموں پر لعنت کرے جنہوں نے ان خاصانِ خدا کو آرام سے نہ رہنے دیا عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بِكَرَّانِهِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ يَابْنَ

رَسُولُ اللَّهِ لَوْ نُبِشَ قَبْرُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ هَلْ كَانَ يُصَابُ فِي قَبْرِهِ شَيْءٌ
عبداللہ بن بکر سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق کی

خدمت میں عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ اگر امام حسینؑ کی قبر مبارک کو کھولا جائے تو اس میں امام علیہ السلام کی لاش مطہر ملے گی؟ یہ سن کر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تم

نے کیا عظیم سوال کیا ہے اب اسے غور سے سنو اِنَّ الْحُسَيْنَ مَعَ اَبِيهِ وَاَخِيهِ فِي

وَرَوَى صَاحِبُ زَهْرِ الْكَمَالِ قَالَ لَمَّا خَرَجَ آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ انْحَرَ
بِلَدَةٍ مِنْ بُلْدَانِ الْهِنْدِ تَسْمَى سِرَانْدِيْبٌ وَبَقِيَ يَبْكِي عَلَى مُصِيبَتِهِ مُدَّةً طَوِيلَةً
كِتَابُ زَهْرِ الْكَمَالِ كے مصنف نے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
جنت سے نکلے اور شہر ہائے ہند سے ایک شہر سراندیب میں اترنے تو آپ اپنی
مصیبت پر ایک مدت دراز تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک
زخمی ہو گئے اور آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے فَأَمْرُهُ الْمَلِكُ الْحَلِيلُ
بَارِسَالِ جَبْرَائِيلَ وَكَشَفَ لَهُ عَنْ بَصَرِهِ حَتَّى رَأَاهُ سَاقِ الْعَرْشِ پس خداوند جلّیل
نے جبرئیل کو حکم دیا کہ حجاب قدرت آدم کی نظر سے ہٹا دو حسب الحکم جبرئیل
نے حجاب قدرت اٹھا دیئے۔ یہاں تک ساق عرش الہی نظر آنے لگا فَرَى نُورًا
سَاطِعًا وَالنُّجُومُ نَوَامِعَ قِتْلَاهَا جناب آدم نے ایک نور روشن کو دیکھا اور اسے پڑھا
فَإِذَا هِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَعَلَى وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
وَالْأَيْمَةَ مِنْ وَلَدِهِ حَضِينِي مَنْ دَخَلَ، كَانَ آمِنًا پس اس نور میں اسماء مقدسہ جناب
رسول خدا علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا اور حسینؑ اور باقی آئمہ کے کام لکھے دیکھے اور یہ
مرقوم تھا کہ یہ میرا قلعہ ہیں جو شخص اس میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے فَقَالَ يَا أَحْيَى
جَبْرَائِيلُ هَلْ خَلَقَ اللَّهُ خَلْقًا أَشْرَفَ مِنِّي آدَمُ عَلَيهِ السَّلَامُ نے کہا اے بھائی
جبرائیل خدا نے کوئی ایسا بھی پیدا کیا ہے جو مجھ سے افضل ہو قَالَ نَعَمْ هُوَ لَا قَالَ
مَتَى خُلِقُوا جَبْرَائِيلُ بُولے جی ہاں خدا نے ان کو آپ سے افضل پیدا کیا ہے آدم
نے کہا یہ کب خلق کیے گئے ہیں؟ جبرائیل نے کہا۔

قَبْلَ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَقَبْلَكَ بِالْفُيُوءِ عَامِ يَهْ آسْمَانِ وَزَمِينِ
 کی پیدائش سے قبل اور آپ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے پیدا ہوئے وَلَوْلَا هُمْ

رہے گا۔

روایات میں ہے کہ روز قیامت تمام مخلوقات خوف خدا سے سر جھکائے ہو گی اور ان کو کوئی شفاعت کرنے والا نظر نہ آئے گا۔ نفسا نفسی کا عالم ہو گا ہر شخص کو اپنی پڑی ہو گی۔ سب لوگ خوف و ہراس میں مبتلا ہوں گے۔ تو ناگاہ امام حسین علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ آپ عرش الہی کے نیچے آ کر عرض کریں گے رَبِّ شَفِّعْنِي فِيمَنْ بَكَى عَلَيَّ مُصِيبَتِي اے میرے پروردگار میری شفاعت قبول فرما ان کے حق میں جو مجھ پر روئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے حسین! جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو میں قبول کروں گا۔ چنانچہ اس وقت امام علیہ السلام کے تمام عقیدتمندوں، عزاداروں کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ امام حسینؑ صحرائے کربلا اور سرزمین نبیوا پر لوگوں سے مدد مانگتے تھے لیکن کوئی بھی آپ کی بات کا جواب نہ دیتا تھا اور کوئی بھی آپ کی فریاد کو نہ پہنچتا تھا فَالْتَفَتَ عَنْ بَيْمِينِهِ فَلَمْ يَرِ أَحَدًا وَالتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَلَمْ يَرِ أَحَدًا پس اس وقت جناب امام حسینؑ کبھی دائیں طرف دیکھتے تھے تو سوائے عزیزوں اور فرزندان کے لاشوں کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور کبھی بائیں طرف نظر کرتے تھے تو کشتگانِ راہِ خدا کے کچھ بھی نہ تھا۔ سب کچھ لٹ چکا تھا۔

فَخَرَجَ عَلَيَّ بَنُ الْحُسَيْنِ زَيْنُ الْعَابِدِينَ وَكَانَ مَرِيضًا لَا تَقْدِرُ أَنْ يَغْلَّ سَيْفُهُ، جب بیمار کربلا امام زین العابدینؑ نے اپنے بابا کی اس مظلومیت اور بیکسی کو دیکھا اگرچہ آپ شدتِ مرض سے تلوار نہیں اٹھا سکتے تھے لیکن آپ بیتاب ہو کر خیمہ سے نکلے وَأَمَّ كَلْتُومُ تَنَادَى خَلْفَهُ يَا بُنَيَّ ارْجِعْ اور جناب ام کلثومؑ پکار رہی تھیں کہ بیٹا سجادؑ میدان میں مت جائیے بیمار کربلا بولے يَا عَمَّتَاهُ ذَرْنِي أَقَاتِلْ

مَنْزِلَ رَسُولِ اللَّهِ بِالشَّيْخِ إِمَامِ حُسَيْنٍ اِسْنِ وَالِدِ بَزْرُغَارٍ اور محترم بھائی کے ساتھ جناب رسول خداؐ کے پاس ہیں اور کبھی وہ عرشِ معلیٰ کی داہنی طرف ہو کر بارگاہِ الہی میں عرض کرتے ہیں يَا رَبِّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اے خداوند! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور وہ اپنے زواروں کی طرف دیکھتے ہیں اور وہ ان کے ان کے آباء و اجداد کے ناموں کو بھی جانتے ہیں وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى مَنْ يَبْكِيهِ فَيَسْتَغْفِرُ لَهُ اور وہ اپنے رونے والوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے ہیں کہ بارالہا یہ تیرے حسینؑ کے مصائب کو یاد کر کے رو رہے ہیں انھیں بخش دے۔

وَيَسْتَأْذِنُ أَبَاهُ الْأَسْتِغْفَارَ لَهُمْ اور اپنے جد و پدر سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی میرے رونے والوں کے لیے دعائے مغفرت کیجئے کہ یہ میری مصیبت پر کیسے روتے ہیں آپ کا ایک ارشاد گرامی ہے أَيُّهَا الْبَاكِيُّ لَوْ عَلِمْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ لَكَ لَفَرَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا حَزَنْتُ اے رونے والو اگر تمھیں میرے رونے پر ان ثوابوں کا پتہ چل جائے جو خدا نے تمھارے لیے متعین کیے ہیں تو تم بہت زیادہ خوش ہوں۔

مونین کرام! اپنے آقا کی سرفرازی اور شفقت کو ملاحظہ کیجئے کہ آپ اپنا سب کچھ قربان کر کے عزاداروں کی نجات کے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ واقعاً عزاداری سید الشہداء کو قائم کرنا، اہلیت کی مظلومیت پر رونا، ان کے غم میں ماتم کرنا ان کے مصائب پر گریہ کرنا، عزاداروں اور ماتم داروں کی خدمت کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عزاداری کو جز و ایمان سمجھتے ہیں اور اپنا سب کچھ بھول کر اہل بیتؑ کے غموں کو نہیں بھولے اور یہ سلسلہ نسل در نسل جاری و ساری

مبارک پر خولی نے ایک تیر مارا کہ آپ زمین پر گر پڑے۔ پس امام علیہ السلام نے تیر کو نکال کر خون چلو میں لے کر ریش انور پر ملتے تھے۔

راوی کہتا ہے اس وقت عبداللہ ابن الحسنؑ درخیمہ سے یہ حال دیکھ رہا تھا فَخَرَجَ وَهُوَ يَبْكِي وَيَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَفَارِقُ عَمِّي وَهُوَ شَهْرَادَهُ مِيدَانِ كِي طَرَفِ دَوْرَا اور رو رو کر یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم میں اپنے چچا جان سے جدا نہ ہوں گا۔ جناب زینبؑ نے اس بچے کو روکا اور خیمہ میں لے جانا چاہا تو وہ بچہ اپنی پھوپھی سے اپنا دامن چھڑا کر میدان کی طرف دوڑ پڑا اور جناب زینبؑ رو رو کر کہہ رہی تھیں واپس آ جا میرے بھائی حسنؑ کی نشانی لیکن عبداللہ کہہ رہا تھا لَا أَفَارِقُ عَمِّي کہ پھوپھی جان میں اپنے چچا کو دشمنوں میں اکیلا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ شہزادہ امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا فَاقْبَلْ حُرْمَلَةُ ابْنِ كَاهِلٍ نِ اللَّعِينِ إِلَى الْحُسَيْنِ لِيَضْرِبَهُ بِالسَّيْفِ اس وقت حرمہ ملعون پہنچ گیا اور اس نے چاہا کہ امام مظلوم پر تلوار کی ضرب لگائے۔ شہزادہ عبداللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے حبشی اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ میرے مظلوم چچا کو نہ مار کیا تو دیکھتا نہیں ہے کہ میرے چچا تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں۔ پھر ان کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہے۔ فَغَضِبَ اللَّعِينُ وَضَرَبَ الصَّبِيَّ بِالسَّيْفِ فَالْقَاهَا بَيَمِينِهِ فَقَطَعَهَا عِدَالَتِهِ كِي يِه بَاتِ سَنَ كَرُوهُ مَلْعُونُ غَضِبَ هُوَا اور ایک تلوار اس زور سے لگائی کہ اس امام زادے کا داہنا ہاتھ کٹ کر گر پڑا فَصَاحَ يَا عَمَّاهُ اذْرِكْنِي پس وہ بچہ پکارا اے چچا خبر لو کہ مجھے اس ظالم نے مارا فَاخَذَ الْحُسَيْنُ وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ امام علیہ السلام نے رو کر بچے کو اپنے زخمی سینے سے لگایا اور فرمایا يَا ابْنِ أَخِي اصْبِرْ عَلَى مَا نَزَلَ بِكَ اے بیٹا صبر کر اس بلا پر جو تجھ پر نازل ہوئی ہے آپ اس بچے کو پیار کرتے اور دلاسا دیتے تھے اِذْ رَمَاهُ اللَّعِينُ بِسَهْمٍ فَذَبَحَهُ فِي حَجْرِهِ نَاكَاهُ اس شقی نے اس معصوم کے گلے پر ایک تیر

بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ پھوپھی جان مجھے جانے دیجئے کہ میں فرزند رسولؐ امام مظلوم اور اپنے والد گرامی حضرت امام حسینؑ کے سامنے جہاد کروں لیکن جناب امام حسینؑ نے میدان سے پکار کر کہا۔ اے کٹھوم بہن سجادؑ کو نہ آنے دینا تاکہ زمین اللہ کی حجت سے خالی نہ رہ جائے اور ذریت پیغمبرؐ باقی رہے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے بلند آواز سے استغاثہ بلند کیا اور فرمایا:

هَلْ مِنْ ذَابٍ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ آیا کوئی ایسا ہے کہ ان ظالموں سے ذریت رسولؐ کو بچائے آیا؟ کوئی ایسا خدا پرست ہے کہ اس بیکی میں ہماری نصرت کرے؟ ان ظالموں لعینوں میں سے کوئی بھی امام علیہ السلام کو جواب نہ دیتے تھے بلکہ آپ کو تیر اور پتھر مارتے تھے حَتَّى جَرَحُوا فِي بَدَنِهِ ثَلَاثَ مِائَةٍ يَنْفَا وَعَشْرُونَ جُرْحًا بِالرُّمَحِ وَالسُّيُوفِ وَالْبَنَلِ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر تین سو میں زخم لگے اور نیزہ و شمشیر و تیر کے زخم زیادہ تھے۔ وَقِيلَ أَلْفٌ وَتِسْعِمِائَةُ جِرَاحَةٍ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر ایک ہزار نو سو زخم لگے تھے۔ وَكَانَتِ السَّهْمُ فِي ذِرْعِهِ وَكَانَتْ كُلُّهَا فِي مُقَدِّمِهِ اور امامؑ کے جسم مبارک میں تیر اتنے لگے تھے کہ آپ کا جسم نازنین چھلنی چھلنی ہو گیا سب تیر سامنے ہی تھے افسوس کہ جو جسم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے روئیدہ ہوا تھا وہ یوں زخموں سے چور ہوا اور وہ فرزند رسولؐ کہ جس کے طفیل فرشتے کو شفاء ملی ہو وہ بیکس و تہا ہو کر بھوکا و پیاسا شہید ہوا۔

فَبَيْنَمَا كَذَلِكَ اِذْ رَمَاهُ حُوْلَى بَنُ يَزِيدُ الْاَصْبَحِي بِسَهْمٍ فَوَقَعَ فِي لَبْتِهِ فَارْدَاهُ صَرِيْعًا عَلَى الْاَرْضِ آپ اسی حال میں تھے کہ آپ کے گلوئے

فَرَكِبُوا خَيُْولًا وَأَوْطُوا الْحُسَيْنَ اس وقت شمر نے حکم دیا کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے گھوڑوں کو امام حسینؑ کی لاش پر دوڑا دو اور اس لاش کو پامال کر دو چند ملعون گھوڑوں پر سوار ہو کر اس بے ادبی کے مرتکب ہو گئے خدا جانے آسمان زمین پر گر کیوں نہیں پڑا اور قیامت برپا کیوں نہیں ہوئی؟ کیا اس سے بڑی مصیبت بھی کوئی ہو سکتی ہے اتنا بڑا ظلم.....؟ یہ دیکھ کر بچے اور یتیمیاں رونے اور ماتم کرنے لگے۔



مارا کہ وہ مظلوم اپنے چچا کی گود میں بے جان ہو کر گر پڑا اور جام شہادت نوش کیا۔ امام علیہ السلام اس کی لاش کو اصغرؑ کی لاش کی طرح اپنے سینہ سے لگا کر رونے لگے۔ سچ پوچھیں تو اتنا ظلم کسی پر نہیں ہوا جتنا ظلم امام حسینؑ اور ان کے جانثاروں پر ہوا ہے امام عالی مقامؑ نے کیسے کیسے اپنے پیاروں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے دیکھا اور یہ آخری داغ تھا فَصَاحَتْ زَيْنَبُ يَا بَنُيَ أَخِي لَيْتَ الْمَوْتَ أَغْدَمَنِي جَنَابَ زَيْنَبٍ دَرْخِمَہ سے یہ حال دیکھ کر پکاریں ہائے میرے بھائی کی نشانی کاش میں مر جاتی اور اپنے کم سن بھتیجے کو اس بے دردی کے ساتھ قتل ہوتے ہوئے نہ دیکھتی۔ وَلَيْتَ السَّمَاءُ انْطَبَقَتْ عَلَى الْأَرْضِ کاش آسمان زمین پر گر پڑتا کہ تجھ پر یہ مصیبتیں پڑیں۔

عبدالعزیز دہلوی نے لکھا ہے فَنَادَى الشِّمْرُ لِأَصْحَابِهِ وَيَلَكُمْ مَا تَنْظُرُونَ بِالرَّجُلِ يَكَا يَكَا شمر نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا وائے ہوتم پر کس بات کا انتظار کر رہے؟ ہو اس شخص (امام مظلومؑ) کو قتل کر ڈالو۔ یہ سننا تھا کہ امام علیہ السلام پر سب ظالم ٹوٹ پڑے کسی نے تلوار ماری اور کسی نے نیزہ مارا اور کسی نے تیر مارا اور کسی نے پتھر پھینکا۔

وَضْرَبَهُ شِمْرٌ عَلَى وَجْهِهِ فَأَذْرَكَهُ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ قَطَعَهُ بِرُمْحٍ اور شمر نے امام علیہ السلام کے رخ انور پر ایک تلوار ماری اور سنان بن انس شقی نے نیزہ مارا اس کے بعد خولیؑ آیا اور اس ظالم بد بخت اور شقی شخص نے امام علیہ السلام کا سر جسم مبارک سے جدا کرنا چاہا تو اس کے ہاتھ کاٹنے لگے فَتَزَلَّ أَخُوهُ سَهْلُ ابْنِ زِيَادٍ فَقَطَعَ رَأْسَهُ یہ دیکھ کر اس کا بھائی اپنے گھوڑے سے اترا اور اس بد بخت نے امام علیہ السلام کا سر اقدس آپ کے جسم مبارک سے جدا کر کے خولی کو دے دیا وَأَمَرَ الشِّمْرُ نَضْرًا

کتاب خراج الجراح میں ابو خالد کابلی سے اس نے یحییٰ بن ام الطویل سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ ہم خدمت امام حسینؑ میں بیٹھے ہوئے تھے اذْ دَخَلَ عَلَيْهِ شَابٌّ يَبْكِي نَاغَاهُ اَيْکِ جَوَانٌ رَوْتَا هُوَا اِمَامَ عَالِي مَقَامِ کِي خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی مولا میری ماں مر گئی ہے اور کچھ وصیت نہیں کی اور کچھ مال چھوڑ گئی ہے فَقَالَ الْحُسَيْنُ قُومُوا حَتَّى تَصِيرَ اِلَى هَذِهِ الْحُورَةِ اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ نے فرمایا کہ اٹھو اس مومنہ آزاد کے گھر چلیں جب آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو وہاں پر کھڑے ہو کر دست دعا بلند کر کے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ بارالہا! اس مومنہ کے جسم میں دوبارہ روح داخل فرما تاکہ اس نے جو وصیت کرنی ہے کر لے فَاحْيَا اللّٰهُ بِبَرَکَةِ الْحُسَيْنِ پس وہ مومنہ امام حسینؑ کی دعا کی برکت سے اسی وقت زندہ ہو گئی اور اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر اٹھ بیٹھی اور امام علیہ السلام کی طرف دیکھ کر بولی اَدْخِلِ الْبَيْتَ يَا مَوْ لَای گھر میں تشریف لائیے اے میرے مولا! اور جو ارشاد ہو وہ میں بجا لاؤں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا جو تجھے وصیت کرنی ہے وہ کر لے فَقَالَتْ ثَلَاثُ اَمْوَالٍ لَّكَ مَا شِئْتُ وَالثَّلَاثَانِ لِابْنِي هَذَا پس عرض کی میرے مال کا تہائی حصہ آپ کے اختیار میں ہے آپ جو چاہیں وہ کریں اور میرے مال کا دو تہائی میرے اس بیٹے کا ہے اِنْ عَلِمْتُ اَنْهُ مِنْ مَوَالِیکَ مگر جب آپ کو یقین ہو جائے کہ یہ آپ کا ماننے والا ہے وَاِنْ كَانَ مُخَالَفًا فَخُذْهُ اِلَیْکَ اور اگر یہ آپ کا مخالف ہو تو وہ مال بھی آپ ہی کا ہے جسے چاہیں دے دیں فَلَا حَقَّ لِلْمُخَالَفِیْنَ فِیْ اَمْوَالِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس لیے کہ مومنین کے مال میں مخالفین کا حق نہیں ہے پھر عرض کی کہ مولا میری نماز جنازہ آپ پڑھائیے اور اپنے دست مبارک سے میری تجہیز کیجئے ثُمَّ صَارَتْ الْمَرْأَةُ مِیْتَةً کَمَا کَانَتْ پھر وہ

روایت نمبر



معجزہ امام حسینؑ مصائب امام عالی مقام ایک فقیر کا پانی لے کر آنا شہادت امام کے بارے میں چند روایات گھوڑے کا زمین پر بیٹھنا اور جناب نہ نب کا غیسے سے نکلنا۔



مولانا عابد عسکری

زمین میں جان ڈال دی اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا واقعتاً امام علیہ السلام نے خلق خدا پر بہت بڑا احسان کیا، خاص طور پر اہالیان کوفہ پر، لیکن کوفہ والوں نے آپ کو جو صلہ دیا اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ یہی کوفہ والے تو تھے جنہوں نے امام علیہ السلام کو بلایا تھا لیکن جب آپ میدان کربلا میں تشریف لائے تو یہ سب امام وقت کے مخالف ہو گئے چند افراد کے سوا باقی سب آل رسول کے دشمن ہو گئے امام علیہ السلام نے کوفہ والوں کے لیے بارش کی دعا کی تھی، لیکن ان بے وفاؤں نے امام حسین اور ان کے گھر والوں پر پانی بند کر دیا، چرند پرند درند سب پانی پی رہے تھے لیکن خاندان رسالت پیاس کی شدت کی وجہ سے سخت پریشان تھے یہاں تک کہ خیام حسینی سے بچوں نے اعطش العطش کی صدا بلند کی، ایک طرف صحرائے کربلا میں دھوپ کی شدت تھی تو دوسری طرف یزیدیوں نے خیام حسینی کے آس پاس خندقوں میں آگ لگا دی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے امام حسین کے بچوں اور مخدرات عصمت کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ یزیدی فوج نے اس پر بھی اکتفاء نہ کیا بلکہ امام حسین پر خیلوں، تلواروں، نیزوں اور پتھروں کی بارش کر دی، ان مظالم کے باوجود یزیدی فوجی امام علیہ السلام کی شان میں ناسزا الفاظ بھی بکتے تھے۔

راوی کہتا ہے کہ فاقِبَل رَجُلٌ مِنْ تَيْمٍ يُقَالُ لَهُ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُوَيْرِيَّةٍ فَقَالَ يَا حُسَيْنٌ فَقَالَ مَا تَشَاءُ فَقَالَ ابْشُرْكَ بِالنَّارِ قَبِيلَةَ بَنِي تَيْمٍ مِنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَامِي اِيك شخص امام علیہ السلام کے سامنے آیا اور با آواز بلند کہا یا حسین! امام عالی مقام نے فرمایا کہ اے شخص! تو کیا کہنا چاہتا ہے وہ لعین بولا اے حسین! آپ کو آتش جہنم کی بشارت دیتا ہوں فَقَالَ كَلَّا اِنِّي اَقْدُمُ عَلَى رَبِّ غَفُورٍ وَشَفِيعٍ وَفُطَاعٍ وَاَنَا مِنْ خَيْرِ اِلَى خَيْرٍ مَنْ اَنْتَ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے

عورت مردہ ہو گئی جیسی تھی وَعَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ اَهْلُ الْمَدِينَةِ اِلَى عَلِيٍّ فَشَكُّوا اِمْسَاكَ الْمَطَرِ كِتَابَ عِيُونِ الْمُعْجَزَاتِ میں جناب امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک درہ اہل کوفہ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں آئے اور بارش کی کمی کی شکایت کی اور عرض کی یا مولا! دعا کیجئے کہ باران رحمت نازل ہو فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ قُمْ وَاسْتَسْقِ پس جناب امام علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے جناب امام حسین سے فرمایا بیٹا! اٹھو اور ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے طلب باران کی دعا مانگو فَقَامَ وَحَمِدَ اللَّهَ وَصَلَّى عَلَيْهِ سُبْحَانَكَ يَا مَوْلَايَ اور نماز پڑھی حمد و ثنائے الہی پر مشتمل ایک خطبہ پڑھا اور حضرات محمد و آل محمد پر درود بھیجا اور دعا مانگی اَللّٰهُمَّ مُعْطِی الْخَيْرَاتِ وَمُنْزِلِ الْبَرَكَاتِ اَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا اے نیکوں کے عطا کرنے والے برکتوں کو نازل کرنے والے ہم پر باران رحمت نازل فرما اور ہمیں موسلا دھار بارش کے ذریعہ سیراب کر دے تَنْفِيسُ بِه الضَّعْفُ عَنْ عِبَادِكَ وَ تَجِي بِه الْاَرْضُ الْمَيِّتَ عَنْ بِلَادِكَ اور ایسی بارش کہ جو بندوں کی ناتوانی اور کمزوری کو زائل کر دے اور مردہ زمین کو زندہ کر دے لَمَّا فَرَّغَ مِنْ دُعَائِهِ حَتَّى غَاثَ اللَّهُ غَيْثًا بَغْتَةً ابھی امام علیہ السلام دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہو کر برسنا شروع ہوا وَاقْبَلْ اَعْرَابِيٍّ مِنْ بَعْضِ نَوَاحِي الْكُوفَةِ فَقَالَ تَرَكْتُ الْاَوْدِيَةَ وَالْاَجْسَامَ يَمُوجُ بَعْضُهَا فِي بَعْضِ اِيك اعرابی کوفہ کے نواح سے آیا اور خبر دی کہ میں نے دیکھا کہ تمام جھیلیں اور تالاب پانی سے بھر چکے ہیں۔

حضرات! ملاحظہ کیجئے کہ حضرت امام حسین کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس قدر قدر و منزلت ہے، ایک لمحہ میں اللہ تعالیٰ نے امام حسین کی برکت سے مردہ

مِنَ الْمُصَلِّينَ اے ابو تمامہ اس وقت تو نے نماز کو یاد کیا، خدا تجھے روز قیامت نماز گزاروں کے ساتھ محشور کرے گا یہ اول وقت ظہر ہے۔

ثُمَّ قَالَ سَلُّوهُمْ اَنْ يَكْفُوْا عَنَّا حَتَّى نُصَلِّيَ اِنْ مَنَافِقُوْنَ سَہِ دُوْكَہِہِمْ اتنی مہلت دے دو کہ ہم اپنے امام کے ساتھ نماز ظہر ادا کر لیں۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ظالموں سے کہا گیا کہ فرزند رسول نماز پڑھنے کی مہلت مانگ رہا ہے فَقَالَ حَصِيْنُ بْنُ نَمِيْرٍ اِنَّهَا لَا تُقْبَلُ حَصِيْنُ بن نمیر نے جواب دیا کہ تمہاری نماز قبول نہیں کہ تم حاکم وقت کی بیعت کے منکر ہو۔ یہ سن کر حبیب بن مظاہر بولے کہ اے لعین! فرزند رسول کی نماز تو قبول نہ ہو وَتَقْبَلُ مِنْكَ يَا حَمَّازُ اور تجھ جیسے شرابی نماز قبول ہو؟ پس حصین نے حبیب پر حملہ کیا اور حبیب نے اس پر حملہ کر کے اس کے گھوڑے کے منہ پر ایسی تلوار ماری کہ گھوڑا چراغ پا ہو کر دوڑا اور حصین ناپاک گر پڑا یزیدی فوجی آئے اور اسے اٹھا کر لے گئے فَقَالَ الْحُسَيْنُ لِزُهَيْرِ بْنِ الْقَيْنِ وَسَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ تَقَدَّمَا أَمَامِي حَتَّى أَصَلِّيَ امام علیہ السلام نے زہیر بن قین اور سعید بن عبد اللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ میں نماز پڑھ لوں پس وہ دونوں بزرگ امام علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہوئے حَتَّى صَلَّيْ بِہُمْ صَلَوةَ الْخَوْفِ یہاں تک کہ انہوں نے امام علیہ السلام کی اقتداء میں نماز خوف ادا کی زخموں کی کثرت کی وجہ سے سعید زمین پر گر پڑے اور بولے خداوند عذاب نازل فرما اس قوم پر جس طرح تو نے عاد و ثمود پر نازل کیا تھا اور ان پر لعنت کر اس کے بعد اس کے جانثار ساتھی یکے بعد دیگرے شہید ہوئے اور امام علیہ السلام میدان میں تنہا رہ گئے فَيَنْظُرُوْنَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرَ أَحَدًا بَكَى بُكَاءً شَدِيْدًا امام مظلوم کبھی دہنی طرف دیکھتے تھے اور کبھی بائیں جانب جب آپ کو کوئی ساتھی نظر نہ

جو تو گمان کرتا ہے بلکہ میں جا رہا ہوں خداوند کریم کے حضور اور شفاعت کرنے والے پیغمبر اکرم کی خدمت میں اور میں ایک نیک حالت سے نیک حالت کی طرف سفر کروں گا بھلا تو کون ہے کہ فرزند رسول کے حق میں بے ادبی کرنے والا؟ وہ لعین بولا۔ میں ابن جویریہ ہوں۔ امام علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا اَللّٰهُمَّ صَيِّرْہِ اِلَى النَّارِ خداوند اس لعین کو آتش جہنم میں داخل کر تا کہ یہ اپنے اس کلام بد کی سزا پائے فَغَضِبَ اللّٰعِيْنُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ وہ بے دین سخت غصے میں آ گیا اور امام علیہ السلام پر تلوار سے حملہ کر دیا فَاضْطَرَبَ بِہِ فَرَسُہُ فِیْ جَدْوَلٍ وَتَعَلَّقَ رِجْلُہُ بِالرِّكَابِ وَوَقَعَ رَاسُہُ فِی الْاَرْضِ وَبَعِثَ الْفَرَسُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے حکم سے اس کا گھوڑا دوڑ پڑا اور گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں جا پڑا اور گھوڑا گرا اور اس شقی کا پاؤں رکاب میں الجھ گیا اور اس کا سر زمین پر جا لگا اور گھوڑا دوڑتا رہا اور اس ناپاک کا سر پتھروں اور درختوں سے ٹکراتا ٹکراتا ہو گیا اور اس کے پاؤں اور پنڈلیوں کا گوشت کانٹوں وغیرہ کی زد میں آ کر اڑ گیا بالآخر وہ ملعون اسی ہی حالت کے ساتھ اصل جہنم ہوا۔

فَلَمَّا اَشَدَّ الْقِتَالُ وَانْتَصَفَ النَّهَارُ وَرَآیْ ذٰلِكَ اَبُوْ تَمَامَہُ الصَّیْدَاوِیُّ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ نَفْسِیْ لِنَفْسِکَ الْفِدَاءُ هُوَ لَاۤءِ اِقْتَرَبُوْا مِنْکَ جب مخالف لشکر کا جوش خروش زیادہ ہوا تو ابو تمامہ نے عرض کی یا مولا! میری جان آپ پر قربان ہو یہ لعین قریب آ گئے ہیں وَاجِبٌ اَنْ اَلْقٰی اللّٰہُ وَقَدْ صَلَّیْتُ ہِذِہِ الصَّلَوةَ مَعْکَ اور میں چاہتا ہوں کہ خدا سے ملاقات کروں اس حالت میں کہ نماز ظہر آپ کی اقتداء میں ادا کر چکا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ امام علیہ السلام نے اپنا سر اقدس آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا فَذَكَّرَتْ الصَّلَوةَ جَعَلَکَ اللّٰہُ

مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں وہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے ہے پھر فرمایا اے شیخ! تو لشکر عمر سعد سے نکل جا کہ میری آواز استغاثہ سن کر جو شخص میری اعانت نہ کرے گا خداوند قہار اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا فَقَالَ الْوَدَاعُ الْوَدَاعُ يَا زَيْنَبُ يَا أُمَّ كَلْثُومَ يَا سَكِينَةَ يَا رَقِيَةَ پھر امام علیہ السلام اہلبیت سے رخصت ہونے لگے اور فرمایا اے زینب! و ام کلثوم! سیکنہ و رقیہ! تم سب کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اذرموا السهام وقالوا اخرج یا حسین بن علی! امام عالی مقام ابھی اپنے اہلبیت سے رخصت ہو رہے تھے کہ ناگاہ یزیدیوں نے حضرت پر تیر پھینکا شروع کر دیے راوی کہتا ہے کہ تیر قاتلوں سے پار ہو گئے اور وہ بے ادب اور دشمن خدا بولے کہ اے حسین! ابن علی! خیمہ سے باہر نکلو یا بیعت کرو یا اپنا سر قربان کرو فَبَكَى الْحُسَيْنُ بَكَاءً شَدِيدًا یہ سن کر امام علیہ السلام بہت روئے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ کہہ کر میدان جنگ میں آئے۔

وَقَالَ أَمَا مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا أَمَامِنَ رَاحِمٍ يَرْحَمُنَا وَيَسْقِينَا جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ اور آپ نے آواز استغاثہ بلند کی اور فرمایا کہ آیا کوئی فریاد رس ہے کہ ہماری فریاد کو پہنچے ایسا کوئی رحم دل ہے کہ جو ہم پر رحم کھائے اور ایک گھونٹ پانی کا دے دے کہ اس وقت ہم سب سخت پیاسے ہیں فَبَيْنَمَا هُوَ وَقِفْتُ إِذْ أَتَاهُ حَجَرٌ فَوَقَعَ عَلَى جَبْهَتِهِ کہ ناگاہ ایک پتھر امام علیہ السلام کی نورانی پیشانی پر آ کر لگا کہ وہ پیشانی زخمی ہو گئی اور اس سے خون بہنے لگا۔ آہ یہ وہ پیشانی تھی جس پر رسول خدا بار بار بار بوسہ دیتے تھے فَأَخَذَ الثُّوبَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ امام علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی پیشانی کو کپڑے سے صاف کریں فَأَمَّاهُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ لَهُ ثَلَاثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ عَلَى قَلْبِهِ پس ایک تین پھلوں والا زہر آلود تیر آپ کے قلب مبارک پر آ کر

آیا تو آپ اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھ کر دھاڑیں مار کر روتے تھے وَالِدٌ مِنْ جَسَمِهِ الشَّرِيفِ مَسْفُوحٌ وَيَلُوكُ لِسَانُهُ مِنْ شِدَّةِ الْعَطَشِ وَقَالَ آپ کے جسم مبارک سے خون بہہ رہا تھا اور آپ پیاس کی شدت سے اپنی زبان مبارک اپنے ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے أَنَا بَنُ صَاحِبِ الْكَوْثَرِ أَنَا بَنُ شَافِعِ يَوْمِ الْمَحْشَرِ میں ساقی کوثر کا فرزند ہوں اور شفیع روز محشر کا بیٹا ہوں أَقْتُلْ عَطْشَانًا غَرِيبًا وَحَيْدًا هَلْ فِيكُمْ مُسْلِمٌ اور میں قتل ہوتا ہوں پیاسا تنہا مسافر کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے کہ جو مجھے اس پیاس کی حالت میں پانی پلا دے؟ اِذْ سَمِعَ مُسَبِّحٌ كَانَ فِي عَسْكَرِ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ فَمَلَأَ الزُّكُوءَ وَجَاءَ عِنْدَ الْحُسَيْنِ وَقَالَ ناگاہ یہ آواز ایک درویش نے سنی وہ لشکر عمر سعد میں تھا پس وہ پانی کا جام بھر کر امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ يَا بَنِي أَنْتَ وَأُمِّي اسقِ هَذَا الْمَاءَ اے فرزند رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ پانی حاضر ہے نوش فرمائیے فَبَكَى الْحُسَيْنُ بَكَاءً شَدِيدًا امام علیہ السلام اس پانی کو دیکھ کر بہت زیادہ روئے وَقَالَ كَيْفَ أَشْرَبُ وَقَدْ قُتِلَ أَنْصَارُنَا وَأَقْرَبَاءُنَا حَتَّى الْبَطْلُ ظَمْآنًا اور فرمایا اے شیخ! میں کس طرح پانی پیوں جبکہ میرے عزیز و انصار پیاسے شہید ہو گئے یہاں تک کہ چھ مہینے کا میرا بچہ بھی پیاسا شہید ہوا۔

آپ نے اس بزرگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی انگشت مبارک سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ دیکھو پانی کا کنواں موجود ہے جب اس نے دیکھا تو اسے کنواں نظر آیا جو پانی سے بھرا ہوا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں ہیں لیکن ہم اتمام حجت کے طور پر لشکر اعداء سے پانی کا سوال کرتے ہیں تاکہ روز قیامت ان کا کوئی عذر باقی نہ رہے البتہ ہم جو راہ حق میں تمام تر تکلیفیں

حسینؑ اس نیکی سے شہید ہو رہا ہے۔ وَلَيْلَكَ يَا عَمْرَبُنْ سَعْدٌ يُقْتَلُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ اے عمر سعد! خدا تجھ پر لعنت کرے! فرزند رسول شہید ہو رہا ہے اور تو دیکھ رہا فَفَتَحَ الْحُسَيْنُ عَيْنَيْهِ وَنَظَرَ إِلَيْهَا جناب امام حسینؑ نے آنکھیں کھولیں اور اپنی پیاری دکھیری بہن زینبؑ کی طرف دیکھا آپؑ نے زینبؑ سے بات کرنا چاہی لیکن حلق میں تیر لگنے سے آپؑ سے بولا نہ گیا امام علیہ السلام نے اشارے سے فرمایا اے زینبؑ! خیمہ میں جاؤ اور میرے جیتے جی خیمے سے نہ نکلو فَرَجَعَتْ إِلَى الْخِيَمَةِ امام علیہ السلام کے حکم کے مطابق بی بی خیمہ میں واپس آ گئیں (پتہ نہیں علیؑ کی بیٹی اپنے بھائی کو اس حالت میں چھوڑ کر کیسے واپس آئی ہوں گی) اِذْ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ وَقَدْ ذُبِحَ الْحُسَيْنُ ابھی جناب زینبؑ خیمہ میں آئی ہی تھیں کہ آواز بلند ہوئی کہ رسول خداؐ کا بیٹا حسینؑ شہید ہو گیا ہے! فرزند زہراؑ ذبح ہو گیا ہے جناب زینبؑ نے جوڑ کر دیکھا کہ امام حسینؑ کا سر نیزہ پر نظر آیا فَبَكَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا جناب زینبؑ بیقرار ہو کر روئیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگیں وَامْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتُرَابًا أَحْمَرَ اور آسمان سے خون برسنے لگا اور سرخ مٹی گرنے لگی وَكَسَفَتِ الشَّمْسُ كَسْفَةً بَدَتْ الْكُوَاكِبُ اور آفتاب گہن لگا ایسا گرہن کہ ستارے ظاہر ہوئے لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت آگئی ہے۔



لگا۔ امام علیہ السلام نے کہا بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف کر کے بارگاہ الہی میں عرض کرتے ہیں خداوند! تو جانتا ہے کہ یہ ظالم ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں کہ روئے زمین پر اس کے سوا کوئی رسول خداؐ کا نواسہ نہیں ہے ثُمَّ أَخَذَ اسْهُمُ فَأَخْرَجَهُ مِنْ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ایک تیر ایسا کاری لگا کہ دل کو چیر کر پشت مبارک سے نکل گیا آپؑ نے وہ تیر نکالا اس کے بعد شمر لعین بولا کہ حسینؑ کو فوراً قتل کر دو وَفَطَعْنَهُ سِنَانُ بْنُ أَنَسٍ بِالرُّمَحِ كَانَ أَنْ يَقَعَ بِهِ سَنَانُ بْنُ أَنَسٍ ملعون نے آگے بڑھ کر آپؑ کے سینہ اقدس پر ایسا تیر مارا کہ امام علیہ السلام گھوڑے سے زمین پر گر پڑے فَقَالَ أَيُّهَا الْجَوَادُ اتَّعَرَفْتُ مَنْ أَنَا رَاوِي كَهْتَا ہے کہ اس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا (بادشاہ گھوڑے) کیا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ اَنَا بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَنَا بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْمُرْتَضَى میں فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں میں علی مرتضیٰؑ کا فرزند ہوں فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ امام علیہ السلام کی یہ بات سن کر وہ گھوڑا رو پڑا اور زمین پر اپنے ہاتھ اور پاؤں پھیلا دیے تاکہ امام علیہ السلام کے جسم شریف کو تکلیف نہ پہنچے اور امام عالی مقام زمین پر گرے اور غش کھا گئے اس وقت اہل حرم میں گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی۔ جناب زینبؑ نے اپنے سر پر خاک کر بلا ڈال کر جلدی سے وہاں پہنچیں جہاں پر ان کا بھائی حسینؑ کر بلا کی گرم ریت کو بستر بنا کر سو رہا تھا۔ بی بی نے اپنے بھئیاء کی یہ حالت دیکھی فَصَاحَتْ وَاحْيَاهُ وَامَامَاهُ وَاحْسَيْنَاهُ تو آواز بلند رو کر کہا ہائے حسینؑ ہائے میرے بھائی ہائے میرا ماں جایا زینبؑ قربان ہو آپؑ پر لَيْتَ الْمَوْتُ أَغْدَمَنِي کاش کہ زینبؑ کو موت آ جاتی اور اپنے بھائی کا یہ حال نہ دیکھتی وَلَيْتَ الْجَبَالُ تَدَحَّكَتْ عَلَى السَّهْلِ کاش پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑیں اور میرا بھائی

وَفِي مُنَاجَاتِ مُوسَى وَقَدْ قَالَ يَارَبِّ لِمَ فَضَّلْتَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَيَّ
سَائِرِ الْأُمَمِ. حدیث میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات
کے دوران عرض کی اے خالق دو جہاں! کیا وجہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی امت تمام
امتوں سے افضل ہے؟ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِعِيسَىٰ خِصَالِ ارشاد ہوا کہ دس خوبیوں کے
وجہ سے ہم نے انھیں فضیلت دی ہے قَالَ مُوسَى وَمَا تِلْكَ الَّتِي يَعْمَلُونَهَا حَتَّى

روایت نمبر



حضرت امام حسینؑ کا قیموں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خدمت کرنا، مناجات حضرت موسیٰؑ آسمان سے خون برسا، حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق چند روایات۔



مولانا عابد عسکری

ٹھنڈا پانی پلائے، پس میں دنیا میں اس کے ایک درہم کو ستر درہم کی برکت دوں گا۔
وَكَانَ فِي الْجَنَّةِ وَعَفْرُثُ لَهُ، ذُنُوبُهُ، میں جنت میں اس کو جگہ دوں گا
اور اس کے چھوٹے بڑے گناہ بخش دوں گا۔ پس حضرات خیال کیجئے کہ جس روز کی
گریہ و زاری کی یہ تاکید ہے۔ اس روز منافقانِ اُمت نے عید مقرر کی ہے دشمنانِ
دین اس روز کو روزِ برکت کہتے ہیں وَقَالَ صَادِقٌ وَلَمْ تَبْكِ السَّمَاءُ إِلَّا عَلَى
الْحُسَيْنِ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا. اور جناب صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ جب سے
آسمان خلق ہوا وہ کسی پر نہیں رویا مگر حسین ابن علیؑ اور یحییٰؑ بن زکریاؑ پر
اور منقول ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے دن آسمان سے سرخ مٹی
گرتی تھی۔

وَقَالَ قُرْطُبةُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَطَرَتِ السَّمَاءُ يَوْمًا نِصْفَ النَّهَارِ عَلَى
شَمْلَةِ بَيْضَاءِ قُرْطِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ کہتا ہے کہ ہمیں امام حسینؑ کی شہادت کی بالکل خبر نہ
تھی اور ہمیں پتہ ہی نہ تھا کہ مولا امام حسینؑ اس مصیبت میں مبتلا ہیں ناگاہ ایک دن
آسمان سے بارش کے قطرات گرنے لگے اور باہر صحن میں سفید کپڑے پڑے ہوئے
تھے فَنظَرْتُ فَإِذَا هِيَ دَمٌ جب کپڑوں پر وہ قطرے پڑے تو ہم نے دیکھا تو وہ
خون نظر آیا اور وہ آسمان سے برس رہا تھا وَذَهَبَتْ بِالْأَهْلِ إِلَى الْوَادِي لِيَشْرَبَ
فَإِذَا هُوَ دَمٌ اور ہمارے اونٹ جنگل میں پانی پینے کے لیے گئے پس کہیں پانی نہ پایا
سوائے خون کے۔ ہم نہایت حیران و متعجب تھے ناگاہ ہمیں اطلاع ملی کہ اس روز
فرزند رسول حضرت امام حسینؑ عزیزوں، ساتھیوں سمیت میدانِ کربلا میں شہید ہو
گئے ہیں پس زمین و آسمان کا یہ حال ماتم امام حسینؑ میں ہوا تھا کیونکہ امام علیہ السلام
اور ان کے عزیز و انصار تین دن کے بھوکے پیاسے شہید کر دیے۔ یزید کے فوجی اور

أَمَرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْمَلُونَهَا حضرت موسیٰؑ نے عرض کی خداوند وہ کون کون سی
خصلتیں ہیں؟ اگر مجھ سے ارشاد ہو تو میں بھی بنی اسرائیل کو اس پر عمل کرنے کا حکم
دوں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالصَّوْمُ وَالْحَجُّ وَالْجِهَادُ وَالْجُمُعَةُ
وَالْجَمَاعَةُ وَالْقُرْآنُ وَالْعِلْمُ وَالْعَاشُورَةُ اللَّهُ تَعَالَى نے فرمایا کہ ان دس خصلتوں
میں سے پہلی نماز، دوسری زکوٰۃ، تیسری روزہ، چوتھی حج، پانچویں جہاد، چھٹی جمعہ یعنی
نماز جمعہ پڑھا کریں گے، ساتویں نماز جماعت میں حاضر ہوا کریں گے، آٹھویں
قرآن مجید کی تلاوت کریں گے، نویں علم فقہ اور حدیث سیکھیں گے اور دسویں عاشورہ
سے قَالَ مُوسَى يَارَبِّ وَمَا الْعَاشُورَةُ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی بارالہ! میں سب
کچھ سمجھ چکا ہوں لیکن عاشورہ کیا ہے؟ قَالَ الْبُكَاءُ وَالتَّبَاكُيُّ عَلَى سَبْطِ مُحَمَّدٍ
الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْتَبَةُ وَالْعَزَاءُ لِمُصِيبِهِ خداوند عالم
نے فرمایا اے موسیٰؑ! عاشورہ سے مراد یہ ہے کہ فرزند رسول کے غم میں رونا اور
دوسروں کو رلانا اور مرثیہ کہنا امام علیہ السلام کے غم میں اور ان کے مصائب کو پڑھنا،
سننا اور سنانا اور اس مظلوم کی یاد میں مجلسِ عزا برپا کرنا یا مُوسَى مَامِنْ عَبْدٍ مِنْ
عَبِيدِي فِي ذَالِكَ الزَّمَانِ بَكَى أَوْ تَبَاكَى أَوْ تَعَزَّى عَلَى وَلَدِ الْمُصْطَفَى إِلَّا
كَانَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ثَوَابًا اے موسیٰؑ! جو بندہ مومن ایامِ عاشورہ میں فرزند رسولؑ کے
غم میں خود روئے یا رلائے یا رونے والوں کی سی صورت بنائے یا مجلسِ عزا برپا
کرے ان کے لیے بہشت واجب ہے وَمَنْ أَنْفَقَ مِنْ مَالِهِ فِي مُحِبَّتِهِ طَعَامًا كَانَ
أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ إِلَّا بَارَكْتُ لَهُ، فِي الدُّنْيَا الدَّرْهَمَ بِسَبْعِينَ دَرْهَمًا اے موسیٰؑ!
جو بندہ روزِ عاشورہ اپنے مال میں سے کچھ خرچ کرے گا کسی مومن کو کھانا کھلائے یا

راوی کہتا ہے کہ حضرت کی دعا کے الفاظ ابھی مکمل نہ ہوئے تھے کہ اسے پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور وہ شقی پیاس کے مارے گھوڑے سے گرا اور گھوڑے نے اس دشمن خدا کو ناپوں سے روند ڈالا اور وہ واصل جہنم ہوا۔ پھر امام علیہ السلام نے آواز دے کر فرمایا اے شیث ربیع! اے حجاج بن حرا! اے قیس بن اشعث! اے یزید بن حارث! اَلَمْ تَكْتُبُوا اِلَيَّ اَنْ قَدْ اُنْبَعَثَ الشَّمَارُ وَاحْضَرَتِ الْجَنَّاتُ وَاَقْدِمُ عَلَيْنَا لَكَ جُنْدٌ عَلَي الْجُنْدِ.

اے غدارو! اے بے وفاؤ! آیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ درخت پھلدار ہو چکے ہیں اور ہرے بھرے باغات آپ کے لیے ہیں اور ایک فوج کثیر آپ کی مدد کے لیے موجود ہے؟ اب کسی نے جواب نہ دیا مگر قیس ابن اشعث بولا ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم تو صرف یہی جانتے ہیں کہ آپ یزید کی بیعت کر لیں تو اس میں آپ کی بہتری ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا لَا وَاللّٰهِ لَا اَعْطِيْكُمْ بَيِّدَ اِعْطَاءِ الدَّلِيلِ وَلَا اَقْرِلْكُمْ اَقْرَارَ الْعَبِيدِ قسم ہے خدا کی! حسینؑ کبھی بھی بیعت کی طرف ذلت و خواری کا ہاتھ نہیں بڑھائے گا اور نہ ہی غلاموں نوکروں کی طرح اس کی ہاں میں ہاں ملائے گا۔ کہاں میں اور کہاں وہ یہ سن کر قیس ابن اشعث لعین لشکر سے نکل کر بولا یا حُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ اَيُّهُ خِدْمَةٌ لَكَ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ لَيْسَتْ بِغَيْرِكَ اے حسینؑ! تمہارے لیے رسول خدا کی کون سی خدمت ہے کہ جو تمہارے غیر کے لیے نہیں ہے؟ امام علیہ السلام آہے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ پورا پڑھا پھر امام علیہا السلام نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اصحاب نے اس شقی کا نام بتایا تو امام عالی مقام نے دست مبارک اٹھا کر دعا کی اَللّٰهُمَّ ذَلِّلْ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ ذَلًّا فِيْ هَذَا الْيَوْمِ مَرَّاهُ اَبَدًا بارالہا اس شقی کو ایسی ذلت دکھا

کارندے امام علیہ السلام کو جیسی بھی جس طرح بھی تکلیف دے سکتے تھے دیتے رہے۔ ایسا کوئی ظلم نہ تھا جو خاندان رسالت پر روانہ کیا گیا ہو ان سب مظالم کے باوجود دشمنان خدا ناسزا الفاظ کہہ کر امام علیہ السلام کے دل کو مجروح کرتے تھے۔ چنانچہ ابن جویریہ لعین امام علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا یا حُسَيْنُ وَاصْحَابُ الْحُسَيْنِ اَبْشِرُوا بِالنَّارِ فَقَدْ تَعَجَّلْتُمُوهَا فِي الدُّنْيَا۔ اے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ! تمہیں آتش جہنم کی بشارت ہو (نعوذ باللہ) تم نے دنیا ہی میں آگ کی طرف جانے کی جلدی کی ہے امام علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا ابن جویریہ ہے حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ عَذَابِ النَّارِ فِي الدُّنْيَا بارالہا اسے دنیا میں عذاب آتش چکھا دے تاکہ اسے اس بے ادبی مزا معلوم ہو جائے فَقَرَّ بِهِ فَرَسُهُ وَالْقَاهُ فِيْ تِلْكَ النَّارِ فَاجْتَرَقَ۔ پس اس کا گھوڑا بگڑا اور بھاگا اور اسے آگ میں ڈال دیا کہ وہ شقی اسی میں جل گیا۔ پھر تمیم بن الحصین ملعون تنہا لشکر سے نکلا اور پکارا اے حسینؑ! اور اصحاب حسینؑ! اَمَّا تَرَوْنَ اِلَى مَاءِ الْفُرَاتِ يَتَمَوَّجُ كَاَنَّهُ يُطْوِنُ الْحَيَّاتِ كَيْتًا اَب فِرَاتٍ كِي طرف نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا ہے۔ وَاللّٰهُ لَا اُذِيْقُكُمْ مِنْهُ قَطْرَةً حَتّٰى تَذُوْقُوْا الْمَوْتَ جُرْعًا مَّرًّا وَاللّٰهُمَّ اس سے ایک قطرہ بھی نہ پی سکو گے یہاں تک کہ تم بھوک پیاس کی حالت میں مر جاؤ گے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ اصحاب نے عرض کی کہ یہ تمیم بن حصینؑ ہے امام علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا هٰذَا وَاَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ”یہ اور اس کا باپ دونوں جہنمی ہیں“ اَللّٰهُمَّ اَقْتُلْ هٰذَا عَطَشًا فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ بارالہا! اس کو آج ہی پیاسا ہلاک کر قَالَ فَلَحِقَهُ الْعَطَشُ حَتّٰى سَقَطَ عَنْ فَرَسِهِ وَوُطِنَهُ الْحَيْلُ بَسًا بِكَيْهَا فَمَاتَ پس۔

حسینؑ دائیں پہلو کے بل گھوڑے سے گر پڑے وَقَامَ بَعْدَهُ عَلٰی رِجْلَيْهِ لٰكِن اِمَام عَلِيه السّلام پھر اٹھ کھڑے ہوئے فَضْرَبَ الْمَلْعُونُ السَّيْفَ عَلٰی عَصِدِهِ اس شقی نے امام علیہ السّلام کے بازو پر ایک تلوار ماری۔

فَقَتَلَهُ عَلِيهِ السّلامُ حَتّٰی دَخَلَ فِي النَّارِ اِمَام عَلٰی مقام نے اس شقی پر ایک تلوار ماری کہ وہ اصل جہنم ہوا۔ وَضْرَبَ رَجُلٌ اٰخَرُ عَلٰی كَتِفِهِ حَتّٰی خَرَّ عَلٰی الْاَرْضِ اور ایک بے حیا نے امام عالی مقام کے شانے پر ایسے زور سے تلوار ماری کہ آپ زمین پر گر پڑے فَجَمَعُوْا حَوْلَهُ وَضْرَبَ الْمَلْعُونُ الرُّمْحَ عَلٰی الْخُلْفُوْمِ وَنَزَحَ مِنْهُ وَضْرَبَ عَلٰی صَدْرِهِ حَتّٰی هَوٰى اِلٰی الْاَرْضِ۔

بہت سے ملعون جمع ہو گئے اور ایک بے رحم نے بوسہ گاہ رسول پر تیر مارا اور پھر وہ تیر نکال کر اس نے آپ کے سینہ اقدس پر اس زور سے مارا کہ امام مظلوم زمین پر گر پڑے وَالتَّفَّتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ اِمَام عَلِيه السّلام پاؤں پر پاؤں رگڑنے لگے وَلَمْ يَقْرَبُوْا فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ عِنْدَهُ بِسَبَبِ مَهَابَتِهِ اس پر بھی امام علیہ السّلام کی ہیبت اور رعب کی وجہ سے حضرت کے قریب کوئی شخص نہ آیا۔

پس شرم ملعون نے فوج کو پکار کر کہا لَمَّا ضَرَفْتُمْ مِنَ الْحُسَيْنِ اُمّهَاتُكُمْ يَجْلِسْنَ فِيْ عَزَائِكُمْ تَمَّ حُسَيْنٌ سے کیوں دور ہوئے ہو تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں وَبَادَرِ بِنَفْسِهِ الْخَبِيْثُ عَلٰی قَتْلِهِ یہ کہہ کر وہ شقی قتلِ امام کی طرف متوجہ ہوا فَلَا نَ كَيْفَ اَقُوْلُ مَا صَنَعَ الْمَلْعُوْنُ بِالْحُسَيْنِ آہ کیونکر کہوں اور کس زبان سے بیان کروں کہ اس ملعون نے ہمارے آقا و مولا کے ساتھ جو بے ادبی کی اِنَّهُ ضَرَبَ الرَّجُلَ النَّجَسَ عَلِيْهِ حَتّٰی اَلْفَى عَلٰی وَجْهِهِ کہ اس شقی نے اپنے پائے نجس سے امام علیہ السّلام کو ایک ٹھوکر ماری کہ حضرت کو منہ کے بل الٹ دیا۔

کہ اس نے آج تک نہ دیکھی ہو۔ پس اسے اسی وقت ایک عارضہ لاحق ہوا اور لشکر سے رفع حاجت کے لیے نکلَا فَسَلَطَ اللّٰهُ عَلِيْهِ عَقْرَبَ فَلَهُ فَتْنُهُ فَمَاتَ بِاَدْيَا لَعُوْرَةٍ خداوند عالم نے اس پر ایک بچھو مسلط کر دیا پس اس بچھو نے اسے ڈنک مارا اور وہ شقی یوں نگلی حالت میں غلاظت و کثافت سمیت واصل جہنم ہوا۔ امام علیہ السّلام کا یہ معجزہ دیکھ کر عمر سعد نے لشکر امام پر تیر پھینک کر کہا اَشْهَدُوْا اِنِّیْ اَوَّلُ رَاَمِ اے اہل کوفہ گواہ رہنا کہ سب سے پہلا تیر لشکر امام پر میں نے ہی پھینکا ہے فَرَحُوْهُ كُلُّهُمْ پس پھر تو تمام لشکر والوں نے تیر چلانے شروع کر دیے بلکہ یوں کہیں کہ تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔

جس کی وجہ سے امام علیہ السّلام کے تمام عزیز و جاٹار زخمی ہوئے وَقِيْلَ قُتِلَ فِيْ هٰذِهِ الْحَمَلَةِ خَمْسُوْنَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهِ۔

ایک روایت میں ہے کہ اس حملہ میں امام مظلوم کے پچاس اصحاب شہید ہوئے اس کے بعد باقی جاٹار بھی تھوڑے عرصے میں باری باری اپنے آقا پر نثار ہوتے گئے عزیزوں اور ساتھیوں کی شہادت کے بعد امام علیہ السّلام اکیلے رہ گئے وہ بھی زعفران اعداء میں! چاروں طرف سے ہمارے مظلوم امام پر تیروں تلواروں تیزوں سے حملہ کیا گیا رُوِيَ فِيْ بَحَارِ الْاَنْوَارِ لَمَّا جَرَحُوا عَلٰی الْحُسَيْنِ كَثِيْرًا حَتّٰی جَمَعَ الْمَلَاعِيْنَ حَوْلَهُ بَحَارِ الْاَنْوَارِ میں منقول ہے کہ جب بہت سے زخموں نے امام عالی مقام کو نڈھال کر دیا تو بہت سے شقی جمع ہو گئے وَضْرَبَ عَلِيْهِ الرُّمْحَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ پس ایک نیزہ انس بن مالک نے مارا وَاَيْضًا ضَرَبَ الرُّمْحَ عَلٰی جَنْبِهِ الشَّرِيْفُ صَالِحُ بْنُ وَهْبٍ فَالْقَى مِنَ الْفَرَسِ عَلٰی جَنْبِهِ الْاَيْمَنِ اور پھر ایک نیز صالح بن وہب شقی نے امام علیہ السّلام کے پہلوئے اقدس پر مارا کہ امام

وَأُخْتُهِ الرِّبِّ لَمَّا تَرَى الْحَالَ عَلَى هَذَا الْمَنَوَالِ اور جب جناب
نہیب نے بھائی کی جو یہ حالت دیکھی سُرَعَتْ إِلَيْهِ وَتَقُولُ بِي بِي بِي تَاب ہو کر
میدان کی طرف دوڑیں اور کہہ رہی تھیں وَاحْسِينَاهُ وَآخَاهُ ہائے میرے حسین ہائے
میرے بھائی یہ کیا حال ہوا ہے آپ کا۔ عمر سعد! اس وقت حضرت کے قریب کھڑا تھا
بی بی نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا يَا عُمَرُ تَنْظُرُ أَنَّ شِمْرًا يَقْتُلُ أَخِي بِإِسَاءَةٍ
الْأَذْبِ اے عمر سعد تو دیکھ رہا ہے کہ شمر میرے بھائی کو کس بے ادبی سے قتل کر رہا
ہے؟ عمر رو پڑا اور اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا وَالشِّمْرُ جَالِسٌ عَلَى صُدْرِهِ
الشَّرِيفِ وَقَطَعَ رَأْسَهُ بِإِثْنَتَيْ عَشْرَةَ ضَرْبَةً اور کس منہ سے کہوں کہ شمر عین کہاں
پاؤں رکھ کر بیٹھا تھا اس نے سینہ اقدس پر پاؤں رکھا ہوا تھا اور بارہ ضربوں سے اس
نے امام علیہ السلام کا سر اقدس جدا کیا۔



روایت نمبر



امام حسینؑ کے غم میں گریہ کرنے کا ثواب اس سلسلے میں ریان بن حمیب کی ایک
روایت امام حسینؑ کی خبر شہادت لے کر فرشتوں کا زمین پر آنا اور روضہ رسولؐ پر آ کر تعزیت
کرنے شہادت امامؑ کے بارے میں مزید چند روایات۔



مولانا عابد عسکری

الشہداء کا بدلہ لینے والے کہاں ہیں۔

اے پسر شیب! میرے آباء طاہرین نے جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے لَمَّا قُتِلَ جَدِّي الْحُسَيْنُ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتَرَابًا اَحْمَرَ کہ جس وقت جناب امام حسینؑ شہید ہوئے تو کو آسمان نے لہو کا مینہ برسایا اور زمین پر سرخ رنگ کی خاک گرائی

اے پسر شیب! اگر تو رونا چاہتا ہے تو میرے جد امجد حضرت امام حسینؑ کے غم پر گریہ کر تُم تَسِيلُ دُمُوعَكَ عَلٰی خَدَيْكَ پس تیرے دونوں رخساروں پر آنسو جاری ہوں غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَهُ صَغِيرًا كَانَ اَوْ كَبِيرًا خداوند کریم تیرے سب گناہ معاف کر دے گا خواہ وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ اے پسر شیب! اگر تو چاہے کہ جنت میں تیرے درجات بلند ہوں فَاحْزَنَ لِحُزْنِنَا وَافْرَحَ لِفَرْحِنَا پس تو ہمارے غم پر غمگین اور ہماری خوشی پر خوش ہو وَعَلَيْكَ بِوَلَايَتِنَا اور تجھ پر ہماری دوستی اور ولایت واجب ہے فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَحَبَّ حَجَرًا لِحَشْرَةِ اللّٰهِ مَعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ پس اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے گا تو خداوند عالم اس کا حشر اس پتھر کے ساتھ کرے گا۔

ابن ابی عون سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو فردوس اعلیٰ سے دریائے اعظم کی طرف ایک فرشتہ اتر آیا اس نے اطراف زمین و آسمان میں ندا کی يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَلْبَسُوا ثِيَابَ الْاَحْزَانِ اے بندگان خدا! غم و حزن کا لباس پہن لو فَانْ فَرَحَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مِنْدُ بُوْحٍ مَظْلُومٍ مَقْهُوْرٍ پس بالتحقیق کہ فرزند رسولؐ ذبح کیا جائے گا اس پر ظلم کیا جائے گا وہ انتہائی مجبور و مظلوم ہو گا کوئی شخص بھی اس مظلوم امام کی مدد نہیں کرے گا سوائے چند عزیزوں اور مخلص ساتھیوں

ریان بن شیب سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا ہے میں پہلی محرم کو جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا قَالَ يَابْنَ الشَّيْبِ اِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِي كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الظُّلْمَ وَالْقَتَالَ لِحُرْمَتِهِ جناب امام رضاؑ نے فرمایا اے پسر شیب! بالتحقیق محرم وہ مہینہ تھا کہ کافر اس میں جنگ اور ظلم کو حرام جانتے تھے۔ یعنی کافر بھی اس مہینے کا احترام کرتے تھے فَمَا عَرَفَتْ هَذِهِ الْاُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلَا حُرْمَةَ نَبِيِّهَا پس اس امت نے اس مہینے کی حرمت کو نہ پہچانا اور انھوں نے اپنے نبیؐ کی حرمت کو نہ پہچانا لَقَدْ قَتَلُوْا فِيْ هَذَا الشَّهْرِ ذُرِّيَّتَهُ کافر تو اس مہینے کا احترام کرتے تھے لیکن اس امت نے عترت نبیؐ اور اولاد رسولؐ کو قتل کیا۔ وَسَلَبُوا نِسَانَهُ وَانْتَهَبُوا ثِقْلَهُ خواتین کے سروں سے چادریں اتاریں خیموں کو جلایا گیا یہاں تک کہ ان لٹے ہوئے خیموں میں ان ظالموں کے ہاتھ میں جو چیز بھی آئی وہ لے گئے خدا ان پر لعنت کرے انھوں نے بہت زیادہ ظلم کیا اے پسر شیب! اگر تو رونا چاہے تو حسین ابن علیؑ کے مصائب پر گریہ کر فَإِنَّهُ ذُبِحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبَشُ کہ حسینؑ اس طرح ذبح کیے گئے ہیں کہ جس طرح سے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ آسمان سے چار ہزار فرشتے امام عالی مقام کی نصرت کے لیے نازل ہوئے فَوَجَدُوْا قَدْ قُتِلَ فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهِ شَعْنًا غَبْرًا لیکن اس وقت جناب امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس اس روز وہ فرشتے انتہائی غمگین اور پریشان حال امام عالی مقام کے روضہ کے مجاور بنے ہوئے ہیں یہ فرشتے قائم آل محمدؐ کے ظہور تک روضہ اقدس پر رہیں گے اور جب جناب صاحب الامر ظاہر ہوں گے تو وہ امام زمانہؑ کے انصار میں شامل ہو جائیں گے اور پکار پکار کہیں گے يَا لِنَارَاتِ الْحُسَيْنِ خُونِ سَيِّدِ

جناب امام حسینؑ ایک برس کے ہوئے نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ اثْنَا عَشَرَ مَلَكًا إِلَى النَّبِيِّؐ تو جناب پیغمبر اکرمؐ کی خدمت اقدس میں بارہ ہزار فرشتے حاضر ہوئے، ان کی صورتیں پراگندہ سرخ چہرے آنکھوں سے آنسو جاری تھے سبھی نے اپنے پر پھیلا دیے اور کہنے لگے اے حبیب خدا آپ کے فرزند پر وہ مصیبت نازل ہوگی جو قاتیل کے ہاتھ سے ہاتیل پر نازل ہوئی تھی۔

پس ہم آپ کے فرزند پر پیش آنے والی مصیبت پر آپ کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر آسمان پر کوئی فرشتہ نہ رہا مگر یہ کہ سب نے آ کر جناب رسول خداؐ کو پرسہ دیا، اس کے بعد انھوں نے امام حسینؑ کی شہادت کے فضائل بیان کیے، امام حسینؑ کے زائرین اور عبادتوں کے اجر و ثواب کے بارے میں بھی بتایا اس کے ساتھ ساتھ وہ گریہ بھی کرتے رہے وَالنَّبِيُّ مَعَهُمْ يَبْكِي اور رسول خداؐ بھی ان کے ساتھ روتے رہے اور امام حسینؑ علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے رہے۔

راوی کہتا ہے امام حسینؑ علیہ السلام جب دشت غربت میں پہنچے تو یزیدی فوج نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ساتویں محرم سے پانی بند ہو گیا اس کے بعد پانی کا ایک گھونٹ بھی کسی کو میسر نہ تھا یہاں تک کہ عاشورہ کے دن آپ پر حملہ کر دیا گیا، سب سے پہلے آپ کے ساتھیوں نے اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اس کے بعد عزیزوں کی باری آئی وہ بھی یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کرتے گئے حتیٰ قَتَلُوا فِي حُجْرِهِ ابْنَهُ الرُّضَيْعَ بِالسَّهْمِ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کا شیر خوار بیٹا علی اصغر بھی ان کی گود میں شہید کر دیا گیا۔

کے اس کے بعد وہ رسول خداؐ کی خدمت میں مٹی لے آیا اور کہنے لگا يَا حَبِيبَ اللَّهِ يُقْتَلُ عَلَى هَذِهِ الْأَرْضِ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ اے حبیب خدا! اس زمین پر آپ کے خاندان کے افراد قتل کیے جائیں گے تَقْتُلُهُمْ فِتْنَةٌ بَاغِيَةٌ مِنْ أُمَّتِكَ آپ کی امت میں سے ایک باغی گروہ انھیں قتل کرے گا يَقْتُلُونَ قَرْحُكَ الْحُسَيْنِ بْنِ بَنِيكَ الطَّاهِرَةِ وہ آپ کے نوابے حسینؑ کو قتل کریں گے وَهَذِهِ تُرْبَتُهُ اور یہ کر بلا کی مٹی ہے۔ پس ایک مٹھی مٹی اس نے کی آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا اسے احتیاط سے رکھیے۔

حَتَّى تَرَاهَا قَدْ غَيَّرَتْ وَاحْمَرَّتْ وَصَارَتْ كَالْدَمِّ جب دیکھنا کہ یہ متغیر ہو گئی ہے اور سرخ ہو کر لہو کی مانند ہو گئی ہے۔ فَأَعْلَمْنَا أَنَّ وَلَدَكَ الْحُسَيْنِ قَدْ قُتِلَ پس جان لینا کہ آپ کا حسینؑ شہید ہو گیا ہے اور وہ فرشتہ کچھ مٹی اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا۔ جناب پیغمبر اکرمؐ بار بار اس مٹی کو سونگھتے تھے اور روتے تھے اور فرماتے تھے قَتَلَ اللَّهُ قَاتِلَكَ يَا حُسَيْنُ اے حسینؑ! خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور اسے جہنم میں داخل کرے۔ پھر آپؐ نے وہ خاک (جناب سلمہؓ کو دی وَأَخْبَرَهَا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ بِطَفٍ كَرْبَلَاءَ اور جناب ام سلمہؓ کو خبر دی کہ امام حسینؑ کو سرزمین کر بلا پر قتل کر دیا جائے گا اور فرمایا اُمِّ سَلَمَةَ خُذِي هَذِهِ التُّرْبَةَ إِلَيْكَ وَتَعَاهِدْهَا بَعْدَ وَفَاتِي اے ام سلمہؓ! میری وفات کے بعد اس مٹی کو احتیاط کے ساتھ رکھنا فَإِذَا رَأَيْتَهَا قَدْ غَيَّرَتْ وَاحْمَرَّتْ وَصَارَتْ دَمًا پس جب دیکھنا کہ اس مٹی کا رنگ بدل گیا ہے اور سرخ ہو کر تازہ خون میں بدل گئی فَأَعْلِمْنِي أَنَّ وَلَدِي الْحُسَيْنِ قَدْ قُتِلَ بِطَفٍ كَرْبَلَاءَ پس سمجھ لینا کہ میرا فرزند حسینؑ میدان کر بلا میں شہید ہو گیا ہے۔ جناب ام سلمہؓ نے اس دن سے اس مٹی کو احتیاط سے رکھا جب

نانا جان کا صحابی ہوں اور میرا نام اخف ہے میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں
رَأَيْتُ يَوْمًا رَسُولَ اللَّهِ يَبْكِي كَمَا يَبْكِي رَجُلٌ فِي يَوْمٍ مِثْلِهِ يَوْمَئِذٍ
اور حضرت کے آنسو آنکھوں سے جاری تھے فَقُلْتُ يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ
مَا لَكَ تَبْكِي فِي يَوْمٍ مِثْلِهِ يَوْمَئِذٍ؟ عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو
جائیں آپ رو کیوں رہے ہیں؟

قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلٌ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتُقْتَلُ وَلَدَى الْحُسَيْنِ
آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل امین آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت
میرے حسین کو قتل کرے گی اور مجھے اس جگہ کی مٹی لا کر دی کہ جس کا رنگ سرخ
تھا پس جو شخص میرے مظلوم بیٹے حسین کا ساتھ دے گا اور اس پر اپنی جان قربان
کرے گا جَعَلَ اللَّهُ ثَوَابَ سَبْعِينَ شَهِيدًا تَوَلَّى اللَّهُ تَعَالَى اسے ستر شہیدوں کا ثواب
عطا فرمائے گا۔ یہ حدیث میرے ذہن میں تھی کہ جناب رسول خدا جہاد کو تشریف
لے گئے اور وہاں پر کچھ صحابہ کرام نے اپنی جان حضرت پر نثار کی یہاں تک کہ میری
نوبت پہنچی اور میں زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا تو جناب رسول خدا نے انتہائی شفقت و
نوازش سے اس غلام کا سراٹھا کر اپنے زانوئے مبارک پر رکھا اور فرمایا کہ اے
اخف! تمہاری جو بھی تمنا ہو بیان کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میری آرزو یہ
ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو میدان کربلا میں میرے حسین کا ساتھ دے گا تو اللہ
تعالیٰ اسے ستر شہیدوں کا درجہ عطا فرمائے گا یا حضرت! بارگاہ الہی میں میرے لیے
دعا فرمائیے کہ معرکہ کربلا تک میں قبر میں بطور امانت رہوں۔ عاشورہ کا دن ہو اور
جب آپ کے بیٹے حسین کو کسی کی مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ زندگی
عطا فرمائے اور میں آپ کے فرزند دل بند پر اپنی جان نثار کروں۔ یہ سن کر

کتاب مواعد حسہ میں جناب امام جعفر صادق سے روایت کی گئی ہے کہ
فَلَمَّا لَمْ يَبْقَ مِنْ أَقْرَبَاءِ الْحُسَيْنِ فِي طَفِّ كَرْبَلَا جَبَّ مِدَانِ كَرْبَلَا فِي طَفِّ كَرْبَلَا
امام حسین کے ساتھیوں اور عزیزوں میں کوئی نہ بچا تو وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ
يَمِينًا وَشِمَالًا وَيَقُولُ وَاعْطِشَاهُ وَقَلَّةَ نَاصِرَاهُ امام علیہ السلام بھی دائیں طرف
اور کبھی بائیں طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرماتے تھے آہ پیاس کس
قدر زیادہ ہے اور ہمارے عزیز ہمارے ساتھی سب چلے گئے ہیں وَيَلُوكُ لِسَانَهُ
مِنَ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ اور آپ اپنی سوکھی ہوئی زبان اپنے خشک لبوں پر
پھیرتے اور پانی طلب فرماتے تھے ان بے رحموں اور ظالموں میں سے کوئی بھی ایسا
نہ تھا جو امام علیہ السلام کو جواب دیتا بلکہ پانی کے بدلے میں تیروں تلواروں اور
نیروں سے حملہ کرتے تھے۔

ناگاہ قبلہ کی طرف سے ایک گرد نمودار ہوئی اور اس میں سے ایک شخص
تھمبار لگائے ہوئے کفن پہنے ہوئے نمودار ہوا اور امام علیہ السلام کے قریب آ کر بولا
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ وَعَلَى جَدِّكَ وَأَبِيكَ وَأُمِّكَ وَأَخِيكَ
سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول! آپ کے نانا جان والد گرامی والدہ ماجدہ اور بھائی
پر بھی لاکھوں سلام ہوں امام علیہ السلام نے انتہائی شفقتانہ انداز میں فرمایا وَعَلَيْكَ
السَّلَامُ يَا شَهِيدًا تو کون ہے جو اس صحرائے آفت اور عالم تنہائی میں مجھ غریب و
یکس پر سلام کرتا ہے؟ اس وقت ہم سب کی جانیں خطرے میں ہیں یہاں پر تو ہمارا
کوئی ساتھی نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تو شہیدان سابق میں سے ہے یہاں کس
کے لیے آیا ہے اور تیرا نام کیا ہے اس نے عرض کی جَعَلْتُ فِدَاكَ يَا بَنِي رَسُولِ
اللَّهِ اسْمِي أَخْفُ مِنْ أَصْحَابِ جَدِّكَ میں قربان جاؤں آپ پر میں آپ کے

تمہارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں اور قریب ہے کہ پیاسا قتل ہو جاؤں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب جناب امام حسینؑ پر پیاس نے غلبہ کیا تو آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی۔ ابھی آپ ذکر الہی میں مشغول تھے فُضِرَبَ اللَّعِينُ بِسَهْمٍ فَوْقَ عَلِيٍّ فَمَهْمُہُ کہ ایک لعین نے ایک تیر آپ کے دہن مبارک پر مارا کہ وہ خون سے بھر گیا فَبَجَاءَ السِّنَانُ ابْنُ الْأَنْسِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَضُرَبَ الرُّمَحُ عَلَى صَدْرِهِ حَتَّى خَرَجَ عَنْ ظَهْرِهِ پس سنان بن انس ملعون آیا اور اس ظالم نے آپ کے سینہ اقدس پر اس زور سے نیزہ مارا کہ پشت مبارک توڑ کر باہر نکل آیا فَبَجَذَبَ اللَّعِينُ رُمَحَهُ فَوْقَ الْحُسَيْنِ مَكْبُوبًا عَلَى الْأَرْضِ يَتَحَوَّزُ فِي دَمِهِ پس جب لعین نے نیزے کو کھینچا تو امام علیہ السلام منہ کے بل گھوڑے کی زین سے زمین پر گر پڑے اور اپنے لہو میں لوٹنے لگے۔

وَيَضْرِبُونَ عَلَيْهِ السُّيُوفُ امام علیہ السلام تڑپتے رہے اور اوپر ظالم آپ پر تلواریں مارتے رہے وَكَانَ قَرَسُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَبْكِي فَأَشَارَ بِيَدِهِ اصْبِرْ وَلَا تَبْكِي اور امام علیہ السلام کا باوفا گھوڑا آپ کے سر ہانے کھڑا ہو کر روتا رہا پس حضرت امام حسینؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے گھوڑے تو نہ رو اور صبر کر ثُمَّ جَلَسَ پھر امام علیہ السلام اٹھ بیٹھے فَبَجَاءَ الْكِنْدِيُّ لَعْنَةُ اللَّهِ فَضُرَبَ اللَّطْمَةَ وَاخْفَذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ پس مالک بن بشر الکندی ملعون آیا اور رخ انور پر ظلم کیا اور سر اقدس سے عمامہ اتار لیا گیا۔



آنحضرتؐ نے میرے حق میں دعا کی۔ آپ کے نانا جان کی دعا کی برکت سے آج تک میں قبر کے اندر بڑے آرام سے موجود تھا اِذْنَادِي اِنِّي مَلَكٌ قُمْ يَا اخْنَفُ اَنْجِزْ مَا وَعَدْتُ اِنَّ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ وَحِيدًا غَرِيْبًا بَيْنَ الْأَعْدَاءِ فِي طَفٍ كَرِبَلَا ایک فرشتہ نے مجھے آواز دی کہ اے اخنف! اٹھو آج وعدہ وفائی کا دن ہے آج فرزند رسولؐ نزع اعداء میں گھرا ہوا ہے۔ آقا میں اسی حال میں سیدھا آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تاکہ اپنی آخری خواہش پوری کر سکوں۔ امام علیہ السلام نے اشدبار آنکھوں سے اس بزرگوار کو اذن جہاد دیا فَبَجَاءَ لِلْقِتَالِ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ پس وہ بزرگ میدان جہاد میں آئے اور بہت سے لعینوں کو واصل جہنم کیا آخر کار لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کیا۔

ذرا سوچئے کہ ایک شخص معجزانہ طور پر زندہ ہو کر جہاد کربلا میں شریک ہوا لیکن دوسری طرف اعداء سب کچھ جانتے ہوئے سب کچھ دیکھتے ہوئے اہلیت اطہار پر دل ہلا دینے والے مظالم کر رہے تھے۔

چنانچہ راوی کہتا ہے میں امام حسینؑ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ شدت ضعف کی وجہ سے اپنا سر مبارک کبھی زین پر رکھتے تھے اور کبھی آسمان کی طرح نظر کر کے فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ يَقْتُلُوْنَ ابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ خَدَاوْنًا! گواہ رہنا کہ یہ قوم تیرے پیغمبر کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

اُحْكُمُ بَيْنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْقَوْمِ بِالْحَقِّ وَاَنْتَ غَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ يَا اِلٰهِي! تو میرے اور اس قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور کبھی اس قوم کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے تھے يَا قَوْمِ اَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمُ قَاتِلُ عَظْمَانَا۔ اے قوم! میں

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَتْهُ سِنَةٌ وَهُوَ عَلَى مَنبَرِهِ.
 جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک روز جناب رسول خدا منبر پر
 تشریف فرما تھے کہ آنحضور کو غنودگی عارض ہوئی فرمایا: فِي مَنَامِهِ أَنَّ رَجُلًا لَا يَنْزُونَ
 عَلَى مَنبَرِهِ نَزْوُ الْقَرْدَةِ يَرُدُّونَ النَّاسَ عَلَى أَعْقَابِهِمُ الْمَهْتَرَى پس آنحضرت
 نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ منبر رسول پر آ جا رہے ہیں اور بندروں کی
 مانند اچھل کود رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ آنحضرت ایک بار چونک کر
 اٹھے اور سخت پریشان ہو گئے۔ پس جبریل آیت لے کر نازل ہوئے؟ جس کا مفہوم
 یہ ہے کہ ہم نے نہیں گردانا اس خواب کو کہ ہم نے آپ کو دکھا مگر لوگوں کے آزمائش
 و امتحان کے لیے اور شجرہ ملعون یعنی بنی امیہ ہم انھیں ڈراتے ہیں پس ان کی زیادہ
 نہ ہوگی مگر سرکشی عظیم..... قَالَ جِبْرِيلُ اَعْلَى عَهْدِي قَالَ لَا وَلَكِنْ سَتَذَوُرُ رَحَى
 الْاِسْلَامِ مِنْ مُهَاجِرَتِكَ فَتَلْبِثُ بِذَلِكَ عَشْرًا آنحضرت نے فرمایا اے
 جبریل! بنی امیہ کا تسلط میرے زمانے میں ہوگا اور وہ بولے نہیں مگر آپ کی ہجرت
 کے دس برس بعد اسلام کی چکی پھرے گی۔

ثُمَّ تَذَوُرُ رَحَى الْاِسْلَامِ عَلَى رَأْسِ خَمْسَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ مُهَاجِرَتِكَ
 فَتَلْبِثُ بِذَلِكَ خَمْسًا پھر اسلام کی چکی چلے گی آپ کی ہجرت سے پچیس برس
 یہاں تک کہ پانچ برس تک تھم جائے گی اور پھر گمراہی اور ضلالت کی چکی چلے گی
 اس وقت اللہ نے اس سورہ کو نازل فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور فرمایا شب
 قدر بہتر ہے ان ہزار مہینوں سے ان ہزار مہینوں میں بنی امیہ بادشاہت (حکمرانی)
 کریں گے۔ یعنی ایک رات عبادت ان کے ہزار مہینے کی بادشاہت سے بہتر ہے۔
 وہ دس برس جو اسلام کی چکی چلتی رہی وہ جناب رسالتاب تھے اور وہ پانچ

روایت نمبر



جناب رسول خدا کا خواب دیکھنا ایک علوی سید کا مجاہدانہ کردار حضرت امام حسین کی
 شہادت کے بارے میں چند اور روایات۔



مولانا عابد عسکری

آواز آئی وَإِذَا قَدْ مَثَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلٌ عَلَوِيٌّ وَفِي عُنُقِهِ سِلْسِلَةٌ حَدِيدٌ وَفِي رَجْلَيْهِ قَيْدٌ مِنْ حَدِيدٍ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حجاج لعین کے سامنے ایک علوی سید کو لا کر کھڑا کیا کہ اس بزرگ کے گلے میں آہنی زنجیر اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں حجاج بولا کیا تو نہیں ہے فلان علوی فلاں سید کا بیٹا؟ وہ بولے ہاں میں وہی ہوں فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الْقَائِلُ إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ذُرِّيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ حجاج بولا آیا تو قائل ہے کہ حسن و حسین رسول خدا کی ذریت ہیں؟ قَالَ مَا قُلْتُ هَذَا وَلَكِنْ أَقُولُ إِنَّهُمَا وَلَدَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّهُمَا دَخَلَا فِي ظَهْرِهِ وَخَرَجَا مِنْ صُلْبِهِ عَلَى رَغَمِ أَنْفِكَ يَا حَجَّاجُ کیا وہ شجاع تھے؟ وہ بولے میں تو یہ نہیں کہتا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ دونوں رسول خدا کے بیٹے ہیں ان کے نور مقدس رسول خدا کی پشت مبارک میں داخل ہوئے اور پیدا ہوئے صلب رسول خدا سے میں تو یہ کہتا ہوں کہ تجھے ذلیل کرنے اور تیری ناک خاک پر رگڑنے کے لیے وہ تشریف لائے تھے۔

وہ ملعون تکیہ کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا سید کی بات سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور غصے سے اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور بولا اگر تو نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا کہ حسین رسول خدا کے بیٹے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں تجھے اسی وقت اسی جگہ پر قتل کر دوں گا اگر تیری بات ثابت ہوگئی تو میں قید سے بھی آزاد کر دوں گا اور اپنی قیمتی عبا بھی تجھے دے دوں گا۔ پس شععی کہتا ہے کہ اگرچہ میں حافظ قرآن تھا ہر چند میں نے غور کیا اور بہت سی سوچ بچار کی تو مجھے اس قسم کی کوئی آیت نظر نہ آئی جو یہ ثابت کر سکے کہ حسین شریفین جناب رسول خدا کے بیٹے ہیں۔ مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا کہ یہ بیچارہ سید ابھی مارا جائے گا۔

اس بزرگ نے کہا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حجاج نے ان کی قطع

برس وہ جناب امیر علیہ السلام کی ظاہری خلافت کا زمانہ ہے اور اس سے قبل ایسا زمانہ آیا کہ جس میں قرآن مجید جلّائے گئے۔ جناب مولا مشکل کشا کے گلوئے مبارک میں رسی باندھی گئی جناب رسول خدا کی صاحبزادی کا پہلو زخمی ہوا ان کو ان کے حق سے محروم کیا گیا۔ شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ ہیں۔ جب ان کی حکومت قائم ہوئی تو خاندان رسول پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے گئے کہ ان کو نہ زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ قلم حیطہ تحریر میں لاسکتا ہے۔ پھر جب بنو عباس کا دور آیا تو ابی ملعونوں نے چاہا کہ ظلم و جفا میں بنی امیہ پر سبقت لے جائیں ظالم حکومت نے سب سے پہلا جو حکم دیا وہ یہ تھا کہ امام حسین کی قبر کا نشان مٹا دیا جائے اور زائرین امام کو قتل کیا جائے تاکہ آئندہ کوئی بھی شخص ان کی زیارت کو نہ آ سکے بعض اوقات قبر کے آس پاس میں پانی ڈالا گیا لیکن وہ ظالم اپنے ناپاک عزائم میں ناکام رہے جب وہ اس پر قادر نہ ہوئے تو حکم دیا بغداد میں قبور قریش کھود کر ان کی ہڈیاں جلا دی جائیں۔ شاعروں کو حکم دیا گیا کہ (العیاذ باللہ) علی و فاطمہ کی مذمت میں شعر کہو ایک ہزار شیعہ اور سادات کو شہید کیا گیا ان کو جیتے جی عمارتوں میں چن دیا۔

شععی نے روایت کی ہے کہ مجھے عید الاضحیٰ کے روز حجاج بن یوسف نے بلوایا وَقَالَ بِمَا يَتَقَرَّبُ النَّاسُ مِثْلَ هَذَا الْيَوْمِ وہ لعین بولا اے شععی! آج کل لوگ خدا سے کس چیز کے ذریعہ تقرب تلاش کرتے ہیں؟ فَقُلْتُ بِالْأُضْحِيَّةِ وَالصَّدَقَةِ وَأَفْعَالِ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى میں نے کہا رضائے الہی کے لیے عوام صدقہ دیتے ہیں تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنی زندگی کا شعار قرار دیتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شقی بولا اے شععی! بتائیے کہ آج میں نے کیا ارادہ کیا ہے؟ سنو آج میں نے ایک حسینی سید کی قربانی کا سارا دہ کیا ہے ابھی حجاج یہ بات کر رہا تھا کہ میرے کانوں میں زنجیروں کی

پس اے حجاج! حضرت عیسیٰؑ کس لحاظ سے صلب نوحؑ و ابراہیمؑ میں داخل ہوئے ہیں حالانکہ معجزانہ طور پر وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں وَقَالَ مِنْ حَيْثُ اُمِّهِ حِجَابٌ بَوَّلَا عِيسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَاں کی طرف سے نوحؑ و ابراہیمؑ کی صلب میں داخل ہوئے ہیں یہ سن کر وہ علوی سید بولے كَذَلِکَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ دَخَلَا فِی صُلْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ اُمِّهَا اے حجاج اس طرح حسنؑ و حسینؑ بھی ماں کی طرف سے رسول خداؐ کی صلب میں شامل ہوئے ہیں فَبَقِيَ الْحِجَابُ کَآنْهُ لَقِيَ حَجْرًا پس حجاج دم بخود ہو کر رہ گیا گویا کس نے اس کے منہ پر پتھر رکھ دیا ہے پھر بولا آپ کے پاس امامت حسینؑ کی کیا دلیل ہے؟ سید بولے رسول خداؐ کی گواہی سے ان دونوں شہزادوں کی امامت ثابت ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا وَلَدَیْ هَٰذَانِ یَعْنِیَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا یعنی یہ دونوں میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ امام ہیں خواہ جہاد کریں خواہ بیٹھے رہیں۔ آنحضرتؐ کا ایک ارشاد اور بھی ہے اِنِّیْ هَٰذَا یَعْنِیَ الْحُسَيْنَ اِمَامٌ اَخُوْ اِمَامِ اَبْنِ اِمَامِ اَبُوْا الْاَبْنَةِ التَّسْعَةِ اَخِرُهُمْ قَانْمُهُمْ یہ میرا حسینؑ امام ہے امام کا بیٹا ہے امام کا بھائی ہے اور تو اماموں کا باپ ہے کہ ان کا آخری قائم آل محمدؐ ہے۔ یہ سن کر حجاج بولا شہادت کے وقت حضرت امام حسینؑ کی عمر کتنی تھی قَالَ ثَمَانٍ وَخَمْسُونَ سَنَةً سید نے کہا کہ آپ کا سن مبارک اٹھاون برس تھا پھر بولا اے علوی! امام حسینؑ کس دن شہید ہوئے؟ قَالَ یَوْمَ الْعَاشِرِ مِنَ الْعَاشُورَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سید نے فرمایا کہ امام علیہ السلام دسویں محرم بروز جمعہ شہید ہوئے حجاج بولا حسینؑ کو کس نے شہید کیا؟ سید بولے کہ یزید کے حکم سے ابن زیاد نے کربلا میں اپنا لشکر بھیجا دسویں محرم کے دن یزیدیوں نے امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں ساتھیوں پر حملہ کر دیا یعنی یزیدیوں

کلامی کر کے کہا کہ شاید تو آیت مباہلہ پڑھنا چاہتا ہے اور وہ یہ ہے قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَنْبَاءَنَا وَابْنَاءَکُمْ کہ اے رسولؐ نصاریٰ سے کہہ دو کہ ہم بلا لاتے ہیں اپنے فرزندوں کو اور تم بھی لے آؤ اپنے فرزندوں کو حالانکہ یہ آیت صاف ہے کہ حسینؑ جناب رسول خداؐ کے بیٹے ہیں۔ مگر اس آیت کو نہ مانوں گا کوئی اور دلیل پیش کرو فَقَالَ الْعَلَوِیُّ وَاللّٰهُ هِیَ حُجَّةٌ مُّوَكَّدَةٌ مُّعْتَمَدَةٌ وَلَکِنِّیْ اَتَّبِیْتُکَ بِغَیْرِهَا ثُمَّ اِبْتَدَءَ یَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وہ علوی بولے واللہ یہ آیت حجت موکدہ ہے ”الائق اعتماد ہے مگر میں اس کے علاوہ کوئی اور آیت پڑھنا چاہتا ہوں پھر انھوں نے بڑے فصیح و بلیغ لہجے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کی اس کے بعد یہ آیت پڑھی وَوَهَبْنَا لَهُ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوبَ کُلًّا هَدٰیْنَا وَنُوْحًا هَدٰیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاٰیُوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسٰی وَهَارُوْنَ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَالیٰسَ کُلٌّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ یعنی بخشا ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاق و یعقوب اور ہم نے ہر ایک کو ہدایت کی اور اس سے قبل ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی اور ذریت نوحؑ یا ابراہیمؑ سے ہدایت کی ہم نے داؤدؑ سلیمانؑ اور ایوبؑ و یوسفؑ موسیٰ و ہارونؑ کو اور ہم نیکو کاروں کو یوں جزا دیتے ہیں اور ہدایت کی ہم نے ذریت نوحؑ و ابراہیمؑ سے زکریاؑ اور یحییٰؑ کو اور الیاسؑ کو کہ یہ سب صالحین سے تھے اور اس میں حضرت عیسیٰؑ کا نام حضرت یحییٰؑ کے بعد موجود ہے اسے ذکر نہ کیا۔ پس حجاج بولا کہ اے علوی! آپ نے حضرت عیسیٰؑ کا نام کیوں نہیں لیا۔

قَالَ صَدَقْتَ یَا حَجَّاجُ وہ سید بولے اے حجاج! تو سچ کہا میں نے عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہیں لیا۔ فَبَآیَ شَیْءٍ دَخَلَ عِیْسٰی فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ وَاِبْرٰهَیْمِ

طور پر پانی مانگتے تھے تاکہ کل کو کوئی یہ عذر پیش نہ کر سکے کہ امام حسینؑ نے اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے پانی نہیں مانگا تھا، ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام عالی مقام کے بچے اور بیبیاں پیاسی ہوں اور آپؑ کے عزیز رشتہ دار اور مخلص جانثار بھوکے پیاسے شہید ہو چکے ہوں اور امام علیہ السلام پانی کی آرزو کریں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا لہذا مندرجہ بالا روایت سے یہ سمجھا جائے کہ آپؑ نے اپنی حجت پوری کرتے ہوئے پانی کا سوال کیا تھا (امام علیہ السلام اپنی پیشانی کا خون اپنی ریش مبارک پر ملتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى مَا فَعَلُوْا بِابْنِ بِنْتِ بَنِيكَ خَدَايَا! تو دیکھ رہا ہے کہ ان ظالموں نے تیرے پیغمبرؐ کے نواسے کے ساتھ کیا کیا سلوک روا رکھا ہے۔

اِذْ جَاءَ السِّنَانُ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَطَعَنَهُ بِرُمُحِهِ اے حجاج! اس حال میں سنان ابن انس بے رحم ملعون نے ایک نیزہ تان کر پورے زور سے آپؑ کے حلق مبارک پر مارا فسَّقَ عَنْ ظَهْرِ الْجَوَادِ اِلَى الْاَرْضِ يَتَهَزُّ فِى دِمِهِ آپؑ اس نیزے کے لگنے کی وجہ سے پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور خون میں لوٹنے لگے فَجَاءَ الشَّمْرُ فَاجْتَزَّ رَاسَهُ پس شمر بے حیا آیا اور اس نے نہایت بے دردی کے ساتھ امام مظلومؑ کا سر خنجر سے جدا کیا وَرَفَعَهُ فَوْقَ قَنَاتٍ اور اس سر مبارک کو نیزہ پر آویزاں کیا فَتَنَزَلَتْ اِلَيْهِ الْاَرْضُ وَتَلَاطَمَتِ الْبَحَارُ وَصَارَ مَاءُ الْفُرَاتِ دَمًا غَبِيطًا پس اس وقت زمین ہلنے لگی اور دریا جوش مارنے لگے اور آب فرات تازہ خون کی مانند سرخ ہو گیا اور سیاہ آندھی ایسی چلی کہ مشرق و مغرب میں اندھیرا ہو گیا اور آسمان سے منادی نے ندا دی قُتِلَ وَاللّٰهُ الْاِمَامُ ابْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ فَمِنْ اَجْلِهَا قَطَرَتْ السَّمَاءُ دَمًا خدا کی قسم شہید ہوا امام وقتؑ امام کا بیٹا اور امام کا بھائی اور انہی کی شہادت کی وجہ سے آسمان سے خون کی بارش ہونے لگی ہے۔

نے جنگ میں پہل کر دی فَوَضَعَ عُمُرُ بْنُ سَعْدٍ سَهْمًا فِى كَيْدِ قَوْسِهِ ثُمَّ رَمٰى بِهٖ نَحْوَ الْحُسَيْنِ پس عمر سعد نے لشکر امام کی طرف تیر پھینک کر جنگ کی ابتداء کی اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ہی سب سے پہلے امام حسینؑ کے لشکر پر تیر پھینکا ہے اس کے بعد سب ملعونوں نے تیروں، تلواروں اور نیزوں کے ذریعہ جنگ شروع کر دی ان پر پے در پے حملوں کی وجہ سے امام علیہ السلام کے عزیزوں اور ساتھیوں میں سے سب لوگ زخمی ہوئے وَقِيلَ قُتِلَ فِى هَذِهِ الْحَمَلَةِ خَمْسُونَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ اور یہ بھی منقول ہے کہ اس حملہ میں حضرت کے چچاں اصحاب شہید ہو گئے۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تم پر رحمت کرے اس وقت تم سب موت کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہارے لیے پیغام موت آچکا ہے، دوپہر تک امام عالی مقام کے ساتھی مصروف جہاد رہے۔

فَقُتِلَ جَمِيعُ اَعْوَانِهٖ وَانْصَارِهٖ حَتّٰى الطِّفْلُ الرَّضِيعُ امامؑ کے ساتھیوں کے بعد عزیزوں کی باری آئی تو وہ بھی شہید ہو گئے یہاں تک امام علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے علی اصغرؑ نے جام شہادت نوش کیا فَبَقِيَ الْحُسَيْنُ فَرِيدًا يَسْتَعِيْثُ فَلَا يُغَاثُ علی اصغرؑ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ تنہا رہ گئے اور اتمام حجت کے طور پر فریاد کرتے تھے لیکن کوئی بھی آپؑ کی مدد کو نہ پہنچتا تھا وَيَطْلُبُ جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ لِيُطْفِئَ بِهَا حَرَّ اَنْطَاءٍ اِذْ رَمَاهُ اَبُو الْحُوْقِ بِسَهْمٍ لَهُ، ثَلَاثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ فِى جَبْهَتِهٖ اور اے حجاج! جناب امام حسینؑ ان ظالموں سے ایک گھونٹ پانی کا مانگتے تھے تاکہ اپنی پیاس بجھا سکیں۔ کہ ناگاہ ابو الحوق کافر نے تین پھلوں والا تیر آپؑ کی نورانی پیشانی پر مارا جس سے آپؑ کی پیشانی زخمی ہو گئی اور آپؑ کا چہرہ انور خون سے تر ہو گیا (میرے نزدیک امام علیہ السلام اتمام حجت کے

حاج بولا! اے علوی اگر تو یہ دلائل قرآن سے بیان نہ کرتا تو میں تجھے اس
وقت ہی قتل کر دیتا یہ عبا لے لو وہ عباسید نے لے لی اور فرمایا هَذَا مِنْ عَطَاءِ اللَّهِ
لَا مِنْ عَطَائِكَ اے حاج! یہ تو عطیہ خداوندی ہے تیری عنایت یا نوازش تو نہیں
ہے۔



جناب رسول خدا کا اپنے پیارے نواسے حسین کی زبان کو چوسنا اور پھر آنحضرت کا
حسین کے لیے سواری بننا امام حسین کا اپنے بیٹے علی اکبر کی لاش پر آنا۔



مولانا عابد عسکری

عَبْدُ اللَّهِ پس میں نے کہا کہ اے حسین! آپ کا اونٹ کتنا اچھا ہے فَقَالَ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَعَمْ الرَّكْبُ هُوَ يَا عُمَرُ جَنَابُ رَسُولِ خَدَاۃً نے فرمایا ایسا مت کہو
بلکہ یہ کہو کہ حسین بہترین سوار ہے اور بعض راویوں نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

ثُمَّ قَالَ الْحُسَيْنُ يَا جَدَّاهُ إِنَّ الْإِبِلَ يَصِيحُ وَأَنْتَ لَا تَصِيحُ جَنَابِ
 امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان اونٹ تو راہ چلنے میں بولتے ہیں، آپ میرے کیسے
 اونٹ ہیں کہ بولتے نہیں فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ذَلِكَ فَقَالَ الْعُقُوفُ الْعُقُوفُ
 جب جناب رسولؐ خدا نے سنا اور دریافت فرمایا کہ میرے فرزند کی خوشی یہ ہے کہ
 میں بھی بولوں تو دو مرتبہ زبان مبارک سے فرمایا العف العف فَنَزَلَ جِبْرِيلُ وَقَالَ
 يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّ اللَّهَ يَقْرُنُكَ السَّلَامَ چنانچہ اس وقت جناب
 جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی اے آقا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام بھیجا ہے وَيَقُولُ
 لَكَ لَوْ تَقُولُ ثَلَاثًا فَتُحْمَدُ نَارُ الْجَحِيمِ اور فرمایا ہے کہ اگر تیری مرتبہ آپ کی زبان
 مبارک سے العف جاری ہوگا تو ہم آتش جہنم کو بجھا دیں گے۔ حضرات مقام افسوس
 ہے کہ جناب رسولؐ خدا تو اپنے حسینؑ کا اس قدر خیال کرتے تھے اور ان کو ہر طرح
 خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے خدا جانے اس وقت آنحضورؐ کا کیا حال ہوتا جب آپؐ
 روز عاشور اپنے نواسے حسینؑ کے مصائب کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرماتے؟

امام مظلومؑ کبھی اپنے ساتھیوں کی لاش پر آ کر روتے اور کبھی عزیزوں کے لاشوں پر آ کر گریہ کرتے تھے۔

روایت میں ہے کہ تمام شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر امام عالی مقام نے انتہائی صبر سے کام لیا، البتہ آپ ان کی لاشوں پر بہت روئے لیکن علی اکبرؑ کی شہادت پر امام حسینؑ کو کچھ سمجھائی اور دکھائی نہ دیتا تھا آپ اپنے جوان بیٹے کی لاش پر بیٹھ

کتب معتبرہ میں جناب رسالتؐ کے بعض برگزیدہ اصحاب سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَمُصُّ لُعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمُصُّ الرَّجُلُ السُّكَّرَ کہ میں نے جناب رسول خدا کو دیکھا کہ آپ اپنے پیارے حسینؑ کی زبان کو اس طرح چوستے تھے جس طرح کوئی شخص شکر کو کھاتا ہے وَهُوَ يَقُولُ حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ أَحَبُّ اللَّهِ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا اور فرماتے تھے حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھے۔

رُوی فی کشف المَحْجُوبِ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ قَالَ کَتَابُ
کشف الحُجُوبِ میں جناب عمر ابن خطابؓ روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز
میں جناب رسولؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا فَرَاثُ الْحُسَيْنِ قَدْرَکَبَ عَلٰی
ظَهْرِ جَدِّهِ پِس میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت مبارک پر سوار
ہیں وَکَانَ مُغْزَلٌ فِیْ قَمَرَسُورِ اللّٰهِ قَدْ اَحَدَ طَرَفِیْهِ بِاسْنَانِهِ وَاعْطَفَ طَرَفَهُ
الْاُخْرٰی بِیَدِ الْحُسَيْنِ اور میں نے دیکھا کہ جناب رسولؐ خدا کے دہن مبارک میں ایک
ڈورا ہے کہ اس کا ایک سرا آپؐ نے دندان شریف سے پکڑ رکھا ہے اور دوسرا سرا امام
حسینؑ کے ہاتھ میں ہے۔

وَكَانَ الْحُسَيْنُ يَسُوقُهُ، كَمَا يُسَاقُ الْأَبِلُ حُسَيْنٌ اپنے نانا جان کو اس طرح لے جاتے ہیں جس طرح کہ لوگ اونٹ کو پکڑ کر لے جاتے ہیں فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ رُكْبَتَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ لِأَجَلِهِ وَمَضَى جناب رسول خدا اپنے بیٹے حسین کی خاطر اپنے زانوئے مبارک زمین پر رکھے ہوئے ہیں اور جدھر حسین* اشارہ کرتے ہیں آپ اس طرف چل پڑتے ہیں فَقُلْتُ نَعَمْ الْجَمَلُ جَمَلُكَ يَا أَبَا

اس طرح یکس نہ ہوتا تھم وَثَبَ عَلَى قَدَمَيْهِ وَآتَى إِلَى الْخِيَمَةِ لِدَوَاعِ أَهْلِهِ پھر امام علیہ السلام روتے ہوئے اور ماتم کرتے ہوئے خیمہ کی طرف تشریف لائے تاکہ اہلبیت سے وداع ہو سکیں تھم اقبل علی اُمِّ کُلثُومٍ وَقَالَ لَهَا اُوصِيكِ يَا اخْتَاهُ بِنَفْسِكَ خَيْرًا وَاِنِّي بَارِئٌ اِلَى هَؤُلَاءِ الْكُفَّارِ بعد ازاں آپؑ نے اپنی بہن ام کلثومؑ سے فرمایا اے بہن! ہمارے جاں نثار مر چکے ہیں اب ہماری باری آئی ہے خدا تمہارا حامی و ناصر ہے اور تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں صبر کرنا۔ پھر فرمایا کہ اے بہن! صبح سے ہمیں اپنے بیمار بیٹے زین العابدینؑ کی خبر نہیں ہے یہ بتاؤ اس کا کیا حال ہے؟ اگر اسے افاقہ ہوا ہے تو اسے ہمارے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے دیکھ لوں اور وہ مجھے دیکھ لے کہ پھر ملاقات نہ ہوگی۔

ام کلثومؑ رو کر بولیں اے بھائی! زین العابدینؑ تو ایسا بے ہوش بستر بیماری پر پڑا ہے کہ اس کی زندگی کو شدید خطرہ ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ انشاء اللہ ضرور صحت پائے گا اس نے تو میرے بعد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی ہیں اس نے تو میرے اور اپنے پیاروں کے غم میں کئی سالوں تک رونا ہے تھم کَتَبَ كِتَابًا وَاَوْذَعَهُ اِلَى اخْتِهِ زَيْنَبَ وَقَالَ لَهَا يَا اخْتِي اِذَا اَفَاقَ ابْنُكَ الْعَلِيلُ فَسَلِّمَهَا اِلَيْهَا پھر امام علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر اپنی بہن جناب زینبؑ کو دیا اور فرمایا کہ جس وقت میرا بیٹا قدرے سنبھل جائے تو یہ وصیت نامہ اسے دینا کہ اس میں بزرگوں کی امانت ہے، راوی کہتا ہے کہ اس خط کے آخر میں یہ وصیت لکھی تھی کہ اے فرزند! جب تم قید سے رہا ہو کر مدینہ میں جانا تو ہمارے دوستوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچانا اور کہنا کہ حسینؑ نے تم سب کے لیے پیسا گلا کٹوایا ہے اور آخر دم تک تمہیں یاد رکھا، دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ جب تم ٹھنڈا پانی پو اس وقت

اس انداز میں روئے اور اس قدر بلند آواز سے گریہ کیا کہ آپ کے رونے کی آواز کو سن کر بڑے بڑے سنگدل دشمن بھی رو پڑے یوں لگ رہا تھا کہ حسینؑ کی آخری امید بھی ختم ہو گئی ہے۔

واقعاً جوان بیٹے کی موت بوڑھے باپ کے لیے بہت زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے، بیٹا بھی وہ جو ہمشکل پیغمبر ہوا اٹھارہ برس کا جوان، پھر تین روز کا بھوکا پیاسا اپنے باپ کے سامنے مارا جائے اور اس کی لاش باپ کی آنکھوں کے سامنے پڑی رہے اور اس کا باپ اس جوان کی لاش دفن بھی نہ کر سکے۔ پتہ نہیں اس وقت امام حسینؑ کا کیا حال ہو گا قَالَ اِنَّهُ كَمَا قُتِلَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فِي طِفْلٍ كَرِيلاً اَقْبَلَ الْحُسَيْنُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ خَزَرَ لِنَاءٌ وَعِمَامَةٌ صَوْرَدَةٌ چنانچہ راوی کہتا ہے کہ جناب علی اکبرؑ جب میدان کر بلا میں شہید ہوئے تو آپ ماتم کرتے ہوئے روتے ہوئے اپنے نو جوان بیٹے کی لاش پر آئے۔

اس وقت آپؑ نے ایک یمنی عبا زینب تن کی ہوئی تھی اور آپ کے سر اقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا فَقَالَ مُحَاظِبًا لَهُ يَا بَنِي قَدْ اسْتَرَحْتُ مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا وَهَمَّهَا وَمَا اسْرَعَ اللُّحُوقُ بِكَ اور فرمایا اے میرے پارہ جگر اے علی اکبرؑ! تو نے سینے پر سنان ستم کھا کر شہادت پائی اور تمہیں دنیا کے غموں سے راحت ملی ہے اور میری شہادت میں بھی کوئی دیر نہیں ہے عنقریب تشنہ لبوں اور گرگی کی حالت میں شہید ہو کر تجھ سے ملاقات کروں گا۔

وَهَذَا أَبُوكَ قَدْ بَقِيَ فَرِيدًا لَا نَاصِرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ اے علی اکبرؑ! یہ تیرا باپ اس دشت کر بلا میں اکیلا رہ گیا ہے میں تنہا تیری لاش پر کھڑے ہو کر رو رہا ہوں آہ حسینؑ کس قدر غریب ہو گیا ہے اے فرزند! اگر تم زندہ ہوتے تو میں

خاک و خون میں غلطاں پڑی میری لاش پر تیری نظر پڑے گی تو اس وقت سب سے زیادہ سزاوار ہوگی کہ جی بھر کر روئے۔ جناب امام حسینؑ تو بیٹی سے بار بار پیار کرتے اور اس کو گلے سے لگا کر دلا سے دیتے تھے لیکن افسوس کہ ظالموں نے اس معصوم اور یتیم بچی کو اپنے باپ کی لاش پر رونے ہی نہ دیا چنانچہ راوی کہتا ہے کہ جب سکینہؑ نے اپنے بابا کی لاش دیکھی تو دوڑ کر لپٹ گئی اور محبت کی وجہ سے اپنے باب کے کٹے ہوئے گلے کو چومتی تھی اور روتی جاتی تھی اور مسلسل بین کرتی تھی وَالشَّمْرُ لَهَا بِسَرَطٍ يَضْرِبُ وَيَمْنَعُ اور شمر لعین تازیانے سے اسے ڈراتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا حَتَّى ضَرَبَ بَعْضُهُمُ السُّوْطَ وَجَرَدَهَا عَنْهُ یہاں تک کہ کسی بے رحم نے اس یتیم کو ایک تازیانہ مارا اور اسے باپ کی لاش سے چھڑا لیا الغرض راوی کہتا ہے کہ جب جناب امام حسینؑ نے سکینہؑ کو یوں سمجھایا فَأَعْتَقَتْ سَكِينَةُ وَقَالَتْ يَا أَبَتَاهُ إِلَى أَيْنَ إِلَى أَيْنَ اور ایک روایت میں ہے کہ سکینہؑ رو کر اپنے پدر بزرگوار سے لپٹ گئیں اور پوچھا کہ بابا جان یہ تو بتائیں آپ جا کہاں رہے ہیں فَبَكَى الْحُسَيْنُ بُكَاءً شَدِيدًا وَقَالَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي لَا يَعُودُ مِنْهُ أَحَدٌ پس جناب امام حسینؑ سکینہؑ کی پریشانی اور بے چینی دیکھ کر بہت روئے اور فرمایا اے سکینہؑ! میں وہاں جا رہا ہوں جہاں جا کر واپس کوئی نہیں آتا۔

فَبَكَتْ وَلَطَمَتْ عَلَى وَجْهِهَا حَتَّى غَشِيَتْ عَلَيْهَا يَدَايَا سَكِينَةَ اس قدر روئی اور پیٹی اور منہ پر طمانچے مارے کہ بے ہوش ہو گئی اور غش کھا کر زمین پر گر پڑی اور جب تک سکینہؑ کو ہوش نہ آیا حضرت سرہانے کھڑے رہے اور امام علیہ السلام پر بہت زیادہ رقت طاری تھی اور تمام اہل حرم امام علیہ السلام کے پاس کھڑے ہو کر روتے رہے فَلَمَّا أَفَاقَتْ قَالَتْ وَمَنْ بَعْدُكَ پس جب غش سے افاقہ ہوا تو

ہماری بیکسی اور پیاس کو یاد کر کے رونا۔ یہ آخری وصیت قیامت تک کے تمام مومنین کے لیے ہے کہ امام علیہ السلام نے ہماری نجات کے لیے یہ قربانی دی ہے اور ہماری فلاح اور شفاعت کے لیے یہ مصائب برداشت کیے ہیں فَأَقْبَلَتْ سَكِينَةُ وَهِيَ صَارِحَةٌ وَكَانَ يُحِبُّهَا حُبًّا شَدِيدًا پس سکینہؑ روتی اور پیٹتی ہوئی آئیں اور جناب امام حسینؑ اپنی اس بیٹی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ فَضَمَّهَا إِلَى صَدْرِهِ وَمَسَحَ دَمْعُوعَهَا بِكَمِّهِ سکینہؑ کو زوتا ہوا دیکھ کر امام علیہ السلام کو تاب نہ رہی اور سکینہؑ کو گلے سے لگایا اور اپنی آستین سے سکینہؑ کے آنسو صاف کیے اور اپنی پیاری بیٹی کے مصائب یاد کر کے یہ اشعار پڑھے۔

سَيَطُولُ بَعْدِي يَا سَكِينَةُ فَأَعْلَمِي. مِنْكَ الْبُكَاءُ إِذَا الْحِمَامُ ذَهَابَتْ اے سکینہؑ! میرے بعد تیرا رونا بہت طول پکڑ جائے گا اور غمغریب تیرے رونے اور ماتم کرنے کا وقت ہو گیا ہے اور ہماری شہادت میں کچھ زیادہ وقت نہیں رہا، جب ہم شہید ہو جائیں تو پھر تمہارا جتنا جی چاہے رو لینا۔

وَلَا تُحْرِقِي قَلْبِي بِدَمْعِكَ حَسْرَةً. مَا ذِمَّ مِنْهُ الرُّوحُ فِي بَدَنِيهِ. اے پارہ جگر! اے میری سکینہؑ! ابھی تو تیرا باپ زندہ ہے ابھی اس قدر کیوں روتی ہے اے جان پدر! میرے دل کو نہ جلا تیرے رونے سے حسینؑ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے اور نہ رو جب تک میں زندہ ہوں۔

فَإِذَا قُتِلَتْ فَأَنْتِ أُولَى بِالَّتِي تَأْتِي بِهَا يَا خَيْرَ النِّسَوَانِيَةِ

پس جب میں قتل کیا جاؤں گا اور میرا سہرتن سے جدا ہو جائے گا تو اس وقت تم جی بھر کر رو لینا جس وقت یہ ظالم تم سب کو اسیر کر کے مقتل میں لائیں اور

علیٰ صَدْرِهِ اور سنان بن انس ملعون نے آپؐ کے سینہ اقدس پر ایک نیزہ مارا اور صالح بن وہب بے حیا نے ایک زہر آلود تیر مظلوم کر بلا کے پہلو پر مارا جس کی وجہ سے میرے آقا حسینؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور پھر سنبھل کر اٹھ بیٹھے اور تیر کو حلق سے نکالا۔

بحار الانوار میں حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ خاتون قیامت کی دختر جناب زینبؑ خیمہ سے اس حالت میں نکلیں کہ آپؐ کو کچھ نہیں دکھائی دیتا تھا۔ زیارت صاحب الامرؑ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا اور شیر خدا کی سب بیٹیاں خیمہ سے نکل پڑیں جب زین اسپ انھیں خالی نظر آئی نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ عَلٰی الْخُدُودِ لَا طَمَاطِ الْوُجُوهِ سَافِرَاتِ بِالْعَوِيلِ دَاعِيَاتِ وَلَجَدَ الْعَزَّ مَذَلَّاتِ یعنی مخدرات عصمت بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے بلند آواز سے گریہ کر رہی تھیں۔ کس قدر باعزت خاندان تھا یہ اور کس قدر تذلیل کی گئی ہے بقول شاعر عزت بھی بڑی تھی۔ تو مصیبت بھی بڑی تھی۔ مگر کس منہ سے کہوں کہ دختران زہراؑ نے اپنے مظلوم بھائی کو کس حال میں دیکھا کہ جناب صاحب الامرؑ فرماتے ہیں وَالشَّمْرُ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِكَ وَمَوْلُحٌ سَيْفُهُ عَلٰی نَحْوِكَ قَابِضٌ شَيْتَنَكَ بَيْدَهُ ذَابِحٌ ذَلِكَ مُهَنَّدِهِ یعنی جب اہل حرم مقتل میں پہنچے اس وقت یہ حال تھا کہ شمر لعین تلوار کھینچ کر کس مقام پر بیٹھا تھا۔ کس منہ سے نام لوں اس بے ادبی کا کہ اس نے اپنا دست بچس کہاں رکھا ہوا تھا کند خنجر سے ذبح کر رہا تھا اور سب اہل حرم اس ہولناک منظر کو دیکھ کر سر پٹختی تھیں حالانکہ حکم ہے کہ جانور کو جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے یہاں دختران رسولؐ کے سامنے امت رسولؐ نے ان کے بھائی کو اس ظلم و ستم کے ساتھ قتل کیا۔



رو کر بولی اے بابا! آپ کے بعد ہمارا پرسان حال کون ہوگا اور مجھے تسلیاں اور دلا سے کون دے گا؟ وَمَنْ يَسْقِينَا الْمَاءَ يَا أَبَتَاهُ فَقَدْ نَشِفْتُ كَبِدِي؟ مِنْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ اے بابا! آپ مرنے کے لیے جا رہے ہیں ہمیں پانی کون پلائے گا پس بالتحقیق پیاس سے میرا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے پھر امام عالی مقام خیمے سے نکلے وَاللَّهُمُّوعُ تَجْرِي مِنْ عَيْنَيْهِ حَتَّى بَلَ حَبِيبِهِ، امام علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو مسلسل رواں تھے اور آپ کا گریبان آنسوؤں سے تر ہو گیا تھا وَالْدَّمُ جَارٍ عَنْ جَسَمِهِ الشَّرِيفِ اور آپ کے جسم مبارک سے خون جاری تھا فَرَقَعَتْ سَكِينَتُهُ صَوْتَهَا بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ پس سکیں نے امام حسینؑ کو جاتے ہوئے دیکھا تو پھر اونچی آواز سے رونا شروع کر دیا فَرَجَعَ إِلَيْهَا وَضَمَّهَا إِلَى صَدْرِهَا وَقَبَّلَ مَابَيْنَ عَيْنَيْهَا وَمَسَحَ دُمُوعَهَا بِكُمِّهِ امام علیہ السلام نے جو سکیں کے رونے کی آواز سنی تو شفقت پدری سے بیتاب ہو کر واپس لوٹ آئے اور اپنی لخت جگر بیٹی کو گلے سے لگایا اور پیار کیا اور اپنی آستین مبارک سے سکیں کے آنسو پونچھے پھر میدان کر بلا میں تشریف لے آئے پس جب اس سردار امت کو ان باغیان امت نے تنہا پایا تو چاروں طرف سے امام مظلوم پر حملہ آور ہوئے کوئی نیزے مارتا تھا تو کوئی تیر و تلوار سے حملہ کرتا تھا اور کوئی پتھر مارتا تھا امام علیہ السلام کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہو گیا۔ بحار الانوار میں منقول ہے کہ اس وقت شمر نے آواز دی اور کہا کہ حسینؑ کو فوراً قتل کر دو۔

فَضْرَبَ الْحَصَيْنُ سَهْمًا عَلٰی فَمِ الْحُسَيْنِ پس حصین بن نمیر نے امام علیہ السلام کو ایک تیر مارا جس کی وجہ سے آپ کا دہن مبارک خون سے بھر گیا اور ذرہ بن شریک نے آپؐ پر تلوار سے حملہ کیا وَطَعَنَ السِّنَانُ ابْنَ أَنَسٍ بِالرُّمَحِ

رَوَى عَنِ الصَّادِقِ ؑ إِذَا أَهْلَ هَلَالٍ عَاشُورًا اشْتَدَّ حُزْنُهُ وَعَظُمَ
بُكَاءُهُ عَلَى مُصَابِ جَدِّهِ رَوَايَتِ هِيَ كَهْ جَنَابِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَبِ
مَحْرَمِ كَا چَانْد دِكِهْتِه تَه تُو اَپ پَر غَم وَا لَمْ بُوِي شَدَت سَه طَارِي هُو جَاتَا تَهَا اُور اِپَنے
جَد نَامِدَارِ اِمَامِ حُسَيْنِ كَه مَصَابِ كُو يَادِر كَه رُوِيَا كَر تَه تَه وَالنَّاسُ يَأْتُونَ إِلَيْهِ مِنْ
كُلِّ جَانِبٍ وَيَعْزُونَهِ بِالْحُسَيْنِ وَيَبْكُونَ مَعَهُ وَيَبْنُو حُونَ عَلَى مُصَابِهِ اُور هَر
طَرَف سَه لُوك اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ كِي خِدْمَت مِيں اَ تَه تَه اُور حَضْرَت كَه سَاتَه رُوِيَا
كَر تَه تَه پَس جَب رُونَه اُور مَاتَم كَرْنَه سَه فَارَغ هُو جَاتَه تُو فَرْمَا يَا كَر تَه تَه
اے لُوكُوں! تَم جَان لُو اِنَّ الْحُسَيْنَ حَتَّى عِنْدَ رَبِّهِ يَرْزُقُ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ كَه جَنَابِ
اِمَامِ حُسَيْنِ زَنْدِه هِيں (خُدا كَه نَزْدِيك) اللّٰهُ تَعَالٰى اُنْهِيں جَنّت كِي بَهْتَرِيْن نَعْتُوں! مِيں
سَه رَزَق عَطَا فَرْمَا تَا هِيں بَلَكِه اِن كَه پَاس سَب كُچْ هِيں كِيُونَكِه وَه مَرْضَاتِ خُدا وَنَدِي
كَه مَالِكِ هِيں۔

وَهُوَ دَائِمًا يَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ عَسْكَرِهِ وَمَنْ دَخَلَ فِيهِ مِنَ الشَّهَدَاءِ
اُور اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ هَمِيْشَه دِكِهْتِه هِيں اِپَنے لَشْكَرِ گَاهُ قَتْلِ گَاهِ اُور مَحَلِّ دَفْنِ اُور باقِي شَهْدَاءِ
كَه مَحَلِّ دَفْنِ كُو كَه جُو اَپ كَه سَاتَه شَهِيْدِ هُوئے هِيں وَيَنْظُرُ اِلَى زُوَارِهِ وَالْبَاكِيْنَ
عَلَيْهِ وَالْمَقِيْمِيْنَ عَلَيْهِ الْعَزَاءِ اُور اَپ اِپَنے زَاوَرِيْن اُور رُونَه وَالُوں اُور بَانِي مَجْلِسِ
كِي طَرَف دِكِهْتِه رَهْتِه هِيں اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ كُو هَر زَاوَرِ عَزَادَارِ بَانِي مَجْلِسِ كَه نَامِ اُور اِن
كَه بَآپ كَه نَامِ سَه آ گَاهِ هِيں اُور اِن لُوكُوں كَه مَبْشَتِ مِيں دَرَجَاتِ هِيں اَپ
اُنْهِيں بَهِي جَانْتِه هِيں۔

وَإِنَّهُ لَيُرَى مَنْ يَبْكِيهِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَغْفَرَ لَهُ، اُور جِسے اَپ رُوتَا هُوَا دِكِهْتِه هِيں اِس
كِي مَغْفَرَتِ كَه لِيَه دَعَا كَر تَه هِيں بَارِگَاهِ اِلٰهِي مِيں عَرْضِ كَر تَه هِيں كَه بَارِ اِلٰهِي!

روایت نمبر



حضرت امام حسینؑ پر رونے کا ثواب اور تین بچوں کا خیام حسینی سے کل کر میدان
میں آنا شہادت امام حسینؑ کے بارے میں چند روایات۔



مولانا عابد عسکری

عزادار حسینؑ پر کس قدر شفیق و مہربان ہیں۔ کربلا والوں نے یہ سب کچھ ہماری نجات ہی کے لیے برداشت کیا ہے دنیا میں کوئی دوست اپنے دوست کے لیے اتنی مصیبتیں اور پریشانیاں برداشت نہ کرے گا اور کسی نبی نے اپنی امت کے لیے اس قسم کے مصائب نہیں جھیلے جو امام حسینؑ نے اپنے نانا کی امت کے لیے اٹھائے ہیں، امام حسینؑ نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی بقاء کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض امام حسینؑ کے نام اور ان کے ذکر کو قیامت تک کے لیے زندہ کر دیا آپ کی شہادت کو صدیاں بیت چکی ہیں لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا کل ہی میدان کربلا پر پیش آیا ہے۔ واقعاً عزاداری سید الشہداء ایک زندہ معجزہ ہے اور اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ کرتا ہے لہذا ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ مولا کے غم میں آقا کی یاد میں سید الشہداء کے مصائب پر جی بھر کر روئیں۔

رَوَى أَنَّهُ لَمَّا لَمْ يَبْقَ مِنْ أَقْرَبَاءِ الْحُسَيْنِ فِي طَفِّ كَرْبَلَا فَظَنَرِ يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَرِ أَحَدًا بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا رَوَايَتِ هِيَ كَمَا مِدَانِ كَرْبَلَا مِثْلِ جَبِ
امام حسینؑ کے اصحاب و عزیز درجہ شہادت پر فائز ہو چکے تو آپؑ کبھی دائیں طرف مڑ کر حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے اور کبھی بائیں طرف امام علیہ السلام اپنے پیاروں کی جدائی پر بہت زیادہ روئے۔ دوسری طرف آپؑ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور تھا آپ کے ہونٹ اور زبان پیاس کی شدت کی وجہ سے خشک ہو چکے تھے اور فرمایا کرتے تھے اَنَا بَنُ صَاحِبِ الْكَوْثَرِ اَنَا بَنُ شَافِعِ يَوْمِ الْمَحْشَرِ کہ میں صاحبِ حوضِ کوثر اور شافعِ روزِ محشر کا بیٹا ہوں اَقْتُلْ عَطْشَانًا غَرِيبًا وَحِيدًا هَلْ فِیْكُمْ مُسْلِمٌ میں تنہا مسافر پیاسا قتل ہو رہا ہوں کیا تم میں کوئی مسلمان نہیں ہے؟

شخص تیرے حسینؑ مظلوم و یکس کی مصیبت پر رو رہا ہے اسے بخش دے وَیَسَّأَلُ جَدَّهُ وَآبَاهُ وَآلَهُ وَأَخَاهُ أَنْ یَسْتَغْفِرُوا لِلْبَاكِیْنَ عَلَیْ مُصَابِیِی وَالْمَقِیْمِیْنَ عَلَی الْعُزَّاءِ اور امام علیہ السلام اپنے جو بزرگوار پدر عالی قدر مادر گرامی اور برادری وقار سے عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی میرے ماننے والوں کے لیے دعا کریں کہ یہ میرے غم میں روتے ہیں مجھے ہر وقت یاد کرتے ہیں اور مجلسِ عزاء برپا کرتے ہیں دعا کیجئے کہ اللہ ان کے گناہوں کو بخش دے۔

لَوْ یَعْلَمُ زَائِرِیْی وَالْبَاكِیْی عَلَی مَالِهِ مِنَ الْاَجْرِ عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ فَرَحُهُ اَكْثَرَ مِنْ جَزَعِهِ اگر میرے زوار اور عزادار کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کیا اجر مقرر کیا ہے تو اس کے رونے سے اسے زیادہ خوشی حاصل ہوگی اور جب وہ گھر آئے گا تو بہت خوش ہوگا۔

اندازہ کیجئے جس شخص کو امام حسینؑ دعا دیں جس کے حق میں جناب رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب حسن مجتبیٰؑ اور دیگر ائمہ طاہرینؑ دست دعا بلند کر کے ہر وقت اس کے لیے دعا کرتے رہیں اس شخص کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حسینؑ اللہ کے پیارے ہیں اور عزادار امام حسینؑ کا پیارا ہے سبحان اللہ کیا درجات ہیں مومنین کرام کے! وَمَا یَقُومُ مِنْ مَّجْلِسِهِ اِلَّا وَمَا عَلَیْهِ ذَنْبٌ اور ایک ثواب یہ ہے کہ جب عزادار مجلسِ شبیر سے اٹھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا فَصَارَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ گویا کہ وہ اس روزِ شکم مادر سے پیدا ہوا ہے۔

پس مومنین کرام آپؑ نے ملاحظہ کیا ہے کہ امام حسینؑ اور کربلا کے شہیدوں مظلوموں پر رونے کا ثواب کس قدر زیادہ ہے امام حسینؑ اور دیگر معصومین

فَنَادَى الشِّمْرُ وَيَحْكُمُ عَجَلُوا پس شمر نے اپنے فوجیوں کو آواز دے کر کہا کہ
 وائے ہو تم پر حسین کو قتل کرنے میں تاخیر کیوں کر رہے ہو فَطَعْنَهُ سِنَانُ ابْنِ أَنَسٍ
 بِالرُّمْحِ فَكَادَ أَنْ يَقَعَ يَدُ سِنَانِ بْنِ أَنَسٍ لَعِينُ نے آپؑ کے سینہ اقدس پر زور
 سے ایسا تیر مارا کہ قریب تھا کہ آپ گھوڑے سے گر پڑیں فَقَالَ أَيُّهَا الْجَوَادُ
 اتَّعَرَفْتُ مَنْ أَنَا پھر امام علیہ السلام نے ذوالجناح سے فرمایا اے ذوالجناح کیا تو مجھے
 پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ أَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَأَنَا ابْنُ عَلِيٍّ ابْنِ الْمُرْتَضَىؑ
 میں علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا بیٹا ہوں اس وقت ذوالجناح امامؑ کی حالت دیکھ کر
 رونے لگا۔ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ۔ پس ہاتھ اور پاؤں پھیلا کر وہ گھوڑا
 زمین پر بیٹھ گیا۔ ثُمَّ وَقَعَ الْحُسَيْنُ عَلَى الْأَرْضِ وَغَشِيَ عَلَيْهِ پھر امام عالی مقام
 پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور بے ہوش ہو گئے ثُمَّ ارَادَ أَنْ يَقُومَ فَلَمْ
 يُطِقْ جب ہوش میں آئے تو چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن آپ سے اٹھانہ گیا
 فَرَادُوا أَنْ يَجْتَرُوا رَأْسَهُ پس قوم جفاکار نے ارادہ کیا کہ آپؑ کے سر اقدس کو تن
 سے جدا کر دیں قَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فَخَرَجَ نَحْوُ الْحُسَيْنِ ثَلَاثَ صَبِيَّانِ اثْنَانِ مِنْ
 بَنِي الْحَسَنِ الزُّكَيِّ وَزَاوَدَ مِنْ أَوْلَادِ جَعْفَرِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عبد الحمید کہتا ہے کہ
 اس وقت تین بچے روتے ہوئے خیمہ سے باہر نکلے دو بیٹے امام حسنؑ کے تھے اور
 ایک جناب جعفر طیارؑ کا پوتا تھا اور وہ رو رو کر یہ کہتے تھے وَاللَّهِ لَا نَفَارِقَ الْحُسَيْنِ
 هَذِهِ السَّاعَةَ قسم ہے خدا کی ہم ایسے وقت میں اپنے آقا حسینؑ سے جدا نہ ہوں
 گے فَخَرَجَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ بَاكِئَةً حَزِينَةً فَلِحَقَّتْهُمْ جَنَابُ زَيْنَبُ ان کے
 پیچھے پیچھے دوڑیں اور ان بچوں سے لپٹ گئیں اور پھر یزیدی فوج تیر مارتی تھی لیکن
 علیؑ کی شیر دل بیٹی ان بچوں کو نہ چھوڑتی تھیں اور وہ بچے بے اختیار رو رو کر میدان

اور کبھی فرماتے تھے أَمَامِنُ مُجِيرٌ يُجِيرُنَا أَمَا مِنْ مَعِيثٍ يُغِيثُنَا هَلْ صَدَرَ مِنِّي
 ذَنْبٌ آیا ہے کوئی ایسا شخص جو ہمیں پناہ دے آیا ہے کوئی فریاد رس کہ ہماری فریاد کو
 پہنچا رہے ظالمو! تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیا مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے
 کہ اس کی وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟
 امام علیہ السلام کی آنکھوں سے مسلسل آنسو رواں تھے آپ کی ان باتوں
 کے جواب پر ظالموں میں سے کسی ایک نے جواب نہ دیا البتہ ہر طرف سے تیروں
 کی بارش کی گئی۔ امام علیہ السلام تلوار لے کر جب میدان میں اترتے اور ان کے
 حملوں کو جواب دیتے تھے تو وہ لعین بھاگ جاتے تھے اس کے بعد امام علیہ السلام
 اپنی جگہ پر واپس تشریف لے آتے تھے اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھتے تھے
 راوی کہتا ہے وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ مَكْسُورًا قَطَارِبَطَ حَاشَا مِنْهُ خُذَا کی قسم میں نے ایسا
 زخمی فوج کثیر میں کھڑا ہوا نہیں دیکھا جس طرح کہ امام حسین علیہ السلام کھڑے تھے
 جب آپ یزیدیوں پر حملہ کرتے تھے تو وہ گلہ گو سفند کی مانند سامنے سے بھاگ
 جاتے تھے وَقَفَ يَسْتَرْبِخُ سَاعَةً وَقَدْ ضَعُفَ عَنِ الْقِتَالِ امام علیہ السلام کے جسم
 مبارک سے بہت زیادہ خون بہا اور پیاس کی شدت حد سے زیادہ ہوئی اور لڑنے کی
 طاقت نہ رہی ایک لمحے کے لیے رک گئے۔ إِذَا أَنَا هَجَرْتُ فَوَقَعَ عَلَى جَبْهَتِهِ نَاقَا
 کسی لعین سنگدل نے آپ کی پیشانی پر تیر مارا جس کی وجہ سے آپ کی جبین مبارک
 زخمی ہو گئی اور اس سے خون جاری ہوا پھر امام عالی مقام نے چاہا کہ پیشانی سے خون
 پونچھیں فَاتَاهُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ لَهُ ثَلَاثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ عَلَى قَلْبِهِ کہ تین پھلوں والا تیر
 آپ کے قلب مبارک پر آ کر لگا۔ ثُمَّ أَخَذَ السَّهْمَ فَأَخْرَجَهُ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِهِ پھر
 اس تیر کو پکڑ کر پشت کی طرف سے نکالا جس سے پرنا لے کی مانند خون نکل پڑا

وقت سے تمام بیبیاں درخیمہ پر کھڑی ہو کر رو رہی تھیں اس بچے کی ماں اسے روتا ہوا دیکھ کر پکارتی تھیں اے پارہ جگر! تیری ماں تجھ پر فدا ہو واپس آ جا ماں کی آواز سن کر وہ بچہ روتا ہوا خیمہ کی طرف آنے لگا فَضْرَبَ اَيَّاسُ ابْنُ خَالِدٍ سَيْفًا عَلٰی رَاسِهِ فَحَرَ عَلٰی الْاَرْضِ نَاغَاهُ اَيَّاسُ بْنُ خَالِدٍ لَعِينُ نے آ کر ایک ایسی تلوار اس بچے کی پیشانی پر ماری کہ وہ منہ کے بل گر پڑا قَالَ فَرَايْتُ اَنَّ اُمَّهُ اِعْتَنَقَتْ جَسَدَ ابْنِهِ راوی کہتا ہے کہ اس بچے کی ماں دوڑ کر اس سے لپٹ گئی اور رونے لگی فَفَتَحَ عَيْنَهُ فَقَالَ اِذْ جِئْتُ بِاُمِّهِ غَزَاةَ مَآءٍ اَيَّاسُ بْنُ خَالِدٍ نے بچے سے آنکھیں کھولیں اور خیف سی آواز سے بولا اے اماں خیمہ میں جاؤ۔ میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ آپ لوگوں کے سامنے آئیں۔ اپنے بچے کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے وہ بی بی خیمہ کی طرف واپس چلی آئی۔

فَضْرَبَهُ رَجُلٌ فَقَضَى بِسِيفٍ اَيَّاسُ بْنُ خَالِدٍ نے اس صاحبزادے کو تلوار ماری اور وہ بچہ شہید ہو گیا فَكَبَّتِ النِّسَاءُ بُكَاءً شَدِيدًا یہ حال دیکھ کر دخترانِ رسول بہت بیقرار ہوئیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگیں وَامَّا اُمُّهُ، فَوَصَّغَتْ يَدَيْهَا عَلٰی بَطْنِهِ وَتَقَوَّلَتْ اور لیکن اس بچے کی والدہ واپس آ گئیں اور بیٹے کے سینے پر ہاتھ رکھ کر یوں بین کرنے لگیں وَابْنِي لَيْتَنِي كُنْتُ لَكَ الْفِدَاءُ اے پارہ جگر! اے میرے فرزند! افسوس کہ تو انتہائی بے دردی کے ساتھ مارا گیا ہے کاش میں مر جاتی اور تیری لاش کو اس حالت میں نہ دیکھتی یہ کہہ کر بی بی اتار روئی کہ بے ہوش ہو گئی ادھر فوج یزید مجتمع ہو کر امام علیہ السلام پر حملہ آور ہو گئی اس وقت شمر لعین آیا اس نے امام علیہ السلام کے سینہ اقدس کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا اس تکلیف کی وجہ سے امام حسینؑ نے غش سے آنکھیں کھول کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے؟ فَقَدْ اِرْتَقَيْتَ مُرْتَقًا عَظِيمًا

کی طرف جانے کا اصرار کرتے تھے حَتَّى اَلْقَوْا مِنْ يَدِهَا وَقَالُوا يَا عَمَّاهُ كَيْفَ تَرَكْنَا الْحُسَيْنَ وَلَا نَاصِرَ لَهُ وَلَا مُعِينَ يَهَاں تک کہ وہ اپنا دامن جنابِ نسب سے چھڑوا کر میدان کی طرف دوڑ پڑے اور کہا پھوپھی اماں ہم اپنے آقا حسینؑ کو ایسے وقت میں کس طرح بے یار و مددگار چھوڑ دیں جبکہ ان کا کوئی بھی غمخوار نہیں ہے پس جب وہ امام عالی مقام کے قریب آئے تو حضرت نے غش سے آنکھیں کھولیں وَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَبَكَى وَثُمَّ قَالَ اَهِ اَهِ اور حضرت ان بچوں کی طرف دیکھ کر رونے لگے اور پھر فرمایا آہ آہ اس کے بعد آپؑ پھر بے ہوش ہو گئے فَجَاءَ بُحَيْرُ ابْنِ كَعْبٍ اِلَى الْحُسَيْنِ بِالسَّيْفِ کہ ناگاہ بحیر ابن کعب لعین تلوار لے کر آیا کہ حضرت کو شہید کرے جب اس شقی نے چاہا کہ تلوار مارے فَمَنْعَهُ الْحَسَنُ الْمُثَنَّى حَسَنُ ثَنٰی نے پہلے تو اسے منع کیا کہ اے شخص میرے چچا مظلوم کو نہ مار وَاَخَذَ سَيْفَهُ عَنْ يَدِهِ وَضْرَبَ عَلٰی رَاسِهِ جب اس نے حسنؑ کی بات نہ مانی تو حسنؑ نے اس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر اس کے گھس سر پر ماری فَهَرَبَ اللَّعِينُ اِلَى عَسْكَرِهِ پس وہ لعین اپنے لشکر کی طرف بھاگا فَيَضْرِبُ الْحَسَنُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ بِالسَّيْفِ يُقَاتِلُ حَتَّى صَرَخَ بِسِيفِهِ حَسَنُ ثَنٰی دائیں اور بائیں تلواں مارتے تھے اور ظالموں کو امام علیہ السلام کے قریب نہ آنے دیتے تھے یہ شہزادہ مسلسل یزیدیوں سے لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گر پڑا یزیدیوں کو گمان ہو گیا کہ شہزادہ حسنؑ شہید ہو چکے ہیں وَامَّا وَلَدُ جَعْفَرِ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ فَقَوَّفَ فِي الْمَيْدَانِ مُتَحَيِّرًا يَلْتَفِتُ يَمِينًا وَشِمَالًا لیکن جعفر طیارؑ کا پوتا میدان میں مضطرب و حیران کھڑا تھا کبھی دائیں طرف دیکھتا تھا اور کبھی بائیں جانب دیکھتا تھا اور جب حضرتؑ کو غش میں دیکھتا تھا تو زار و قطار روتا تھا۔ راوی کہتا ہے۔ جب سے یہ بچے میدان میں آئے تھے اس

کے قدموں کی طرف دیکھا کہ ایک پانی کا چشمہ جاری ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے حیران ہو کر بولا اے حسین! آپ ایک طرف تو پانی پانی کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے پاؤں کے نیچے پانی بہہ رہا ہے امام عالی مقام نے فرمایا اے ملعون! میں یہ سب اتمام حجت کے طور پر کر رہا ہوں ورنہ ابھی جو چاہوں مل سکتا ہے راوی کہتا ہے کہ اس معجزہ کے دیکھنے کے باوجود اس ظالم نے کچھ نہ سوچا واجتہز رأسہ ورمی بہ علی الارض کس زبان سے کہوں کہ اس لعین نے فرزند رسولؐ کا سر اقدس جدا کر کے زمین پر پھینک دیا۔

فَعِنْدَ ذَالِكَ تَسَاقَطَتِ النُّجُومُ وَأَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا غَيْظًا وَوَقَعَ الْكُفُوفُ حِينَ يَظْلُمُ اس شَقِي نَے کیا تو اس وقت کئی ستارے آسمان سے گرے اور خون برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگا اور زمین کا پنے لگی اور پرندے آشیانوں سے نکل پڑے یہ سن کر اہلیت میں شور وغل بلند ہوا پھر سیکنہ رو کر اپنی پھوپھی زینبؓ سے بولی یا عَمَّتِي اِذْهَبِي بِحَقِّ اللّٰهِ اِلَى الْفُسْطَاطِ فَاخْبِرِي ذَالِكَ الْحَالَ پھوپھی جان خدا کے لیے درخیمہ پر جا کر دیکھو کہ میرے بابا پر کیا گزری جناب زینبؓ جو نبی در پر آئیں بے ساختہ سر پیٹ کر رونے لگیں اور سیکنہ سے کہا یا بِنْتُ اَخِي قَتَلُوا اَبَاكَ رَفَعُوا رَاسَهُ عَلٰی الرَّمْحِ اے بیٹی تو یتیم ہو گئی ہے تیرے بابا شہید ہو گئے ہیں اور ان کے سر کو نیزے پر چڑھایا گیا ہے۔ پس سیکنہ نے اس قدر ماتم کیا اور روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں اہلیت میں کہرام مچ گیا اور زمین لرزنے لگی۔



عَلٰی مُحَمَّدٍ جَو تَوْنِے بے ادبی کی ہے وہ رسول خدا پر انتہائی دشوار ہے۔
فَقَالَ هُوَ الشَّمْرُ پس وہ شقی بولا وہ لعین شمر ہے حضرت نے فرمایا ویکل من انا اے شمر! خدا تجھ پر لعنت کرے یہ بتا میں کون ہوں؟ وہ شقی بولا اَنْتَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَجَدَّكَ مُحَمَّدًا الْمُصْطَفٰی آپ حسینؑ ہیں علیؑ و فاطمہؑ کے بیٹے اور آپ کا نانا حضرت محمد مصطفیٰؐ ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا جب تو مجھے پوری طرح سے جانتا ہے تو فَلِمَ تَقْتُلُنِي پس تو مجھے قتل کیوں کرتا ہے؟ وہ بے غیرت بولا اِنْ لَمْ اَقْتُلْكَ فَمَنْ يَأْخُذُ الْجَائِزَةَ مِنْ يَزِيدَ اے حسین! اگر میں نے آپ کو قتل نہ کیا تو یزید سے انعام کون لے گا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا اَحَبُّ اِلَيْكَ الْجَائِزَةُ مِنْ يَزِيدَ اَوْ شَفَاعَةِ جَدِّي اے شمر! کیا تجھے یزید کا انعام پسند ہے یا میرے نانا کی شفاعت وہ لعین بولا دَانِقٌ مِنَ الْجَائِزَةِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ وَمِنْ جَدِّكَ اے حسین! یزید کا نقد انعام میرے نزدیک آپ سے اور آپ کے نانا سے بہتر ہے (نعوذ باللہ) یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو فَاسْقِنِي شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ اے شمر! تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے کہ میں بہت پیاسا ہوں (امامؑ نے یہ سوال اتمام حجت کے طور پر کیا ہے ورنہ دنیائے انسانیت کا کریم امام شمر جیسے ملعون سے کبھی اور کسی صورت میں سوال نہیں کر سکتا) وہ شقی بولا وَاللّٰهِ لَا اَذُقْتُ قَطْرَةً مِنَ الْمَاءِ حَتّٰی تَذُوقَ الْمَوْتَ اے حسین! خدا کی قسم میں آپ کو ہرگز پانی نہیں دوں گا اور آپ کو پیاسا ہی قتل کروں گا فَيَقُولُ الْمَاءُ الْمَاءُ وَيَفْخَصُ بِرِجْلَيْهِ التُّرَابَ پس امام علیہ السلام بار بار پانی پانی کرتے تھے اور زمین پر پاؤں رگڑتے تھے فَرَأَى اللَّعِينُ اِلَى رِجْلَيْهِ فَاِذَا بَعَيْنِ جَارِيَةٍ اَبْيَضَ مِنَ اللَّبَنِ پس شمر لعین نے مڑ کر آپ

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَحِمَ اللَّهُ شَيْعَتَنَا أَنَّهُمْ أُودُوا فِينَا وَلَمْ نُؤْذِ فِيهِمْ جَنَابِ إِمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَمَاتے ہیں کہ خداوند کریم ہمارے ماننے والوں پر رحم کرے کہ وہ ہماری دوستی میں ہمارے دشمنوں سے تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور ہمیں اپنے مومنین سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ شَيْعَتَنَا مِنَّا قَدْ خَلَقُوا مِنْ فَاضِلِ طِينَتِنَا وَعُجِّنُوا بِنُورٍ وَلَا تَيْنًا ہمارے ماننے والے ہم میں سے ہیں بالتحقیق کہ ہمارے مومنین کی خلقت اس خاک سے ہوئی ہے جو ہماری خلقت سے بچ گئی تھی اور ان کی خاک کا خیر ہمارے نور ولایت سے ہوا ہے رَضُوْنَا أَيْمَةً وَرَضِينَا بِهِمْ شَيْعَةً اور ہمارے محبت ہم سے راضی ہیں اور ہمیں اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور ہم بھی ان پر بہت خوش ہیں يُصَيِّبُهُمْ مُصَابُنَا وَتَبْكِيهِمْ أَوْصَابُنَا وَيَحْزَنُهُمْ حُزْنُنَا وَيَسْرُهُمْ سُرُورُنَا ہماری مصیبت انھیں غمگین کرتی ہے اور انھیں ہمارا غم رلاتا ہے اور ہماری مصیبت پر مغموم ہوتے ہیں اور ہماری خوشیوں پر خوش وُحْنُنْ أَيْضًا نَتَّالِمُ لِتَالِمِهِمْ وَنَطْلُعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ اور ہمیں بھی اپنے مومنین کی پریشانی کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے اور ہم ہر لمحہ ان کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔

فَهُمْ لَا يُفَارِقُونَنَا وَلَا نَفَارِقُهُمْ ہمارے ماننے والے ہمارے ساتھ ہیں نہ وہ ہم سے جدا ہوں گے اور نہ ہم ان سے جدا ہیں لِأَنَّ مَرْجِعَ الْعَبْدِ إِلَى سَيِّدِهِ وَمَعَوْلُهُ عَلَى مَوْلَاهُ اس لیے کہ غلام کی بازگشت آقا کی طرف ہوتی ہے اور عبد کی رجوع اپنے مولا کی جانب۔

يَهْجُرُونَ مَنْ عَادَانَا وَيَجْهَرُونَ بِمَذْحِ مَنْ وَلَا نَا ہمارے محبت ان لعینوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں ہمارے دشمنوں سے اور آمادہ ہوتے ہیں اس کی

روایت نمبر



عبدان المل بیت کے فضائل کھینچنے کی تفسیر ایک عرب کا خواب دیکھنا اور شہادت امام کے بارے میں چند روایات۔



مولانا عابد عسکری

جناب زکریا اس پر حیران ہو جاتے تھے کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔

الغرض ایک روز انھوں نے بارگاہ الہی میں عرض کی کہ خدایا جب پنجتن پاک کے ناموں میں سے چار کے نام لیتا ہوں تو میرا غم و اندوہ زائل ہو جاتا ہے اور میں بہت مسرور و شاد ہوتا ہوں وَإِذَا ذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ تَدْمَعُ عَيْنِي اور جب میں حسین کا نام لیتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب اُبھرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے جناب زکریا کو سید الشہداء سے آگاہ کیا اور فرمایا کھینچے فَالْكَافِ اسْمُ كَرْبَلَا پس کاف سے مراد کربلا ہے۔

وَالْبَاءُ يَزِيدُ وَهُوَ قَاتِلُ الْحُسَيْنِ اور یا سے مراد یزید ملعون ہے کہ وہ امام حسین کا قاتل ہے وَالْعَيْنُ عَطَشُهُ وَالصَّارُ صَبْرُهُ اور عین سے مراد امام حسین کی پیاس ہے اور ص سے مراد حضرت کا صبر ہے کہ آپ ایسے ایسے جانگزار مصائب پر صبر کریں گے۔ پس جب جناب زکریا نے امام حسین کی غربت و بیکی کے بارے میں سنا تو تین دن تک مسجد سے باہر نہ آئے اور اصحاب کو منع کیا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے اور مشغول گریہ و زاری رہے وَكَانَ مَرِئِيهِ اور امام حسین کے مرثیہ میں یہ کلمات زبان پر جاری کیے اَللّٰهُ اَتَفَجَّعُ خَيْرَ خَلْقِكَ بَوْلِدِهِ خَدَاوْنِدَا آيا بہترین مخلوقات یعنی حضرت محمد مصطفیٰ کا اس کے فرزند کی مصیبت میں درد لائے گا اَللّٰهُ اَتَنْزِلُ بَلَاءَ هَذِهِ الرَّزِيَّةِ بِفَنَائِهِ خَدَاوْنِدَا بار اِلهَا امام حسین کی شہادت کے لیے کیا ایسی دردناک مصیبت نازل فرمائے گا؟

اَتَلْبَسُ عَلَيْنَا وَفَاطِمَةَ قِيَابَ هَذِهِ الْمُصِيبَةِ يَا اَللّٰهُ! آيا عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ

ایسی مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ پھر عرض کی خدایا! مجھے ایک فرزند عطا فرما کہ اس کو دیکھنے سے میری آنکھیں روشن ہوں پھر مجھ کو اس کی محبت کا فریفتہ کر ٹم اَفْجَعْنِي بِہ

مدح پر جو ہمیں دوست رکھتے ہیں اَللّٰهُمَّ اَخِي نَشِيعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِينَ اِلَيْنَا خَدَايَا! ہمارے مومنین کو زندہ رکھ (آباد و شاد رکھ) کہ وہ ہم سے ہیں اور ان کی نسبت ہماری طرف ہے فَمَنْ ذَكَرَ مُضَابِنَا وَبَكِي اَوْ تَبَاكِي اِسْتَحْيٰ اللّٰهُ اَنْ يُعَذِّبَهُ بِالنَّارِ پس جو مومن ہماری مصیبتوں کو یاد کر کے روئے یا کسی کو رلائے اللہ تعالیٰ اسے عذاب جہنم میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔

سعد بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز میں جناب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا فَسَأَلْتُهُ عَنْ تَاوِيلِ كَهَيْعَصَ فَاشَارَ اِلَى الْقَائِمِ میں نے امام علیہ السلام سے کھینچنے کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے اپنے صاحبزادے جناب صاحب الامر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا حضرت بہت کم سن تھے اور سامنے کھیل رہے تھے وَقَالَ سَلُّهُ عَنْ تَاوِيلِهِ اور فرمایا میرے اس بچے سے جو بھی پوچھنا چاہو پوچھ لو پس میں قریب گیا اور یہی سوال دہرایا قَالَ هَذِهِ الْخُرُوفُ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ اَطَّلَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا عَبْدُهُ زَكَرِيَّا ثُمَّ قَصَّهَا عَلٰى مُحَمَّدٍ جناب صاحب الامرؑ نے فرمایا کہ حروف مقطعات اخبار غیب سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کو خبر دی تھی بعد ازاں جناب رسول خداؐ کو اس سے مطلع کیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت زکریا نے پروردگار عالم سے سوال کیا کہ اسمائے پنجتن مجھے تعلیم فرمان کی دعا بارگاہ الہی میں قبول ہوئی اور خداوند تعالیٰ نے انھیں اسماء پنجتن تعلیم کیے فَكَانَ زَكَرِيَّا اِذَا ذَكَرَ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ عَنْهُ هَمُّهُ وَأَنْجَلِي كَرْبُهُ پس جب جناب زکریاؑ جناب محمد مصطفیٰؐ جناب امام علی مرتضیٰؑ جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب حسن کے ناموں کو زبان پر لاتے تھے تو بہت خوش ہوتے تھے اور جس وقت خاس آل عبا شہید کربلا کا نام لیتے تھے تو وہ بیساختہ رو پڑتے تھے اور آپ سے ضبط نہ ہو سکتا تھا

اپنے معبود حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اپنی جان کی قربانی پیش کروں گا وَیَحْرِقُونَ
خِیَامِیَ النَّارِ اے اعرابی بہتر افراد کی شہادت اور بے پناہ مظالم کے باوجود ان کی
آتش انتقام نہیں بجھے گی وہ ہمارے خیموں کو آگ لگا دیں گے۔

وَيَنْهَبُونَ اَمْوَالِیْ وَہ میرا مال لوٹ لیں گے وَيَسْبُونَ اَهْلِبَیْتِیْ مِنْ کَرْبَلَا
اِلَی الشَّامِ مُكْشِفَاتِ الرُّؤُوسِ عَلٰی جَمَالٍ بَغِیْرَ وِطَاءٍ وَلَا سِتْرِ۔ میرے اہلیت کو
اسیر کر کے بلوائے عام میں سر برہنہ شتران برہنہ پر سوار کر کے کربلا سے شام تک لے
جائیں گے۔

وَيَتَرُکُوْنِیْ عَلٰی الْاَرْضِ بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفْنٍ اور میری لاش کو کفن و
دفن کے بغیر کربلا کی تپتی ہوئی ریت پر چھوڑ کر چلے جائیں گے جب یہ ماجرا اعرابی
نے سنا تو وہ روتے روتے بے ہوش ہو گیا الغرض جب وہ روز آیا کہ جس کی امام
علیہ السلام نے خبر دی تھی اور امام علیہ السلام کے سب عزیز بھی شہید ہو گئے یہاں
تک کہ علی اصغرؑ اپنے بابا کی آغوش میں شہید ہوا اور امام علیہ السلام تنہا رہ گئے آخر
میں امام عالی مقام نے اتمام حجت کے طور پر ان ظالموں سے جو آخری سوال کیا وہ
یہ تھا کہ ظالمو مجھے ایک گھونٹ پانی کا پلا دو کریم بن کریم کے سوال کا ظالموں نے
کس طرح جواب دیا فَضْرَبَ اللَّعِیْنُ بِسَهْمٍ عَلٰی فِیْہِ اِیکَ لَعِیْنٍ نے امام علیہ
السلام کے دہن مبارک پر تیر مارا کہ آپ کا چہرہ اقدس خون سے تر ہو گیا۔

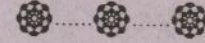
فَجَاءَ سِنَانُ ابْنِ اَنَسٍ وَضْرَبَ الرُّمْحَ عَلٰی صَدْرِہِ حَتّٰی خَرَجَ عَنْ
ظَهْرِہِ سِنَانُ ابْنِ اَنَسٍ آیا اور اس نے اس زور سے تیر آپ کے سینہ اقدس پر مارا کہ
وہ تیر پشت کی طرف سے باہر نکل آیا فَجَذَبَ اللَّعِیْنُ رُمْحَہُ فَسَقَطَ لِحْسِیْنٍ
مَكْبُوءًا عَلٰی الْاَرْضِ یَتَحَرَّزُ فِیْ دِمَہِ وَيَضْرِبُونَ عَلَیْہِ السُّیُوفُ جب اس لعین

پر آئے ہیں اور کنارہ فرات کے قریب آ کر زمین میں غائب ہو گئے ہیں قَالَ
صَدَقْتَ یَا بَنَیْ رَسُولَ اللّٰہِ هَکْذَا اَرَايْتُ فَعَبَّرَ اس نے عرض کی اے فرزند رسول!
میری جان آپ پر قربان ہو جائے خدا کی قسم میں نے خواب میں یہی دیکھا ہے۔
اب اس کی تعبیر بیان فرمائیے قَالَ دَعْنِیْ عَنْ نَّوْیْلِہَا امام علیہ السلام نے فرمایا اس
کی تعبیر مت پوچھے اگر میں نے بیان کر دی تو تو برداشت نہ کر سکے گا اس نے عرض
کی مولا! میں ایک طویل سفر کر کے آپ کی خدمت میں آیا تاکہ آپ سے اپنے
خواب کی تعبیر پوچھوں۔

فَقَالَ لَا یَا اَعْرَابِیْ اِنَّ النُّجُومَ الْمُتَلَطِّحَ بِالْدَّمِ اَنَا وَاقْرَبَانِیْ
وَاَصْحَابِیْ پس جناب امام حسینؑ نے فرمایا آگاہ ہو اے اعرابی وہ ستارے جو خون
آلود ہوں گے وہ میں ہوں اور میرے بھائی، بھتیجے، فرزند اور عزیز واقارب و اصحاب
ہوں گے۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کوفہ کے غدار لوگ مجھے اپنے ہاں بلا کر
میرے ساتھ بے وفائی کریں گے ہمیں میدان کربلا کی طرف لایا جائے گا پھر
یزیدی فوج ہم پر تین دن تک پانی بند کر دیں گے ہائے پیاس، ہائے پانی کی آواز
ساتویں آسمان تک جائے گی اور ماہی بے آب کی طرح ہمارے معصوم بچے پیاس کی
شدت کی وجہ سے تڑپیں گے اور ہم پر کوئی بھی رحم نہ کھائے گا، دسویں محرم کا دن
ہماری شہادت کا دن ہو گا سب سے پہلے میرے اصحاب کو قتل کر دیا جائے گا اس کے
بعد میرے عزیزوں کی باری آئے گی وَبَعْدَہُمْ لَا یَكُونُ لِیْ نَاصِرٌ وَلَا مُعِیْنٌ ان
کی شہادت کے بعد میں اکیلا ہی میدان کربلا میں رہ جاؤں گا ایک ہزار نو سو پچاس
زخم میرے تن پر لگا کر مجھے گھوڑے سے گرائیں گے اس کے بعد میں سجدہ میں جا کر

نے نیزہ کھینچا تو امام عالی مقام منہ کے بل زمین پر گر گئے اور خون میں لوٹنے لگے اس کے بعد وہ لعین تلواریں حضرت پر مارتا تھا وَكَانَ فَرَسُهُ عِنْدَ رَأْسِهِ يَبْكِي فَاشَارَ بِيَدِهِ اصْبِرْ ذُو الْجَنَاحِ اپنے آقا و مولا کو دیکھ کر روتا تھا حضرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے گھوڑے مت رو صبر کر ثُمَّ جَلَسَ فَجَاءَ الْكِنْدِيُّ لَعَنَهُ اللَّهُ فَضْرَبَ اللَّطْمَةَ وَآخَذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ پھر امام علیہ السلام اٹھ بیٹھے مالک بن بشر الکندی آیا اور آپ کے رخ انور کے ساتھ ناروا سلوک کیا اور آپ کا عمامہ شریف اتار کر لے گیا اور فرزند رسول کو کربلا کی گرم ریت پر سلا کر بلا کفن و دفن چھوڑ گیا۔



ابن شہیب کی ایک مشہور روایت آسمان و زمین کا غم شبیر پر گریہ کرنا، جناب رسول خدا کا اپنے پیارے نواسے حسین کے ساتھ غیر معمولی سلوک، جناب امام حسین کا فوج یزیدی پر جوانی حملہ کرنا، امام علیہ السلام کا زین سے زمین پر تشریف لانا۔



مولانا عابد عسکری

اسیر کیا فَانْتَهَبُوا نَفْلَهُ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا پس خداوند قہار ان پر لعنت کرے۔

إِنْ كُنْتَ بَاكِيًا فَبَيْكَ لِلْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ اگر تو رونا چاہتا ہے تو حسین ابن علی پر گریہ کر فَإِنَّهُ ذَبَحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبِشُ کہ جس طرح گوسفند ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح امام حسینؑ ذبح کیے گئے ان کے قبل ان کے اصحاب و عزیز شہید ہوئے لَيْسَ لَهُمْ نَظِيرٌ فِي الْأَرْضِ کہ زمین میں ان جیسا کوئی بھی نہ تھا۔

وَلَقَدْ بَكَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُونَ لِقَتْلِهِ کہ فرزند رسولؐ کی اس مصیبت پر ساتوں آسمان اور زمین روئے اور ہزاروں فرشتے امام حسینؑ علیہ السلام کے لیے نازل ہوئے فَوَجَدُوهُ قَدْ قُتِلَ انھوں نے امام علیہ السلام کو خاک و خون میں غلطاں پایا اس دن سے وہ فرشتے انتہائی غمگین حالت میں آپ کی صریح اقدس کے ارد گرد موجود ہیں شَعَتْ غَبَرٌ إِلَى أَنْ يَقُومَ الْقَائِمُ خاک آلودہ چہروں اور افسردہ شکل و صورت کے ساتھ وہاں پر موجود رہیں گے یہاں تک کہ جب حضرت قائم آل محمدؑ ظہور کریں گے اور یہ فرشتے امام علیہ السلام کے انصار میں شامل ہو جائیں گے جنگ کے وقت ان کا نعرہ یہ ہو گا يَالثَّارَاتِ الْحُسَيْنِ خون حسینؑ کا انتقال لینے والے کہاں ہیں۔ اے پسر شہید میرے پدر بزرگوار نے اپنے آباء طاہرینؑ سے روایت کی ہے إِنَّهُ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ أَفْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَتَرَابًا أَحْمَرَ کہ جب جناب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی برسی تھی۔

اے پسر شہید اگر تو امام حسینؑ کے مصائب کو یاد کر کے یاسن کر روئے اور ان آنسوؤں سے تیرا چہرہ تر ہو جائے۔ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ أَذْمَنْتَهُ صَغِيرًا كَانَ أَوْ كَبِيرًا اللہ تعالیٰ تیرے صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دے گا قَلِيلًا كَانَ

صحیح مسلم میں تفسیر وَمَا بَكَتِ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ میں لکھا ہے وَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ بَكَتِ السَّمَاءُ عَلَيْهِ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ان کی مصیبت پر آسمان رویا و بکاؤھا حُمُرُتْھا اور اس کا رونا یہ ہے کہ سرخی شفق نمایاں ہوئی اور ابن جوزی کہتا ہے کہ ہمارے غضب کی علامت یہ ہے کہ جب غصے ہوتے ہیں تو منہ سرخ ہو جاتا ہے اور خداوند عالم جسم سے منزہ ہے فَظَهَرَ تَأْيِيرُ غَضَبِهِ عَلَى مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بِحُمْرَةِ الْأَفْقِ اِظْهَارًا لِنَعْظِهِمُ الْجَنَابَةِ پس خدا نے اپنے غضب کا اثر قاتلان حسینؑ پر سرخی افق کے ساتھ ظاہر کیا ہے تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ان ظالموں سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔

حافظ ابو نعیم نے کتاب دلائل النبویؐ میں لکھا ہے کہ قَالَتْ نَضْرَةُ الْأُرْدِيَّةِ کہ نصرہ اُردیہ نے کہا کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون برستا تھا وَجُورَانَا صَارَتْ كَالْدَمِ کنویں اور کوزے سب میں پانی خون ہو گیا تھا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں ریان ابن شہیب سے روایت کی ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ تھی کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا قَالَ يَابْنَ الشَّيْبِ إِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِي كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُونَ فِيهِ الْقِتَالَ امام علیہ السلام نے فرمایا اے پسر شہید محرم وہ مہینہ ہے کہ کافر اس میں جنگ کو حرام جانتے تھے فَمَا عَرَفَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلَا حُرْمَةَ نَبِيِّهَا مگر امت جفاکار نے اس مہینے کی حرمت کا خیال نہ کیا اور نہ اپنے پیغمبر کی حرمت کا لحاظ کیا وَلَقَدْ قَتَلُوا فِي هَذَا الشَّهْرِ ذُرِّيَّتَهُ اور آہ انہیں اس مہینے قتل کیا امت رسولؐ نے ذریت رسولؐ کو وَسَبَّوْا نِسَاءَهُ اور اہل حرم کو

اپنا انگوٹھا امام حسینؑ کے ذہن میں دیتے تھے۔ فَمِصُّ مِنْهَا لَبَنًا يَكْفِيهِ يَوْمَيْنِ
اَوْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حضرت امام حسینؑ انگوٹھے کو چوستے تھے تو اس سے دودھ کا چشمہ جاری
ہوتا تھا اور ایسے سیر ہوتے تھے کہ دودن تک ان کو دودھ کی احتیاج نہ ہوتی تھی
فَنَبَتْ لَحْمُ الْحُسَيْنِ مِنْ لَحْمِ رَسُولِ اللَّهِ وَدَمُهُ مِنْ دَمِهِ وَعَظْمُهُ مِنْ عَظْمِهِ
وَشَعْرُهُ مِنْ شَعْرِهِ پس جناب امام حسینؑ کا گوشت رسول خدا کے گوشت سے پیدا
ہوا اور آپ کے بال بھی اپنے نانا جان کے بالوں سے روئیدہ ہوئے۔ کتنی بڑی
عظمت ہے جناب حسینؑ کی اور کس قدر اعلیٰ رتبہ فرزند زہراؑ کا، لیکن افسوس ایک
طرف پیغمبر اسلامؐ اپنے نواسے کے ساتھ اتنا زیادہ پیار کرتے تھے دوسری طرف
باغیان امت نے امام مظلوم پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے آہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ
جناب امام عالی مقام کربلاک ی تبقی ہوئی ریت پر خون میں نہائے ہوئے اپنی
ایڑیاں زمین پر رگڑتے تھے وَيَفْخَصُ بِرِجْلَيْهِ التُّرَابَ افسوس کہاں گلوئے حسینؑ
اور کہاں خنجر؟ اور کہاں سینہ حسینؑ اور کہاں شمر لعین؟ کہاں جسم حسینؑ اور کہاں
ہزاروں تیر و تبر۔

لاکھوں اور ہزاروں فوجیوں نے ایک مظلوم امام کو اپنے گھیرے میں لے
رکھا تھا تاکہ ان سے جس طرح اور جیسے بھی ہو سکے ظلم کریں امام عالی مقام اتمام
حجت کے طور پر پانی مانگتے تھے لیکن وہ یزیدی فوجی امام حسینؑ کے اس سوال کے
جواب میں تیر اور تلواریں مارتے تھے وَيَزْعُمُونَ اَنَّهُمْ اَمَّةٌ رَسُولِ اللَّهِ باوجود اس
کے کہ وہ خود کو امت رسولؐ میں سے جانتے تھے كُلُّهُمْ يَتَقَرَّبُ اِلَى اللَّهِ بِدَمِهِ ہر
شخص امام علیہ السلام کے قتل کو خوشنودی خدا کا ذریعہ سمجھتا تھا (نعوذ باللہ) اور امام
علیہ السلام ان بد بختوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور وہ شقی رحم نہ کھاتے تھے اس

اَوْ كَثِيرًا کم ہو یا زیادہ اے پر شعیب اس سے بڑی تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ
اگر تو چاہے کہ جب تو خدا سے ملاقات کرے اور کوئی گناہ تجھ پر نہ ہو۔ فَرَزُ
قَبْرِ الْحُسَيْنِ پس جناب امام حسینؑ کی قبر مطہر کی زیارت کرو اور اگر تو چاہتا ہے کہ
بہشت میں ایک عالیشان جگہ پر آپ کو سکونت رہے تو فَالْعَنُ قَتْلَةَ الْحُسَيْنِ پس
امام حسینؑ کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرو! اے پر شعیب! ایک اور خوشخبری سنیے
اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے امام حسینؑ کے مخلص جاٹاروں کی مانند ثواب ملے فَقُلْ مَتَى
ذَكَرْتَهُ، پس جس وقت تجھے امام حسینؑ کی یاد آئے تو کہو يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ
فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا کہ اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو اپنی جان قربان کر کے
ثواب عظیم حاصل کرتا۔

اے پر شعیب! اگر تو چاہے اَنْ تَكُونَ مَعَنَا فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ
الْجَنَانِ کہ ہمارے ساتھ بہشت میں درجات عالیہ ملیں۔ فَاحْزَنَ لِحُزْنِنَا وَفَرَحَ
لِفَرْفِكَ کہ پس ہماری غمی پر غمزدہ اور خوشی پر خوش ہوں۔ وَعَلَيْكَ بِوَلَايَتِنَا کہ تجھ
پر لازم ہے ہمارے ساتھ محبت کرے وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا تَوَلَّى حَجْرًا حَشَرَهُ اللَّهُ مَعَهُ
اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے گا تو اس کا حشر اس پتھر کے ساتھ ہوگا۔

وَإِيضًا عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ
يَرْضَعْ مِنْ ثَدْيِ اُمِّهِ شَيْئًا وَلَا رَضَعَ مِنْ اُنْثَى لَبَنًا جناب امام جعفر صادقؑ سے
منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جناب امام حسینؑ نے پیدائش کے وقت نہ اپنی
والدہ ماجدہ کا دودھ پیا ہے اور نہ کسی اور خاتون کا۔ وَلَكِنَّهُ كَانَ يُؤْتَى بِهِ اِلَى جَدِّهِ
رَسُولِ اللَّهِ لِيَكُنْ مَعْمُولٌ تَحَا کہ انھیں اس کے نانا جناب رسول خداؐ (ص) کے پاس
لے جاتے تھے اور وہ ان کے ساتھ پیار کرتے فَيَضَعُ اِبْنَاهُمَا، فِي فَمِهِ پَسِ آخِضُورًا

فَإِنَّا الْكُوكَبُ وَابْنُ الْقَمَرَيْنِ.

میرے بابا خورشید دین اور میری ماں ماہ منبر ہیں۔ پس میں دو چاندوں کا ستارہ ہوں۔ آپؐ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ آپ کے سامنے جو بھی لعین آتا تھا آپؐ ایک تلوار کے وار سے اس کو قتل کر دیتے تھے۔

الْمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْعَارِ

وَالْعَارُ أَوْلَى مِنْ دُخُولِ النَّارِ

موت بہتر ہے اس ذلت سے میں امام ابن امام ایک فاسق و فاجر اور ظالم شخص کی بیعت کروں؟ عار کا اختیار کرنا اس وقت بہتر ہوتا ہے اس کے اختیار نہ کرنے سے جہنم میں داخل ہونے کا خوف ہو پس جب تیس ہزار یزیدی اکٹھے ہو کر حضرت پر حملہ کرتے تھے تو امام علیہ السلام ذوالفقار حیدری کو ہاتھ میں پکڑ کر یزیدیوں کے حملوں کا جواب دیتے تھے تو ٹڈی دل دشمن تتر بتر ہو جاتے تھے گویا شجاعت حسینی نے بڑے بڑے بہادر جوانوں کے حوصلے پست کر دیے اور وہ فرار ہونے پر مجبور ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ شَهْرٍ أَشُوبَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتَّى قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ مَا يَزِيدُ عَلَى عَشْرَةِ آلَافٍ فَارِسِ ابْنِ شَهْرٍ أَشُوبَ اور محمد ابن ابریطالب نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے دس ہزار یزیدی داخل جہنم کیے۔

فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لِقَوْمِهِ عَمْرُسَعْدُ نِيَّ فَوْجٍ كَوَيْلٍ لَكُمْ اتَّبِرُونَ لِمَنْ تَقَاتِلُونَ وَأَنْتُمْ بِرِيَا تَمُوتُونَ جَانَتْ كَيْسَ لَمْ يَزَلْ يَزِيدُ ابْنُ الْأَنْزَعِ الْبَطِينِ هَذَا ابْنُ قَتَالِ الْعَرَبِ يَهْ اس عظیم انسان کا فرزند ہے جس کا

قتل امام عالی مقام نے اشعار رجز پڑھے درحقیقت وہ ہمارے آقا و مولا امام حسینؑ کی آخری نصیحت تھی جو کہ وہ اس سے اپنا پیغام بنی نوع انسان تک پہنچانا چاہتے تھے یہ اشعار یہ ہیں۔

قَتَلَ الْقَوْمُ عَلِيًّا وَابْنَهُ حَسَنَ الْخَيْرِ كَرِيمَ الْأَبْوَيْنِ.

افسوس ہے کہ پہلے ظالموں نے علی بن ابریطالبؑ اور پھر حسن مجتبیٰؑ کو شہید کیا کہ ان کی نیکیاں زمانے میں مشہور ہیں وہ والدین کی طرف سے عالی نسب تھے اب حسینؑ کو تنہا پاکران کے قتل پر مستعد ہوئے ہیں۔

لَمْ يَخَافُوا اللَّهَ فِي سَنِكَ دَمِي

لَعِبِيهِ اللَّهُ نَسْلَ الْكَافِرَيْنِ

وہ میری خون ریزی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے عبید اللہ ابن زیاد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وہ تو دو کافروں کا بیٹا ہے۔

مَنْ لَهُ جَدُّ كَجَدِّي فِي الْوَرَى

أَوْ كَشَيْخِي فَإِنَّا بَنُ الْعَالَمِينَ

اس پوروی کا نئات میں نہ میرے نانا جیسا کسی کا نانا ہے اور نہ میرے والد جیسا کسی کا والد ہے۔

فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ أُمِّي وَأَبِي

قَاصِمُ الْكُفْرِ بَبْدَرٍ وَحَنِينِ

میری ماں فاطمہؑ ہیں جس کے گھر کے فرشتے خدمت گزار تھے اور میرے بابا وہ ہیں کہ جنہوں نے بدر و حنین میں کافروں کے سر قلم کیے تھے۔

فَإِنِّي شَمْسٌ وَأُمِّي قَمَرٌ

جانے کی کوشش کرتے تھے تو لشکر یزید آپ پر حملہ کر دیتا تھا اور امام علیہ السلام کو نہر فرات کی طرف جانے سے روک دیتے تھے پھر امام علیہ السلام نے ابو اعرس سلمیٰ اور ابن حجاج پر حملہ کیا کہ انہوں نے چار ہزار افراد پانی کی حفاظت پر مقرر کر رکھا تھا امام عالی مقام نے ان سب کو مار کر ہٹا دیا اور گھوڑا فرات میں ڈال دیا فلما

أَوْبَلَغَ أَوْلَعَ الْفَرَسَ لِيَشْرَبَ وَقَالَ أَنْتَ عَطْشَانٌ وَأَنَا عَطْشَانٌ وَاللَّهِ لَا أَذُوقُ الْمَمَاءَ حَتَّى تَشْرَبَ پس جب دریا میں پہنچے تو گھوڑے کی باگ چھوڑ کر فرمایا اے گھوڑے تو بھی پیسا ہے میں بھی پیسا ہوں میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ جی بھر کر پانی پی لے جب گھوڑے نے امام کا کلام سنا مَثَالِ رَأْسِهِ وَلَمْ يَشْرَبْ كَأَنَّهُ فَهَمُ كَلَامَهُ تُوِ اس بے زبان نے سر ہلایا گویا امام علیہ السلام کی بات کو سمجھ گیا گویا وہ یہ بتا رہا تھا کہ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ اہلبیت اطہار پیاسے ہوں اور میں پانی پیوں؟ مقام افسوس ہے کہ حیوان بے زبان تو حرمت رسول کا خیال کرے اور رسول خدا کے کلمہ گو پانی کی بجائے ان کے نواسے پر تیروں تلواروں کی بارش کریں۔ فَقَالَ فَارِسٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ اس وقت ایک شقی نے پکار کر کہا تَتَلَدُّ بِالْمَاءِ وَقَدْ هَتَكَ حَرْمُكَ آپ پانی پینے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہاں آپ کے خیمے لوٹ لیے گئے ہیں۔ وَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَكَشَفَهُمْ فَإِذَا الْخِيْمَةُ سَالِمَةٌ امام علیہ السلام نے لشکر یزید پر حملہ کیا دیکھا تو خیمے سلامت ہیں آپ نے پھر ان پر حملہ کیا كَاللَّيْلِ الْمُغْضِبِ غَضَبُكَ شَرٌّ مِمَّا نَدَى جَوَّيْهِمْ آپ کے سامنے آتا تھا آپ اسے اسی وقت فی النار کر دیتے تھے۔ إِذْ صَاحَ بِصَاحِبِ يَاسِينَ اتَّقِ الْقَاتِلَ أَمْ تَقْتُلُ کہ ناگاہ ہاتف غیب نے آواز دی جنگ کرتے رہو گے یا جام شہادت نوش کرو گے؟ یہ سن کر امام عالی مقام نے تلوار نیام کر دی إِذَا آتَاهُ سَهْمٌ مَسْمُومٌ لَهُ ثَلَاثُ

اسرار الہی سے بھرا ہوا تھا یہ عرب کے شجاعوں کو قتل کرنے والے کا بیٹا ہے۔ فَاحْمِلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ پس ان پر چاروں طرف سے حملہ کرو۔ ثَلَاثُ الرَّمَاتِ أَرْبَعَةُ أَلْفٍ فَرَمَوْهُ بِسَهْمٍ يَهْنُ سَنَ كَرِ چار ہزار تیر اندازوں کے امام علیہ السلام کے جسم مبارک پر پڑنے لگے وَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَحْلِهِ اور وہ شقی مل ہو گئے امام علیہ السلام اور خیام حسین کے درمیان اور چاہا کہ امام مظلوم کے منے خیموں کو لوٹ لیں فَقَالَ لَهُمْ وَيَحْكُمُ أَنِّي لَكُمْ دِينٌ وَلَا تَخَافُونَ الْمَعَادَ امام علیہ السلام نے اشتیاء کے ارادے کو دیکھا تو پکار کر کہا آخر یہ کیا بے حیائی ہے؟ عارے بھی بچے ہیں۔ فَنَادَاهُ شِمْرٌ مَاتَقُولُ يَا بَنَ فَاطِمَةَ حضرت امام حسین نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم سے لڑتا ہوں اور تم مجھ سے لڑتے ہو۔ وَالنِّسَاءُ لَيْسَ لِهِنَّ جُنَاحٌ کہ ان خواتین اور بچوں کا کیا قصور ہے؟ فَامْنَعُوا أَقْوَامَكُمْ مِنْ تَعْرِضٍ مِنْ حَرَمِي مَا دُمْتُ حَيًّا پس اپنی قوم کو منع کرو نہ کہ اہل حرم کو کچھ نہ کہیں مری زندگی میں کوئی شخص بھی خیموں کی طرف نہ جائے فَقَالَ شِمْرٌ إِلَيْكُمْ عَنْ حَرَمِ رَجُلٍ فَاقْصِدُوهُ فِي نَفْسِهِ پس شمر پکارا اے اہل کوفہ حسین کی زندگی میں یہ ارادہ کر دو۔

فَلَعْمَرِي هُوَ كُفُوٌ كَرِيمٌ خدا کی قسم! غیرت و شجاعت میں امام حسین کا کوئی ثانی نہیں ہے کہ انھیں اس حالت میں بھی اپنے پردہ داروں کا خیال ہے۔ یہ سن کر سب شقی امام مظلوم پر ٹوٹ پڑے وَهُوَ فِي ذَلِكَ يَطْلُبُ شَرِبَةً مِنَ الْمَاءِ امام علیہ السلام بار بار کہتے تھے کہ ظالموں آخر تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو کم از کم ایک گھونٹ پانی کا تو دے دو فَكَلَّمَا أَحْمَلَ بِفَرَسِهِ عَلَى الْفِرَاتِ حَمَلُوا عَلَيْهِ يَجْمَعُهُمْ حَتَّى نَهَوَهُ عَنْهُ امام علیہ السلام جب اپنے گھوڑے کو فرات کی طرف لے

اور چلا گیا۔ جب گھر گیا تو اپنی زوجہ سے بولا کہ اسے دھو دے وہ بولی کہ یہ کس کا
 عمامہ ہے اس نے کہا کہ یہ حسین ابن علی کا عمامہ ہے وہ رونے لگی اور بولی خدا تجھ
 پر لعنت کرے تو نے فرزند رسول کو قتل کر دیا ہے آج سے نہ میں تیری زوجہ اور نہ تو
 میرا شوہر ہے۔ اس شقی نے ناراض ہو کر اس خاتون کے منہ پر طمانچہ مارا قدرت الہی
 سے اس کا ہاتھ دروازے پر لگا اور وہ زخمی ہو گیا ہر چند اس نے علاج کیا لیکن وہ
 اچھا نہ ہوا بلکہ خشک ہو گیا اور وہ لعین فقیر و محتاج رہا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا۔



مَبْ فَوْقَ فِی صَدْرِهِ نَاقَہُ تَمِنَ پھلوں والا تیرا آپ کے سینہ اقدس پر آ کر لگا اور
 الخوق لعین نے ایک تیرا آپ کی پیشانی پر مارا کہ بوسہ گاہ رسول زخمی ہو گئی شمر
 ون نے اپنی فوج کو آواز دے کر کہا وَیَحْکُمُ عَجَلُوهُ افسوس ہے تم پر کہ تم قتل
 عین میں دیر کیوں کر رہے ہو۔

فَطَعَنَهُ سِنَانُ ابْنِ اَنَسٍ بِالرُّمَحِ فَكَادَ اَنْ يَقَعَ یہ سن کر سنان ابن انس
 بن نے آپ کے کے سینہ اقدس پر تیرا مارا قریب تھا کہ آپ گھوڑے سے گر
 یں مگر سنبھلے ہی تھے کہ خولی لعین نے ایک زہر آلود تیرا آپ کے گلے مبارک پر
 رَا فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِ الْجَوَارِ اِلَى الْاَرْضِ تَحَوَّرَ فِی دَمِهِ پس وہ راکبہ دوش
 بول گھوڑے سے گر کر زمین پر اپنے خون میں لوٹنے لگا پھر حضرت نے چاہا کہ اٹھ
 کھڑے ہوں مگر ہمت نہ ہوئی فَجَاءَ مَالِکُ الْبَشْرِ پس اس وقت مالک بن بشر
 عون تلوار کھینچ کر حضرت کے قریب آیا کس زبان سے کہوں کہ اس شقی نے کیا کیا
 تم کیا فُضِرَتْ عَلَی رَاسِهِ وَعَلِیْهِ عِمَامَةٌ فَشَجَّہُ اس شقی نے اس زور
 سے آپ کے سر پر تلوار ماری کہ آپ کا سر بمعہ عمامہ شق ہو گیا۔ وَسَالَ الدَّمُ عَلَی
 جُہہ اور آپ کے چہرہ نورانی پر خون بہنے لگا امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں
 کھولیں فرمایا اے ملعون۔ مجھ ایسے مظلوم پر تلوار لگائی اور تجھے رحم نہ آیا لَا اَکَلْتُ
 هَا وَلَا شَرِبْتُ وَحَشَرَکَ اللّٰهُ مَعَ الظَّالِمِیْنَ تجھے اس ہاتھ سے کھانا پینا نصیب
 نہ ہوا اور خدا تجھے ظالموں میں محشور کرے وہ عمامہ اتار کر امام علیہ السلام نے اس کے
 سامنے پھینک دیا فَاحْذَ الْکُنْدِیُّ وَانْطَلَقَ اِلَى مَنْزِلِهِ پس اس نے وہ عمامہ اٹھا لیا

کتاب خراج الجراح میں روایت ہے کہ إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرْضَا
فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ اِيك بار
جناب حسین شریفین بیمار ہوئے ان سب گھر والوں نے منت مانی کہ ان کی شفایابی
پر سب گھر والے تین روزے رکھیں گے فَلَمَّا عَفَاهُمَا اللَّهُ وَكَانَ فِي ذَلِكَ
الزَّمَانِ قَحْطٌ فَآخَذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ يَهُودِي ثَلَاثَ جُزْأَتِ صُوفَا
لَتَعْنِزَ لَهَا فَاطِمَةُ بِثَلَاثَةِ أَصْوَاعٍ شَعِيرًا. پس جب خدا نے شفا دی اور اس زمانے
میں قحط تھا جناب امیر علیہ السلام نے یہودی سے تھوڑا سا اون لیا تاکہ جناب فاطمہ
الزہراءؑ اسے کاتیں جب اون تیار ہو گیا تو اس کے عوض میں کچھ مقدار جو کی خریدی
کی فَصَامُوا وَغَزَلَتْ فَاطِمَةُ جُزْءَةً ثُمَّ طَحَنَتْ صَاعَ شَعِيرٍ خَبَزَتْهُ چنانچہ گھر
والوں نے روزہ رکھا اور جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک حصہ اون کا کاتا جو اس مزدوری
کے مطابق تھا آٹا پیس کر اسے پکایا فَلَمَّا عِنْدَ الْإِفْطَارِ أَتَى مَسْكِينٌ جب وقت
افطار ہوا اور ایک مسکین شخص نے آ کر سوال کیا فَأَعْطُوهُ طَعَامَهُمْ وَلَمْ يَذُوقُوا إِلَّا
الْمَاءَ پس جناب امیرؑ اور سب گھر والوں نے اپنا کھانا اٹھا کر اس مسکین کے حوالے
کر دیا اور پانی کے سوا کچھ بھی نہ چکھا ثُمَّ غَزَلَتْ جُزْءَةً أُخْرَى مِنَ الْعَدَةِ ثُمَّ
طَحَنَتْ صَاعًا وَخَبَزَتْهُ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْإِفْطَارِ أَتَى يَتِيمٌ فَأَعْطُوهُ جب دوسرا دن
ہوا جناب سیدہؑ نے دوسرا حصہ اون کا کاتا پھر کچھ آٹا گوندا اور روٹیاں پکائیں جب
وقت افطار ہوا اور چاہا کہ افطار کریں ایک یتیم آیا اور پکارا اے اہلبیتؑ رسول میں
یتیم ہوں مجھے کھانا کھاؤ جناب حیدر کرارؑ اور جناب سیدہؑ نے اپنے اپنے حصہ کی
روٹیاں اس یتیم کو دے دیں جناب حسنؑ و حسینؑ نے بھی اپنی اپنی روٹیاں اس کو
دے دیں وَلَمْ يَذُوقُوا إِلَّا الْمَاءَ اور دوسرے دن بھی فقط پانی سے افطار کیا۔

روایت نمبر



سورہ بکۃ النبی کا شان نزول فضائل امیر المومنینؑ شہادت امام حسینؑ کے بارے
میں چند روایات ہلال بن نافعؑ کی اور ایک روایت۔



مولانا عابد عسکری

نے سراٹھا کر درخت کی طرف دیکھا کہ اس درخت پر اس قدر پھل لگا ہوا تھا کہ اس کی طرح کسی نے دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا۔ وَالتَّقَطُّثُ مِنْ أَطَائِبِهَا وَحَمَلْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَأَكَلَ وَآكَلَتْ فَاطِمَةُ الْمِقْدَادَ وَجَمِيعَ عِيَالِهِ وَحَمَلَ إِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ مَا كَفَاهُمْ جَنَابِ امِيرٍ فَرَمَاتے ہیں میں نے اس درخت سے خرے گرائے اور اچھے اچھے خرے چن کر اٹھالایا جناب رسول خدا کی خدمت میں پیش کیے آپ نے بھی تناول فرمایا اور میں نے بھی کھایا اور مقداد کو دیا ان کے بچوں نے بھی کھایا اور جناب فاطمہ حسنین شریفین کے لیے لے آیا فَلَمَّا بَلَغَ الْمَنْزِلَ إِذَا فَاطِمَةُ يَا خُذْهَا الصُّدَاعَ جَبَّ آفٍ گھر پہنچے تو جناب فاطمہ بھوک کی وجہ سے نڈھال تھیں اور سر درد کر رہا تھا۔

فَقَالَ إِنِّبِرِي وَأَصْبِرِي فَلَا تَنَالِي مَا عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا بِالصَّبْرِ جَنَابِ رَسُولِ خُذْ اے فاطمہ! خوش ہو اور صبر کرو کبھی نہ پہنچو گی اس چیز کو جو خدا کے پاس ہے سوائے صبر کے یعنی اس سے ہم سب کو بتایا جا رہا ہے کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو صبر کرے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کوشاں رہے۔

فَنَزَلَ جِبْرِئِيلُ بِهَلِ اتَّيْتُ بِسِ وَبِئْسَ جِبْرَائِيلُ امين نازل ہوئے هَلِ اتَّيْتُ کا تحفہ لے کر اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے درود و سلام کے بعد آپ اور آپ کے اہل بیت کی شان میں سورہ ہل اتی نازل فرمایا ہے الغرض حضرات محمد و آل محمد کی سخاوت کا یہ عالم تھا آپ فاقوں میں رہتے تھے اور بھوکوں کو سیر کرتے تھے اور سائل کو کسی حال میں خالی نہ لوٹاتے تھے چنانچہ جناب امیر رات کو خود بھوکے رہے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں اور کوئی حجاز میں بھوکا ہو۔

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدَةِ غَذَلَتْ الْجُزْءَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ طَحَنَتِ الصَّاعَ وَخَبَزَتْهُ وَاثَّ اسِيرٌ عِنْدَ الْفَطَارِ فَأَعْطَوْهُ جَبَّ تیری صبح ہوئی تو پھر اہلیت اطہار نے روزہ رکھا اور جناب سیدہ نے وہ باقی اون کا تا اس سے جو پیسے ملے اس کے جو خرید کر آٹا پیسا پھر روٹیاں پکائیں جب وقت افطار ہوا ایک اسیر آیا اور ذوق الباب کر کے کہا کہ میں ایک قیدی ہوں اور بھوکا ہوں جناب امیر المؤمنین اور جناب فاطمہ الزہراء نے اپنا اپنا کھانا اسے دے دیا۔ حسنین شریفین سے بھی نہ رہا گیا انھوں نے بھی اپنے اپنے حصہ کی روٹیاں قیدی کو دے دیں۔

پانی کے سوا کسی نے کچھ نہیں چکھا وَكَانَتْ مَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَالْحَجَرُ عَلَى بَطْنِهِ وَقَدْ عَلِمَ بِحَالِهِمْ اور جناب رسول خدا (ص) کو بھی چوتھا فاقہ تھا اور بھوک کی وجہ سے آپ نڈھال ہو چکے تھے اور آپ کو اپنے اہلیت کے بارے میں بخوبی علم تھا کہ وہ بھی تین دن کے بھوکے ہیں وَدَخَلَ حَدِيقَةَ الْمِقْدَادِ وَلَمْ يَبْقَ عَلَى الْخَلَاءِ ثَمَرَةٌ وَمَعَهُ عَلَى آفٍ اسی پریشانی کی حالت میں مقداد کے باغ میں آئے۔ فصل خرما تمام ہو گئی تھی اور ان درختوں پر ایک خرما بھی باقی نہ تھا اور جناب امیر المؤمنین بھی آپ کے ہمراہ تھے فَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ خُذِ السَّلَّةَ فَانْطَلِقْ إِلَى النَّخْلَةِ وَأَشَارَ إِلَى وَاحِدَةٍ آفٍ نے فرمایا یا علی زنبیل اٹھاؤ اس خرے کی جانب آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا فَقُلْ لَهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ سَأَلْتُكَ بِاللَّهِ لِمَ مَا أَطْعَمْتَنَا مِنْ ثَمَرِكَ اور اے علی! اس درخت سے کہو کہ رسول خدا نے فرمایا ہے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کہ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہمیں اپنا میوہ کیوں نہیں کھلاتا قَالَ عَلِيٌّ وَلَقَدْ تَطَاطَأْتُ بِحَمَلٍ مَانْظَرِ النَّاطِرُونَ إِلَى مِثْلِهَا جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں

السلام کے سامنے دودھ پیش کیا گیا آپؐ نے فرمایا یہ بھی ابن ملجم کو پلا دو۔ لیکن افسوس کہ ان تمام تر مہربانیوں اور عطوفتوں کے بدلہ امت جفاکار نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے نہر فرات سے چرند پرند درند پانی پیتے رہے کہ ساقی حوض کوثر کے بیٹوں اور اولاد پر پانی کا ایک قطرہ تک سے بھی محروم رکھا گیا کتنے درد اور دکھ کی بات ہے کہ امام حسین علیہ السلام دن بھر عزیزوں اور ساتھیوں کے لاشے اٹھا اٹھا کر تھک چکے تھے پھر شدت کی گرمی اور تین دنوں کی مسلسل بھوک و پیاس اس کے ساتھ ساتھ تلواروں، نیزوں اور تیروں کی آپؐ کے جسم مبارک پر بارش برستی رہی مورخین لکھتے ہیں کہ وقت آخر جناب شبیرؑ اپنے خشک ہونٹوں پر خشک زبان پھیر کر اتمام جنت کے طور پر پانی مانگتے تھے مگر سنگدل بے رحم اور سنگر ظالم اس سوال کا جواب تیروں اور تلواروں سے دیتے تھے۔

امام عالی مقام فرما رہے کہ ظالموں میں ساقی کوثر کا فرزند ہوں کیا تم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے کہ جو مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دے لیکن یزیدیوں نے کہا یا حسینؑ لو کان وجہ الأرض کُلُّہ ماء ما اعطیناک قطرة اے حسینؑ! اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے تو بھی ہم آپ کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے۔ وهو علیہ السلام یلتفت یمیناً وشمالاً ویقول امام علیہ السلام مایوس ہو کر دائیں اور بائیں دیکھتے تھے عزیزوں اور ساتھیوں کے لاشوں کے سوا کچھ نہیں نظر آتا تھا تو آپؐ ٹھنڈی سانس بھر کر کہتے تھے واعطشنا واملنا ناصرہ افسوس ہے اس پیاس اور دوستوں، ساتھیوں کی کمی پر کہ حسینؑ کس قدر مظلوم و بیکس ہے فنادی الشمر ویحکم عجلوہ پس شمر پکارا کہ ہلاکت ہو تم پر کہ تم کیا سن رہے ہو اور کیا کر رہے ہو امام حسینؑ کو فوراً قتل کر دو یہ سنتے ہی سب شقی قتل امام کے لیے تیار ہو

حافظ ابو نعیم اور فخر رازی لکھتے ہیں (ان دونوں حضرات کا شمار جید علماء میں سے ہوتا ہے) جناب امیر علیہ السلام جمعۃ المبارک کے روز منبر پر رونق افروز ہوتے اور انتہائی فصاحت و بلاغت میں خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ وَفِي بَدَنِهِ لِبَاسٌ مَرْفُوعٌ اور آپ کا لباس بوسیدہ تھا اور اس میں جا بجا پیوند لگے ہوئے تھے پس ابن عباس کو خیال ہوا کہ یہ لباس بہت پرانا ہے اور حضرت کو زیب نہیں دیتا امام علیہ السلام کو علم امامت سے معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا یابنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ رَفَعْتُ مَرْفَعِي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَافِعِهَا اے ابن عباسؑ! میں نے اپنے لباس میں اس قدر پیوند لگوائے ہیں کہ مجھے خیاط سے شرم آنے لگی اور خیاط نے کہا یا علیؑ! اب یہ لباس تبدیل کر دو اس کی بجائے کوئی اور سلوا لو پھر فرمایا مَا لِعَلِيٍّ وَزِينَةُ الدُّنْيَا اے ابن عباسؑ علیؑ کا زینت دنیا سے کیا کام ہے کَيْفَ اَرْضَى بِلَذَّةٍ يُغْنِي وَيُعْمَةِ لَا يَبْقَى وہ لذتیں جو فانی ہیں وہ نعمتیں جو باقی رہنے والی نہیں ہیں علیؑ ان پر کیوں خوش ہو؟ وَكَيْفَ اشْبَعُ وَحَوْلَ الْحِجَازِ بَطُونٌ عُرِيٌّ اے ابن عباسؑ! میں کیونکر کھانا کھاؤں حالانکہ حجاز کے آس پاس لوگ بھوکے ہوں۔ وَكَيْفَ اَرْضَى بَانُ اسْمِي امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا اُشَارِكُهُمْ فِي خُشُونَةِ الْعَيْشِ وَشِدَائِدِ الضَّرِّ وَالْبُهُولَى آہ میں کیونکر راضی ہوں کہ میرا نام امیر المؤمنینؑ ہو اور مجھے سب اپنا امیر و پیشوا جانیں اور میں سختیوں میں ان کا ساتھ نہ دوں غرض کہاں تک بیان ہو کہ مولائے کائنات کا زندگی بھر یہی وطیرہ رہا کہ آپؐ نے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کیا انسانی معاشرہ میں شرافت و مروت کو فروغ دیا یہاں تک آپؐ نے ابن ملجم لعین سے بھی اچھا برتاؤ کیا حالانکہ اس شقی نے آپؐ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا جب اس کو اسیر کر کے لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے کھانا بھی کھلاؤ اور پانی بھی پلاؤ امام علیہ

نہ پیو گے کہ آپ امیر شام کے مخالف ہیں۔ فَقَالَ اَنَا اَرُدُّ الْحَامِيَةَ وَاشْرَبُ مِنْ حَمِيمِهَا امام علیہ السلام نے فرمایا اے شقی! مجھ سا شخص فرزند رسول کیا آب گرم پیئے گا؟ تیرا یہ گمان غلط ہے بَلْ اَرُدُّ عَلَى جَدِّی رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاسْكُنْ مَعَهُ فِیْ دَارِهِ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ بلکہ میں اپنے نانا رسول خدا شفیع روز جزا کی خدمت میں جاؤں گا اور بہشت میں جہاں انبیاء اوصیاء کا مقام ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رہوں گا اور آب کوثر پیوں گا۔

وَاشْكُوا لِلّٰهِ مَا رَكِبْتُمْ مِنْیْ وَفَعَلْتُمْ لِیْ اور تمہارے جور و ستم کی جناب رسول خدا سے شکایت کروں گا جو تم نے مجھ پر ظلم کیے ہیں۔ فَغَضِبُوْا بِاَجْمَعِهِمْ حَتّٰی كَانَ اللّٰهُ لَمْ یَجْعَلْ فِیْ قَلْبِ اَحَدٍ مِنْهُمْ مِنَ الرَّحْمَةِ شَیْئًا یہ سن کر سب لعین سخت غصے میں آ گئے گویا خدا نے ان کے دل میں رحم خلق نہ کیا تھا اور امام علیہ السلام پر ٹوٹ پڑے اور امام مظلوم پر حملے کرنے لگے فَاجْتَزَوْا رَاسَهُ پس اسی وقت کسی نے امام علیہ السلام کا سر اقدس قلم کر لیا اور لعین بہت خوش ہوئے اور راکب دوش رسول کا سر نوک نیزہ پر چڑھایا اور سب لشکر والوں نے اپنی نجس زبان سے خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔

وَضَرَبُوْا الدُّهْلَ وَالطُّبْلَ اور دھول و نقارے بجانے لگے ناگاہ زمین و آسمان کے درمیان ایک آواز بلند ہوئی قَتَلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَسُوسَ فَرَزَنْدِ رَسُوْلِ بے جرم و گناہ قتل کیا گیا اور ایک منادی نے آسمان سے ندا دی کہ قُتِلَ وَاللّٰهُ الْاِمَامُ ابْنُ الْاِمَامِ اَخُو الْاِمَامِ خدا کی قسم قتل کیا گیا ہے امام وقت امام کا بیٹا امام کا بھائی فمن اَجَلِهٖ قَطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا پس آسمان سے خون برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگا زمین کا پٹنہ لگی وَقَدْ لَطَمَتِ الْبَحَارُ بِاَمْوَاجِهَا وَصَارَ مَاءُ الْفُرَاتِ دَمًا عَبِيْطًا اور

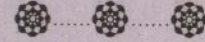
گئے کہ سنان بن انس نے زور سے تیر مارا جس سے امام علیہ السلام گھوڑے سے گرنے والے تھے ابھی سنبھلنے ہی نہ پائے تھے خولی بن یزید نے امام کے سینہ اقدس پر پوری قوت سے تیر مارا جس سے آپ گھوڑے سے گر پڑے۔

امام علیہ السلام نے بڑی مشکل سے وہ تیر نکالا اور اس خون کو اپنے چلو میں لے کر اپنے سر اور ریش مبارک کو رنگین کر دیا۔ ابن شہر آشوب نے ہلال سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں عمر سعد کے پاس کھڑا تھا کہ ایک لعین کہنے لگا کہ اے عمر سعد تجھے خوشخبری اور مبارک ہو کہ شمر نے حسین کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر میں لشکر سے نکلا کہ دیکھے تو سہی کہ یہ خبر سچی ہے یا جھوٹی ہے دیکھا تو امام مظلوم بھی قتل نہیں ہوئے تھے مگر آپ کا جسم زخموں سے چور چور ہو چکا ہے اور اپنا سر جبدہ میں جھکا رکھا ہے اور تھوڑی سی جان باقی ہے۔ فَوَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ قُتْبًا مُّزْمِعًا بِدَمِهِ اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا اَنْوَرَ وَجْهًا لِلّٰهِ کی قسم میں نے ایسا زخمی شخص نہیں دیکھا جو خاک و خون میں ڈوبا ہو اور اس کا چہرہ اتنا نورانی ہو جتنا حسین علیہ السلام کا تھا امام مظلوم کا چہرہ اقدس چودھویں کے چاند کی مانند چمکتا دمکتا تھا میں حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ بھلا ایسے مظلوم و غریب نور خدا کو کون شہید کر سکتا ہے۔ فَاسْتَسْقٰی فِیْ تِلْكَ الْحَالَةِ مَاءً۔

ناگاہ امام علیہ السلام نے پانی مانگا اور فرمایا اے بے رحمو! اب تو میں جنگ کے قابل نہیں رہا ہو سکے تو مجھے ایک گھونٹ پانی کا دے دو۔ ذرا سوچو تو سہی میں کون ہوں میں سابق کوثر کا فرزند ہوں؟ میرے بابا نے قاتل کو بھی کاسہ شیر عنایت کیا تھا۔ فَسَمِعْتُ رَجُلًا یَقُوْلُ لَا تَذُوْقُ الْمَاءَ حَتّٰی تَرُدَّ الْحَامِيَةَ آه ایک شقی بولا اے حسین آپ ایک قطرہ پانی نہ پاؤ گے جب تک تو آب گرم (نعوذ باللہ)

دریاؤں میں طغیانی آئی اور آبِ فرات تازہ خون کی مانند سرخ ہو گیا اور ایک سیاہ آندھی چلی کہ سب دنیا سیاہ ہو گئی اور بجلی چمکتی تھی اور صاعقہ غضبِ الہی نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت سب اشتیاء بے اختیار رونے لگے اور اپنے اوپر لعنت کرنے لگے اور کہتے تھے خدا کی قسم ہم نے خود ہی اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے کہ ایسے عظیم انسان کو شہید کیا اگر جناب امام زین العابدینؑ وہاں پر موجود نہ ہوتے تو عذابِ الہی اسی وقت سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا لیکن امام سجادؑ کی وجہ سے وہ اس وقت تو بچ گئے۔ مگر بہت جلد ہر ظالم اپنے اپنے کیفر کردار کو پہنچنے لگا اور ہر شقی عبرتناک انجام سے دوچار ہوا آخرت میں تو ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار لعنت ہو۔



روایت نمبر



قصاب کا ہاتھ کاٹنا اور جناب امیر علیہ السلام باعجاز امامت ملا دینا جناب علی علیہ السلام اور حسین شریفین کے لیے لباس ہائے جنت کا آنا، سید الشہداء کا جناب زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرنا اور شہادتِ امام مظلومؑ خیام حسینیؑ کا جلنا، تبرکات کا لوٹا جانا، لافصائے شہداء پر گھوڑے دوڑانا۔



مولانا عابد عسکری

اپنی حرکت پر بہت افسوس کیا اور اپنا ہاتھ چھری سے کاٹ کر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگنے لگا کہ یا مولا! خدا کے لیے میری غلطی سے درگزر کیجئے یا امیر المؤمنین! میں نے آپ کو پہچانا ہی نہیں تھا۔

فَدَمَّا لَهُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلَحَتْ يَدُهُ إِمَامَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَے فرمایا کہ تو نے اپنا ہاتھ کیوں کاٹا ہے پھر آپؑ نے اس کے لئے دعائے خیر کی اور کٹا ہوا ہاتھ زخم سے ملا دیا امام علیہ السلام کے معجزہ کی وجہ سے اس کا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ افسوس کہ جسے ایک عام شخص کے ہاتھ کا کٹنا گوارا نہ ہو اور اس کے بیٹے کے ہاتھ شہادت کے بعد کاٹ دیے جائیں کتاب الخراج میں جناب ابی جعفر طوسیؑ سے اور انھوں نے ابی محمد سے انھوں نے اپنے ناپ سے انھوں نے امام حسن عسکریؑ سے آپؑ نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب قبر نے کہا۔ کُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ مَوْلَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى شَاطِئِ الْفُرَاتِ فَنَزَعَ قَمِيصَهُ، وَنَزَلَ إِلَى النِّمَاءِ کہ میں اپنے مولا و آقا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہمراہ دریائے فرات پر گیا حضرت نے کرتا اتارا اور دریا میں اتر کر نہانے لگے فَبَجَاءَتْ مُوجَةٌ فَاخَذَتْ الْقَمِيصَ پس ایک موج آئی اور امامؑ کا کرتہ دریا میں بہہ گیا امام علیہ السلام حیران ہوئے فَادَا بِهَاتِفٍ لَحِيْفٍ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَنْظُرْ يَمِينَكَ وَخُذْ مَاتَرِي نَاغَاهُ ایک ہاتف سے آواز آئی اے ابو الحسن! آپ پریشان نہ ہوں اپنی دائیں طرف دیکھو اور جو ملے لو فَادَا مِنْدِيلٌ عَنْ يَمِينِهِ وَفِيهَا قَمِيصٌ مَطْرِيٌّ فَاخْذَهُ، وَلَبَسَهُ پس ایک رومال سر بستہ دیکھا کہ اس میں ایک کرتہ بندھا تھا۔ حضرت نے اسے پہنا تو اس کی جیب سے ایک رقعہ نکلا اس میں یہ لکھا تھا هَدِيَّةٌ وَمِنْ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ کرتا ہدیہ ہے

فِي الْخَرَاجِ إِنَّ قَصَابًا يَبِيعُ اللَّحْمَ مِنْ جَارِيَةِ إِنْسَانٍ وَكَانَ يَحِيفُ عَلَيْهَا كِتَابُ الْخَرَاجِ میں منقول ہے کہ ایک گوشت فروش قصاب تھا اس کے پاس گوشت لینے کی غرض سے کسی کی نوکرانی آئی اور اس نے اس کنیز کو برا بھلا کہا اور گوشت بھی اچھا نہ دیا فَبَكَتْ وَخَرَجَتْ فَرَأَتْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَشَكَتَهُ إِلَيْهِ پس وہ روتی ہوئی وہاں سے چلی اور اس نے راستہ میں حضرت علی ابن ابیطالبؑ کو دیکھا تو عرض کرنے لگی اے فریاد رس عالم! مجھ پر قصاب نے ظلم کیا۔ پس دیکھئے اپنے آقا کی غریب نوازی۔

فَمَضَى مَعَهَا نَحْوَهُ وَدَعَا إِلَى الْأَنْصَافِ فِي حَقِّهَا يَهْنُ سَنَ كَرَّ آپ اس کنیز کے ہمراہ اس قصاب کی دوکان پر آئے اور فرمانے لگے اے شخص کسی کے ساتھ انصاف کرنا اچھی بات ہے اور اسے وعظ و نصیحت کرنے لگے وَيَقُولُ لَهُ، يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الضَّعِيفُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةِ الْقَوِيِّ فَلَا تَظْلِمُ النَّاسَ اور فرمایا اے شخص تجھے چاہیے کہ کمزور شخص بھی تیرے نزدیک قوی کی مانند ہونا چاہیے یعنی غریب امیر کا فرق نہیں ہونا چاہیے اور بندگان خدا پر ظلم نہ کر لَكِنْ الْقَصَابُ لَمْ يَعْرِفْ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ اور وہ شخص امام علیہ السلام کو نہ پہچانتا تھا فَوَقَعَ يَدُهُ وَقَالَ اخْرُجْ أَيُّهَا الرَّجُلُ فَانْصَرَفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِشَيْءٍ پس قصاب نے حضرت پر ہاتھ اٹھایا اور کہا میری دوکان سے چلے جاؤ قربان جائیں امیر المؤمنین کے حلم پر اپنی خیر شکنی طاقت کے باوجود اس کو کچھ نہ کہا اور واپس چلے آئے۔

فَقِيلَ لِلْقَصَابِ هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ پس کسی نے اس قصاب سے کہا تو نے کیا غضب کیا اور کس پر ہاتھ اٹھایا یہ تو مولائے کائنات جناب علی ابن ابیطالبؑ تھے فَقَطَعَ يَدَهُ وَخَرَجَ بِهَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعْتَذِرًا اس شخص نے

پریشان تھیں کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے کہ ان کے کپڑے خرید سکوں اور میں نے ان کا دل بہلانے کے لیے ان سے کپڑوں کا وعدہ کر لیا ہے۔ ابھی آپ سوچ رہی تھیں۔ فَلَمَّا أَخَذَ الظَّلَامُ قَرَعَ الْبَابَ قَارِعٌ جب شب تاریک ہوئی کسی نے دروازے کی زنجیر ہلائی فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَنْ هَذَا پس جناب فاطمہ بولیں کہ آپ کون ہیں؟ قَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ اَنَا الْخَيَّاطُ جِئْتُ بِالْقِيَابِ وہ بولا اے دختر رسول میں درزی ہوں آپ کے صاحبزادوں کے لیے کپڑے لے کر آیا ہوں یہ سن کر بی بی بہت خوش ہوئیں۔ فَفَتَحَتْ الْبَابَ فَنَاولَهَا مِنْدِيلًا مَشْدُودًا وَانْصَرَفَ پس حضرت فاطمہ نے دروازہ کھولا تو اس شخص نے ایک رومال بستہ دیا اور چلا گیا بی بی نے اسے کھولا فَإِذَا فِيهِ قَمِيصَانِ وَدُرَّاءُ عَتَانٍ وَسَرَاوِيلَانِ وَرِدَّانِ وَعِمَامَتَانِ وَخُفَّانِ اسودان اس میں دو کرتے تھے اور دو ریشمی کپڑے دو پانچائے دو ردائیں اور دو عمامے اور دو سیاہ موزے تھے۔ جناب سیدہ اس قدر خوش ہوئیں کہ حسین کو جگا دیا اور فرمایا اے میرے پیاروں! درزی تمہارے لیے کپڑے لایا ہے۔

جب صبح ہوئی بی بی نے اپنے ان دونوں بچوں کو نئے کپڑے پہنائے اور انھیں سجایا سنوارا۔ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ وَهَمَّا مُزَيَّنَانِ فَحَمَلَهُمَا وَقَبَّلَهُمَا جناب رسول خدا اپنی پیاری بیٹی کے گھر تشریف لائے تو اپنے نواسوں کو نئے اور خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور انھیں کاندھے پر اٹھایا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا بیٹی آپ نے درزی دیکھا ہے جناب سیدہ نے عرض کی جی ہاں بابا میں نے اسے دیکھا ہے۔ قَالَ يَا بِنْتِي مَا هُوَ خَيَّاطٌ اِنَّمَا هُوَ رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ.

فرمایا اے بیٹی وہ درزی نہ تھا بلکہ وہ رضوان خربینہ دار بہشت تھا۔ جناب سیدہ نے عرض کی بابا آپ کو کس نے خبر دی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ ہمیں اطلاع

خداوند عزیز و حکیم کی جانب سے، علی ابن طالبؑ کے لیے۔

هَذَا قَمِيصُ هَارُونَ بْنِ عِمْرَانَ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ یہ کرتا ہارون بن عمران کا ہے اسی طرح ہم دوسری قوم کو اس کا وارث بناتے ہیں۔ مؤمنین کرام۔ اندازہ کیجئے کہ حضرت امیر علیہ السلام کا کس قدر بلند و بالا درجہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اسی طرح ان کی اولاد کے لئے بھی بہشتی لباس لائے گئے۔ ابو عبد اللہ نیشاپوری نے اپنی کتاب امالی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عید قریب آئی اور حسن و حسینؑ کے لیے کوئی نیا لباس نہ تھا بچے آخر بچے ہوتے ہیں اور ان کی معصوم خواہشیں بڑوں کو مجبور کر دیتی ہے کہ ان کے تقاضوں اور فرمائشات کو پورا کیا جائے۔

فَقَالَا لَا مَهْمَا قَدْ زَيْنَ صَبِيَّانِ الْمَدِينَةِ إِلَّا نَحْنُ فَمَالِكَ لَا تُزَيِّنَانِ ان دونوں صاحبزادوں نے اپنی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ زہراؑ سے عرض کیا! ماں جان مدینہ کے بچوں نے طرح طرح کے رنگ برنگے خوبصورت کپڑے پہن رکھے ہوں گے اور ہم نے ابھی تک نئے کپڑے تیار نہیں کیے آپ بھی ہمارے لیے نئے کپڑوں کا اہتمام کریں۔ جناب سیدہ نے مصلحت کے طور پر فرمایا کہ اے ہمارے نور نظر تمہارا لباس درزی کے پاس ہے وہ لے آیا تو تمہیں ضرور پہناؤں گی۔

جب شب عید ہوئی تو حسین شریفین نے پھر عرض کیا فَبِكَتْ وَرَحِمَتْهُمَا وَقَالَتْ لَهُمَا مَا قَالَتْ فِي الْأُولَى فَرَدَّ عَلَيْهِمَا پس جناب فاطمہؑ اپنی ناداری پر بہت روئیں اور حسینؑ کی حالت پر بہت رحم کھایا اور پھر وہی فرمایا کہ آپ کا لباس درزی کے پاس ہے وہ لے آیا تو میں تمہیں ضرور پہناؤں گی۔ حسین شریفینؑ بار بار اصرار کرنے لگے کہ ہمیں ابھی اور اس وقت نئے کپڑے چاہیں۔ جناب سیدہؑ بہت

آپ کا لباس اتار کر نہ لے جائیں اور آپ کے جسد مبارک کی بے حرمتی نہ ہو۔
مگر افسوس صد افسوس! آپ کی شہادت کے بعد وہ پرانا اور پھٹا ہوا لباس
بھی اتار لیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر خاک شفاء کے ذریعہ پردہ کا خاص
اہتمام فرمایا دوسرے لفظوں میں امام علیہ السلام کا جسم پاک دوسروں کو لباس میں نظر
آتا تھا تُمْ أَقْبِلُوا عَلَى سَلْبِ الْحُسَيْنِ پھر وہ ظالم امام علیہ السلام کے اسباب
لوٹنے میں مشغول ہو گئے۔

أَخَذَ قِطِيفَةً لَهُ، كَانَتْ مِنْ خَزَائِنِ قَيْسِ بْنِ الْأَشْعَثِ إِمَامَ عَالِي مَقَامٍ كِي
یعنی چادر قیس ابن اشعث ملعون لوٹ کر لے گیا اس ملعون نے بھی امام علیہ السلام کو
خط لکھا تھا کہ آپ کو فہ تشریف لے آئیں ہم آپ کی ہر طرح سے مدد کریں گے اور
اسود بن حظلہ نے امام علیہ السلام کی تلوار لے لی۔ وَأَخَذَ نَعْلَيْهِ الْأَسْوَدَا بَنُ خَالِدٍ
اور آپ کی نعلین مبارک اسود ابن خالد اتار کر لے گیا۔ وَأَخَذَ دِرْعَهُ، مَالِكُ ابْنُ
بِشْرِ الْكِنْدِيِّ اور ذرہ جسم اقدس سے مالک ابن بشر الکندی نے اتار لی۔ وَأَخَذَ
عِمَامَتَهُ، أَخْنَسُ بْنُ مُرْتَدٍ وَقِيلَ مَالِكُ فِي حَيَاتِهِ اور امام علیہ السلام کا عمامہ
شریف اخنس بن مرتد نے سر سے اتار لیا اور ایک روایت ہے کہ مالک ابن بشیر لعین
نے امام کی شہادت سے پہلے عمامہ اتار لیا تھا میں کیا بتاؤں اور کس زبان سے بیان
کروں کہ ان ظالموں نے امام مظلوم پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے کہ جب ہمارے آقا
ومولا امام حسینؑ، سان ابن انس کے نیزہ لگنے سے زمین پر گرے تو خون میں تڑپ
رہے تھے اور چاروں طرف سے تلواریں آپ کے جسم اقدس پر پڑتی تھیں اسی حال
میں فَجَاءَ الْمَالِكُ فَضْرَبَ اللَّطْمَةَ وَأَخَذَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ مَالِكُ ابْنُ بِشْرِ
ملعون نے آپ کے چہرہ اقدس کے ساتھ بے ادبی کی اور آپ کے سر سے عمامہ

دے کر آسمان پر گیا تھا
مومنین کرام!

اندازہ کیجئے جناب سیدۃ عید کی رات بچوں کے نئے کپڑے نہ ہونے کی
وجہ سے اس قدر روئیں آہ..... اس وقت آپ کہاں تھیں جب وہی حسینؑ اپنے چھ
مہینے کے بچے کی شہادت کے بعد اشکبار آنکھوں زخمی جسم اور انتہائی پریشان کن
حالت میں اپنی پیاری بہن زینبؑ سے پرانا لباس طلب کرتے ہوئے فرماتے تھے۔
يَا اخْتَنَاهُ اَيْتَنِي بَثُوبَ عَتِيقٍ لَا يَرُغَبُ فِيهِ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ اے بہن زینب! اے
غنوار برادر مجھے ایک پرانا اور پھٹا ہوا لباس لا دو کہ اس میں کوئی ظالم رغبت نہ کر
سکے۔ أَجْعَلُهُ، تَحْتَ ثِيَابِي لِئَلَّا أَجْرُدَ بَعْدَ قَتْلِي اے بہن! میں اسے زیر لباس
پہنوں گا تاکہ میری شہادت کے بعد جب میرا اسباب لوٹیں تو میری لاش کو بے لباس
نہ کریں اس وقت جناب فاطمہؑ اپنے پیارے بیٹے کو اس حال میں دیکھتیں تو ان پر
کیا کیا گزرتی۔

فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ يَهْنُ كَرْتَامِ اہلبیتؑ
رونے لگے اور آواز گریہ و زاری بلند ہوئی، جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا
اے اہلبیت رسالت! اس قدر بیقرار نہ ہوں اور ہر حال میں صبر کریں۔ رِضَا
بِقَضَاءِ اللَّهِ وَتَسْلِيمًا لِمَرِهِ کہتی رہو کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں تُمْ أُوتِي
لَهُ بَثُوبٍ فَحَرَقَهُ وَفَرَّقَهُ مِنْ اطْرَافِهِ وَجَعَلَهُ تَحْتَ ثِيَابِهِ پھر جناب زینبؑ ایک
پرانا لباس امام علیہ السلام کے پاس لے آئیں امام عالی مقام نے وہ لباس جگہ جگہ
سے پارہ پارہ کر کے دوسرے خیمے میں جا کر دوسرے لباس کے نیچے یہ پرانا لباس
زیب تن کیا آپ نے یہ کام اس لیے کیا تاکہ ان کی شہادت کے بعد غاصب یزیدی

ان ظالموں سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ اے ظالمو! تم میں ایسا کوئی نہیں ہے جو میرے بھائی کو بچائے اس مظلومہ کی فریاد کو کون سنتا تھا؟ پس ان ظالموں نے لاش امام پر گھوڑے دوڑا دیے اور امام علیہ السلام کے جسم مبارک کو گھوڑے کے سموں سے پامال کر دیا حتیٰ رَضُوا ظَهْرَهُ وَصَدْرَهُ یہاں تک آپ کے سینہ و پشت ریزہ ریزہ ہو گئے۔ کہاں تھیں جناب فاطمہ زہراؑ کہ وہ تو عید کے موقع پر بچوں کے لباس کی تاخیر سے پریشان ہو گئی تھیں۔ پس کیا حال ہوتا اس معظمہ بی بی کا اگر اس وقت دیکھتیں اپنے حسین کو جلتی ریت پر ان کی لاش اقدس بغیر سر کے پڑی ہوئی تھی اور اس پر گھوڑے دوڑائے گئے تھے راوی کہتا ہے کہ جب وہ شقی کوفہ میں ابن زیاد کے پاس آ کر رکے تو اس نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو! وہ شقی بولے کہ ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے حسین کی لاش پر گھوڑے دوڑائے ہیں حتیٰ طَحْنُ جَنَاحِنُ صَدْرِهِ یہاں تک حسین کے سینہ کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں یہ سن کر ابن زیاد نے ان ظالموں کو کوئی اہمیت نہ دی اور معمولی سا انعام دیا مشہور مورخ عمرو بن زائد کہتا ہے کہ میں نے ان دس ظالموں کے حسب و نسب کی تحقیق تو پتہ چلا کہ وہ سب ولد الحرام تھے۔ جب جناب مختار ثقفیؑ نے انقلاب برپا کیا۔ فَشَدَّ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ بِسِكِّ الْحَدِيدِ وَأَوْطَى الْخِيُولَ ظُهُورَهُمْ حَتَّى هَلَكُوا تو انھوں نے ان بد بختوں کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کو الٹایا لٹکویا اور ان کے ہاتھوں پاؤں میں لوہے کی کیلیں ٹھکوا میں اور ان ظالموں پر گھوڑے دوڑائے یہاں تک کہ وہ واصل جہنم ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ عَلَى مَنْ ظَلَمَ اِلِ مُحَمَّدٍ



اتار لیا کوئی ایسا ظلم نہ رہا جو ان ظالموں نے امام مظلوم پر نہ کیا ہو۔ وَآخَذَ قَمِيصَهُ اسْحَاقُ لَعْنَهُ اللّٰهُ وہ پرانا لباس جو تیروں اور تلواروں کے حملوں کی وجہ سے اور بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اسحاق لعین نے اتار لیا۔

منقول ہے کہ اس شقی نے اس کرتے پر ایک سو کئی نشان پائے لیکن پھر بھی اس نے وہ لباس اتار لیا کر بلا کی تپتی ہوئی ریت پر حیدر کرار کا بیٹا یوں پڑا رہا پھر بجل ابن سلیم آیا اس نے آپ کے ہاتھ سے انگٹھی اتارنا چاہی لیکن وہ نہ اتار سکا اس کے بعد اس ظالم نے امام مظلوم کی انگلی کاٹ لی ثُمَّ نَادَى عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ فِیْ اصْحَابِهِ مَنْ يَنْتَدِبُ الْحُسَيْنَ فَيُوطِي الْخَيْلَ ظَهْرَهُ پھر عمر سعد نے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا قتل حسینؑ پر اس کی ساری خواہشیں پوری ہو گئی ہیں باقی ایک خواہش رہ گئی ہے وہ یہ کہ لاش امام پر ابھی گھوڑے دوڑانا باقی ہے تم میں سے کون ہے جو ابن زیاد کو خوش کرے اور امام حسینؑ کی سر بریدہ لاش پر گھوڑے دوڑائے۔

اس ملعون کی بات سن کر دس شقی لشکر سے نکل کر باہر آئے۔ ان ملعونوں کے نام ہیں۔ ۱۔ اسحاق ابن جویریہ ۲۔ اخنس بن مرثد ۳۔ حکم بن طفیل ۴۔ عمر ابن صبیح صیداوی ۵۔ رجا ابن منقذ ۶۔ سالم بن شیمہ ۷۔ صالح ابن وہب ۸۔ واعظ ابن ناعم ۹۔ ہانی ابن ثمیت ۱۰۔ اسید ابن مالک۔ (خدا ان پر لعنت کرے) روایت ہے کہ جب جناب زینبؑ نے یہ سنا صَاحَتْ وَبَكَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا بے اختیار اور بے قرار ہو کر دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھیں نانا جان ذرا اپنے لخت جگر حسینؑ کی حالت کو بھی دیکھئے کہ انھیں کس کس ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا ہے۔ ثُمَّ ارَادُوا اَنْ يُّوْطُوا الْخَيْلَ عَلٰی جُثَّتِهِ اس ظلم کے باوجود وہ ظالم چاہتے ہیں کہ امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑائیں اور کبھی یہ بیاں

عَنِ الصَّادِقِ ؑ أَنَّهُ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ قَارُورَةٌ عَنِ الْبُلُورِ الْأَبْيَضِ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب روز عاشور ہوتا ہے تو ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور ہر فرشتہ کے پاس ایک بلور؟ سفید کاشیشہ ہوتا ہے۔ فَيَذُودُونَ فِي كُلِّ بَيْتٍ وَمَجْلِسٍ يَكُونُ فِيهِ عَلَى الْحُسَيْنِ اور وہ فرشتے ہر ایک گھر اور ہر ایک مجلس میں جاتے ہیں جہاں مومنین مصائب حسینؑ پر آنسو بہاتے ہیں۔ فَيَجْتَمِعُونَ دُمُوعَهُمْ فِي تِلْكَ الْقَارُورَةِ پس وہ ان کے آنسو ان شیشوں میں جمع کرتے ہیں۔ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ قُتِلَتْ نَارُ جَهَنَّمَ فَيَصْرُبُونَ مِنْ تِلْكَ الدَّمِوعِ بِقَطْرَةٍ عَلَى النَّارِ جب روز قیامت ہوگا اور آتش جہنم شعلہ ور ہوگی تو وہ فرشتے ان آنسوؤں میں سے ایک قطرہ آگ میں ڈالیں گے تو آتش جہنم ساٹھ ہزار فرخ امام حسینؑ پر رونے والوں سے دور چلی جائے گی۔

جناب کلینیؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو عرصہ محشر میں جمع کرے گا تو سب سے پہلے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰؐ کی امت سے حساب لیا جائے گا فَكَانَ الرَّجَالُ مِنْ أُمَّتِهِ لَيْسَ فِي صُفْهِهِمْ خَيْرٌ پس بہت سے اشخاص ایسے ہوں گے ان کے نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہوں گے فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبِّ مَا تَأْمُرُنَا بِهِؤُلَاءِ۔

پس ملائکہ بارگاہ الہی میں عرض کریں گے يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ان گناہگاروں کے بارے میں جو حکم ہو ہم بجالے آتے ہیں اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ انہیں آتش جہنم کی طرف لے جاؤ جب ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لے چلیں گے تو

روایت نمبر



عاشورہ کے دن ملائکہ کی کربلا میں آمد حشر کے روز غم حسینؑ میں بہنے والے آنسو قیمتی ترین موتیوں میں بدل جائیں گے، حضرت محمد مصطفیٰؐ کے سامنے امام حسینؑ کا گھوڑے پر سوار ہونا امام عالی مقام کی شہادت کے بعد ذوالجناح کا درخیاں پر آنا اور شہادت امام کی خبر دینا۔



مولانا عابد عسکری

اور عرض کریں گے آپ پروردگار عالم یہ تو وہ آنسو ہیں کہ جو ہمارے حسینؑ کے غم میں بہائے گئے ہیں اور تو نے انھیں اپنی صدفِ رحمت میں محفوظ کر رکھا ہے اے رحیم ان کی قیمت یہ ہے اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ وَتُسْكِنَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مَعَآنِ ان کے گناہ بخش دے اور ان کو ہمارے نزدیک بہشت میں جگہ عطا فرما ارشاد خداوندی ہو گا کہ میں نے ان کی شفاعت قبول کی ہے۔

لیکن میں اپنے وعدہ کے مطابق حسینؑ کے رونے والوں کو ان کے سامنے بخشوں گا اور ان کے حوالے کروں گا پس وہ اپنے عزاداروں کو خود ہی جنت میں لے جائیں۔ ناگاہ اس وقت جناب سید الشہداءؑ شہداءِ کربلا کے ہمراہ حشر میں تشریف لے آئیں گے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ اپنا سراقس ہاتھ میں لیے زیرِ عرش آ کر عرض کریں گے رَبِّ اِشْفِعْنِي مَنْ بَكَى عَلَيَّ مُصِيبَتِي اے میرے پروردگار میری خاطر اسے بخش دے جو میری مصیبت پر رویا ہے۔ اے حسینؑ میں نے ان کو بخش دیا ہے اور ان کو آپ کے حوالے کیا ہے ان کو بہشت میں اپنے ساتھ لے جاؤ پس جناب امام حسینؑ بہت خوش ہوں گے اور اپنے غلاموں کو لے کر بہشت میں داخل ہوں گے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص جو امام حسینؑ اور کربلا والوں کے مصائب پر گریہ کرے۔ نَقَلَ أَنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ فَرَسًا فَإِذَا جَاءَ بَيْنَ يَدَيْ الْحُسَيْنِ فَيَنْظُرُ إِلَيْهِ نَظْرًا مِلًّا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا کے پاس ایک گھوڑا تھا وہ جس وقت امام حسینؑ کے سامنے آتا تھا تو آپ اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ وَعَيْنَاهُ تَمْتَلِيَانِ بِهِ دُمُوعًا اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ذَاتَ يَوْمٍ اَتَرَكَبُ عَلَيْهِ جَنَابَ رَسَالَتِكَ نے فرمایا اے حسینؑ! تو

خداوند کریم پھر ارشاد فرمائے گا کہ ان کو واپس لے آؤ مجھے ان پر رحم آ رہا ہے اس لیے کہ یہ میرے حبیبؑ کے فرزند سے محبت رکھتے ہیں۔

دنیا وہ موتی جو ان کے صدفِ رحمت میں ہماری امانت ہیں وہ ان کو دے دو ان کو آدمؑ اور انبیاءِ مرسلین کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ ان موتیوں کو پہچانو اور ان کی قیمت مقرر کرو کہ ہم ان کے خریدار ہیں پس وہ فرشتے ان کو لے کر حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اس طرح حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ کے پاس وہ موتی لائے جائیں گے۔ ہر نبی یہی کہے گا کہ بارالہا یہ موتی اتنے قیمتی ہیں کہ ان کی قیمت تیری ذاتِ اقدس کے سوا کوئی بھی مقرر نہیں کر سکتا۔ فَقَالَ يَا مَلَاَئِكَتِي اِنْتُونِي بِمُحَمَّدٍ وَعَلِيِّ وَفَاطِمَةَ ارشاد خداوندی ہو گا کہ اے ملائکہ تم ہمارے حبیبِ خاص حضرت محمدؐ مصطفیٰؑ اور علیؑ مرتضیٰؑ، فاطمہؑ زہراؑ لے آؤ جب یہ ہستیاں آئیں گی جناب رسولؐ اکرمؑ اور جناب علیؑ مرتضیٰؑ کے سرہائے مقدس پر تاجِ شفاعت رکھے ہوں گے اور اس تاج کے پانچ گوشے ہوں گے اور ہر گوشے میں سرخ یا قوتِ نصب ہو گا اور بہشتی لباسِ زیب تن کیے ہو گا اور جنت کی اعلیٰ ترین سواری پر سوار ہوں گے اور جناب فاطمہؑ ناقہ جنت پر سوار ہوں گی اور کئی ہزار فرشتے ان کی سواریوں کے آگے آگے آ رہے ہوں گے ان ہستیوں کے نورِ جمال سے تمام صحرائے قیامت روشن ہو جائے گا اور اتر کر کھڑے ہوں گے۔

فَقَالَ اللَّهُ لَهُمْ اَتَعْرِفُونَ هَذِهِ اَللَّائِي ارشاد قدرت ہو گا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے علیؑ و فاطمہؑ! کیا آپ ان موتیوں کو پہچانتے ہو اور انھیں پہچانو اور ان کی قیمت مقرر کرو کہ میں ان کا خریدار ہوں پس وہ بزرگوار ان موتیوں کو دیکھیں گے تو ایسا بے اختیار روئیں گے کہ ان کے رونے سے تمام اہلِ محشر رونے لگیں گے۔

ظالموں میں فریاد کر رہا ہے اور ہر طرف سے تیر و نیزے چل رہے ہیں اور اس کے جسم نازنین پر تلواریں پڑ رہی ہیں یہاں تک یہ چور چور ہو کر چاہتا ہے کہ زمین پر بیٹھے اس وقت یہ گھوڑا اس طرح بیٹھ گیا ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے دیکھا ہے فَعِنْدَ ذَلِكَ بَكَى الْحَاضِرُونَ بُكَاءً شَدِيدًا یہ سن کر تمام حاضرین رونے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ وقت آیا کہ جس کو سوچ کر رسول خداؐ رو رہے تھے اور جناب امام حسینؑ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک شقی نے اس زور سے نیزہ مارا کہ قریب تھا کہ گھوڑے سے گریں مگر آپ سنبھل گئے گھوڑے نے جب اپنے شہسوار کی یہ حالت دیکھی تو وہ بہت رویا اور اپنے ہاتھ اور پاؤں زمین پر پھیلا کر بیٹھ گیا امام علیہ السلام زین سے زمین پر تشریف لائے۔ ذَكَرَ أَبُو مُخَنِفٍ وَغَيْرُهُ، فَبَقِيَ الْحُسَيْنُ مَكْبُورًا عَلَى الْأَرْضِ الرَّمْضَاءِ ثَلَاثَةَ سَاعَاتٍ ابُوخُفَّ نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت زین پر تشریف لائے تو تین گھنٹوں تک منہ کے بل گرم زمین کے ٹکڑیوں پر پڑے رہے اور سر اقدس پر بے شمار زخم تھے جس کی وجہ سے آپ اپنا سر زمین سے نہ اٹھا سکتے تھے بلکہ کبھی بے ہوش ہو جاتے تھے جب طبیعت سنبھلتی تھی تو نحیف آواز سے فرماتے تھے وَيْلٌ لَّكُمْ قَتَلْتُمْ اَنْصَارَنَا وَاَقْرَبَانَا عَلَى الظَّالِمَاءِ فَارْذَلْتُمْ اَنْ تَقْتُلُوْنِي اَفْسُوس ہے تم پر تم نے پیسا قتل کیا میرے ساتھیوں اور عزیزوں کو اب میرے قتل کا ارادہ کرتے ہو لیکن اے ظالمو! میں بہت پیسا ہوں مجھے تھوڑا سا پانی دے دو پھر تمہارا جو جی چاہے ویسے کرنا۔

راوی کہتا ہے اس وقت امام مظلوم کا حال یہ تھا دونوں ہونٹ خشک ہو گئے تھے اور بار بار اپنی زبان مبارک اپنے خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے افسوس میں بہت پیسا ہوں تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ مجھے اس شدت تشنگی میں

کیوں اس قدر اسے غور سے دیکھتا ہے اے نور نظر تو اس کو پسند کرتا ہے آیا تیراجی چاہتا ہے کہ اس پر سوار ہو قَالَ نَعَمْ جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان میں آپ کے اس گھوڑے کو بہت پسند کرتا ہوں اور میرا اس پر سوار ہونے کو جی چاہتا ہے اس وقت جناب امام حسینؑ کی عمر چھ برس کی تھی۔ فَطَلَبَ رَسُولُ اللَّهِ الْفَرَسَ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اس گھوڑے کو لاؤ ثُمَّ جَاءَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ یہ سن کر وہ گھوڑا آہستہ آہستہ امام مظلوم کے پاس آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر پھیلا دیے گویا وہ بھی مشتاق تھا کہ دلبر زہراءؑ میری پشت پر سوار ہو فَرَكَبَ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ پس جناب امام حسینؑ سوار ہوئے وہ گھوڑا کھڑا ہو گیا سب اصحاب نہایت خوش ہوئے۔

ثُمَّ بَكَى رَسُولُ اللَّهِ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى بَكَتْ لَحْيَتُهُ بِالْذُّمُوعِ یہ دیکھ کر وہاں پر موجود سب لوگ خوش ہوئے لیکن جناب رسول خداؐ کچھ یاد کر کے بیساختہ رونے لگے اور اس شدت سے روئے کہ تمام ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُبْكِيكَ صَاحِبَ كَرَامٍ یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور پوچھنے لگے يَا رَسُولَ اللَّهِ اس وقت آپ کے رونے کی وجہ کیا ہے؟ یہ تو خوش ہونے کا مقام ہے کہ آپ کے لخت جگر حسینؑ نے گھر سواری کا آغاز کیا ہے فَقَالَ ابْنُ أَبِي النَّضْرِ امام علیہ السلام رو کر بولے مجھے آنے والا ایک وقت رلا رہا ہے کہ جب میرا ہی بیٹا بے یار و مددگار ہو گا اور دشمنان دین میرے اس پیارے بیٹے پر ظلم کر رہے ہوں گے كَانَنِي أَنْظُرُ أَنَّ ابْنِي الْحُسَيْنَ بَعْدَ مَا أَصَابَ عَلَى جَسَدِهِ جَرَاحَاتٌ كَثِيرَةٌ كَادَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ فَعِنْدَ ذَلِكَ جَلَسَ الْفَرَسُ میں دیکھ رہا ہوں کہ عزیز و انصار کی شہادت کے بعد میرا یہ فرزند حسینؑ تو تنہا بھوکا پیسا

وَيَمْرُغُ نَاصِيَتَهُ عَلَيْهِ اور وہ اپنی پیشانی کو آپ کے پاؤں پر ملاتا تھا وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَصْهَلُ وَيَنْكِي بُكَاءَ الشَّكْلِي اور درد بھری آوازیں نکالتا اور آنسو بہاتا تھا اس کی حالت ایسی تھی کہ کسی عورت کا جوان بیٹا مر گیا ہو اور وہ دنیا سے بے خبر ہو کر بین کرتی ہے، گھوڑے کی یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ تعجب کرتے تھے۔

فَوَضَعَ نَاصِيَتَهُ فِي دَمِ الْحُسَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَرْكُضُ نَحْوَ خِيَمَةِ النَّسَاءِ وَهُوَ يَصْهَلُ پھر وہ اپنی پیشانی کو خونِ امام سے رنگین کر کے فریادیوں کی مانند خیمہ حسینی کی طرف روانہ ہوا تاکہ دخترانِ زہرا کو خبر کرے چنانچہ وہ بلند آواز سے درد بھری آوازیں نکالتا تھا راوی کہتا ہے جب گھوڑے کی آواز جنابِ نسیب کے کانوں پر پڑی تو سیکینہ سے فرمایا هَذَا فَرَسٌ أَخِي قَدْ أَقْتَلَ لَعْلَ مَعَهُ شَيْئًا مِنَ الْمَاءِ اے سیکینہ یہ گھوڑا تو میرے بھائی حسین کا لگتا ہے شاید درخیمہ پر میرے بھائی حسین آئے ہیں یقین ہے کہ تیرے لیے پانی لائے ہوں گے پس جنابِ سیکینہ جلدی سے درخیمہ پر آئیں تاکہ اپنے بابا کی زیارت کریں آہ آہ فَلَمَّا نَظَرْتُهَا فَإِذَا هِيَ عَارِيَةٌ مِنْ رَاكِبِهَا وَالسَّرُجُ خَالٍ مِنْهُ جب جنابِ سیکینہ نے درخیمہ پر آ کر دیکھا کہ گھوڑے کی پیشانی خون سے تر ہے اور اس کی زین خالی ہے باگیں کٹی ہوئی ہیں گھوڑے کی اس کیفیت کو دیکھ کر سیکینہ نے مقتعہ سر سے پھینک دیا اور رو کر با آواز بلند کہا۔ يَاعَمَّتِي قِيلَ وَاللَّهِ ابْنِي اے پھوپھی اماں میرے بابا حسین شہید ہو گئے ہیں۔

آہ جنابِ نسیب نے یہ آواز سن کر ایک چیخ ماری پھر تو سب بچوں اور بیبیوں نے ماتم کرنا اور رونا شروع کر دیا گھوڑے کے پاس آ کر رونے لگیں۔ جنابِ ام کلثوم اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فریاد بلند کرتی تھیں۔ وَامْحَمَّادَةُ وَاعْلِيَاءُ وَاحْسَنَاءُ اور کہتی تھی يَاجَدَّاهُ هَذَا حُسَيْنٌ صَرِيحٌ بِكَرْبَلَا اے نانا! بہ

پانی پلائے تم نہیں جانتے کہ میرے بابا ساقی کوثر ہیں فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ عَسْكَرِ عُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ يَا حُسَيْنُ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ وَاللَّهِ لَا أَذَقْتُ مِنْهُ قَطْرَةً حَتَّى تَذُوقَ الْمَوْتَ امام علیہ السلام کے جواب میں لشکرِ عمر سعد میں سے ایک شقی بولا اے حسین بہت دشوار ہے بہت دشوار ہے کہ ہم آپ کو پانی دیں خدا کی قسم ایک پانی کا قطرہ نہیں دیں گے یہاں تک کہ آپ پیاسے مر جائیں۔

فَنَادَى عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ فِي أَصْحَابِهِ عَجِّلُوهُ عَلَيْهِ وَاقْتُلُوهُ یہ حال دیکھ کر عمر سعد لعین اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ہلاکت ہو تم پر کہ فرزندِ زہرا کے قتل میں جلدی کرو فَابْتَدَأَ بِقَتْلِهِ سَبْعُونَ رَجُلًا كُلُّ مِنْهُمْ يَتْبَادُرُ عَلَى جَزَرٍ اُسے اس شقی کا حکم سن کر ستر ملعون دوڑے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ وہ سب سے پہلے امام مظلوم کا سر قلم کرے آخر کار امام علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب وہ لعین وہاں سے بڑے تو امام علیہ السلام کا ذوالجناح ادھر ادھر پھر رہا تھا اور چکر کاٹ رہا تھا عمر بولا اس گھوڑے کو پکڑ کر لے آؤ کہ یہ رسولِ خدا کی سواری ہے۔ جب وہ شقی اس گھوڑے کو پکڑنے کو آتے تھے۔ فَجَعَلَ يَرْفُسُ بِرَجْلَيْهِ وَيَكْدُمُ بِغَمِّهِ وہ گھوڑا کسی کولاتوں سے مارتا تھا اور کسی کو منہ سے مارتا تھا یہاں تک کہ اس گھوڑے نے ایک کثیر تعداد کو قتل کیا عمر سعد بولا ہٹ جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ یہ گھوڑا کرتا کیا ہے؟ فَلَمَّا مِنْ جَعَلَ يَتَخَطَّى الْقَتْلَى يَطْلُبُ الْحُسَيْنَ جب گھوڑے نے امن محسوس کیا تو وہ ایک ایک لاش کو سونگھتا تھا اور امام مظلوم کی لاش کو تلاش کرتا تھا جونہی اس نے امام علیہ السلام کے قدموں پر منہ رکھا تو وہ پہچان گیا کہ یہی اس کے آقا و مولا ہیں۔ فَجَعَلَ يَشُمُّ رَانِحَتَهُ وَيَقْبَلُهُ بِفَمِهِ وہ کبھی آپ کے قدموں کے بو سے لیتا اور کبھی وہ آپ کے قدموں کی خوشبو سونگھتا تھا

روایت نمبر



امام حسینؑ کے غم میں رونے کا ثواب، غم شیر پر رونے کے ثواب سے ایک شخص کا

انکار کرنا اور ظالموں کا امام زین العابدینؑ پر ظلم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

آپ کا پیارا نواسا حسینؑ ہے جن کو آپ اپنے کندھے پر بٹھاتے تھے ظالموں نے اس کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کا سرتن سے جدا کر دیا ہے مَجْزُورُ الرَّاسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ کہ اس پیاسے کا سر گردن سے جدا کیا ہے اور ان کے سر سے عمامہ اور دوش مبارک سے عبا اتار لی ہے۔ ثُمَّ غَشِيَ عَلَيْهَا جناب ام کلثومؑ اتنا روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں ادھر وہ گھوڑا روتا اور پچھاڑیں کھاتا تھا يَضْرِبُ بِرَأْسِهِ الْأَرْضَ حَتَّى مَاتَ آخِرُهَا نے اپنا سر زمین پر مارا کہ مر گیا۔ رونے کا مقام ہے کہ جانور کو تو یہ صدمہ ہوا اور عمر سعد لعین نے حکم دیا کہ اہلبیت کے خیموں کو جلا دو یہ پروامت کرو کہ اس میں کون بیٹھا ہے اور کس حال میں ہے؟ پس ظالموں نے دوڑ کر آگ لگا دی فَعِنْدَ ذَلِكَ خَرَجْنَ النِّسَاءُ مُكْشِفَاتِ الرِّيَاسِ مُنْشِرَاتِ الشُّعُورِ لَا طِمَاطِ الْوُجُوهِ بَاكِياتِ الْعُيُونِ پس اس وقت اہلبیت خیمے سے باہر نکل آئے اس حال میں کہ ان کے چہروں پر خاک شفا کا پردہ تھا ماتم کرتے ہوئے بلوائے عام میں آئیں کہ جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا وَفِي حُجُورِهِنَّ أَطْفَالٌ يَبْكُونَ لِلْخَوْفِ وَالْأَضْطِرَابِ اور ان کی گودیوں میں ننھے ننھے بچے تھے جو ظالموں کی جھڑکیوں کو سن کر اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھ کر ڈر جاتے اور رورہے تھے۔



جلس متفرق ہوئی اور وہ یہی کہتا رہا کہ یہ حدیث غلط ہے غرض رات کو وہ شخص سویا۔
فَرَأَى فِي مَنَامِهِ كَانَ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ اس نے خواب میں دیکھا کہ گو قیامت برپا
ہے وَحُشِرَ النَّاسُ وَنُصِبَ الْمَوَازِينُ وَامْتَدَّ الصِّرَاطُ وَوُضِعَ الْحِسَابُ
وَنُشِرَتِ الْكُتُبُ اور اس صحرا میں تمام مخلوق حاضر کی گئی ہے اور ترازوئے اعمال
کھڑی ہے اور صراط کو روئے جہنم پھینچا ہے اور دیوان اعمال کھلا ہوا ہے۔

وَأُسْعِرَتِ النَّيِّرَانِ وَزُخْرِفَتِ الْجَنَانُ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ اور آتش جہنم کو
روشن کیا ہے اور بہشت کو آراستہ کیا ہے اور آفتاب کی گرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے وَإِذَا
هُوَ قَدْ عَطَشَ عَطَشًا شَدِيدًا وَبَقِيَ يَطْلُبُ الْمَاءَ فَلَا يَجِدُهُ اس وقت اس کو بہت
زیادہ پیاس لگی۔ اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر پھرتا رہا لیکن پانی نہ ملا فَالْتَفَتَ
يَمِينًا وَشِمَالًا وَإِذَا بِحَوْضٍ عَظِيمٍ الطُّولِ وَالْعَرْضِ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں
نے دائیں طرف دیکھا تو مجھے ایک نہایت وسیع و عریض نظر حوض آیا۔ فَقُلْتُ فِي
نَفْسِي هَذَا هُوَ الْكَوْثَرُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کوثر ہے پس
میں اس کے قریب گیا وَإِذَا عِنْدَ الْحَوْضِ رَجُلَانِ وَامْرَأَةٌ انْوَارُهُمْ تَشْرِقُ عَلَى
الْخَلَائِقِ اور حوض کے کنارے دو مردوں اور ایک پردہ دار خاتون کو دیکھا کہ ان
ہستیوں کے نور جمال سے تمام محشر روشن ہے وَهُمْ مَعَ ذَلِكَ لَا يَسُونُ السَّوَارَ
وَيَاكُونُ وَمَحْزُونُونَ اس نورانی شکل کے باوجود انھوں نے کالے کپڑے پہن
رکھے ہیں اور بے اختیار رو رہے ہیں اور انتہائی افسردہ اور غمگین ہیں اس وقت ایک
شخص سے میں نے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے کہا تو نہیں جانتا هَذَا
مُحَمَّدٌ بْنُ الْمُصْطَفَى وَهَذَا عَلِيُّ بْنُ الْمُرْتَضَى وَهَذِهِ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ ان میں
ایک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ایک جناب علی مرتضیٰ ہیں اور

علامہ محمد باقر مجلسی نے کتاب بحار الانوار میں فرمایا ہے کہ میں نے بعض
علماء امامیہ کی کتب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ انھوں نے سید حسینی سے روایت ہے کہ وہ
کہتے ہیں کہ میں ایک مومنین کی جماعت کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے
روزہ مشہد مقدس کا مجاور تھا۔ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ ابْتَدَأَ رَجُلٌ مِنْ
أَصْحَابِنَا يَقْرَأُ مَقْتُلَ الْحُسَيْنِ جب دسویں محرم کا دن ہوا تو ہماری جماعت میں
سے ایک شخص نے جناب سید الشہداء کا مصائب پڑھنا شروع کیا۔ فَوَرَدَتْ رِوَايَةٌ
عَنِ الْبَاقِرِ أَنَّهُ قَالَ جب وہ شخص اس روایت پر پہنچا کہ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا
مَنْ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلَى مُصَابِ جَدِّي الْحُسَيْنِ وَلَوْ مِثْلَ الْبُعْضِ کہ جناب
امام حسینؑ کے غم میں جس شخص کی آنکھوں سے ذرہ بھر آنسو آجائیں غَفَرَ اللَّهُ
ذُنُوبَهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کے تمام گناہوں کو
بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہوں کی کثرت کف دریا کے مانند ہو۔

وَكَانَ فِي الْمَجْلِسِ مَعَنَا حَاضِرٌ مُرَكَّبٌ يَدْعِي الْعِلْمَ وَلَا يَعْرِفُهُ اور
اس مجلس میں ایک شخص جاہل محض کہ اپنے عالم ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اسے اپنی
ناقص عقل پر گھمنڈ تھا موجود تھا فَقَالَ هَذَا لَيْسَ بِصَحِيحٍ وَالْعَقْلُ لَا يَعْتَقِدُهُ وہ
بولا کہ یہ صحیح نہیں ہے اور عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ مجھ کے ایک پر برابر اتنا بڑا
ثواب ملے (مثال دینے کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سب سے چھوٹا کیڑا ہے اور اگر کوئی
شخص اس کے پر کے مطابق آنسو بہائے تو اس کے بہت بڑے گناہ بھی معاف ہو
جائیں گے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟) فَكَثُرَ أَسْحَبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَافْتَرَقْنَا مِنْ
ذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَهُوَ مُصْرَفٌ فِي تَكْذِيبِ الْحَدِيثِ جب اس نے ہم میں ایسی
یہودہ بات کی تو ہم میں کافی دیر تک اس موضوع پر بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ

کر بلا کے قریب پہنچے تو عمر سعد بھی پچاس ہزار مسلح فوجی لے کر کر بلا میں آیا لیس فیہم شامی ولا حجازی بل جمیعہم من اهل الکوفۃ ان اشیاء میں نہ کوئی شامی تھا نہ حجازی بلکہ سب اہل کوفہ تھے اکثر تو وہی بے حیا تھے جنہوں نے جناب امام حسینؑ کو خطوط لکھے تھے کہ مولا آپ جلد تشریف لے آئیں کہ فوج کثیر آپ کی مدد کو موجود ہے ثم جاء الحسین من خمسين اصحابه وثمانية وعشرين من اهليته پھر جناب امام حسینؑ پچاس اصحاب اور اٹھائیس عزیزوں کے ہمراہ صحرائے کر بلا میں وارد ہوئے منہم من بلغ الحلم ومنہم من لا یبلغہ ان میں بعض سن بلوغ کو پہنچے تھے اور بعض حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے عمر سعد ملعون نے امام عالی مقام کو پانی پر نہ اترنے دیا ناچار امام مظلوم نے خیمہ اس جگہ نصب کیا کہ جہاں پانی نہ تھا امام علیہ السلام کے رفقاء اور عزیز مکمل طور پر مسلح تھے کہ کہیں قوم اشیاء خیموں پر حملہ نہ کر دے حتیٰ ان علی ابن الحسین مرضا مرضا شدیداً یہاں تک کہ امام زین العابدینؑ کو سخت بیماری لاحق ہوئی کہ کھڑے ہونے کی طاقت زائل ہو گئی تھی اور غش میں پڑے رہتے تھے۔

حتى ان الحسین لما قتل كان علی ابن الحسین نائماً یہاں تک کہ امام مظلوم جس وقت شہید ہوئے تو سید الساجدینؑ غش میں پڑے ہوئے تھے۔

فجاءت سكينته عنده وقالت يا اخي والله قتلوا اباک الحسین فما یصنعون بنا؟ پس جناب سیکنہ روتی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں اے بھائی اٹھو خدا کی قسم آپ کے بابا حسینؑ کو ظالموں نے بھوکا پیاسا شہید کیا ہے اب دیکھیے وہ ہم سے کیا سلوک کریں گے فتح عینیہ وبکی پس امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں کھول دیں اور امام سجادؑ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوئے پھر

سیاہ پوش بی بی جناب فاطمہ زہراؑ ہیں۔

فقلت مالی اراهم لا یسین السواد ومحزونین میں نے کہا کہ پھر یہ سیاہ کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہیں اور غمگین کیوں ہیں۔ اس نے جواب میں کہا الیس هذا یوم عاشوراء یوم قتل الحسینؑ فہم محزونون لاجل ذلک اے شخص تجھے معلوم نہیں ہے کہ آج روز عاشورا ہے آج حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت کا دن ہے اس لیے ہر بزرگان دین اور خاصان خدا اپنے بیٹے کے غم میں اداس ہیں اور سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

میں نے برقعہ پوش بی بی جناب فاطمہ زہراؑ سے عرض کی یابنت رسول اللہ انی عطفشان اے دختر رسولؐ میں سخت پیاسا ہوں حکم فرمائیں کہ مجھے پانی عطا کیا جائے یہ سن کر جناب سیدہؑ نے فرمایا انت الذی ینکر فضل البکاء علی مصاب ولیدی الحسینی مہجۃ قلبی وقرۃ عینی الشہید تو وہی شخص ہے جو میرے نور چشم بیٹے حسینؑ پر رونے کے ثواب سے انکار کرتا ہے اور ہم سے آب کوثر کا امیدوار ہے؟ پس میں ایک دم چونک پڑا اور میری آنکھ کھل گئی میں اپنی غلطی پر سخت نادم ہوا اور بہت استغفار کی اور جن لوگوں سے بحث کی تھی ان کو اپنا خواب بیان کیا اور ان سے معافی مانگی۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ جنت میں بلند آواز کے ساتھ روتی ہیں جس کو سن کر سب ملائکہ تسبیح روک کر رونے لگتے ہیں۔ پس جائے انصاف ہے کہ کیونکر نہ روئے وہ ماں کہ جس کے فرزند پر یہ ظلم و ستم ہوئے ہوں۔ غریب الوطنی ایک طرف تین دن کی پیاس ایک طرف عزیزوں اور ساتھیوں کی مظلومانہ موت کا صدمہ ایک طرف روایات صحیحہ میں ہے کہ جناب امام حسینؑ جب سرزمین

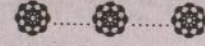
میں اسے دیکھ کر بھاگی کہ شاید میں بچ جاؤں وَإِذَا بَكِعِبَ رُمُحُهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ
فَسَقَطَتْ عَلَى وَجْهِهِ وَهُوَ دَوْرًا أَوْرَاسَ كَيْ نَزَعَ كِي نُوْكَ مِيْرِي پِشْت پَر لَگی تُو مِیْن
مَنَه كَے بِل گِر پڑی اِس دُشْمَن خُدا نَے مِیْرَے كَانُوں كُو چِر كَر گُوشَا رَے اِتَا رَے لِیَے اُور
مِیْرَے مَنَه سَے خُون بَہہ رَہا تَہا اُور وَہ مِیْرِي چَا دَر بَہی لَے كَر چَلا گِیا اُور مِیْن بَے ہُوش
ہو گئی جَب ہُوش مِیْن آئی فَرَايْتُ اَنَّ عَمَّتِي تَبِكِي وَتَقُولُ پَس مِیْن نَے دِیكَا تُو
مِیْرِي پَھوپَہی نَیْبٌ مِیْرَے سَر ہَا نَے كَھڑی رُو رہی تَھیں اُور یُوں فَرَمَاتِي تَھیں سَكِيْنَةُ
اُٹھ دِیكُھو كَہ دُخْرَان زَہْرَا اُور اُپ كَے بِیَا ر بَھائی پَر كِیا گُزری ہَے فَقُمْتُ وَقُلْتُ
يَا عَمَّتَاهُ هَلْ مِنْ خَوْفَةٍ اسْتُرِبَهَا رَأْسِي عَنْ اَعْيُنِ النَّظَارِ چَنا نچَے مِیْن اُٹھ كَھڑی ہوئی
اُور بُولی پَھوپَہی جَاں كُوئی كَپڑا ہَے كَہ اِپنا سَر ڈَھانپُوں اُور مَنَه نَا مَحْرَمُوں سَے چَھپاؤں
فَقَالَتْ يَا بَنِيَّةُ عَمَّتِكَ مَثَلَكِ پَس وَہ بُولی كَہ اَے بَٹی تِیْرِي پَھوپَہی تِیْرِي طَرَح
ہَے مِیْرَے سَر پَر بَہی چَا دَر نَہیں ہَے فَرَايْتُ رَأْسَهَا مَكْشُوفًا وَمَنْكِبَيْهَا قَدْ اسْوَدَّتْ
مِنَ الضَّرْبِ

جَب مِیْن نَے دِیكَا تُو اِن كَا سَر بَہی كَھلا ہوا ہَے اُور اِن كَا جِسْم مَبارَك
تَا زِیا نوں كِي ضَرْب سَے نِیْلگوں ہَے يَہ حَال دِیكُھ كَر مِیْن بَہت زِیادَہ رُوئی ثُمَّ جَاءَ
الْقَوْمُ وَمَعَهُمْ سَيُوفٌ مَسْلُوءَةٌ بَعْدَ اِزَالِ قَوْمِ جَہَا كَارنگِي تَلَواریں لِیَے ہوئے رَوَانَه
ہوئے تَا كَہ ہَا رَے بچَے كَچَے مَال وَمَتَاع كُو لوٹ لیں اِس وَقت مِیْن اِن سَے جَدا ہو
گئی اَب مَعْلُوم نَہیں كَہ مِیْرِي پَھوپَہی پَر كِیا گُزری فِیْنِمَا كَذَلِكَ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ
اِذْرَقَ فَتَوَرَّيْتُ عَنْهُ سَكِيْنَةُ كَہتی ہِیْن كَہ يَہ مَاجِرَا كَہہ رہی تَھی كَہ اِیك شَخْص جِس كِي
آنکَھیں نِیْلی تَھیں آيا اِس كَے ہَاتھ مِیْن تَلَوَار تَھی مِیْن اِس كَے خُوف سَے چَھپ گئی
راوی كَہتا ہَے كَہ وَہ شَخْص بِیَا ر كَر بَلا كَے پَاس آيا اِمَام عَلِيہ السلام اِیك چِڑے كَے بَستر

امام نے فرمایا سَكِيْنَةُ! مِیْرَے بابا كِیسَے شَہید ہوئے كِیا اِن كِي حَمَايَت وَحَفَاظَت كَر نَے
والا كُوئی نَہ تَھا بِي بِي نَے كَہا بابا كِي شَہَادَت سَے پَہلے بابا كَے سَاَتَھی اُور عَزِيز شَہید ہو
گئے۔ جَب بابا جَاں مِیدَان كِي طَرَف گئے تُو خِیمَہ كَے دَروازَہ پَر بیٹھ كَر رُو رہی تَھیں
ناگاہ مِیْرَے كَان مِیْن صَدا آئی مَنَ لَكِ بَعْدِي اَے مِیْرَے پَر دَہ دَارُو مِیْرَے بَعْد
تَہمَارَا كُون پَر سَاں حَال ہوگا۔

ثُمَّ قَالَ اللَّهُ اكْبُرُ پَھر مِیْرَے كَان مِیْن صَداے اللہ اكْبَر آئی اِس وَقت
مِیْرِي رِیہ وَتَارِيك ہو گئی جَب مِیْن بَے اِختِیَا ر خِیمَہ سَے باہر نکل آئی۔ فَرَايْتُ اَنَّ
الْحُسَيْنَ وَاصْحَابَهُ مُحْزَنِينَ كَالْاَصْحَاحِي عَلَى الرِّمَالِ پَس مِیْن نَے دِیكَا كَہ
مِیْرَے بابا حُسَيْن اِپنَے عَزِيزُوں اُور سَاَتَھیوں سَمِيت گُوسْتَدَان قَرَبَانِي كِي مَانَد كَر بَلا كِي
گَرَم رِیت پَر خَاك وَخُون مِیْن غَلْطَاں پڑے ہوئے۔ وَالْخِيُولُ عَلَى اَجْسَادِهِمْ
تَحُولُ اُور دُشْمَنُوں كَے گھوڑے اِن كَے جِسْمُوں پَر دَوْر رَہے ہِیْن وَآنَا نَفِكُو فِيمَا يَقَعُ
عَلَيْنَا اُور مِیْن اِس سَوج مِیْن تَھی كَہ دِیكُھئے اَب يَہ ہِیْمیں مَرْدُوں كِي مَانَد قَتْل كَر تَے ہِیْن يَا
اَسِیر كَر تَے ہِیْن۔ اِذَا رَجُلٌ عَلَى ظَهْرِ جَوَادِهِ يَسُوقُ النِّسَاءَ بِكَعْبٍ رُمُحِهِ وَهَنْ
يَلْدُنَ بَعْضُهُنَّ بَبَعْضٍ وَيَتَسَاقَطُنَ عَلَى وَجُوْهِهِنَّ كَہ ناگاہ اِیك خُونخَوار شَخْص
گھوڑے پَر سَوار ہَاتھ مِیْن نِیزَہ لَے كَر ظَاہر ہوا وَہ لَعِين مَخْدَرَاتِ عَصْمَت كُو نِیزَہ سَے
زَنَمِي كَر نَے لگا اِس خُوف سَے وَہ پِیْیاں اِیك دُوسرَے كِي پَناہ مانگتی تَھیں اُور مَنَه كَے بِل
گِر رہی تَھیں اُور یُوں آہ وَ نِغَاں كَر تی تَھیں۔ وَاجْدَاهُ وَابْتَاهُ وَاقِلَّةُ نَاصِرَاهُ
وَاحْسِينَاهُ اَمَّا مِنْ مُجِيبٍ يُعْجِرُنَا هَائے نَانَا ہَائے بابا اَفْسُوس ہَا رَا كُوئی مَدَدگار نَہیں
ہَے ہَائے بَھائی حُسَيْن! آيا اِس گُروہ مِیْن كُوئی مُسْلِمَان نَہیں ہَے كَہ ہِیْمیں پَناہ دَے اَے
بَھائی سَجَا د مِیْن اِس مَشاہدَہ كَے بَعْد سَخْت خُوفزدہ تَھی ناگاہ اِس شَتِي كِي نَظَر مَجھ پَر پڑی تُو

پر لیٹے ہوئے تھے۔ فَجَذَبَ النَّطْعَ مِنْ تَحْتِهِ پس اس لعین نے وہ بھی امام علیہ السلام کے نیچے سے کھینچ لیا۔ فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَى ابْنِ الْحُسَيْنِ لِيَقْتُلُوهُ ابو مخنف کہتا ہے پس کچھ لوگ تلواریں کھینچ کر آئے کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کر دیں یہ حال دیکھ کر میں سر پینے لگی کہ پھوپھی زینبؓ روتی ہوئی آئیں فَقَالَتْ مَا كَفَاكُمْ قَتْلُ الْحُسَيْنِ اور رو کر بولیں کہ اے ظالمو تمہیں میرے بھائی کا قتل کافی نہیں ہوا کہ اس بیمار کے قتل سے تو ہاتھ اٹھاؤ۔



روایت نمبر



امام حسینؑ کا حضرت رسول خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا پرندوں کا مدینہ کی دیواروں اور چھتوں پر بیٹھ کر شہادت امام حسینؑ کی خبر دینا اور حضرت فاطمہ صغریٰؑ کا گریہ و ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

بیاض فخری میں جناب ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ایک روز جناب رسول خدا میرے گھر پر رونق افروز تھے اور آنحضرتؐ بستر پر تشریف فرما تھے اور آپؐ نے اپنے پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھا ہوا تھا وَاِذَا بِالْحُسَيْنِ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثِ سِنِينَ وَاشْهَرَا اَنَا اِلَيْهِ نَاگاہ جناب امام حسینؑ تشریف لائے اور اس وقت ان کی عمر تین برس اور کچھ مہینوں کی تھی۔ فَلَمَّا رَاَهُ فَقَالَ لَهُ: مَرْحَبًا بِقُرَّةِ عَيْنِي مَرْحَبًا بِشَمْرِهِ فَوَادَيْ جناب رسول خدا نے جونہی اپنے لخت جگر کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! مرحبا اے میرا میوہ دل۔ وَلَمْ يَزَلْ يَمْشِي حَتَّى رَكِبَ عَلَى صَدْرِهِ فَأَبْطَى جناب رسالتابؐ تو یہ فرما رہے تھے اور جناب امام حسینؑ چلے آ رہے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے نانا جان کے قریب آئے اور ان کے سینہ مبارک پر سوار ہوئے فَخَشِيَتْ اَنَّ النَّبِيَّ تَعَبَ فَاحْيَيْتُ اَنَّ اَنْهِيَهُ عَنْهُ پِس میں نے خوف کیا اور خیال کیا کہ امام حسینؑ کے بیٹھنے سے جناب رسول خدا کو تکلیف نہ ہو مگر مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں فرزند زہراؑ کو جناب رسول خدا کے سینہ اقدس سے جدا کروں لیکن پھر میں نے ارادہ کیا کہ جناب امام حسینؑ کو اٹھا لوں۔ فَقَالَ دَعِيهِ يَا اُمَّ سَلَمَةَ مَتَى اَوَاذَ الْاِنْجِدَارِ اِنْجَدَرَ اَعْلَمِي اَنَّ مَنْ اَذَى مِنْهُ شَعْرَةٌ فَقَدْ اَذَانِي پِس حضرت نے فرمایا اے ام سلمہؓ! حسینؑ کو اس طرح رہنے دو جس وقت اس کا جی چاہے گا اتر آئے گا! اے ام سلمہؓ! جس نے میرے حسینؑ کے ایک بال کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی حضرات مقام تال ہے کہ جس حسینؑ کا جناب رسول خدا کو اپنے سینے پر سے اٹھانے میں ملال ہوا افسوس اسی حسینؑ کے سینہ اقدس پر جلا دینے اور ذرا بھر بھی رحم نہ کرے۔ اس وقت حضرت رسول خدا کی روح مبارک پر کیا گزری ہوگی۔ جب اس لعین نے یہ بے ادبی کی ہوگی اور امام مظلوم

رَوَى اَنَّهُ خَرَجَ النَّبِيُّ اِلَى الصَّلَاةِ وَالْحُسَيْنُ مَتَعَلِّقٌ بِهِ مَقُولٌ هُوَ کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے تو آپؐ نے جناب امام حسینؑ کو اٹھایا ہوا تھا فَوَضَعَ النَّبِيُّ مُقَابِلَ جَنْبِهِ وَصَلَّى آنحضرتؐ نے جناب امام حسینؑ کو پہلو میں بٹھا دیا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے فَلَمَّا فَسَجَدَ طَالَ السُّجُودَ فَرَفَعَتْ رَأْسِي مِنَ الْقَوْمِ جب سجدے میں تشریف لے گئے تو آپؐ نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں سجدے کے طول کا سبب کیا ہے؟ فَاِذَا الْحُسَيْنُ عَلَى كَتِفِ رَسُولِ اللّٰهِ میں نے دیکھا کہ جناب امام حسینؑ حضرت رسول خدا کی پشت مبارک پر سوار ہیں۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپؐ نے سجدے کو اس قدر طول کیوں دیا؟ پہلے تو آپؐ اتنا طولانی سجدہ نہیں کرتے تھے۔

قَالَ فَنَزَلَ جِبْرَائِيلُ عَلَيَّ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم لَا تَرْفَعْ رَأْسَكَ مَا دَامَ ابْنُكَ عَلَى رَفْعَتِكَ یہ سن کر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں سجدے میں تھا کہ جناب جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اس وقت میرا حسینؑ میری پشت پر بیٹھا ہوا تھا جبرائیل امین نے کہا کہ اے رسول خدا پروردگار عالم تحفہ درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول اگرچہ آپؐ محسینؑ کو بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں مگر ہم آپؐ کے حسینؑ کو آپؐ سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں اب ہماری اسی میں خوشی ہے کہ حسینؑ کو بے آرام نہ کریں اور جب تک یہ بیٹھا رہے آپؐ سجدے میں رہیں۔ میرا حسینؑ میرا خوش رہے یہی تیری نماز ہے وَرَوَى عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ مَعِيَ فَبَيْنَمَا هُوَ رَاقِدٌ عَلَى الْفَرَاشِ جَاعِلٌ رِجْلَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَهُوَ عَلَى قَفَاةٍ۔

سے منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ سب عزیزوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ مگر ایک بیٹی کو بیماری کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے اس بچی کا نام صغریٰ تھا میں اکثر اس کی خبر کو جاتی تھی اور دلاساہ و تسلی دیتی تھی غرض جب حضرت تشریف لے گئے تو ہر روز میں اس شیشی کو دیکھ لیتی تھی فَبَيْنَمَا كَذَلِكَ فَإِذَا بِالْقَارُورَةِ صَارَتْ ذِمًّا غَبِيطًا فَعَلِمْتُ أَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ قُتِلَ پس ایک روز میں نے اس شیشی کو دیکھا ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ شیشی تازہ خون سے بھری ہوئی ہے پس مجھے یقین ہو گیا کہ میرا پیارا حسینؑ شہید ہو گیا ہے میں روتی رہی صدمے کی وجہ سے مجھے نیند نہ آئی کچھ دیر کے بعد غنودگی سی آ گئی۔ ناگاہ میں نے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا کہ کربلا کی طرف سے تشریف لائے ہیں وَ عَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ تُرَابٌ اور محبوب خدا کے سر مقدس اور ریش نور پر خاک پڑی ہوئی ہے فَصِرْتُ أَنْفَضَهُ وَأَبْكُ وَأَقُولُ میں حضرتؐ کا یہ حال دیکھ کر دوڑ پڑی اور آپ کے سر سے خاک جھاڑتی تھی اور روتی تھی اور کہتی تھی نَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ مَتَى حَمَلْتَ نَفْسَكَ هَكَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا التُّرَابُ يَا رَسُولَ اللَّهِ میری جان فدا ہو آپ پر اے رسولؐ خدا آپ کے سر اقدس پر یہ مٹی کیسے پڑی ہے۔

فَقَالَ هَذِهِ السَّاعَةُ فَرَعْتُ مِنْ دَفْنٍ وَلَدَ الْحُسَيْنِ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہ! میرے حسینؑ کو ظالموں نے بھوکا پیاسا شہید کیا ہے میں ابھی اس کی تدفین سے فارغ ہو کر آ رہا ہوں حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں خواب سے ڈر کر بیدار ہوئی اور اپنے گریہ پر ضبط نہ کر سکی۔ وَأَحْسَيْنَاهُ وَمَهْجَةً قَلْبَاهُ کہہ کر روتی رہی یہاں تک کہ میرے رونے کی آواز بلند ہوئی میرے رونے کی آواز کو سن کر مدینہ کی تمام عورتیں جمع ہوئیں اور پوچھنے لگیں کہ خیریت تو ہے آپ رو کیوں رہی ہیں میں

تین دن کی پیاس میں زیرِ خنجر تڑپ رہے ہوں گے محبوب کبریا کا کیا حال ہوا ہوگا جب اس ظالم نے امام حسینؑ کی لاش اقدس پر گھوڑا دڑانے کا ارادہ کیا ہوگا۔ غرضیکہ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں پس میں حسینؑ کو کھلتا ہوا چھوڑ کر کسی کام کو گئی جب وہاں سے واپس آئی تو دیکھا آنحضرتؐ میساختہ رو رہے ہیں مجھے تعجب ہوا اور قریب جا کر عرض کی اے میرے آقا و سردار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وَهُوَ يَنْظُرُ بِشَيْءٍ بَيِّدٍ وَيَبْكِيْكُمْ آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی آپ اس کو دیکھ گریہ کر رہے تھے قَالَ مَا تَنْظُرِينَ قَالَتْ فَتَنْظُرْتُ فَإِذَا بِيَدِهِ تُرْبَةٌ آنحضرتؐ نے فرمایا اے ام سلمہؓ کیا دیکھ رہی ہو؟ ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے دیکھا تو آنحضرتؐ کے ہاتھ میں مٹی تھی فَقُلْتُ مَا هِيَ فَتَأْتَانِيْ بِهَا أَخِيْ جَبْرِئِيلُ السَّاعَةَ وَقَالَ لِيْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ تُرْبَةٌ كَرَبَلَا وَهِيَ طِينَةٌ وَلَدَكَ الْحُسَيْنِ وَتُرْبَةٌ يَدْفُنُ فِيْهَا میں نے عرض کی یا حضرتؐ یہ کیا ہے؟ آنحضورؐ نے فرمایا یہ مٹی جبرئیلؑ امین لائے ہیں اور انھوں نے مجھ سے کہا اے رسولؐ خدا یہ خاک کربلا ہے یہ آپ کے فرزند حسینؑ کی طینت ہے اور یہ وہ مٹی ہے جس میں آپؐ کا پیارا دفن ہوگا۔

اے ام سلمہ! اس مٹی کو لے جاؤ اور اسے بحفاظت کسی شیشی میں رکھو وَاِذَا رَأَيْتَهَا صَارَتْ ذِمًّا غَبِيطًا فَأَعْلِمْنِيْ أَنَّ وَلَدِيْ الْحُسَيْنَ قَدْ قُتِلَ اور اے ام سلمہؓ جب دیکھنا کہ یہ خاک خون میں بدل گئی ہے تو یقین کر لینا کہ میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا ہے وَ سَيَصِيرُ ذَلِكَ مِنْ بَعْدِي وَبَعْدَ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَأَخِيْهِ اور قریب ہے یہ کام میرے بعد ہوگا اس وقت علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ بھی نہیں ہوں گے یہ سن کر میں رونے لگی اور وہ مٹی میں نے ایک شیشی میں رکھ لی یہاں تک کہ جناب امام حسینؑ نے دشمنوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر سفر غربت اختیار کیا اور دوسری روایت میں ام سلمہؓ

وسکون جاتا رہا ہے۔ میری آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی ہے اب تو میرے بلانے کی کوئی تدبیر کریں۔

چونکہ جناب ام سلمیٰؓ یہ دشتناک خواب دیکھ کر گئی تھیں فاطمہ صغریٰؓ کی حالت دیکھ کر ضبط نہ کر سکیں اور بیساختہ رونے لگیں یہاں تک کہ محلہ بنو ہاشم کی تمام عورتیں جمع ہو گئیں اور ہر ایک بی بی فاطمہ صغریٰؓ کو دلاسا دینے لگی کہ اے فاطمہؓ نہ رو اللہ تعالیٰ تجھے اپنے بابا اور بھائیوں، بہنوں عزیزوں سے ضرور ملوائے گا مگر اس بے قرار دل کو کب چین آتا تھا اور بیتاب ہو کر روتی تھیں اِذَا جَاءَ الطَّائِفُ فَجَلَسَ عَلَى جِذَاءِهَا وَقَالَ اِجْلِسْ اِيَّاكَ اِيَّاكَ اِيَّاكَ اور دیوار پر بیٹھ گیا وہ چیختا چلاتا اور پروں کو پھڑ پھڑاتا تھا اور اس کے پروں سے خون ٹپک رہا تھا ناگاہ درد ناک آواز کے ساتھ بولایا بِنْتُ الْحُسَيْنِ قَتَلُوا اَبَاكَ وَذَبَحُوا اِخْوَانَكَ وَاَقْرَبَانِكَ اے دختر حسینؑ روؤ اور سر پر خاک ڈالو کہ آپؑ کے بابا حسینؑ کو ظالموں نے تین دن کا بھوکا قتل کیا ہے اور آپ کے عزیزوں اور آپ کے بابا کے جانثار ساتھیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہے۔ یہ سن کر بی بی فاطمہ صغریٰؓ اس قدر روئیں اور پٹھیں کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑیں اور سب عورتوں نے بہت زیادہ ماتم کیا اور جی بھر کر روئیں اور سب کو یقین ہو گیا ہے کہ خاتونِ جنت کا بھرا ہوا گلشن اجڑ گیا ہے فرزندِ رسولؐ شہید ہو چکے ہیں۔



نے ماجرا بیان کیا تو تمام خواتین دھاڑیں مار کر رونے لگیں فَصَارَ ذَلِكَ الْيَوْمَ كَيَوْمَ مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ وَه سب اس طرح روئے جس طرح کہ رسول خداؐ کی رحلت پر روئے تھے وَجِنَّا إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ وَنَحْنُ مُكْشِفَاتُ الرُّؤُسِ وَمُشَقَّقَاتُ الْجُيُوبِ ہم اس حالت کے ساتھ رسول خداؐ کی قبر اطہر کی طرف چل پڑے کہ ہمارے سر کھلے اور ہمارے گریباں پھٹے ہوئے تھے۔ فَضَحْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَتَلَ وَلَدَكَ الْحُسَيْنِ اور ہم نے چیخ چیخ کر اور رو رو کر کہا اے رسول خداؐ! آپ کا پیارا نواسا حسینؑ جس کو آپ سینے پر سلاتے تھے اور جس کو کندھے پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں پھراتے تھے وہ شہید ہو گیا ہے۔

قَالَتْ فَوَا لَ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حَسْبُنَا كَانَ الْقَبْرُ يَمُوجُ بِصَاحِبِهِ حَتَّى تَحْرُكَ الْأَرْضُ مِنْ تَحْتِنَا ام سلمیٰؓ کہتی ہیں کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جب ہم نے کہا کہ آپؑ کا نواسا حسینؑ شہید ہو گیا ہے تو ہم نے دیکھا کہ جناب رسالتؐ کی قبر مبارک ہل رہی ہے یہاں تک کہ پوری زمین لرزنے لگی جس کی وجہ سے صدائے ماتم اور بلند ہوئیں سب عورتیں یا حسینؑ یا حسینؑ کہنے لگیں یوں لگ رہا تھا جیسے قیامت آ گئی ہو اور اسی حالت میں ہم سب گھروں کی طرف چلے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جناب ام سلمیٰؓ کہتی ہیں کہ میں خواب دیکھ کر فاطمہ صغریٰؓ کے پاس گئی کہ اس کا حال دریافت کریں فَرَايْتُ وَهِيَ تَبْكِي وَتَقُولُ پس میں نے دیکھا کہ وہ بیمار بہت بے چین ہیں اور ماتم بھی کر رہی ہیں اور رو بھی رہی ہیں اور کہتی ہیں وَابْتَاهُ بِفِرَاقِكَ تَحَلَّ جِسْمِي وَتَنَغَّصَ عَيْشِي وَتَكْدَرْتُ دھڑی ہائے بابا آپؑ لوگوں کی جدائی کے غم میں میرا بدن گھل گیا ہے اور میرا آرام

وَنَحْنُ أَيْضًا نَتَأَلَّمُ لِتَأَلُّمِهِمْ وَنَطْلُعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ اور ہمیں بھی دکھ ہوتا ہے جب ہمارے شیعوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ہر وقت ہم ان کے حالات سے باخبر رہتے ہیں پس وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ ہم سے جدا نہیں ہوں گے اور نہ ہم ان سے جدا ہوں گے لِأَنَّ مَرْجِعَ الْعَبْدِ إِلَى سَيِّدِهِ وَمَعَوْلُهُ إِلَى مَوْلَاهُ اس لیے کہ غلام کی بازگشت آقا کی طرف ہوتی ہے اور عبد کی رجوع اپنے مولا کی طرف ہوتی ہے اور ہمارے ماننے والے ہمارے دشمنوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور وہ ہمارے دوستوں کی مدح کرتے ہیں یعنی مومن وہ ہے جو ہمارے دشمن سے نفرت کرے اور ہمارے دوست سے محبت کرے حتی الامکان اس کی مدد کرے۔ اَللّٰهُمَّ اَحْيِ شِيعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِينَ اِلَيْنَا نِسَاءَ بَارِ الْبَازِ زَہد رکھ ہمارے شیعوں کو کہ وہ ہم سے تعلق رکھتے ہیں

مجان علی کے فضائل، پتھر کے بنے ہوئے شیر کا دسویں محرم کے روز گریہ کرنا،
عبدالقادر کا اہلیت اطہار سے دشمنی کرنا، اسیرانِ کربلا کا لاشِ امام پر آنا۔



مولانا عابد عسکری

صَاحِبِکَا اس کے بعد یہ فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب ماہ محرم دیکھتے تھے تو تمام ماہ گریہ و اندوہ میں رہتے تھے اور انھیں کوئی ہنتا نہ دیکھتا تھا اور ہر روز حزن و ملال زیادہ ہوتا تھا۔ فَإِذَا كَانَ الْعَاشِرُ مِنْهُ كَانَ ذَلِكَ الْيَوْمَ مُصِيبَتِهِ وَحُزْنُهُ وَبُكَائِهِ جب روز عاشورا ہوتا تھا تو دوسرے دنوں کی نسبت میرے والد گرامی کی اداسی بڑھ جاتی تھی اور حضرت رو رو کر فرماتے تھے هُوَ الْيَوْمَ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ جَدِّي الْحُسَيْنُ آج وہ دن ہے کہ میرے جد امجد حضرت امام حسینؑ بھوکے پیاسے شہید ہوئے۔

امام رضا علیہ السلام نے پھر فرمایا جو دسویں محرم کے دن دنیاوی کام نہ کرے یعنی کاروبار وغیرہ نہ کرے قَضَى اللَّهُ حَوَائِجَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَالِدُ اللَّهُ تَعَالَى اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ وَمَنْ كَانَ يَوْمَ عَاشُورَا يَوْمَ حُزْنِهِ وَبُكَائِهِ جَعَلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ فَرَجِهِ جو شخص عاشورہ کے دن گریہ و ماتم میں گزارے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو خوش رکھے گا۔ بہشت میں ہمارے پاس اس کا مسکن ہوگا اور جو شخص عاشورہ کو روز برکت جانے گا اور اپنے اہل و عیال کے لیے روزی جمع کرے گا۔ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ وَحُشِرَ مَعْ يَزِيدُ وہ رزق اس کے لیے بابرکت نہیں ہوگا اور اس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا۔

واقعاً امام حسینؑ کی شہادت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں جن و انس اور ملائکہ گریہ و ماتم کرتے ہیں بعض راویان حدیث نے لکھا ہے إِنَّ فِي بَعْضِ بِلَادِ الرُّومِ عَلَى جَبَلٍ صُورَةُ الْأَسَدِ مِنَ الْحَجَرِ کہ روم کے ایک شہر میں ایک پہاڑ پر ایک پتھر کا شیر بنا ہے فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ يَسِيلُ مِنْ عَيْنَيْهِ سَيْلُ الْمَاءِ إِلَى اللَّيْلِ جب روز عاشورہ ہوتا ہے تو صبح سے شام تک اس شیر کی آنکھوں

اور ان کی نسبت ہماری طرف ہے۔

فَمَنْ ذَكَرَ مُصَابِنَا وَبَكَى أَوْ تَبَاكَى اسْتَحَى اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُ بِالنَّارِ جو مومن ہماری مصیبتوں کو یاد کرے اور روئے اور رلائے خداوند کریم کو حیا آتی ہے کہ اسے آتش جہنم سے عذاب کرے۔

ابن بابویہ نے جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا إِنَّ الْمُحَرَّمُ شَهْرٌ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ وَيَحْرِمُونَ فِيهِ الْقِتَالَ کہ محرم ایسا مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت اس مہینے میں جنگ کرنے اور لڑنے جھگڑنے کو حرام سمجھتے تھے۔ فَاسْتَحَلَّتْ فِيهِ دِمَاءُ نَا وَهَتَكْتُ فِيهِ حَرِيمَنَا وَسَبَى فِيهِ ذُرَارِنَا مگر اس امت بقاء کرنے ہماری خونریزی کو حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی اور اہلیت رسولؐ اور فرزندان بتولؑ کو اسیر کیا اور ہمارے خیموں کو آگ لگائی اور علیؑ و بتولؑ کے تبرکات کو لوٹ لیا گیا اور ہمارے بارے میں انھوں نے یہ خیال نہ کیا کہ ہم اولاد رسولؐ ہیں۔ اِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ اَقْرَحُ جَفُونَنَا وَاسْبَلَ دُمُوعُنَا وَاذَلَّ عَزِيزَنَا بِالْحَقِيقِ امام حسینؑ کی شہادت کا دن وہ دن ہے جس میں روتے روتے ہماری آنکھیں مجروح ہو گئیں اور امام مظلوم کی مصیبت میں ہمارے آنسو جاری ہیں اور ہمارے عزیزوں پر پردہ داروں اور بچوں کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ يَا اَرْضُ كُرْبَلَا اُورِفْنَا الْكُرْبَ وَالْبَلَاءُ اے زمین کربلا تو ہمارے اندوہ و غم کا سبب بنی پس امام حسینؑ کے غم میں روئیں جی بھر کر گریہ کریں ان کے ذکر کو زندہ رکھیں۔ نام حسینؑ رہے سلامت تا قیامت۔

لَاِنَّ الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحْطُ الذُّنُوبُ الْعِظَامُ اس مظلوم کے غم میں رونا گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہے۔ ثُمَّ قَالَ كَانَ اَبِيْ اِذَا دَخَلَ شَهْرَ الْمُحَرَّمِ لَا يُرَى

تھا اور آپ کے حلق اور رگوں سے خون جاری تھا وَرَأْسُهُ مُشْتَهَرٌ إِلَى يَزِيدَ اور امام علیہ السلام کا سر اقدس نوک نیزہ پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ اس کے بعد یزید کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا وَتَارَةً حُمِلَ عَلَى الْقَنَاتِ وَتَارَةً وَضِعَ إِلَى النَّوْرِ افسوس کہ وہ سر جو رسول خداؐ اور فاطمہ زہراؑ کے سینہ اطہر پر رہتا تھا کبھی تو وہ نیزہ پر چڑھایا گیا اور کبھی تور میں رکھا گیا۔

وَ تَارَةً غُلِقَ فِي الْأَشْجَارِ وَتَارَةً وَضِعَ تَحْتَ السَّرِيرِ کبھی وہ سر اقدس درخت کے ساتھ لٹکایا گیا اور کبھی وہ تخت کے نیچے رکھا گیا۔ وَارَاذُوا أَنْ يُؤْطُوا الْحَبْلَ عَلَى جِسْمِهِ اور امام مظلومؑ کے جسم مبارک پر کافروں نے گھوڑے دوڑائے وَحَرَقَتْ خِيَامَهُ، وَسَبَى دَرَارِيْهِ اور امام عالی مقامؑ کے خیمے جلائے گئے اور اہل حرم کو لوٹا گیا اور ان کو اسیر کیا گیا وَخُرِمَتْ اِذَا نِ اَيْتَامِهِ اور امام حسینؑ کے یتیموں کے کان زخمی کیے گئے اور دلا سے کی بجائے بچوں کو طمانچے مارے گئے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ اہلیت کا لٹا ہوا قافلہ جب مقتل میں آیا تو بیبیوں نے اپنے شہداء کی لاشوں کو دیکھا کہ ان کے سر کٹے ہوئے ہیں بعض شہداء کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں اور وہ گرم ریت پر خاک و خون میں غلطاں پڑے ہوئے ہیں اور ظالم اپنے فوجیوں کی لاشوں کو دفنا رہے ہیں کہ رسول خدا کے جگر گوشے یوں خاک کر بلا پر پڑے ہوئے ہیں۔ بیبیوں نے جب اپنی اس مظلومیت اور بیکسی کو دیکھا تو بہت زیادہ ماتم کیا اور بہت زیادہ روئیں آہ اہلیت کے پاس رونے اور ماتم کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ جَسَدَ الْحُسَيْنِ بِلَا رَأْسٍ مُتَلَتِّطِنًا بِدِمَائِهِ وَدَمُهُ مَسْفُوحٌ اَلَقَتْ نَفْسَهَا مِنْ اَعْلَى الْبَصِيرِ آہ جب زینبؑ ٹیکس نے اپنے مظلوم

سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری ہوتا ہے لوگ اس کی زیارت کو جمع ہوتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں وَيَا خُذُونْ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ تَبَرُّكًا مِنْهُ وَيَسْفُوتْ مَرَضَاهُ اور وہ پانی تبرک کے طور پر برتنوں میں بھر کر لے جاتے ہیں لیکن افسوس کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ جو عاشورہ کو برکت اور خوشی کا دن خیال کرتے ہیں (نعوذ باللہ) درحقیقت وہ لوگ یزیدی ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ عبدالقادر جیلانی جسے عام دنیا پیر دنگیر کہتی ہے نے لکھا ہے امام حسینؑ نے حاکم وقت کے خلاف خروج کیوں کیا فَقَتِلَ الْحُسَيْنُ بِسَيْفِ جَدِّهِ کہ (نعوذ باللہ) امام حسینؑ رسول خدا کی تلوار سے قتل ہوئے ہیں یعنی اس کے نزدیک یزید خلیفہ رسول تھا۔ حسین ابن علیؑ خلیفہ رسول کے ہاتھ سے مارے گئے۔

اس دن سے دشمنان آل رسولؐ نے عید منانا شروع کی چنانچہ مکہ میں کچھ لوگ اب تک جشن مناتے ہیں اور سرخ لباس پہنتے ہیں حالانکہ اکثر لوگوں نے خواب میں جناب رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ کو سیاہ لباس میں ملبوس روتے اور ماتم کرتے ہوئے دیکھا ہے روایت میں ہے کہ اب سیدہ جنت میں ہر وقت اپنے بیٹے کو یاد کر کے دھاڑیں مار کر روتی ہیں جس کی وجہ ملائکہ اپنی اپنی عبادت کو روک کر رونے لگتے ہیں۔

پس مومنین کرام! عاشورہ کا دن وہ دن ہے کہ آسمان سے خون کی بارش ہوتی تھی۔ خون کی بارش کیوں نہ ہوتی لِأَنَّهُ قُتِلَ فِيهِ ابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ جَانِعًا غَطَّشَانَا کہ اس روز فرزند رسولؐ بھوکا پیاسا قتل کیا گیا وَهُوَ طَرِيحٌ بِالطُّفُوفِ عَلَى الرَّمْضَاءِ مُخْتَضِبُ الْأَوْدَاجِ دَمًا اور امام مظلومؑ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور

وَانْكَبْتُ سَكِينَةً عَلَى جَسَدِ الْحُسَيْنِ وَبَكَتْ وَقَالَتْ يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي أَبَانَ
رَأْسَكَ اس وقت جناب سیکنے نے اپنے آپ کو اپنے باپ کی لاش پر گرا دیا اور بیقرار
ہو کر روئیں یہ بین کیے کہ اے بابا کس بے رحم نے آپ کے سر کو تن سے جدا کیا ہے۔
يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي طَعَنَ عَلَى صَدْرِكَ فَدَمَهُ جَارٍ عَنْهُ بَابَا جان کس
ظالم نے آپ کے سینہ پر نیزہ مارا کہ اس سے خون جاری ہے۔

يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي قَطَعَ كَفَّكَ الْيُسْرَى بَابَا جان کس بد بخت نے
آپ کے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو کاٹ ڈالا ہے۔ يَا أَبَتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي آيْتَمَنِي عَلَى
صَغِيرٍ سِنِي بَابَا کس شقی نے مجھے اس چھوٹی سی عمر میں یتیم کیا ہے۔ فَبَيْنَمَا كَذَلِكَ
إِذَا اجْتَمَعَ عِدَّةٌ مِنَ الْأَعْرَابِ ابھی سیکنے اپنے بابا کی لاش سے لپٹی ہوئی بین کر
رہی تھیں کہ یکایک بہت سے منافق بے دین آگئے اور اس یتیم کو لاش پدر سے جدا
کر دیا لیکن سیکنے بار بار اپنے بابا کی لاش سے لپٹ جاتی تھیں حتیٰ ضَرْبَ
بَعْضِهِمُ السَّوْطَ وَجَرَّدَهَا عَنْهُ آہ یہاں تک کہ کسی ملعون نے وہ ظلم کیا کہ عرش
الہی کو ہلا دیا کہ اس کو زبان بیان نہیں کر سکتی صرف اتنا اشارہ کروں گا کہ حسین کی
یتیم بیٹی تڑپ کر زمین پر گری۔ کہ یہ جھک جھک کر بار بار اپنے بابا کی لاش کو دیکھتی
تھی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سر کو پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ بابا مجھے آپ کی
لاش پر جی بھر کر رونے نہیں دیا گیا کیا کروں ناچار ہوں وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ
ظالموں نے زبردستی اونٹ پر سوار کرایا اور کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔



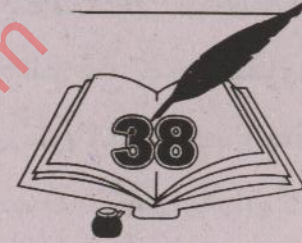
بھائی کی لاش کو دیکھا کہ وہ خاک و خون میں غلطاں پڑی ہوئی ہے گلے اور رگوں
سے خون جاری ہے بیتاب ہو کر اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور بھائی کے لاشہ
سے لپٹ گئیں وَصَاحَتْ وَأَمَحَمَّدُ آهَ صَلَّى عَلَيْكَ مَلِيكَ السَّمَاءِ وَهَذَا
ابْنُكَ الْحُسَيْنُ مَرَمَلًا عَلَى الثَّرَى قَطِنُ الرَّاسِ مُكَسَّرُ الْأَعْضَاءِ اور فریاد
کرنے لگیں ہائے اے نانا! آپ کے جنازہ پر تو فرشتوں نے نماز پڑھی تھی اور آپ
کا پیارا بیٹا حسین خاک و خون میں پڑا ہوا ہے اور اس کے جسم کے اعضاء گھوڑوں کی
ٹاپوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہیں اور غسل دیا گیا ہے جو اپنے ہی خون سے اس کی
رگوں سے جاری ہے اور اس کا کفن بیابان کی ریت ہے اور اس پر بھی نماز جنازہ
پڑھنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو دفن کرنے والا ہے یوں لگتا ہے کہ لشکر
یزید اس کا آپ کے فرزند نہیں سمجھتا۔ ثُمَّ جَعَلَتْ تَمَرَعَتْ خَدَّهَا عَلَى جِسْمِهِ
الشَّرِيفِ وَبَكَتْ بُكَاءَ الْفُكْلَى اس کے بعد بی بی نے اپنا منہ اپنے زخمی اور شہید
بھائی پر رکھ دیا اور بار بار بو سے دیتی تھیں اور اس بیقراری کے ساتھ روتی تھیں جس
طرح کوئی عورت اپنے بیٹے کی لاش پر روتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ جناب زینب
کے غموں اور دکھوں کا کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا کیونکہ امام حسین سے جتنا پیار
جناب زینب کو تھا اتنا پیار دنیا میں کسی بہن کو اپنے بھائی کے ساتھ نہیں ہو سکتا
وَالنِّسَاءُ عَلَى الْجَمَالِ فِي صُرَاخٍ وَعَدِيلٍ وَبُكَاءٍ وَنَحِيبٍ اور سب اہل حرم
اونٹوں پر روتی تھیں اور سینہ کو بی کرتے ہوئے بلند آواز کے ساتھ روتی تھیں۔
فَبَكَى لِبُكَاءِهَا الْعَسْكَرُ أَجْمَعُونَ حَتَّى أَنَّهُمْ رَأَوْا الْخَيْلَ جَرَى دُمُوعُهَا عَلَى
خَدَّيْهَا ان بیکوں کے رونے کی وجہ سے تمام اہل لشکر روتے رہے یہاں تک کہ
ان کے گھوڑے بھی روتے تھے اور گھوڑوں کے منہ آنسوؤں سے تر ہو جاتے تھے۔

حفیہ بنت عبدالمطلب سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا جب امام حسین پیدا ہوئے تو میں نے ان کو اپنی گود میں لیا تھوڑی دیر کے بعد جناب رسول خدا تشریف لائے وَقَالَ يَا عَمَّةُ هَلُمِّي إِلَيَّ ابْنِي اور فرمایا پھوپھی جان میرا بیٹا مجھے دے دو فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا لَمْ نَنْظِفْهُ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابھی بچے کو غسل نہیں دیا فَقَالَ يَا عَمَّةُ أَنْتِ تَنْظِفِيهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ نَظَّفَهُ وَطَهَّرَهُ جناب رسول خدا نے فرمایا سبحان اللہ اے پھوپھی اسے کیا پاک کرو گے اللہ تعالیٰ نے اس کو پاک و پاکیزہ خلق کیا ہے ثُمَّ أَخَذَتْهُ وَقَبَّلَتْهُ وَوَضَعَ لِسَانَهُ فِي فَمِهِ یہ فرما کر حضرت امام حسین کو میری گود سے لے لیا اور اس نور چشم کی پیشانی پر بوسے دیے اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں دے دی۔

جناب شیخ مفیدؒ نے کتاب امالی میں جناب ابن عباسؓ سے روایت کی ہے لَمَّا وَلَدَ الْحُسَيْنِ أَمَرَ اللَّهُ جِبْرِيلَ أَنْ يَهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ فِي الْمَلَائِكَةِ الْمَقْرُبِينَ لِيَهْنُؤُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِمَوْلُودِ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ کہ جس وقت جناب امام حسین پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ اے جبریل! فرشتگان مقرب میں سے ہزار فرشتہ لے کر زمین پر نازل ہو اور ہمارے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو ہماری جانب سے حسینؑ کے پیدا ہونے کی مبارک باد دو چنانچہ جناب جبریلؑ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ان کا ایک جزیرہ سے گزر ہوا۔

فَرَأَى فِيهَا مَلَكًا يُقَالُ لَهُ فِطْرُسُ اس جزیرے میں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ اس کا نام فطرس تھا وہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا اور ستر ہزار فرشتے اس کے تابع تھے وَكَانَ قَدْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ فِي أَمْرِ مِنْ أُمُورِهِ فَأَبْطَى عَلَيْهِ اور اسے خدا نے کسی کام کا حکم کیا تھا تو اس نے اس کے بجالانے میں دیر کی۔

روایت نمبر



جناب امام حسینؑ کی ولادت باسعادت جناب رسول خدا کا اپنی صاحبزادی جناب سیدہ کے گھر پر تشریف لانا، شہزادہ کو نین کی برکت سے فطرس فرشتہ کی خطا کا معاف کیا جانا، امام مظلوم کی شہادت کے بارے میں چند روایات جناب سیکینہ کا اپنے بابا کی لاش پر درواغیزین کرنا۔



مولانا عابد عسکری

جبریلؑ کو فطرس کی حالت پہ بہت رحم آیا اور اسے اپنے پروں پر اٹھا کر جناب رسولؐ خدا کی خدمت اقدس میں لے آئے۔ فَهَنَاهُ عَنِ اللَّهِ وَأَخْبِرَهُ بِحَالِ الْفِطْرُسِ پہلے تو جبریلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبارکباد دی اس کے بعد فطرس کے بارے میں صورت حال سے آگاہ کیا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ قُلْ لَهُ يَقُومُ وَيَمْسُحُ بِهَذَا الْمَوْلُودِ أَخْضَرْتُ نَظْرًا فرمایا اے جبریلؑ فطرس سے کہو کہ اپنا جسم اپنے فرزند ارجمند حسین ابن علیؑ کے بدن شریف سے مس کرے اور ملے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی قدر و منزلت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فطرس کو ضرور شفا یاب فرمائیگا اور اس کی غلطی سے درگزر کرے گا۔ فَقَامَ الْمَلِكُ وَمَسَحَ جَنَاحَهُ ثُمَّ ارْتَفَعَ طَائِرًا إِلَى السَّمَاءِ بِبَرَكَةِ الْحُسَيْنِ پس فطرس اٹھا اور اپنا جسم امام حسینؑ کی جسم سے مس کیا تو اسی وقت وہ تندرست ہو گیا اور امام حسینؑ کے برکت سے اس کے جسم پر وبال آگئے اور خوش کر اور شکر یہ ادا کر کے وہ تیسرے آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور عبادت الہی میں مشغول ہو گیا۔

وَهُوَ يَقُولُ مَنْ مِثْلِي وَأَنَا عَتِيقُ الْحُسَيْنِ وہ فرشتوں میں فخر و مباہات کرتے ہوئے کہتا ہے بھلا مجھ جیسا خوش قسمت کون ہو سکتا ہے میں حسین ابن علیؑ کا آزاد کردہ ہوں اور مجھے سرکار حسینؑ سے شفا ملی ہے لیکن افسوس صد افسوس وہی حسینؑ کا جسم پاک تھا کہ دسویں محرم کے دن ان پر نیزوں، تلواروں، پتھروں سے حملہ کیا جاتا تھا موصیٰ لکھتے ہیں کہ ہمارے آقا و مولا جناب امام حسینؑ کے جسم اقدس پر اتنے زخم لگے کہ ان کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا تھا وَكَانَتِ السَّهَامُ فِي دِرْعِهِ كَالشُّوْكِ فِي جُلْدِ الْقُنْفُذِ کہ امام علیہ السلام کے جسم اقدس پر اس قدر تیر لگے کہ آپ کا جسم چھلنی چھلنی ہو گیا لیکن امام علیہ السلام کی شجاعت کا یہ عالم تھا کہ جب

فَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَكَسَرَ جَنَاحَهُ اللہ تعالیٰ ناراض ہوا اور اس کے پر توڑ کر اسے اس جزیرے میں ڈال دیا فَمَكَتْ يَعْْبُدُ اللَّهَ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ وہ فرشتہ سات سو برس سے اسی جزیرہ میں عبادت کر رہا تھا۔

شیخ ابو جعفر طوسیؒ نے مصباح الانوار میں نقل کیا ہے حَیْرَہٗ بَيْنَ عَذَابِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَاخْتَارَ عَذَابَ الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو اختیار دیا کہ چاہے عذاب دنیا اختیار کرے اور چاہے عذاب آخرت فطرس نے عذاب دنیا اختیار کیا فَكَسَرَ جَنَاحَهُ وَالْقَاهُ فِي تِلْكَ الْجَزِيرَةِ مُعَلَّقًا بِأَشْفَارِ عَيْنَيْهِ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ چنانچہ حکم خداوندی سے اس کے پر توڑ دیے گئے اور اسے معلق مشرہ ہائے چشم پر لٹکا دیا اور اس کے قدموں سے دھواں نمودار ہو رہا تھا وہ سات سو سال اس حالت میں رہا۔

حَتَّى وَلَدَ الْحُسَيْنِ فَقَالَ الْمَلِكُ يَا أَخِي إِلَى أَيْنَ تُرِيدُ یہاں تک کہ حضرت امام حسینؑ پیدا ہوئے اور جبریلؑ امین جناب رسولؐ خدا کو مبارکباد دینے کے لیے آ رہے تھے فطرس نے پوچھا اے بھائی جبریلؑ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جبریلؑ بولے اللہ تعالیٰ نے جناب رسالتؐ کو نوا سا عطا فرمایا ہے اس بچے کی ولادت باسعادت کے موقع پر مبارکبادی کے لیے مدینے جا رہا ہوں فَقَالَ الْمَلِكُ يَا جِبْرِيلُ قَدْ مَكَتُ فِي هَذِهِ الْجَزِيرَةِ سَبْعَ مِائَةِ عَامٍ أُرِيدُ أَنْ تَحْمِلَنِي مَعَكَ لَعَلَّ مُحَمَّدًا يَدْغُونِي فِي الْعَافِيَةِ فطرس نے کہا اے جبرائیلؑ میں سات سو سالوں سے اس جزیرے میں پڑا ہوں آپ مجھے اپنے ساتھ لے چلیں کہ شاید اس عظیم خوش کے موقع پر جناب رسولؐ خدا میرے لیے دعا کریں تو میری تقصیر معاف ہو جائے۔

حسینؑ پر چاروں طرف سے حملہ کر دو، عمر سعد کا کہنا تھا کہ چاروں طرف سے تیروں کی بارش برسنے لگی لیکن امام علیہ السلام ان حملوں کا بھرپور طریقے سے جواب دیتے رہے کبھی دائیں حملہ کرتے اور کبھی بائیں طرف یہاں تک کہ قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ مَا يَزِيدُ عَشْرَةَ آلَافٍ فَارِيسِي امام علیہ السلام نے دس ہزار آدمیوں سے بھی زائد افراد قتل کیے اور امام مظلوم کے جسم شریف پر انیس سو پچاس زخم لگے (شاید اس سے مراد یہ ہے کہ مولا مظلوم کر بلا کا پورا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا تھا۔

اِذْ صَاحَ بِصَاحِبِ يَٰ حُسَيْنُ اَتَقَاتِلُ اَمْ تَقْتُلُ نَاغَاہِ اِيکَ آواز آسمان سے آئی اے حسینؑ آیا آپ نے قتل کرنا یا شہید ہونا ہے؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی تلوار نیام میں ڈال کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ بار الہا جس طرح تو راضی ہے حسینؑ اس طرح راضی ہے ادھر ظالموں! نے فرصت پا کر حملوں پر حملہ کرنا شروع کر دیے امام علیہ السلام نے ایک پھر اتمام حجت کے طور پر فرمایا یَا قَوْمُ اَنَا سَبِطُ الْمُصْطَفٰی وَعَظْمَانُ اے ظالموں میں جناب رسولؐ خدا کا بیٹا ہوں اور پیاسا ہوں یَا قَوْمُ اَنَا ابْنُ الْمُرْتَضٰی وَعَظْمَانُ اے قوم اشیاء میں جناب علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں اور مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے اِذْ رَمَاهُ اَبُو الْحَنُوْکِ بِسَهْمٍ لَّہٗ ثَلَاثُ شُعْبٍ فَوَقَعَ فِیْ جَبْہَتِہٖ نَاغَاہِ ابوالحقوق لعین نے امام علیہ السلام کی پیشانی اقدس پر تین نوکوں والا تیر مارا وہ پیشانی کہ جس پر پیغمبر اکرمؐ بوسہ دیتے تھے فَزَعَ السَّهْمُ مِنْ جَبْہَتِہٖ فَسَالَتْ الدَّمُ عَلٰی وَجْہِہٖ وَلَحِیَّتِہٖ امام علیہ السلام نے اسے نکالا تو اس سے پرنا لے کی طرح خون بہہ نکلا جس سے آپ کی ریش مقدس تر ہو گئی۔

فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَا فَعَلُوْا بِابْنِ بِنْتِ نَبِیِّکَ خَدَاوَدَا تو دیکھ رہا

یزیدی فوجی ہجوم کر کے آپؑ کے قریب آتے تھے تو آپ ان پر شیر کی مانند حملہ کرتے تھے اور یزیدی فوجی گلہ گوسفند کی مانند بھاگ جاتے تھے وَلَقَدْ كَانَ یَحْمِلُ فِیْہُمْ وَقَدْ تَكَمَّلُوْا ثَلٰثِیْنَ اَلْفًا فَہُزِمُوْنَ کَانَتْہُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ اور تیس تیس ہزار اشیاء اکٹھے ہو کر امام علیہ السلام حملہ پر آور ہوتے تھے لیکن جب امام حسینؑ جوابی حملہ کرتے تھے تو مڈی دل دشمن تتر بتر ہو جاتا تھا۔ امام علیہ السلام پھر اپنی جگہ پر واپس آ جاتے تھے اور فرماتے تھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر امام علیہ السلام نے عمر سعد سے فرمایا میں تین چیزوں میں تجھے اختیار دیتا ہوں وہ تو بجالا وہ بولا وہ کیا ہیں؟ امام عالی مقام نے فرمایا اَتُرِکْنِیْ اَرْجِعْ اِلَیْ حَرَمِ جَدِّیْ کہ اب بھی درگزر کرو کہ میں روضہ رسولؐ پر چلا جاتا ہوں وہ بولا یہ مجھ سے نہیں ہو سکے گا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اِسْقِنِیْ شَرْبَةً مِنَ الْمَآءِ فَقَدْ نَشِیْتُ کَبِدِیْ مِنَ الظَّمَاۓ مجھے تھوڑا سا پانی دے دے کہ میرا جگر پیاس کی شدت کی وجہ سے جل رہا ہے۔ وہ لعین بولا یہ بھی نہیں ہو گا کہ میں آپؑ کو پانی پلاؤں۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ پھر ایک ایک آدمی مجھ سے لڑنے آئے یہ بات اس نے قبول کر لی یہ سن کر شمر لعین بولا اے امیر اس طرح تو اگر اہل ارض بھی دنیا سے لڑیں تو وہ حسینؑ پر غلبہ نہیں پاسکیں گے۔ لہذا بہتر یہی ہو گا کہ سب مل کر حملہ کریں (میرے نزدیک امام حسینؑ نے اتمام حجت کے طور پر یہ فرمایا ورنہ وہ کسی طور پر کسی لحاظ سے اپنے دشمن سے سوال نہیں کریں گے بھلا کریم بھی کسی لعین سے کچھ مانگ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں خاص طور پر امام حسینؑ ایسے کریم امامؑ سے بات ناممکن ہے کہ وہ اپنے عزیزوں، ساتھیوں کے قاتل سے کسی قسم کا سوال کریں۔

عمر سعد بولا۔ اے شمر تیری تجویز بہت اچھی ہے لہذا تم سب یکجا ہو کر امام

دی پردہ داروں کے سروں سے چادریں اتاریں، معصوم بچوں کو طمانچے مارے یہاں تک امام حسین کی معصوم بیٹی سکیئہ کے کانوں سے گوشوارے بھی اتار لیے اور یہ ملعون خوش ہو کر اپنی اپنی شقاوت کو بیان کرتے تھے فَهَذَا يَقُولُ اَنَا ضَرْبَتُهُ، بِسَبْقِي وَذَلِكَ يَقُولُ اَنَا طَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَأَلْقَى إِلَى الْأَرْضِ اِيك شَقِي بولا کہ میں وہ ہوں جس نے امام حسین کو تلوار ماری تھی دوسرا بولا کہ میں نے سینہ اقدس پر نیزہ مارا کہ جس کی وجہ سے امام علیہ السلام غش کھا کر زین سے زمین پر آئے۔ وَهَذَا يَقُولُ لَطَمْتُهُ، وَأَخَذْتُ عِمَامَتَهُ، اور ایک لعین بولا کہ میں نے وقت آخر حسین کے چہرہ اقدس ساتھ بے ادبی کی اور ان کے سر سے عمامہ اتار لیا اور کوئی کہتا تھا کہ مجھ سے حسین بار بار پانی مانگتے رہے لیکن میں نے انہیں ایک گھونٹ پانی کا نہ دیا۔

آہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب لٹا ہوا قافلہ (ہاتھوں میں زنجیر پاؤں میں بیڑیاں) قید ہو کر بے پلان اونٹوں پر سوار ہو کر مقتل میں آیا اور بیبیوں نے دیکھا کہ ان کے پیارے خاک و خون میں غلطان گرم ریت پر سوئے ہوئے تھے سر بربیدہ لاشوں کو دیکھ کر سب بیبیوں نے کواپنے آپ کو گرا دیا اور ان لاشوں سے لپٹ کر بلند آواز سے رونا شروع کر دیا، راوی کہتا ہے ایسا گریہ ایسا ماتم میں نے کبھی نہیں سنا یوں لگ رہا تھا کہ جیسا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے۔ ثُمَّ جَاءَتِ الْمَرْءَةُ وَفِي حَجَرِهَا صَبِيَّةٌ تَلْطُمُ رَأْسَهَا وَتَقُولُ آه آه اَيْنَ أَبِي اَيْنَ أَبِي. مقتل ابو مخنف وغیرہ میں لکھا ہے اس وقت روتی ہوئی ایک بی بی آئی اس کی گود میں چھوٹی سی بچی تھی اس بچی کا حال یہ تھا کہ اپنے سر پر خاک ڈالتی تھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے اپنے سر کو پیٹتی تھی اور بے اختیار رو کر کہتی تھی۔ کہاں ہیں میرے بابا حسین اور کدھر گئے میرے بابا حسین کہ میری یہ حالت دیکھیں یہاں تک کہ اس بی بی نے اپنے بابا

ہے جو ان لوگوں نے تیرے نبی کے نواسے سے سلوک کیا ہے۔ اِذْ جَاءَ سِنَانٌ لَعَنَهُ اللَّهُ فَطَعَنَهُ بِرُمْحِهِ نَاكَاهُ سَنَانُ بْنُ اَنَسٍ لَعِينٌ اَيَا اور امام علیہ السلام کو ایک نیزہ مارا ثُمَّ رَمَاهُ خُونِي بِسَهْمٍ مَسْمُومٍ فَوَقَعَ فِي لَبْتِهِ پھر خولی لعین نے آ کر حضرت کو ایک زہر آلود تیر مارا کہ وہ آپ کے حلق مبارک پر لگا فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِ الْجَوَادِ إِلَى الْأَرْضِ تَحَوَّزَ فِي دَمِهِ امام علیہ السلام گھوڑے سے گر پڑے اور اپنے خون میں تر پنے لگے۔

بحار الانوار میں منقول ہے۔ فَنَادَى الشَّيْطَانُ مَا اِنْتَظَرْتُكُمْ عَجِلُوا اشْرَبُوا آواز دے کر کہا کہ حسین کو قتل کرنے میں جلدی کرو یہ سن کر درعد بن شریک ملعون اَيَا وَضَرَبَ السَّيْفَ عَلَيْهِ وَقَطَعَ كَفَّهُ، اَلْيُسْرَى اس کافر نے امام مظلوم پر تلوار سے حملہ کیا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام منہ کے بل گر پڑے۔

ناگاہ سنان ابن انس نے پوری طاقت سے تیر مارا جس سے پوری کائنات لرز گئی سنان نے خولی سے کہا کہ حسین کا سر فوراً قلم کر دے لیکن خولی کے ہاتھ پاؤں کاپنے لگے تو سنان بن انس سے کہا ارے بزدل! تجھ سے ایک حسین کا سر نہیں کٹا یہ کہہ کر خود آگے بڑھا وَضَرَبَ السَّيْفَ عَلَى حَلْقِ الشَّرِيفِ وَقَالَ اور ایک تلوار دور سے امام علیہ السلام کے خشک حلق پر لگائی اور کہہ رہا تھا اِنِّي اَذْبَحُكَ وَقَدْ اَعْلَمْتُ اَنْ حَدَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَاَبَاكَ وَاُمُّكَ خَيْرُ خَلْقِ اللَّهِ میں آپ کو ذبح کرتا ہوں یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ آپ فرزند رسول ہیں اور آپ کے والدین بہترین خلق خدا ہیں یہ کہہ کر اس ظالم نے ہمارے آقائے مظلوم کا سر قلم کیا جب وہ شقی حضرت امام حسین کو شہید کر چکے تو پھر وہ تلواریں نیزے لے کر وہاں آئے جہاں آل محمد کے بچے اور خواتین بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے آ کر خیموں کو آگ لگا

تھی کہ بابا! دیکھو تو سہی میرے کان زخمی ہو چکے ہیں ظالموں نے میرے گوشوارے چھین لیے ہیں اور مجھے طمانچے مارے گئے ناگاہ شریعین اس بچی کو باپ کی لاش سے چھڑوانے آیا جب بی بی نے نہ چھوڑا اور اپنے باپ کی لاش سے لپٹ کر روتی رہی تو اس ظالم نے اس معصومہ کو اس زور سے تازیانہ مارا کہ وہ یتیم بلبلا گئی۔



کی لاش کو پہچان لیا وہ بی بی اس قدر روئی اور بیقرار ہوئی کہ بیان سے باہر ہے اس یتیم بچی کے گریہ و ماتم کو دیکھ کر اپنے پرائے سب رو رہے تھے۔ فَاعْتَنَقَتْ جَسَدَ الْحُسَيْنِ وَتَقُولُ دَوِّرْ بَابَ كِي لَاشْ سَ لَپْٹ گئی اور یوں بین کرتی تھیں وَابْتَاهُ مِنْ ذَالِدِيْ اَبَانٍ رَأْسَكَ فَمَا عَرَفْتُكَ هَائے میرا غریب بابا! کس ظالم نے آپ کے سر کو تن سے قلم کیا کہ بابا میں آپ کو پہچان بھی نہ سکی۔

وَابْتَاهُ مِنْ ذَالِدِيْ طَعَنَ عَلٰی صَدْرِكَ هَائے میرے مظلوم بابا! کس سنگسار نے آپ کے سینہ اقدس پر تیر مارا ہے کہ اب تک اس سے خون جاری ہے ثُمَّ اَنَّهُا لَطَمَتْ وَجْهَهَا حَتَّى خَرَّتْ مَغْشِيَةً عَلَيَّهَا پھر اس یتیم بچی نے اپنے منہ کو پیٹنا شروع کر دیا۔ آخر کار روتے روتے بے ہوش ہو کر گر پڑی وَضَجَّتِ الْقَوْمُ عَنْ صَوْتِ وَاحِدٍ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحْيِبِ حَتَّى جَرَّتِ الدُّمُوعُ عَلٰی حَوَافِرِ الْخُيُولِ راوی کہتا ہے کہ اس یتیم کے رونے اور غش کھا جانے کی وجہ سے تمام لشکر اعداء رو پڑا یہاں تک کہ ان کے گھوڑے بھی رونے لگے ان حیوانوں کے آنسو بہہ کر سموں تک پہنچ گئے اس سے مراد یہ ہے کہ حیوانات بھی آل رسول کے غم میں بہت زیادہ روئے یہ دیکھ کر عمر سعد بولا کہ جلد کوچ کرو ہو سکتا ہے کہ کوئی عذاب نہ آجائے۔ مومنین کرام! خداوند غفار اور رسول مختار کا حکم ہے کہ یتیم کو مت جھڑکو کہ ان کے دل نازک ہوتے ہیں اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرو کہ ثواب عظیم ہے آہ ان کافروں نے عمر سعد کے حکم سے ان یتیموں پر رحم کرنے اور ان کو دلاسا دینے کے بجائے طمانچے مارے اور تازیانے مار مار کر ان کو شہداء کی لاشوں سے جدا کیا۔

منقول ہے کہ سیکنہ بنت الحسین اپنے بابا حسین کی لاش سے لپٹ کر کہتی

شیخ مفیدؒ، شیخ طوسیؒ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا نَفْسُ الْمَهْمُومِ لَظْلَمْنَا تَسْبِيحُ وَهَمُّهُ لَنَا عِبَادَةٌ جو شخص محزون و غمگین ہو ان مظالم پر کہ جو ہم اہلیت پر ظالموں نے کیے ہیں جو سانس لے گا اللہ تعالیٰ اس کو تسبیح کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کا مغموم ہونا عبادت ہے وَكَيْتَمَانٌ سِرًّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ہمارے دشمنوں سے ہمارے راز چھپانا راہ خدا میں جہاد کرنے کا ثواب رکھتا ہے پھر فرمایا يَجِبُ أَنْ يَكْتُبَ هَذَا الْحَدِيثَ بِالذَّهَبِ لازم ہے کہ اس حدیث کو آب طلا (سونے کے پانی سے) لکھیں۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى ثَلَاثِينَ فَلَهُ الْجَنَّةُ دوسری حدیث میں امام علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ جو شخص ذکر مصائب بیان کر کے خود روئے یا تیس آدمیوں کو رلائے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو واجب کر دیتا ہے وَمَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى وَاحِدًا فَلَهُ الْجَنَّةُ اور جو خود روئے یا ایک آدمی کو رلائے خداوند کریم اس پر بھی جنت کو واجب کر دیتا ہے۔

فَإِنَّهُ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مُضَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا پس بالتحقیق کہ جو شخص ہماری مصیبت سن کر (یا پڑھ کر) محزون نہ ہو وہ ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑی سلطنت عطا کی تھی اور تمام جن و اش اور پرند اور چرند ان کے تابع کیے تھے کہ جس کام کا آپؑ علم کرتے تھے وہ بجالاتے تھے جو چیز کہتے تھے جنات اُسے تیار کرتے تھے اور ہوا کو تابع کیا تھا کہ صبح کو ایک مہینہ کی راہ تک انھیں لے جاتی تھی۔

ایک روز تخت سلیمان ہوا پر جا رہا تھا ناگاہ صحرائے کربلا پر پہنچا ہوا تین مرتبہ تخت کو گردش دی فَخَافَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ خطرہ لاحق ہوا کہ تخت

روایت نمبر



اہلیت اطہار کی مظلومیت پر رونے کا ثواب حضرت سلیمان کا سر زمین کربلا پر پہنچنا جناب امام حسین کی لاش اقدس پر جنات کا رونا اور ماتم کرنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کا اپنے جد امجد جناب مظلوم کربلا کے نام سلام غم۔



مولانا عابد عسکری

الموت ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے قبض ارواح پر مقرر کیا ہے۔ جناب سلیمان بولے جو تمہیں حکم ہوا ہے بجا لاؤ فَمَاتَ وَهُوَ قَائِمًا كَمَا كَانَ پس جناب سلیمان نے انتقال فرمایا مگر عصا کے سہارا پر کھڑے رہے ادھر قوم جنات کاموں میں مصروف تھی ان کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ اتنا بڑا سانحہ بھی رونما ہوا ہے جب دیمک نے ان کے عصا کو کھایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر گرے تو جنات کو علم ہوا کہ جناب سلیمان انتقال کر گئے ہیں۔ جنات آج تک دیمک کے شکر گزار ہیں کہ اس نے انہیں سلیمان کی موت سے آگاہ کیا۔ فَيَجْعَلُونَ الْمَاءَ وَالرَّزْقَ عِنْدَهَا تَحْتَ الْأَرْضِ پس قوم جنات زمین کے نیچے دیمک کے نزدیک پانی اور کھانا رکھتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جہاں دیمک ہوتی ہے وہاں کیچڑ اور پانی پایا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جناب سلیمان علیہ السلام کی عزت اور احترام حکومت اور سلطنت و طاقت کی وجہ سے تھا جب آپ انتقال فرما گئے تو آپ کے تابع جتنی بھی مخلوقات تھیں سب چلی گئیں لیکن کیا کہنا جناب سید الشہداء حضور امام حسین کی عظمت کا کہ جنات آرزو کرتے تھے کہ آپ کی مدد کریں اور وہ واحد فوج یزید کو تہس نہس کر دیں لیکن آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں دعا کی سرزمین کربلا پر جنات نے شہادت امام سے قبل اور شہادت کے بعد بہت زیادہ گریہ و ماتم کیا۔

جناب ام کلثوم بیان کرتی ہیں کہ جب میرا بھائی شہید ہوا اور ذوالجناح درخیمہ پر آیا تو میں خیمے میں بیٹھی ہوئی تھی ذوالجناح کی آوازیں کر میں درخیمہ پر آئی تو دیکھنا زین خالی ہے اور باگیں کٹی ہوئی ہیں میں یہ دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی فَسَمِعْتُ هَاتِفًا أَسْمَعُ صَوْتَهُ وَلَا أَرَى شَخْصَهُ پس خیمہ کی دوسری طرف رونے

زمین پر نہ گرے غرض ہوا ٹھہر گئی اور تخت زمین پر آیا قَالَ سُلَيْمَانُ يَا رِيحُ مَا سَبَبُ اضْطِرَابِكَ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اے ہوا تیرے اضطراب کی وجہ کیا ہے؟ ہوا بولی میں بے چین کیوں کر نہ ہو يَقْتُلُ فِي هَذِهِ الْأَرْضِ سَبِطَ مُحَمَّدٍ نِ الْمُخْتَارِ وَأَبْنُ عَلِيٍّ نِ الْكَوَادِرِ کہ یہاں پر حضرت محمد مصطفیٰ کا نواسہ اور جناب علی مرتضیٰ کا بیٹا حسین ابن علی شہید کیا جائے گا قَالَ مَنْ يَقْتُلُهُ حضرت سلیمان نے پوچھا جناب امام حسین کو قتل کون کرے گا؟ يَزِيدُ مَلْعُونُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَيْنِ ہوا نے عرض کی انھیں یزید شہید کرے گا اور اس پر اہل آسمان و زمین لعنت کریں گے۔ پس جناب سلیمان علیہ السلام نے یزید پر بہت نفرین کی اور آپ کے ہمراہ جتنی بھی مخلوقات تھیں وہ سب آمین کہتی رہیں پھر ہوا تخت کو لے کر آگے بڑھی پس اس طرح جناب سلیمان امور سلطنت کو چلانے میں مصروف تھے۔

ایک روز جناب سلیمان کو خیال آیا کہ میں اپنا ملک تو دیکھوں اور ایک روز کے لیے آرام بھی کروں فَصَعِدَ عَلَى الْقَصْرِ پس آپ ایک اونچے محل کی چھت پر تشریف لے گئے اور اعلان کیا کہ آج کوئی بھی میرے پاس نہ آئے میں چاہتا ہوں کہ آج تھوڑا سا آرام کر لوں۔ وَقَامَ مُتَكِنًا عَلَى عَصَا يَنْظُرُ إِلَى مُلْكِهِ آپ عصا کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اپنی سلطنت کی وسعتوں کو دیکھنے لگے فَنَظَرَ شَخْصًا وَاحِدًا عِنْدَهُ قَالَ مَنْ أَنْتَ اچانک ایک شخص نمودار ہوا جناب سلیمان حیران ہو کر بولے کہ تو کون ہے کہ میری اجازت کے بغیر آ گیا ہے؟ قَالَ اَنَا الَّذِي لَا تَرَاهُ وَلَا نَخَافُ الْمُلُوكَ بولا میں وہ ہوں کہ نہ رشوت لیتا ہوں اور نہ بادشاہوں سے ڈرتا ہوں۔

أَنَا مَلِكُ الْمَوْتِ الَّذِي وَكَّلَ اللَّهُ عَلَى قَبْضِ الْأَرْوَاحِ میں ملک

تو اسے قبلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي إِنَّ هَؤُلَاءِ خَوَارِجٌ قَدْ خَرَجُوا عَلَى غَيْبِ اللَّهِ فَأَمَرَ بِقَتْلِهِمْ پس میں حیران ہوا اور دل ہی دل میں کہنے لگا کہ لوگ انھیں خارجی کہتے تھے اور انھوں نے عبید اللہ ابن زیاد پر خروج کیا ہے یہاں تک کہ انھوں نے ان کے قتل کا حکم دیا ہے وَارَى مِنْهُمْ مَالَهُمْ أَرَاهُ مِنْ سَائِرِ الْقَتْلِ مگر یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کی لاشوں سے عجیب و غریب مشاہدات دیکھ رہا ہوں اس طرح کی چیزیں کبھی دوسری لاشوں سے دیکھنے میں نہیں آئیں! پس واللہ آج کی رات میں یہیں رہوں گا تاکہ دیکھوں کہ یہ شیر ان لاشوں کا گوشت کھاتا ہے یا نہیں؟ غرض جب سورج غروب ہوا تو وہ شیر آیا اور میں اس کے خوف سے کانپنے لگا میں نے سوچا کہ اگر اس کی مراد بنی آدم کا گوشت کھانے کی ہے تو وہ مجھے بھی ہلاک کر دے گا وَانَا فِي ذَلِكَ مُتَفَكِّرٌ وَهُوَ يَتَخَطَّى الْقَتْلَى میں اس فکر میں تھا کہ وہ شیر قتل گاہ میں داخل ہوا اور لاشوں کو سونگھنے لگا حَتَّى وَقَفَ عَلَى جَسَدٍ كَأَنَّهُ الشَّمْسُ إِذَا طَلَعَتْ یہاں تک کہ وہ شیر ایک لاش کے سر ہانے کھڑا ہوا اور وہ لاش خورشید تاباں کی مانند چمک رہی تھی وہ شیر اس شہید کے قدموں پر بوسے دیتا تھا یہ دیکھ کر بیساختہ میرے منہ سے اُكَلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ یہ عجائبات اسرار سے خالی نہیں ہیں۔

وَإِذَا بِشُمُوعٍ مُعَلَّمَةٍ مَلَأَتِ الْأَرْضَ ناگاہ میں نے بہت سی معلق شمعیں روشن دیکھی ہیں کہ ان سے تمام زمین روشن ہو گئی وَإِذَا بِبُكَاءٍ وَنَحِيبٍ وَلَطْمٍ اچانک ایک رونے اور ماتم کی آواز سنائی دی جب میں نے غور سے سنا تو وہ آوازیں اس کے نیچے سے آتی تھیں اور ان رونے والوں میں سے ایک یہ کہہ کر روتا تھا وَاحْسِينَاهُ وَافْرَاهُ ہائے حسین! یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو

کی آواز آئی لیکن رونے والا شخص نظر نہیں آ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اے میرے مولا ہم آپ کی نصرت کے لیے حاضر ہوئے تھے اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرنے آئے تھے لیکن آپ نے اجازت ہی نہیں دی جس کا ہمیں بیحد افسوس ہے کہ ہم نصرت امام اور شہادت جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہوئے ہیں۔ فَنَادَيْتُهُ بِحَقِّ مَعْبُودِكَ مَنْ أَنْتَ میں نے اس سے کہا کہ تجھے اپنے خدا کا واسطہ بتا تو کون ہے؟ فَقَالَ أَنَا مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الْجَنِّ جُنْتُ أَنَا لِنُصْرَةِ الْحُسَيْنِ وہ بولا اے آقا زادی میں قوم جنات کا بادشاہ ہوں ہم حضرت امام حسینؑ کی مدد کے لیے آئے تھے فَوَاجَدْنَا قَدْ قُتِلَ لیکن افسوس ہے کہ ہم نے انھیں شہادت کی حالت میں پایا اور اپنی ان کی مدد نہ کر سکے اور شہادت کی نعمت سے محروم رہے۔

ثُمَّ قَالَ وَاسْفَاهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ پھر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہنے لگا کہ ہزار افسوس اے مولا حسین! آپ بھوکے پیاسے شہید ہوئے ہیں۔ قبیلہ بنی سہد میں سے ایک شخص نے روایت کی ہے کہ جب فرزند رسول اور جگر گوشہ بتول اپنے ساتھیوں سمیت دریائے فرات کے کنارے پیاسا شہید ہوا کہ میں نے ان لاشوں سے بے شمار عجائبات مشاہدہ کیے ان میں سے بعض یہ ہیں إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ تَمُرُّ عَلَى نَفَحَاتٍ كَنَفَحَاتِ الْمَسْكِ وَالْعَبْرُ جب ہوا چلتی تھی تو ان مقدس ترین اشوں سے عبور اور کستوری کی خوشبو آتی تھی وَلَمْ أَرَى نُجُومًا تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ لِي الْأَرْضِ وَتَرْفِي مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ اور ستارے ہمیشہ حضرت امام حسینؑ کی لاش کے پاس اترتے تھے اور پھر چلے جاتے تھے اور میں اکیلا تھا کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا اور جب سورج غروب ہو جاتا تھا تو قبلہ کی جانب سے ایک شیر آتا تھا اس کے خوف کی وجہ سے میں گھر چلا آتا تھا اور جب صبح کے وقت میں مقتل میں آتا تھا

ساتھیوں کی لاشیں اٹھا اٹھا کر خیموں میں لاتے رہے نیزوں، تلواروں، پتھروں کی امام مظلوم پر بارش برسائی گئی۔ یہ حسینؑ ہی تھے جو اس قدر صبر کرتے رہے ورنہ ان مظالم کے سامنے تو چٹانیں بھی پاش پاش ہو جاتیں جب سلیمانؑ کی روح قبض ہوئی تو آپؑ اپنی مملکت کا نظارہ کر رہے تھے، لیکن جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو کربلا کی گرم ریت پر بیٹھ کر بے پناہ مظالم برداشت کر رہے تھے۔ حضرت امام زمانہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے جد بزرگوار! جب آپؑ شہید ہوئے تو آپؑ گرم ریت پر پڑے تھے۔ تَطْنُوكَ الْحَيُولُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوكَ الطُّعْنَا بِبَوَاتِرِهَا کہ گھوڑے آپؑ کو ٹاپوں سے روندتے تھے اور باغی تلواریں بلند کیے ہوئے تھے۔

قَدْ رَسَحَ جَبِينُكَ کہ آپؑ کی پیشانی سے موت کا پسینہ آیا ہوا تھا واختلف بالانقباض والانبساط شمالك ويمينك اور کبھی ہاتھ پاؤں کھینچتے تھے اور کبھی پھیلاتے تھے۔ تَرْتَدُّ طَرَفًا خَفِيًّا إِلَى رَحْلِكَ وَبَيْتِكَ اور آپؑ حسرت بھری نگاہ سے خیموں کی طرف دیکھتے تھے اے جد بزرگوار آپؑ کے ذوالجناح کی پیشانی خون سے تر تھی اور وہ اس حال میں درخیمہ پر آیا اہلیتؑ نے جو نبی گھوڑے کا یہ حال دیکھا بَرَزَنَ مِنَ الْخُدُودِ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ عَلَى خُدُودِ لَاظْمَاتِ الْوُجُوهِ سَافِرَاتِ بِالْعَوِيلِ دَاعِيَاتِ سَبِ يَمِيَا خِيمَةٍ سے باہر نکل آئیں سر کے بال کھولے ہوئے اور منہ پر پیٹتی ہوئی اور بلند آواز سے گریہ کرتی رہی تھیں (میرے نزدیک مخدرات کا چہرہ اور سر اقدس کسی غیر کو نظر نہیں آ سکتا بلکہ خاک شفاء ان کو چھپا دیتی ہے) زبان کو بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے کہ شمر نے امام حسینؑ پر کیا کیا ظلم کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس ظالم نے جناب زینبؑ جناب ام کلثومؑ کے سامنے امام حسینؑ کا سر اقدس جدا کر کے نوک نیزہ پر آویزاں

گئے۔ میں اس آواز کے قریب گیا وَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ مَنْ تَكُونُونَ میں نے خدا اور رسولؐ کی قسم دے کر ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ فَقُلْنَا نَحْنُ نِسَاءُ مِنَ الْجَنَّةِ انھوں نے کہا ہم جن عورتیں ہیں پھر میں نے پوچھا تم روتی کیوں ہو؟ فَقُلْنَا فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى الصَّبَاحِ هَذَا عَزَاءُ نَا عَلَى الْحُسَيْنِ الذَّبِيحِ الْعَطْشَانِ انھوں نے جواب میں کہا اے شخص ہم ہر رات کو شام سے صبح تک یوں ہی امام حسینؑ کی مظلومیت پر روتے ہیں میں نے کہا هَذَا الْحُسَيْنُ الَّذِي يَجْلِسُ عِنْدَهُ الْأَسَدُ امام حسینؑ کی لاش یہی ہے کہ جس کے پاس شیر بیٹھا ہے قُلْنَا نَعَمْ وہ بولیں ہاں یہی حسینؑ ہیں۔ رسولؐ خدا کا پیارا نواسا کہ جسے ظالموں نے گوسفند کی مانند ذبح کیا ہے وہ بھی بھوک پیاسی حالت اتعرف هذا أبوه علي ابن أبي طالب اے شخص یہ شیر نہیں ہے بلکہ امام حسینؑ کے والد گرامی کی روح اقدس ہے جو شیر کی شکل میں آتی ہے مولا علیؑ علیہ السلام اپنے غریب مظلوم پیاسے بیٹے کی لاش پر روزانہ آنسو بہانے آتے ہیں۔

فَرَجَعْتُ وَدُمُوعِي تَجْرِي عَلَى خَدَيَّ وَأَلْطَمْتُ وَجْهِي يَدَنِي میں نے اختیار روتا ہوا اور منہ پر طمانچے مارتا ہوا گھر واپس لوٹ آیا افسوس کہ فرزند رسولؐ بیکس و تنہا مارا گیا اور ان کی لاش یوں پڑی ہے۔

مومنین کرام کہ جنات کا مظلوم کربلا کے غم میں رونا اور ماتم کرنا بجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام پر اس طرح کی مصیبت کب پڑی تھی جب حضرت سلیمانؑ کی روح قبض ہوئی تو وہ عالی شان محل میں آرام و سکون سے زندگی بسر کر رہے تھے لیکن جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک تو ان کو کند خنجر سے پس گردن ذبح کیا گیا قبل ازیں ان کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا گیا پھر وہ دن بھر اپنے عزیزوں اور

کیا ایک اور راوی کا کہنا ہے کہ اس کریناک منظر کو بیسیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان تمام مظالم کو جس جرات و استقامت کے ساتھ برداشت کیا یہ کام انہی کا ہے۔ عام بشر میں اتنا صبر اور حوصلہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔



روایت نمبر



مصائب اہلبیت پر رونے اور ماتم کرنے کا ثواب، معجزانہ طور پر ایک جانور کا نبوت و امامت کا اقرار کرنا، مصائب کر بلا کی بابت چند روایات، حضرت امام حسین علیہ السلام کی لاش اقدس پر جانوروں کا آکر گریہ کرنا، شہداء کربلاء کی لاشوں کو پامال کرنے کے لیے بڑی فوجیوں کی تیاری اور شیر کا آکر لاش امام کی حفاظت کرنا، جناب مسلم کی ساجزادی کا اپنے والد گرامی کی قبر پر آکر ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

دل سے تسلیم کرتا ہوں فَبُکِّی رَسُوْلَ اللّٰہِ وَنَظَرُ اِلٰی اَصْحَابِہِ جَنَابِ رَسُوْلِ خُدا کو امام حسینؑ کی شہادت کا واقعہ یاد آیا تو آپؑ بہت روئے جب آنحضرتؐ کو رونے سے افاقہ ہوا تو اس چرواہے کے ساتھ وہاں تشریف لائے آپؑ کو دیکھتے ہی وہ بھیڑیے حضور اکرمؐ کے پاس آئے اور کہا اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ سَلَامٌ ہو آپؑ پر اے پیغمبرؐ خدا اور ہزاروں لاکھوں درود و سلام ہوں آپؑ کی ذات گرامی پر ثُمَّ قَالُوا نَحْنُ نَعَزِیْکَ فِی وَصِیْکَ عَلٰی ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَلَدِیْہِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ پھر کہا یا رسول اللہ! ہم آپؑ کو جناب علی مرتضیٰؑ اور ان کے صاحبزادوں حسنؑ و حسینؑ کی شہادتوں پر سہ دیتے ہیں۔ فَبُکِّی رَسُوْلَ اللّٰہِ بُکَّاءٌ شَدِیْدًا جناب رسولؐ خدا بہت زیادہ روئے اور فرمایا خدا میری آل کے قاتلوں اور دشمنوں پر لعنت کرے پھر بھیڑیے اپنا منہ زمین پر رگڑ کر کہنے لگے وَاللّٰہِ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قسم ہے خدا کی کہ آپؑ پیغمبرؐ برحق ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اے بھیڑیو! جس طرح تم نے میری نبوت و رسالت کی تصدیق کی ہے اس طرح جناب علیؑ کی امامت کی تصدیق کرو وہ بھیڑیے اپنا منہ زمین پر رگڑ کر بولے۔

اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا وَصِیَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مَنْ تَمَسَّکَ بِکَ فَهُوَ نَجَاوَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْکَ فَهُوَ غَرَقٌ سَلَامٌ ہو آپؑ پر اے وصی رسولؐ جس نے آپؑ کی پیروی کی اس نے جہنم سے نجات پائی اور جس نے آپؑ کو چھوڑ دیا وہ ہلاک ہوا۔ فَطُوْبٰی لِمَنْ اَحَبَّکَ وَوَيْلٌ لِمَنْ اَبْغَضَکَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُحْزِجُہُمْ مِنَ النَّارِ اَبَدًا پس خوش نصیب ہے وہ شخص جو آپؑ سے محبت کرے اور عذاب و لعنت ہے اس پر جو آپؑ سے عداوت رکھے بالتحقیق اللہ تعالیٰ آپؑ کے دشمن کو جہنم سے باہر کبھی نہیں نکالے گا۔

دل میں بغض رکھتے ہیں۔ اَحَبُّ اللّٰہِ مَنْ اَحَبَّہُ وَمَنْ اَبْغَضَہُ فَهُوَ فِی النَّارِ خدا اسے دوست رکھتا ہے جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اور جو ان سے بغض اور دشمنی رکھے گا وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ اِنَّمَا اَیُّہَا الرَّاعِیُّ فَهُوَ قَسِیْمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اے چرواہا! جناب امام علیؑ علیہ السلام جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں اور ان کی دوستی اور محبت بہشت میں جانے کا سبب بنتی ہے اور ان کی دشمنی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے کہا مولائے کائنات کی اتنی بڑی عظمت ہے اور بہت بڑی شان ہے اس کے باوجود ان سے کون دشمنی کرے گا۔

اس بھیڑیے نے کہا کہ جب جناب رسولؐ خدا رحلت فرمائیں گے تو ان کے بعد ان کی امت میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ بہت سے لوگ آل محمدؐ سے اپنا رخ موڑ لیں گے۔ زمانہ اور زمانے والے بدل جائیں گے اہلیت اطہارؑ پر بے پناہ مظالم ڈھائے جائیں گے۔ یَقْتُلُوْنَ اِبْنِیْہِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ظُلْمًا وَعَدُوْنَا کہ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔ ثُمَّ یَسْبُوْنَ ذُرَارِیْہِمْ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کے پردہ داروں کو اسیر کیا جائے گا اور انھیں شہر بہ شہر پھرایا جائے گا وَیَمْنَعُوْنَہُمْ مِنَ الْبُکَّاءِ اور ان کو رونے سے منع کر دیا جائے گا۔ وَہُمْ مَعَ ذٰلِکَ یَدْعُوْنَ الْاِسْلَامَ یہ کہہ کر وہ بھیڑیا اس طرح رویا کہ جیسے ماں اپنے جواں بیٹے کی لاش پر روتی ہے اس کے بعد بہت سے بھیڑیے جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم خداوند کریمؐ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں مقرر کیا ہے کہ ہم حضرات محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمنوں اور ظالموں کو جہنم میں چیریں اور پھاڑیں ان ظالموں کو جتنی زیادہ تکلیف پہنچے گی ہمیں اتنی ہی خوشی ہوگی۔ یا رسول اللہ! اس وقت میں آپؑ کی خدمت میں آیا ہوں کہ آپؑ کی نبوت اور علیؑ ابن ابیطالبؑ کو جان و

وَالْأَسَادُ مِنْ مَسَاكِنِهَا يَبْكُونَ چنانچہ بعض کتب میں لکھا ہے کہ جب فرزند شیر خدا شہید ہوا تو تمام جنگلی جانور اپنے مسکنوں سے باہر نکل آئے اور روتے اور چیختے چلاتے تھے۔ وَمِنْهُمْ مَنْ يَذُرُّونَ جُثَّةَ الْحُسَيْنِ وَيَقْبِلُونَهُ ان میں سے بعض امام عالی مقام کی لاش کے ارد گرد چکر لگاتے تھے اور نوحہ زاری کرتے ہوئے امام علیہ السلام کے جسم مبارک کا بوسہ لیتے تھے۔ وَيَضْرِبُونَ الرُّؤُوسَ عَلَى الْأَرْضِ وَتَارَةً يَنْظُرُونَ إِلَى السَّمَاءِ اور وہ اپنے سر زمین پر مارتے تھے اور کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تھے اور چلاتے تھے وَمِنْهُمْ مَنْ يَجْنُوكَ عِنْدَ شَطِ الْفَرَاتِ وَيَبْكُونَ وَلَا يَسْقُونَ اور ان میں سے بعض دریا کی طرف آتے تھے اور حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے کہ فرزند ساقی کوثر پیسا مارا گیا ہے اور روتے تھے اور پانی نہ پیتے تھے اور اس طرح ماتم جناب امام حسینؑ میں مشغول تھے کہ کوئی ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہتا تھا۔ یہ تو حال تھا جانوروں اور جنگلی پرندوں کا کہ وہ امام مظلومؑ کے غم میں سب کچھ بھول کر گریہ و ماتم کر رہے تھے لیکن دوسری طرف انسانوں کا یہ حال تھا کہ وہ خوشیاں منا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیاں پیش کر رہے تھے اور ہر ظالم بڑھ چڑھ کر اپنے کارنامے بیان کر رہا تھا۔

فَإِنَّا شِئْنَا أَنْ أَوْطَيْنَا الْخَيُْولَ عَلَى جُثَّةِ الْحُسَيْنِ (وہ کہتے تھے) کہ اب ہم اتنا چاہتے ہیں کہ لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائیں تاکہ ہمارے دل کی آگ ٹھنڈی ہو قَالَ ذَلِكَ لَكُمْ عَمْرٍو سَعْدُ نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے کہ گھوڑے دوڑاؤ اور لاش حسینؑ کو پامال کرو علیؑ و فاطمہؑ کی روحوں کو بے چین کرو۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ زَيْنَبُ ذَلِكَ الْحَالِ صَاخَتْ وَلَطَمَتْ وَجْهَهَا رَاوِی کہتا ہے کہ جب یہ خبر جناب زینبؑ نے سنی کہ ملائکہ جس کے جسم مبارک سے پُرس کرتے تھے آج پامال

اے علیؑ! اگر کوئی شخص تمام روئے زمین کو راہ خدا میں تصدق کرے اور رائی کے برابر آپؑ سے بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اپنے لیے ضروری سمجھتا ہے کہ اس کو عذاب الیم میں گرفتار کرے یہ حال دیکھ کر سب حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ حیوانات بھی مولائے کائنات جناب علی مرتضیٰؑ سے اس قدر محبت کرتے ہیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب جناب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے تو ناگاہ ایک سفید پرندہ آیا اور اپنے پروں کو امام مظلوم کے خون سے تر کر کے اڑ گیا اور اس کے پروں سے خون ٹپک رہا تھا اور بہت سے پرندے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور آب و دانہ کی تلاش میں آ جا رہے تھے یہ پرندہ ان پرندوں سے مخاطب ہو کر بولا يَا وَيْلَكُمْ اَتَشْغَلُونَ بِالْمَلَأِ هِيَ وَالْحُسَيْنِ فِي اَرْضٍ كَرِبَلَا فِي هَذَا الْحَرِّ مُلْقَى عَلَى الرَّمَضَاءِ افسوس ہے تم پر کہ تم آب و دانہ کی فکر میں ہو اور حسین بن علیؑ اس گرمی میں زمین کر بلا پر بھوکا پیسا شہید ہو گیا ہے اور اس مظلوم کی لاش بلا کفن و دفن زمین پر پڑی ہوئی ہے پس سب جانور بیتاب ہو کر کر بلا کی طرف اڑ گئے۔

فَرَأَوْ سَيِّدَنَا الْحُسَيْنَ فِي اَرْضٍ كَرِبَلَا مُلْقَى عَلَى الرَّمَضَاءِ جُثَّةً بِلَا رَأْسٍ وَلَا غَسْلٍ وَلَا كَفْنٍ پس جناب امام حسینؑ کو زمین کر بلا پر پڑا ہوا دیکھا ہمارے آقا حسینؑ غسل و کفن اور دفن کے بغیر گرم ریت پر پڑے ہوئے تھے اور آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ سب پرندے چیختے چلانے لگے اور اپنے آپ کو لاش امام پر گراتے تھے اور اس شہید راہ خدا کا خون اپنے پروں سے مس کرتے تھے اور اپنی اپنی زبانوں میں گریہ و ماتم کرتے تھے۔

وَفِي بَعْضِ الْكُتُبِ لَمَّا قَتِلَ الْحُسَيْنُ خَرَجَتِ الْوُحُوشُ وَالذَّبَابُ

لاش کے ارد گرد چکر کاٹتا تھا۔

اور کبھی امام علیہ السلام کے قدموں پر آنکھیں ملتا تھا اور کبھی آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا يَارَبِّ اِنْظُرْ اِلَيَّ اِبْنِ بَنْتِ نَبِيِّكَ قَتَلُوْهُ غَطَشَانًا بَغْيِرِ ذَنْبِ اے پروردگار! اپنے حسین ابن علی کی طرف دیکھ کہ ظالموں نے ان کو بغیر کسی قصور کے تین دنوں کا بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ اب ان کی لاش پر گھوڑے دوڑانا چاہتے ہیں یہ کہہ کر وہ شیران لعینوں پر حملہ آور ہوا اور تیرہ یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اور باقی بھاگ گئے یہ دیکھ کر عمر سعد نے کہا هَذِهِ فِتْنَةٌ لَا تَنْشُرُوْهَا يَهْ فتنہ ہے اس کے بارے کسی سے بات چیت نہ کرنا اور اس نے کر بلا سے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ جناب امیرؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں بے پلان اونٹوں پر سوار ہوئیں اس حالت میں کہ ان کے سر اور چہرے کو خاک شفاء نے ڈھانپا ہوا تھا اور ان کے ہاتھوں میں ربن اور پاؤں میں بھاری بیڑیاں تھے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مخدرات عصمت کے گلے میں بھی رسیاں ڈالی گئی تھیں۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام کے گلے میں بھاری طوق ڈالا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کا گلوئے مبارک زخمی ہو جاتا تھا اور اس سے خون بہتا تھا اور آپؑ کے دونوں ہاتھوں میں رسیاں باندھ دیں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اپنے پیاروں کی شہادت کا دکھ ایک طرف مخدرات عصمت کی قید کا غم ایک طرف بیماری اور پیاس کی شدت ایک طرف اتنا بڑا صبر اور اس قدر بلند حوصلہ؟ یہ صرف سید الساجدینؑ ہی کا کام تھا ورنہ ان کے جگہ پر لوہا پگھل سکتا تھا اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جاتا دن رات میں بدل جاتے۔ راوی کہتا ہے ان بیکس قیدیوں میں سے کوئی بھی روتا تو اسے نیزوں اور تازیانوں سے چپ کرایا جاتا تھا۔

کیا جا رہا ہے وہ حسینؑ جسے رسول خدا کا ندھے پر بٹھا کر سیر کراتے تھے جبرئیل امینؑ جس کا جھولا جھلاتے تھے وہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوگا زور سے ہائے حسینؑ کی آواز بلند کی اور رونے لگیں منہ پر طمانچے مارتی تھیں کبھی روتی ہوئی جناب امام زین العابدینؑ کے پاس آتی تھیں جب اپنے بیمار بھتیجے کو غش میں پاتیں تو پھر روتی پیٹتی ہوئی درخیمہ پر آتی تھیں۔ وَتَارَةً تَقُولُ وَاجِدَاهُ وَامْحَمَّاهُ اَمَّا تَرَى حَالَ اِبْنِكَ الْحُسَيْنِ اور کبھی مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھیں۔ نانا جان آپ اپنے پیارے نواسے حسینؑ کا حال دیکھ رہے ہیں وہ حسینؑ جسے آپ اپنے کندھوں پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں کی سیر کراتے تھے اور اسے اپنی چھاتی پر سلاتے تھے ظالموں نے ان کا کیا حال کیا ہے؟

قَتَلُوْهُ عَلَى السَّغْبِ وَاطْمَاءِ اے تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ ثُمَّ اَرَادُوْا اَنْ يُّوْطُوْا النَّحِيْلَ عَلَى جِسْمِهِ اب چاہتے ہیں کہ جسم نازک جو جلتی زمین پر دھوپ میں پڑا ہے اور زخموں سے چور گردن سے لہو بہہ رہا ہے پامال کر دیں۔ ثُمَّ تَقُولُ هَلْ فِيْكُمْ رَاحِمٌ پھر لشکر مخالف کی طرف خطاب کر کے کہتی تھیں ارے لوگو! تم میں کوئی رحم دل نہیں ہے کہ میرا بھائی پامال ہو رہا ہے۔ اے کوئی بچاے يَابْنَ سَعْدٍ كَفَاكَ قَتْلَ اَخِيْ وَبَنِيْهِ اے عمر سعد اولاد رسول کو قتل کر کے ابھی تیرے انتقام کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی کہ اب تو یہ ظلم کرنے لگا ہے اگر تجھے ہمارا قتل منظور ہو تو ہمیں قتل کر لیکن میرے بھائی حسینؑ کی لاش کی بے حرمتی نہ کر اور میرے حسینؑ کی لاش پر گھوڑے نہ دوڑا ہائے ہائے دختر زہراؑ کی بات پر کسی نے بھی توجہ نہ دی۔ ادھر ان کافروں نے گھوڑے دوڑائے کہ لاش حسینؑ کو پامال کر دیں ناگاہ ایک شیر نمودار ہوا اور اس نے گھوڑوں کو آگے نہ آنے دیا وَهُوَ يَنْكِي وَيُدُوْرُ حَوْلَهُ اور وہ روتا تھا اور

قدر کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی، لوگوں نے اسی طرح بچی کو اونٹ پر سوار کیا اور
اسیروں کا قافلہ کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔



جب ان بیکسوں کے اونٹ جناب مسلم بن عقیلؓ کی قبر کے قریب پہنچے تو
بیبیوں کو پتہ چلا کہ یہ جناب مسلمؓ کی قبر مبارک ہے تو اچانک رونے اور ماتم کرنے
کا شور بلند ہوا اور بیبیوں اور بچوں نے خود کو اونٹوں سے زمین پر گرا دیا۔ فَرَايْتُ
صَبِيَّةً يَبْكِي وَتَقُولُ اَهِ اَهِ وَالْقَتْلَ نَفْسَهَا مِنْ اَعْلَى الْبَعِيرِ۔ راوی کہتا ہے کہ میں
نے ایک بچی کو دیکھا کہ اس معصومہ کے سر کے بال کھلے ہوئے تھے اور اس کے
چہرے پر طمانچوں کے نشانات تھے وہ ماتم کرتی اور روتی پٹیتی ہوئی جناب مسلمؓ کی قبر
پر آئی اور خود کو قبر پر گرا دیا۔ میں نے پوچھا یہ بچی کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ جناب
مسلمؓ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہے اور یہ بی بی رو کر کہتی تھی يَا اَبَتَاهُ بَايَ عَيْنِي اَرِي
قَبْرَكَ اے مظلوم بابا میں کن آنکھوں سے آپ کی قبر دیکھوں۔

لَيْتَنِي كُنْتُ الْيَوْمَ غُمِيًّا كَاش آج میں اندھی ہوتی اور آپ کی قبر کو نہ
دیکھتی يَا اَبَتَاهُ قَتَلُوا اَحَاكَ الْحُسَيْنِ ظَمَانًا بابا جان آپ کے بھائی حسینؓ کو
انتہائی بے دردی کے ساتھ بھوکا پیاسا قتل کر دیا گیا ہے۔ وَيَسْلُبُونَنَا وَلَمْ يَتْرُكُوا
عَلَيَّ رُؤْسَنَا قِنَاعًا وَخِمَارًا جب یزیدی فوج امام حسینؓ کو قتل کر چکی تو پھر خيام
حسینیؓ کو لوٹنا شروع کر دیا ہماری چادریں چھین لی گئیں اور ہمیں قید کر کے لائے ہیں۔
يَا اَبَتَاهُ لَطْمُوا عَلَيَّ خُدُودِنَا بابا جان ان ظالموں نے ہم یتیم بچوں کے
منہ پر طمانچے مارے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے چہرے نیلے ہو چکے ہیں۔ بابا! کئی
دنوں سے ہمارے بھائی ہم سے جدا ہیں مجھے یقین تھا کہ وہ دونوں آپ کی قبر پر
بیٹھے ہوں گے لیکن میں یہاں پر ان کو نہ پا کر بہت پریشان ہوئی ہوں۔ نہ جانے وہ
کہاں ہیں کس حال میں ہیں۔ زندہ ہیں یا شہید ہو چکے ہیں؟ ثُمَّ اِغْتَنَقَتْ قَبْرَ اَبِيهَا
وَصَاحَتْ وَبَكَتْ حَتَّى غَشِيَتْ عَلَيْهَا پھر اپنے والد کی قبر سے لپٹ کر روئی اس

وَقَدْ سَأَلْتَنِي إِنْ أَسْأَلُكَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِهِ عَلَيْهَا أَوْ اسْأَلُكَ أَنْ تَتَصَدَّقَ بِهِ عَلَيَّ

مولانا عابد عسکری

لوٹ لو قَالَتْ زَيْنَبُ اَنَا وَاقِفَةٌ اِذْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ اَرَزَقُ الْعَيْنَيْنِ وَاَخَذَ كُلَّ مَا كَانَ عَلَيْنَا وَسَلَبَنِي مَا كَانَ عَلَيَّ جَنَابُ زَيْنَبُ فرماتی ہیں کہ میں کھڑی تھی کہ ناگاہ نیلی آنکھوں والا شخص آیا اور ہمارا اسباب لوٹ لیا اور ہمارے زیورات چھین لیے فَنَظَرَ اِلَى زَيْنِ الْعَابِدِينَ وَهُوَ مَطْرُوحٌ عَلَى نَطْعٍ مِنَ الْاَدِيمِ وَهُوَ عَلِيلٌ پھر اس شقی نے دیکھا میرے بھتیجے زین العابدین کی طرف کہ وہ بیمار مرض میں مبتلا ہے اور ایک چمڑے پر لیٹا ہوا ہے۔ فَجَذَبَ النَّطْعَ مِنْ تَحْتِهِ وَالْقَاهُ عَلَى التُّرَابِ اس شقی نے سید سجاد پر رحم نہ کھایا اور ان کے نیچے سے وہ چٹائی کھینچ لی اور ان کو زمین پر ڈال دیا قَالَتْ وَاتَى الشِّمْرُ لَعْنَهُ اللّٰهُ اِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ مُلْقَى عَلَى الْاَرْضِ وَاَرَادَ قَتْلَهُ جَنَابُ زَيْنَبُ فرماتی ہیں شمر ملعون آیا جناب امام زین العابدین کی طرف اور جناب اسی طرح زمین پر پڑے ہوئے تھے اور ان میں اٹھنے کی طاقت نہ تھی اس ظالم نے امام علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا کسی نے کہا ارے ظالم یہ بیمار ہیں مرض کی شدت کے باعث ان میں اٹھنے کی سکت بھی نہیں ہے لہذا انھیں کچھ نہ کہا جائے چنانچہ اس نے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لَعْنَهُ اللّٰهُ فَقُمْنَا اِلَيْهِ وَنَحْنُ مُلْطَمٌ بِوَجْهِهِ فَصَاحَ عَلِيٌّ مِنْ مَعِهِ اَحْرِقُوا النَّارَ حَوْلَ الْخِيْمَةِ پھر عمر سعد آیا اسے دیکھ کر ہم کھڑے ہو گئے اور غم شبیر میں ہم رو رہی تھیں اس شقی نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگا دو۔

فَقُلْتُ لَهُ يَا وَيْلَكَ تَكَلَّمْتَكَ اُمْتُكَ وَمَا كَفَاكَ مَا فَعَلْتَ بِاخِي الْحُسَيْنِ قَطَعْتَ رَأْسَهُ وَ نَهَبْتَ نِسَاءَهُ وَاَيْتَمَتِ اَطْفَالُهُ وَهَتَكَتِ سِتْرَ بَنَاتِ سُوْلِ اللّٰهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ وَتَرِيدُ اَنْ تُحْرِقَنَا فِي النَّارِ میں نے کہا تجھ پر تیری ماں اتم کرے تو نے میرے بھائی پر بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں اس پیاسے کا سر قلم کیا

سے سوال کیا کہ تجھ سے کہوں کہ اس کے بچے کو اس سے ملا دے۔ فَقَالَ يَابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ اَلَسْتُ اَسْتَحْيِيْ عَلَى هَذَا شَكَارَى نے عرض کی اے فرزند رسول؟ میں اس پر اعتماد نہیں کرتا کہ یہ صحرائی جانور ہے اس کا کیا اعتبار کہ اپنے بچے کو لے کر چلی جائے۔

قَالَ اِنِّي اَسْأَلُكَ اَنْ تَاْتِيَ بِهٖ اِلَيْهَا لِتُرْضِعَهُ وَنَرَدُّهُ اِلَيْكَ امام علیہ السلام نے فرمایا میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اسے بچہ دے دے تاکہ اسے دودھ پلا سکے۔ اس کی طرف سے میں ضمانت دیتا ہوں کہ یہ کہیں نہیں جائے گی۔ فَفَعَلَ الصَّيَادُ پس صیاد اس کا بچہ لے آیا فَلَمَّا رَاَتْهُ وَدُمُوعَهَا تَجْرِيْ جَوْهِيْ ہرنی نے اپنے بچہ کو دیکھا تو رونے لگی اس کے آنسو بہہ نکلے فَقَالَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ لِلصَّيَادِ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ اِلَّا وَهْبَتُهُ لَهَا امام علیہ السلام نے جوںہی اس ہرنی کی بے قراری دیکھی تو آپ نے فرمایا تجھے قسم ہے میرے حق کی یہ بچہ اس کو دے دے فَوْهَبَهُ لَهَا فَانْطَلَقْتُ مَعَ الْخَشْفِ وَهِيَ تَقُولُ صِيَادُ نے اس کو بچہ دے دیا اور وہ ہرنی خوش ہو کر اپنے بچے کو لے کر چلی گئی اور یہ کہہ رہی تھی۔ اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ الرَّحْمَةِ کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ سب سے زیادہ رحمت الہی کے مستحق ہیں اور آپ کے دشمن لعنت و بیزاری کے حقدار ہیں۔

بیاض فخری میں جناب زینب سے روایت ہے کہ جب امام مظلوم شہید ہوئے فَاَمَانًا عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ وَنَحْنُ وَخَوْفٌ نَتَأَلَّمُ عَلَى اخِي الْحُسَيْنِ وَجَسَّةٌ عَلَى الْاَرْضِ بِلَا رَأْسٍ عمر سعد آیا اور اس وقت ہم گریہ و ماتم کر رہے تھے اور میرے بھائی حسین کی لاش زمین پر پڑی ہوئی تھی وَاَمَرَ عَلَيْنَا الْعَسْكَرُ بِالنَّهْبِ اتنے بڑے مظالم کے باوجود عمر سعد شقی نے ہم پر رحم نہ کھایا اور حکم دیا کہ خیام حسینی کو

بے ہوش ہو گئے اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔ جب اہل بیتؑ نے امام علیہ السلام کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھا تو سب اہل حرم نے اپنے آپ کو اونٹوں سے گرا دیا اور دامصیحاہ کی فریاد بلند کرنے لگیں۔

جناب زینبؑ دوڑ کر اپنے بیمار بھتیجے سے لپٹ گئیں اور ان کے سر کو بغل میں لے کر مدینہ کی طرف منہ کر کے بولیں وَاجِدَاهُ وَعَلِيَّاهُ وَافَاطِمَاهُ وَاحْسَنَاهُ ہم پر جو ظلم ہوا ہے وہ آج تک کسی پر نہیں ہوا یزیدی فوج ہم پر جتنا جتنا ظلم کر سکتی تھی کرتی رہی اور اب حسینؑ کا بیمار اور قیدی بیٹا زمین پر تڑپ رہا ہے۔



اور ان کے اہل حرم کو لوٹا، ان کے بچوں کو یتیم کیا، دختر ان رسول کے سروں سے چادریں اتاریں اب تو خیموں کو آگ لگانا چاہتا ہے؟ تو روز قیامت ہمارے نانا اور بابا کو کیا جواب دے گا۔ فَوَلَّى وَجْهَهُ وَلَمْ يُودَّ جَوَابًا پس اس شقی نے منہ پھیر لیا اور جواب نہ دیا۔

منقول ہے کہ خیام حسینی جلا دیے گئے اور اہلبیتؑ رسول کو بے پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا اور عابد بیمار کے دونوں ہاتھ رسی سے باندھے گئے۔ اس کے بعد کوفہ کو روانہ ہو گئے ناگاہ جناب شہر بانو کی نظر اپنے بیمار بیٹے پر پڑی کہ ملعون ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو زور سے کھینچتا ہے اور وہ بیمار ضعف اور کمزوری کی وجہ سے نہیں چل سکتا، شہر بانو نے فرمایا ماں تجھ پر قربان ہو جائے سیکنہ پیاسی ہے اس کے لیے کہیں سے پانی کا بندوبست کرو امام زین العابدینؑ نے رو کر کہا کہ اماں میں پانی کہاں سے لاؤں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ سَكِينَةُ كَلَامَ أَخِيهَا فَتَنَظَّرَتْ إِلَيْهِ بَكَتْ بَكَاءً شَدِيدًا جب سیکنہ نے اپنے بھائی کی آواز کو سنا تو سر اٹھا کر اپنے بھائی کی حالت دیکھی تو بے اختیار رو پڑی اور بولی اے ظالمو! تم نے آل رسولؐ پر کس قدر مظالم کیے ہیں ان کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان میں چلنے کی طاقت نہیں ہے راوی کہتا ہے ایک ملعون آیا اس نے سیکنہ کو نیزہ دکھا کر کہا کہ چپ رہ اس کے خوف سے حسینؑ کی یتیم بیٹی سہم کر چپ ہو گئی یہ دیکھ کر جناب سجادؑ سیکنہ کی طرف آنے لگے تو ضعف و نقابت کی وجہ سے آپ کے پاؤں کاٹنے لگے اور آپ زمین پر گر پڑے اور جس لعین کے ہاتھ میں رسی تھی اس نے کھینچا اور آپ کی پشت مبارک پر ایک تازیانہ مارا کہ آپ درد سے تڑپ گئے اور آپ کا پیرا بہن مبارک پارہ پارہ ہو گیا اور آپ

رُوی أَنَّ جَبْرِئِلَ کَثِیْرًا مَا یَنْزِلُ فِیْجِدُ الزُّهْرَاءَ نَائِمَةً وَالْحُسَیْنَ فِیْ مَهْدٍ یَبْکِیْ. منقول ہے جناب جبرئیلؑ اکثر نازل ہوتے تھے اور دیکھتے تھے کہ جناب سیدہ گھر کے کام کاج کی وجہ سے تھک کر سو گئی ہیں اور امام حسینؑ جھولے میں رو رہے ہیں فَجَعَلَ یُنَاغِیْهِ فَالْتَفَتَ فَمَا تَرَى اَحَدًا پس جبرئیلؑ جھولا جھلاتے تھے اور لوریاں دیتے تھے پس جناب سیدہ بیدار ہوتی تھیں تو لوری کی آواز آ رہی ہوتی تھی مگر نظر کوئی نہ آتا تھا فَاخْبَرَهَا النَّبِیُّ اِنَّہٗ كَانَ جَبْرِئِلُ جناب سیدہ یہ ماجرہ اپنے والد گرامی حضرت رسول اکرمؐ کی خدمت میں بیان کرتی تھیں تو آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ وہ جبرئیلؑ ہیں کہ تمہارے فرزند کا جھولا جھلاتے ہیں اور لوریاں دیتے ہیں۔

مومنین کرام!

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ یہ ہے کہ خداوند کریم نے ان کی محبت تمام مخلوقات پر واجب کی ہے بلکہ خود خالق ارض و سماء امام حسینؑ سے محبت رکھتا ہے جیسا کہ ہر نبی کے بچہ کا بھیجنا عید کی راتوں جنت سے کپڑوں کا آنا اور گوہر کے دو ٹکڑے ہونا اور بھی بہت سے واقعات ہیں جس میں جناب امام حسینؑ کی خوشی اور رضا کو کائنات کی ہر چیز سے ترجیح دی گئی ہے۔

منقول ہے کہ جناب رسول خدا نماز میں مشغول تھے کہ فرزند حیدر کراڑا امام حسینؑ ان کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے راوی کہتا ہے کہ جب سجدے کو طول ہوا تو میں نے سر اٹھایا کہ دیکھوں تو سہی کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ فَاِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی کَتِفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں نے دیکھا کہ جناب امام حسینؑ اپنے نانا جان کی پشت پر سوار ہیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ نے طول سجدہ کی وجہ پوچھی قَالَ

روایت نمبر



امام حسینؑ کا جھولا جھلانے کے لیے جبرئیل امینؑ کا آنا اور امام حسینؑ کا حالت نماز اپنے نانا جان حضرت رسولؐ خدا کی پشت اقدس پر سوار ہونا اور اپنے پیارے نواسے کی تھوڑی سی پریشانی جناب سرور کائناتؐ کا گریہ کرنا جناب حسینؑ کا تھوڑی دیر کے لیے جھولے سے روپوش ہونا اور جناب سیدہؑ کا بے چین ہونا اور خاتون جنت کا اپنے پیارے حسینؑ کی لاش پر آنا اور درد انگیز بین کرنا۔



مولانا عابد عسکری

اسے اٹھایا۔ فَقَبَّلَهُ وَصَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ ثُمَّ أَقْعَدَهُ، فَبِئْسَ جَنْبًا لِّهِ حَسْبُ بْنُ حَسْبٍ
سے پیار کیا اپنی چھاتی سے لگایا پھر گود میں بٹھالیا میں نے حسینؑ کو اس نیت سے
اٹھانا چاہا کہ بچہ ہے شاید اپنے نانا جان کے کپڑے خراب نہ کر دے جناب رسول
اکرمؐ نے فرمایا اے اُم الفضل تجھے کیا خبر کہ یہ بچہ کون ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ
افراد میں سے ہے۔

مومنین کرام!

ذرا سوچئے تو سہی کہ اس وقت جناب رسول خدا کا کبا مال ہوتا جب اپنے
پیارے حسینؑ کو علی اکبرؑ کی لاش پر روتے اور یہ کہتے ہوئے دیکھتے کہ یَا بُنَّیَّ عَلَیَّ
الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا اے میرے فرزند تیرے بعد اس دنیا اور زندگانی دنیا پر خاک
ہے اور کبھی لاش عباسؑ پر رو کر فرماتے تھے وَأَخَاهُ وَاعْبَاسَاهُ الْآنَ انْكَسَرَ ظَهْرِي
ہائے میرے بھائی عباسؑ تیری موت سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔

دوسری ہستی جو امام حسینؑ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں وہ جناب سیدہ
تھیں جس طرح انھوں نے اولاد کی پرورش کی ہے اور اولاد کے لیے جتنی قربانیاں
اس بی بی نے دی ہیں اتنا کس نے نہیں دیں آپؐ شب و روز اپنے بچوں اور بچیوں
کی تعلیم و تربیت اور خدمت میں مصروف رہتی تھیں۔ خود تو فاقوں میں رہتی تھیں لیکن
اپنے بچوں کی تھوڑی سی بھوک پیاس برداشت نہ کرتی تھیں۔

جناب سیدہ کو حسینؑ سے بہت زیادہ محبت تھی ان کے بغیر ایک پل نہیں
رہتی تھیں۔ رَوَى أَنَّهُ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ يَوْمًا بِأَكِيَّةٍ مَّنْقُولَةٍ هِيَ
ایک روز جناب سیدہ اپنے والد گرامی جناب رسول اکرمؐ کے پاس روتے ہوئے
آئیں قَالَ مَا يَكِيكِ يَا فَاطِمَةُ قَالَتْ أَلَاكَ فَقَدْ الْحُسَيْنُ عَنِ الْمَهْدِ آپؐ نے

نَزَلَ جِبْرِئِيلُ عَلَى وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لَا تَرْفَعُ رَأْسَكَ
مَا دَامَ ابْنُكَ عَلَى رَقَبَتِكَ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسینؑ میری پشت پر
تھا کہ جبرئیلؑ آئین نازل ہوئے اور کہا اے رسول خدا خداوند عالم نے فرمایا کہ
اگرچہ آپؐ حسینؑ کو بہت پیار کرتے ہو مگر ہم آپؐ سے بھی زیادہ اس سے محبت
کرتے ہیں ہماری خوشی اسی میں ہے کہ جب تک حسینؑ آپؐ کی پشت پر ہے آپؐ
سجدہ میں رہیں لیکن افسوس صد افسوس امت پیغمبرؐ نے نواسہ رسولؐ کے ساتھ کیا کیا
سلوک کیا ان کا سرتن سے جدا کیا اور اس شہید انسانیت کا سر نیزہ پر نصب کر کے شہر
بہ شہر پھرایا دروازوں اور درختوں کے ساتھ لٹکایا گیا۔

مومنین لکھتے ہیں کہ دو ہستیاں ایسی ہیں کہ جن کو حسینؑ ابن علیؑ سے بہت
زیادہ محبت تھی ایک تو جناب رسول خدا ہیں اور دوسری جناب فاطمہ زہراؑ جناب
رسول خدا کی محبت کا تو یہ حال تھا ایام طفلی میں ان سے حسینؑ کا رونا نہ دیکھا گیا۔
ابلی سعادات سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا بی بی عائشہؓ کے
گھر سے نکلے جب جناب سیدہ کے دروازہ پر پہنچے تو حسینؑ کے رونے کی آواز سنی
آنحضرتؐ جلدی سے اپنی بیٹی کے گھر آئے اور فرمایا يَا فَاطِمَةُ سَكِينِيهِ أَلَمْ تَعْلَمِي
أَنَّ بُكَائِهِ يُؤْذِنُنِي أَيْ فاطمہ حسینؑ کو چپ کراؤ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ مجھے اس
بچے کے رونے سے تکلیف ہوتی ہے پھر آنحضرتؐ نے اپنے پیارے نواسے کو اٹھا
کر سینے سے لگایا اور پیار کیا اور اپنے رومال سے حسینؑ کے آنسو صاف کیے۔

کتاب نہایہ میں لکھا ہے کہ اُم الفضل دایہ امام حسینؑ بیان کرتی ہیں کہ
ایک روز جناب رسول خدا میرے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بیٹے
حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ حسب الارشاد میں حسینؑ کو لے آئی آپؐ نے

پڑے اور عرض کی ہَذَا وَلَدُكَ الْحُسَيْنُ یہ آپ کے بیٹے کا بیٹا ہے اس کا نام علی اصغر سے جناب سیدہ نے ایک چیخ ماری اور کہا وَأَوْلَدَاهُ وَأَمْهَجَةٌ فَوَادَهُ بَائِٹَا ہائے میرا پارہ دل یَعِزُّ عَلٰی أَمِّكَ الْحَزِينَةِ الْمَظْلُومَةِ أَنْ تَرَكَ فِي الثَّرَابِ مُخَضَّبًا بِالْدِمَاءِ تیری مظلومہ ماں پر بہت دشوار ہے کہ تجھے زمین پر خون میں غلطاں دیکھے۔

وَعَزَّ عَلٰی جَدَّتِكَ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ أَنْ تَرَكَ فِي هَذَا الْحَالِ۔ اے بیٹا تیری دادی فاطمہ زہرا پر بہت شاق ہے کہ تجھے اس حال میں دیکھے کہ تو تیرے شہید ہو کر خاک پر پڑا ہے پھر بی بی نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔
اے اصغر کاش تجھے جناب حیدر کرار اس حال میں نہ دیکھیں کہ تیری ننھی سی لاش خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑی ہوئی ہے۔

جو مصیبت تجھ پر نازل ہوئی ہے وہ جناب علی ابن طالبؑ پر بہت سخت ہے اے میرے اصغر اگر میں دنیا میں ہوئی تو تیرے غم میں مجلس عزاء برپا کرتی، مومنین کرام یقین کیجئے کہ جب آپ لوگ شہدائے کربلا کی یاد میں مجالس عزاء کو منعقد کراتے ہیں تو بانیاں مجالس اور ذاکرین و واعظین اور مومنین و مومنات پر جناب سیدہ کی روح اقدس خوش ہوتی ہے اور ان سب کو دعائیں دیتی ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جن کو جناب سیدہ دعائیں دیں۔

جانا میں نے اے میرے پیارے! تیرے ننھے سے ہونٹ پیار کے قابل تھے لیکن ظالموں نے ان کو تیرے چھلنی کر دیا ہے۔ اے اصغر تو تو ابھی بہت چھوٹا تھا لیکن ظالموں نے تجھ پر رحم نہ کیا اور تیرے ننھے سے گلے کو ذبح کر ڈالا یہ کام تو یہود و نصاریٰ سے بھی نہ ہوتا جو ان کلمہ گو مسلمانوں نے کیا ہے۔

فرمایا پیاری بیٹی تو کیوں رو رہی ہے؟ جناب سیدہ نے عرض کی بابا جان رو اس لیے رہی ہوں کہ میرا نورِ نظر حسینؑ جھولے میں سے گم ہو گیا ہے فَاسْتَعْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ یہ سن کر محبوب خدا بھی مضطرب ہوئے اور آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے ناگاہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور بولے اے رسول خدا! آپ غمگین نہ ہوں امام حسینؑ جب سے پیدا ہوئے ہیں حاملانِ عرش ان کی زیارت کے مشتاق ہیں ان فرشتوں نے بارگاہِ الہی میں عرض کی کہ ہمیں زیارتِ حسینؑ سے مشرف فرما اور فرزندِ حیدر کرارؑ کو آسمان پر لایا جائے تاکہ تمام حاملانِ عرش الہی اس نبیؐ بروجِ امامت کی زیارت سے سرفراز ہوں اب وہ اپنے گہوارہ میں موجود ہیں جناب سیدہ سے کہیے کہ جا کر اپنے نورِ عین کو اٹھالیں یہ سن کر جناب سیدہ جلدی سے آئیں اور اپنے حسینؑ کو اٹھا کر گلے سے لگایا اور پیار کیا۔

بیاض فخری میں منقول ہے کہ إِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ لَمَّا نَزَلَتْ إِلَى أَرْضِ كَرْبَلَا وَمَعَهَا جِبْرِئِيلُ وَالْمَلَايِكَةُ جناب فاطمہ زہراؑ اپنے بیٹے کی شہادت کے بعد غلہ بریں چھوڑ کر کربلا تشریف لائیں جناب جبرئیلؑ دوسرے فرشتوں سمیت ان کے ساتھ تھے وَتَنَادَى مِنْ قَلْبِ حَزِينٍ وَلَدَاهُ وَأَقْرَبَ عَيْنَاهُ وَائْتَمَرَةُ فَوَادَهُ جناب سیدہ کی حالت اپنے بیٹے کے غم میں نہایت متغیر تھی اور قلبِ حزیں اور غمناک دل سے فریاد کر رہی تھیں اور فرماتی تھیں ہائے میرے فرزند ہائے میرے حسینؑ ابھی جناب سیدہ نوحہ و زاری کر رہی تھیں۔ إِذَا وَقَعَ نَظْرُهَا عَلَى طِفْلِ فِي الْقِمَاطِ مَذْبُوحٍ وَعَلَى الْأَرْضِ مَطْرُوحٍ اچانک ان کی نگاہ قتل گاہ میں ایک معصوم بچے کی لاش پر پڑی کہ اس کی ننھی سی گردن کو کند خنجر سے جدا کیا گیا تھا۔

فَبَكَى جِبْرِئِيلُ مِنْ كَلَامِهَا وَقَالَ لَهَا یہ سن کر جناب جبرئیلؑ میساختہ رو

ہوا؟ وہ مجھے ان لاشوں میں نظر نہیں آ رہا قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَهَا بَكَى وَبَكَتِ الْمَلَأَنِكَةُ راوی کہتا ہے جب جبرائیل نے جناب فاطمہ زہراؑ کا کلام سنا تو بیباکتہ رونے لگے ان کو دیکھ کر سب فرشتے رو پڑے فَاتَى بِهَا جِبْرِئِيلٌ عَلَى جُنَّةِ الْحُسَيْنِ پس جبرائیل روتے ہوئے جناب سیدہ کو امام حسینؑ کی لاش پر لے آئے جہاں شہزادہ کوئین جناب امام حسینؑ قبلہ رخ ہو کر خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑے تھے جبرائیل نے کہا کہ اے سیدہ عالم یہاں آپ کے بیٹے جناب حسینؑ کی لاش ہے فَلَمَّا نَظَرَتْهُ الزَّهْرَاءُ صَاحَتْ وَوَلَدَتْهُ وَأَحْسِنَاهُ جب جناب فاطمہؑ نے اپنے پیارے حسینؑ کو اس حالت میں دیکھا تو اس وقت بی بی نے چیخ ماری اور روتے اور ماتم کرتے ہوئے کہا۔ یا وَلَدِي مَنْ قَطَعَ رَأْسَكَ الشَّرِيفَ يَا وَلَدِي مَنْ رَضَّ صَدْرَكَ الْعَفِيفَ۔ اے میرے حسینؑ تیرے سر کو کس نے تلوار سے قلم کیا ہے تیرے پاکیزہ سینے کو کس نے ریزہ ریزہ کیا ہے اے میرے پیارے بیٹے کس ظالم و سنگم نے تمہاری یہ حالت کی ہے آہ۔ کاش یہ کرناک منظر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتی۔

ثُمَّ أَنَهَا رَمَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ وَبَكَتْ وَحَنَّتْ وَأَنْتَ وَجَعَلْتَ تَقُولُ یہ کہہ کر جناب سیدہ نے خود کو اپنے بیٹے امام حسینؑ کی لاش پر گرا دیا اور زخمی جسم پر اپنا منہ ملنے لگیں اور کبھی با واز بلند روتی تھیں اور کبھی بین کر کے بیتابی سے روتی تھیں اور کہتی تھیں اِنِّیْ حُسَيْنٌ مَا ظَنُّهُمْ لَا يَعْرِفُوكَ وَمِنْ الْفُرَاتِ الْقَوْمُ مَنَعُوكَ اے حسینؑ کیا سمجھے یہ ظالم کہ تجھے نہ پہچانا اور آب فرات کو تجھ سے روکے رکھا فَدَرَيْتُ بَعْدِي يَذْبَحُوكَ وَبَعْدَ الذَّبْحِ عَلَى الْأَرْضِ يَرْمُونَكَ اے فرزند میں نے جانا کہ میرے بعد تجھے ذبح کیا گیا اور ذبح کرنے کے بعد تجھے

ثُمَّ صَاحَتْ حَوْلَهُ سَاعَةً زَمَانِيَّةً وَهِيَ تَنَادَى پھر کافی دیر تک جناب سیدہ لاشہ اصغرؑ پر دھاڑیں مار کر روتی رہیں اور فریاد کرتی تھیں وَأَوَّلَدَهُ هَكَذَا صَدَرَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِنَا افسوس کہ ہمارے بعد ظالموں نے تجھ پر یہ ظلم کیا جناب سیدہ ابھی مصروف ماتم تھیں کہ آپؑ کی نگاہ مقتل گاہ پر پڑی فَإِذَا هِيَ تَرَى شَابًا مَخْضُوبَ الْيَدَيْنِ بِالِدَّمَاءِ وَمَطْرُوحَ عَلَى الرَّمْضَاءِ پس ناگاہ ایک نوجوان کی لاش کو دیکھ کہ اس کے ہاتھ خون میں تر تھے اور اس کی لاش کے ٹکڑے زمین پر پڑے ہوئے تھے۔

فَقَالَتْ يَا عَمَّ مِنْ هَذَا الشَّابِّ الْمُتَحَنِّنِ بِدَمِهِ جناب فاطمہؑ زہراؑ نے اس لاشہ کو دیکھ کر بہت زیادہ پریشان ہوئیں اور پوچھا کہ اے جبرائیلؑ یہ نوجوان کون ہے جس کے ہاتھ مہندی کی بجائے خون سے رنگین ہیں۔

یہ سن کر جبرائیلؑ رونے لگے اور بولے اے میری آقا زادی فَقَالَ هَذَا ابْنُ الْحَسَنِ هَذَا الْقَاسِمُ یہ آپؑ کے بڑے صاحبزادے جناب امام حسنؑ کا لخت جگر شہزادہ قاسمؑ ہے۔ بی بی نے ایک چیخ ماری اور بین کرتے ہوئے کہا۔ وَأَوَّلَدَاهُ وَأَقَاسِمَاهُ وَأَقِيلَاهُ ہائے میرا بیٹا ہائے قاسمؑ ہائے اے شہید راہ خدا یا وَلَدِي اَيْنَ ابْنُكَ الْحَسَنُ الْمُسْتَمُومُ يَرَاكَ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ اے بیٹا قاسمؑ تمہارے والد حسنؑ مجتبیٰ کہاں ہیں وہ تجھے اس حال میں دیکھتے تھے ثُمَّ قَلَّتْ يَا جِبْرِئِيلُ اَيْنَ وَالِدِي الْحُسَيْنُ اَيْنَ قُرَّةُ عَيْنِي اَيْنَ ثَمَرَةُ مَوَادِي جب ذرا افاقہ ہوا تو بولیں اے جبرائیلؑ یہ تو بتائیں کہ میرا فرزند حسینؑ کہاں ہے۔

الَيْسَ قُتِلَ فِي هَذَا الْمَكَانِ مَعَ أَهْلِيَّتِهِ فَلَمْ أَرَهُ يَا جِبْرِئِيلُ بَيْنَ الْقَتْلَى اے جبرائیلؑ مجھے اپنا پیارا بیٹا حسینؑ نظر نہیں آ رہا کیا وہ یہاں پر شہید نہیں

بے گور و کفن زمین پر ڈال دیا۔

تَمَنِّیْتُ اَنْ جَدَّكَ وَابَاكَ

یَوْمَ طَفَّ یَا حُسَیْنُ حَضْرَاكَ

اے حسین تمہارے نانا جان والد گرامی آپکے ہیں اور تو زمین پر پڑا ہوا ہے پھر رو کر کہا اے بابا رسول خدا قَتَلُوا الْحُسَیْنَ بَارِضٍ كَرْبَلَاً وَحَیْدًا فَرِیْدًا آپ کی امت نے میرے حسین کو کربلا میں اس وقت قتل کیا ہے جب حسین کے ساتھی عزیز شہید ہو چکے تھے۔ افسوس صد افسوس تیری مظلومیت پر اے میرے لال تُم بَكَتْ حَتَّى غَشِیَتْ عَلَیْهَا پھر اس قدر روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں اور اپنے بیٹے کی لاش پر گر پڑیں جب غش سے افاقہ ہوا تو جبریل امین آئے اور جناب سیدہ کو تسلیاں دیں اور انھیں واپس آسمان پر لے گئے اس وقت جناب فاطمہ بے چین ہو کر فرماتی تھیں وَدَعْتُكَ اللّٰهُ یَا فَرَّةَ عَیْنِی اے میرے نور چشم اے میرے حسین تجھے خدا کے حوالے کرتی ہوں اس کے بعد جناب سیدہ روتے ہوئے خلد بریں کی طرف تشریف لے گئیں جاتے وقت یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں۔ وَمَا ظَلَمْنَا هُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

یعنی کہ ان ظالموں نے ہم پر ظلم کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے انہوں نے ہم مظلوموں پر ظلم کر کے جہنم خریدی ہے۔



روایت نمبر



حبشی کے کئے ہوئے ہاتھ کو جناب علی علیہ السلام کا ملانا، سنگریزوں کا چمکتے دیکھتے ہوئے جواہرات اور ہیروں میں بدل جانا سرزمین کربلا پر معجزوں کا ظہور جمال لعین کا جناب مظلوم کربلا کے دونوں ہاتھوں کو قتل کرنا جناب رسول خدا جناب علی مرتضیٰ حضرت سیدہ جناب حسن مجتبیٰ کا کربلا میں لاش حسین پر تشریف لانا اور گریہ و ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

کیا گیا ہے یا بنی قتلوک وَمِنْ شَرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوكَ ہائے بیٹا ظالموں نے تجھے قتل کیا اور پانی کہ جسے جنگل کے تمام جانور پی سکتے تھے لیکن تجھے اور تیرے اہلیت کو پانی سے محروم کر دیا گیا یہ آوازن کر جمال لعین ڈر گیا اور شہداء کی لاشوں میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ وَإِذَا بَلَغْتَ نَفَرَ وَامْرَأَةٌ حَوْلَهُمْ خَلَّائِقٌ وَقُوفٌ قَدِ امْتَلَأَتِ الْأَرْضُ بِصُورِ النَّاسِ وَأَجْنَحَةِ الْمَلَائِكَةِ ناگاہ تین مرد اور ایک خاتون لاش حسین پر آئے بے شمار لوگ اور افواج ملائکہ ان کے ہمراہ تھے لیکن سب لوگ ماتمی لباس میں تھے۔ راوی کہتا ہے کہ مردوں میں سے ایک رسول خدا تھے دوسرے علی مرتضیٰ تیسرے حسن مجتبیٰ تھے اور وہ خاتون خاتون جنت جناب فاطمہ زہرا تھیں خدا جانے ان کا اس وقت کیا حال ہو گا جب میدان کربلا میں آئے ہوں گے اور جب شہداء کی لاشوں کو دیکھا ہو گا پھر انتہائی دکھ اور غم کی بات یہ ہے کہ ان لاشوں کے سر قلم کیے گئے تھے اور جناب علمدار کا ایک طرف سر قلم کیا گیا تھا دوسری طرف ان کے بازو بھی تلوار سے کاٹ دیے گئے تھے پھر یزیدیوں نے لاشوں پر گھوڑے دوڑا کر ان کو پامال کیا۔ جب ان ہستیوں نے اپنے جگر گوشوں کو اس حالت میں دیکھا تو روتے اور ماتم کرتے ہوئے کہا۔ يَا اِبْنَاهُ يَا مَقْتُولًا هَ هَ ہائے بیٹا ہائے شہید راہِ خدا فِذَاكَ جَدُّكَ وَأَبُوكَ وَأُمُّكَ وَأَخُوكَ قربان ہو تجھ پر اے حسین تمہارا نانا، تمہارا والد، تمہارا بھائی اور تمہاری والدہ۔

وَإِذَا بِالْحُسَيْنِ قَدْ جَلَسَ وَرَأْسُهُ عَلَى بَدَنِهِ ناگاہ جناب امام حسینؑ معجزانہ طور پر اٹھ بیٹھے اور تن پر سراقہ واپس آ گیا اور عرض کرنے لگے يَا جَدَّاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَيَا اَتْبَاءَ وَيَا اُمَاهُ وَيَا اِخَاهُ عَلَيْكُمْ مَنَى السَّلَامُ ثُمَّ بَكَى اے نانا جان اے بابا، اے اماں، اے بھائی آپ پر حسینؑ کا سلام پہنچے یہ کہہ کر امام مظلوم

اپنے والد گرامی سے اس کا تذکرہ کیا۔

فَبَعَثَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَعَادِهِ عِنْدَهُ فَقَالَ إِمَامٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ كَيْسِي كُو
بھیجا کہ اسے بلا کر لے آئے جب وہ حبشی جناب امیرؑ کے سامنے آیا تو حضرت نے فرمایا قَطَعْتُكَ وَأَنْتَ تَمْدَحُنِي اے حبشی تعجب ہے کہ میں نے تو تیرے ہاتھ کاٹے ہیں اور تو میری تعریف کرتا ہے فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّكَ طَهَّرْتَنِي اس نے عرض کی آقا آپؑ نے مجھے گناہوں سے پاک کیا ہے میں آپؑ کی کیونکر تعریف نہ کروں۔

وَأَنَّ حُبَّكَ قَدْ خَالَطَ لَحْمِي وَدَمِي فَلَوْ قَطَعْتَنِي إِزْبَا إِزْبَا لَمَّا ذَهَبَ
حُبُّكَ مِنْ قَلْبِي مولا آپؑ کی محبت میرے رگ و پے میں بس گئی ہے آپؑ نے میرا ہاتھ کاٹا تو کیا ہوا آپؑ میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں تو بھی آپؑ کی محبت میرے دل سے نہ نکل سکے گی۔ فَذَعَا لَهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَوَضَعَ الْمَقْطُوعَ عَلَى مَوْضِعِهِ فَصَحَّ وَصَلَحَ كَمَا كَانَ جب امام علیہ السلام نے اس کا کلام سنا تو دست دعا بلند کر کے اس کی شفا یابی کے لیے دعا کی اور اس کا ہاتھ زخم سے ملا دیا وہ اس وقت تندرست ہو گیا یوں لگتا تھا کہ جیسا کہ اس کے ہاتھ کو کچھ بھی نہ ہوا تھا آہ امام علی علیہ السلام کو ایک حبشی کے ہاتھ کاٹنا گوارا نہ تھا لیکن ان کے بعد ظالموں نے اس کے فرزند امام حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا ان کی شہادت کے بعد ان کے دونوں بازو کاٹے گئے اس نے کمر بند اتارنے کی کوشش کی وَإِذَا بَغْلُفْلَةٍ عَظِيمَةٍ وَبُكَاءٍ وَلَحْيِبٍ وَنِدَاءٌ ناگاہ صحرا سے بلند آواز کے ساتھ رونے کی آواز بلند ہوئی وَقَائِلٌ يَقُولُ وَإِنَّا هَ وَامَقْتُولَا هَ وَإِذَا بِيحَاهُ وَحُسَيْنَاهُ ان رونے والوں میں سے ایک شخص کہتا تھا ہائے میرا بیٹا، ہائے میرا شہید، ہائے میرا وہ بیٹا کہ جسے ذبح

وَالنَّبِيَّ وَعَلَىٰ وَالْحُسَيْنَ يَمْسُونَ نَحْوَرَهُمْ وَصُدُورَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ
جناب رسول خدا، جناب علی مرتضیٰ اور جناب حسن مجتبیٰ مظلوم کر بلا کا خون لے کر
اپنے گلے سینے اور ہاتھوں پر ملتے تھے اور میں نے سنا جناب رسول خدا رو رو کر
فرماتے تھے۔ فِذَاكَ يَا حُسَيْنُ يَغُزُّ وَاللَّهِ عَلَيَّ أَنْ أَرَاكَ مَقْطُوعَ الرَّأْسِ
مُرْمِلُ الْجَبِينِ وَأَنْتَ طَرِيحُ مَقْطُوعِ الْيَدَيْنِ قربان ہو آپ پر اے حسینؑ واللہ
بہت دشوار ہے مجھ پر کہ تجھے اس حال میں دیکھوں کہ تیرا سرتن سے جدا ہے اور
تیری پیشانی خون سے رنگین ہے اور تیری لاش خاک و خون میں غلطاں ہے۔

يَا بُنَيَّ مَنْ قَطَعَ يَدَكَ الْيُمْنَى وَتَنَى بِالْيُسْرَى اے فرزند میرے بعد
ظالموں نے تجھ پر کس طرح کا ظلم کیا ہے کہ تیرے دایاں ہاتھ کو کاٹا اور اس پر اکتفاء
نہ کی اور تیرا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا جناب امام حسینؑ نے عرض کی نانا جان مجھ پر
یہ ظلم ایک شتر بان نے کیا ہے وہ شقی میرے ساتھ مدینہ سے آیا تھا جب وہ میرے
آزار بند کو دیکھتا تھا تو آرزو کرتا تھا کہ یہ وہ لے لے اس سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ
اس قدر بھی جرات کر سکتا ہے۔

فَلَمَّا قُتِلْتُ خَرَجَ يَطْلُبُنِي مِنْ بَيْنِ الْقَتْلَى پس نانا جان جب ظالموں
نے مجھے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا اور میرے سر کو نیزہ پر آویزاں کیا اور میرا
جسم خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑا رہا۔ وہ شقی میری تلاش میں نکلا اور ان
لاشوں میں میری لاش کو ڈھونڈنے لگا۔ فَوَجَدَنِي جُفَّةً بِلَا رَأْسٍ جب اس نے
میری لاش کو سر کے بغیر پایا تو اس نے ازار بند کو جدا کرنے کا ارادہ کیا۔ وَكُنْتُ
عَقْدَتُهَا عُقْدًا كَثِيرًا اور میں نے اس کو بہت سی گرہیں لگا دی تھیں۔ فَضْرَبَ إِلَى
النَّالَةِ يَدَهُ، فَحَلَّ عُقْدَةً مِنْهَا پس اس لعین نے ہاتھ بڑھا کر ایک گرہ کھولی فَمَدَّدَتْ

اپنی ہیکسی و مظلومیت پر بہت روئے اور بولے يَا جَدَّاهُ قَتَلُوا اللَّهَ رَجُلَانَا وَسَلَبُوا
وَاللَّهِ نِسَاءَنَا. نانا جان آپ کی اُمت نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہمارے
اہلیت کو لوٹا يَا جَدَّاهُ ذَبَحُوا أَطْفَالَنَا وَنَهَبُوا أَمْوَالَنَا. نانا جان ان ظالموں نے
میرے بچوں کو ذبح کیا اور تبرکات رسول کو لوٹا يَا جَدَّاهُ يَغُزُّ وَاللَّهِ عَلَيْكَ أَنْ تَرَى
حَالَنَا وَمَا فَعَلُوا الْكُفَّارُ بِنَا نانا جان بہت دشوار ہے آپ پر کہ آپ دیکھیں میرا
حال کہ کفار نے مجھ پر کیسے ظلم ڈھائے ہیں وَإِذَا هُمْ قَدْ جَلَسُوا حَوْلَهُ
يَبْكُونَ عَلَى مُصِيبَتِهِ اور وہ سب ہستیاں امام حسینؑ کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رو
رہی تھیں۔

وَفَاطِمَةُ تَقُولُ يَا أَبَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَرَى إِلَى فَعَلْتَ أُمْتُكَ
بَوْلَدِي اور جناب سیدہ رو کر فرماتی تھیں بابا جان آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کافروں
نے میرے بیٹے پر کیسے مظالم کیے ہیں۔ أَمَّا ذُنِّي لِي أَنْ أَخَذَ مِنْ دَمِ شَيْبَتِهِ
فَاخْضَبَ بِهِ نَاصِيَتِي بابا جان آپ اجازت دیں تو میں اپنی پیشانی خون حسینؑ سے
رنگین کر لوں اپنے بیٹے کی ریش مبارک کے خون کو اپنے سر پر لگا لوں وَالْقَهْیَ اللَّهُ
عَزَّوَجَلَّ وَأَنَا مَخْضُوبَةٌ بِدَمِ وَلَدِي الْحُسَيْنِ پروردگار عالم سے اس حال میں
ملاقات کروں کہ خون حسینؑ میری پیشانی پر لگا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جو تمہارے
جی میں آئے ویسا کرو وَأَنَا أَخَذَ أَيْضًا مِنْ دَمِ وَلَدِي الْحُسَيْنِ اور میں بھی حسینؑ کا
خون پاک لے کر اپنی داڑھی اور سر پر ملتا ہوں پس جمال لعین کہتا ہے۔ فَرَأَيْتَ
يَاخُذُونَ مِنْ دَمِ شَيْبَتِهِ وَتَمَسَّحُ بِهِ فَاطِمَةُ نَاصِيَتِهَا میں نے دیکھا کہ وہ خاصان
خدا حسینؑ کی ریش مقدس کا خون لیتے تھے اور جناب فاطمہؑ اسے اپنی پیشانی پر ملتی
تھیں۔

روایت نمبر



جناب امیر علیہ السلام کا حال رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا، شہادت امام کے بعد ایک ظالم کا امام مظلوم کی انگی کا کٹنا، امام علیہ السلام کے سراقس کا جسم کے ساتھ جڑنا اور مجرمانہ طور پر امام علیہ السلام کا اپنے نانا جان والد گرامی والدہ ماجدہ اور شہید بھائی کے ساتھ بات چیت کرنا۔



مولانا عابد عسکری

الْيُمْنِي فَقَبَضْتُهَا مِثْلَ دَائِيَاں ہاتھ بڑھا کر اپنے ازار بند کو پکڑ لیا۔ ہر چند اس شقی نے زور لگایا مگر میرا ہاتھ ازار بند سے جدا نہ ہوا جب اس سے جدا نہ ہوا تو وہ لعین ہتھیار تلاش کرنے لگا کہ میرا ہاتھ کاٹ کر ازار بند سے جدا کرے۔ فَوَجَدَ قِطْعَةً يَسْلِفُ مَكْسُورٍ فَقَطَعَ بِهَا يُمْنِي اس شقی نے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار کا ٹکڑا تلاش کیا اور اس سے میرے ہاتھ کو کاٹ کر زمین پر پھینک دیا۔ فَقَبَضْتُ عَلَى النِّكَةِ بِيَدِي الْيُسْرَى فَقَطَعْتُهَا مِثْلَ دَائِيَاں ہاتھ سے اسے پکڑ لیا کہ اب یہ شقی باز رہے اس نے اسے بھی کاٹ کر زمین پر پھینک دیا اور پھر ازار بند نکالنے کا ارادہ کیا کہ نانا جان آپ تشریف لے آئے فَرَضِي نَفْسَهُ بَيْنَ الْقَتْلَى وہ شہداء کی لاشوں میں چھپ گیا۔ فَلَمَّا سَمِعَ النَّبِيَّ كَلَامَ الْحُسَيْنِ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا جب آنحضرت نے جناب امام حسین سے یہ حال سنا تو آپ بہت زیادہ روئے اور اس لعین کی طرف آئے اور رو کر بولے يَا جَمَالُ مَا لَكَ قَطَعْتَ يَدَيْنِ طَالَ مَا قَبْلَهُمَا جَبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَمَلَائِكَةُ اللَّهِ أَجْمَعُونَ اے جمال تو نے میرے بیٹے کے وہ ہاتھ کاٹے ہیں کہ جنہیں جبریل و میکائیل اور سب ملائکہ چومتے تھے اَمَّا كَفَاكَ مَا مَنَعُوا بِهِ الْمَلَاعِينَ مِنَ الدَّلِّ وَالْهَوَانِ اے لعین تجھے رحم نہ آیا کہ میرے پیارے بیٹے حسین پر ظالموں نے کیا کیا ظلم کیے ہیں اس کے باوجود تو نے یہ ظلم کیا سَوَدَ اللَّهُ وَجْهَكَ يَا جَمَالُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرَجَلَيْكَ خُذَا تیرے منہ کو سیاہ کرے اے لعین دنیا و آخرت میں اور خدا تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جیسا تو نے میرے حسین کے قطع کیے ہیں آنحضرت کی دعا قبول ہوئی وہ ملعون اسی وقت مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا۔

حدیث نقل کرتے تھے تو وہ نقاب دار بھی ایک حدیث روایت کرتا تھا ابن عباسؓ نے حیران ہو کر پوچھا اے شخص تو کون ہے؟ اس نے نقاب ہٹایا اور کہا مَن عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَاَنَا اَعْرِفُهُ جو مجھے پہچانتا ہے وہ مجھے پہچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں جناب بن خبابہ ابو ذر غفاری ہوں۔ میں نے جناب رسولؐ خدا سے اپنے کانوں سے سنا ہے اگر جھوٹ کہوں تو میرے یہ کان بہرے ہو جائیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے جناب رسولؐ خدا کو دیکھا ہے اگر سچ نہ کہوں تو یہ آنکھیں اندھی ہو جائیں کہ سرکارِ دو عالمؐ نے فرمایا عَلِيُّ قَائِدُ الْبَرَّةِ وَقَاتِلُ الْكُفْرَةِ مَنْصُورٌ مَنْ نَصَرَ وَفَخَذُولٌ مَنْ خَذَلَهُ، علیؑ نیک لوگوں کی پیشوا ہیں اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں وہ شخص کہ جس نے علیؑ کی مدد کی وہ کامیاب ہے اور جس نے علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھی تو وہ ذلیل و رسوا ہو گا اے لوگو سنو میں ایک روز جناب رسولؐ خدا کے پاس نماز ظہر پڑھ رہا تھا اِذْ جَاءَ السَّائِلُ فَسَأَلَ کہ ایک سائل آیا اور اہل مسجد سے سوال کیا اسے کسی نے کچھ نہ دیا پس اس سائل نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور بولا خداوند! گواہ رہنا کہ میں نے مسجد رسولؐ میں سوال کیا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس وقت جناب امیرؓ رکوع میں تھے آپؓ نے اپنی انگشت سے اس سائل کی طرف اشارہ کیا پس وہ سائل آیا اور اس نے جناب امیرؓ کی انگشت مبارک سے انگوٹھی اتار لی اور چلا گیا جب جناب رسولؐ خدا نماز ظہر کی نماز پڑھا چکے اور امیرؓ کائنات کی یہ سخاوت دیکھی تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور یہ دعا کی خداوند! میرے بھائی موسیٰؑ پیغمبرؐ نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ اَهْلِي میرے لیے میرے اہلیت میں سے ہارون کو جو میرا بھائی ہے وزیر مقرر

فِي الْخَرَاجِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا فاطمةُ لَدَيْ بِشَارَةٍ اَتَتْنِي مِنْ رَبِّي فِي اَخِي وَابْنِ عَمِّي كِتَابُ خَرَجٍ مِثْلُ مَنْقُولٍ هُوَ مِنْ رَبِّكَ رَسَالَتُكَ لِي بِمَا لِي بِكَ يَا فاطمةُ! میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری آئی ہے اور وہ بشارت میرے بھائی علیؑ مرتضیٰ کے بارے میں ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَ عَلِيًّا بِفَاطِمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰی نے فاطمہؑ کا مقدر علیؑ کی زندگی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔ وَامْرُ رِضْوَانٍ خَازِنِ الْجَنَّةِ فَهَرَّ شَجَرَةً طُوبَى فَحَمَلَتْ رِمَاعًا بَعْدَ مُجِئِي اَهْلِ بَيْتِي خداوند کریم نے رضوان کو حکم دیا کہ (جو خزینه دار جنت ہے) وہ درخت طوبیٰ کو ہلائے اور میرے اہلیت کے محبوب و موالیوں کے مطابق اس درخت کے پتوں کو اٹھائے۔ وَانْشَاءَ مَلَائِكَةً مِنْ تَحْتِهَا مِنْ نُورٍ وَوَقَعَ اِلَى كُلِّ مَلَكٍ خَطًّا اور ان فرشتوں نے نور سے ان پتوں کے نیچے لکھا اور سب فرشتوں کو ایک ایک نوشتہ دیا۔

فَاِذَا اسْتَقَرَّتْ الْقِيَامَةُ بِاَهْلِهَا فَلَا تُلْقَى بِكَ الْمَلَائِكَةُ مُجِئًا لَنَا اِلَّا دَفَعْتُ اِلَيْهِ صَكًّا فِيهِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ جب قیامت قائم ہوگی اور سب مخلوق جمع ہوگی جو فرشتہ جس مومن سے ملاقات کرے گا ایک نامہ اس کو دے گا (انھیں ناموں میں سے) کہ اس میں لکھا ہوگا کہ یہ آتش جہنم سے بری ہے اور جنت الفردوس کا حقدار ہے پس جناب امیر علیہ السلام کے تمام ماننے والے جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔

اعمش ابن عفان سے منقول ہے کہ ہم ایک روز ابن عباسؓ کے پاس چاہہ زمزم کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور جناب رسول اکرمؐ کی احادیث کا تذکرہ کر رہے تھے اور ایک نقابدار آیا اور وہ بھی ہمارے پاس بیٹھ گیا جب ابن عباسؓ اک

کے دست مبارک سے انگوٹھی اتارنے لگا جب نہ اتری فَقَطَعَ اصْبَعَ الْحُسَيْنِ وَآخَذَ خَاتَمَهُ اس شقی نے انگوٹھی کے لیے امام مظلوم کی انگشت مبارک کاٹ ڈالی اور انگوٹھی لے گیا اور ایک شقی نے ازار بند لینے کا ارادہ کیا۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے ہاتھ پاؤں نہیں ہیں اور نابینا ہے وہ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھ کر دعا کر رہا ہے کہ خداوند! تو مجھے بخش دے مگر میرا گمان ہے کہ تو مجھے کبھی نہیں بخشے گا اگرچہ تمام اہل آسمان و زمین میری شفاعت کریں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا گناہ کیا ہے؟ كُنْتُ فِي مَنْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَا کہ میں ان میں سے ہوں کہ جنہوں نے کربلا میں امام حسینؑ کو قتل کیا ہے فَلَمَّا قَتِلَ الْحُسَيْنُ رَأَيْتُ عَلَيْهِ سَرَاوِيلًا وَمَكَّةَ حَسَنَةً بَعْدَ مَا سَلَبَهُ النَّاسُ جس وقت جناب امام حسینؑ کو قتل کیا گیا میری ان کے ازار بند پر نظر پڑی جو کہ بہت خوبصورت تھا۔ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْزِعَ التَّيَكَّةَ میں نے وہ ازار بند کھولنے کی کوشش کی فَرَفَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ عَلَى التَّيَكَّةِ پس امام مظلوم نے معجزانہ طور پر دایاں ہاتھ ازار بند پر رکھ دیا۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن آپؑ نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ فَقَطَعْتُ يَمِينَهُ مِنَ السَّيْفِ میں نے ان کا وہ ہاتھ تلوار سے کاٹ ڈالا پھر امام علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا فَقَطَعْتُ يَسَارَهُ اَيْضًا میں نے ان کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا جب میں یہ بھیانک کام کر چکا تو آپ کے ازار بند کو اتارنا چاہا کہ اچانک زلزلے کی مہیب خوفناک آواز آئی اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نیند غالب کر دی۔ فَنُمْتُ بَيْنَ الْقَتْلَى چنانچہ میں اسی وقت گہری نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ فَرَأَيْتُ كَانَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ جناب علی مرتضیٰ

فرماتے ہوئے کی دعا قبول فرمائی۔ اللَّهُمَّ اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ بارالہا میں محمد ہوں تیرا بندہ تیرا برگزیدہ پیغمبر فَأَشْرَحَ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ أَمْرِي پس کھول دے میرے سینہ کو اور آسان کر میرے کام کو۔

وَأَجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اِجْنِي عَلَيَّ وَأَشَدِّ بِهِ ظَهْرِي اے خالق اکبر اہل زمین میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر مقرر فرما اور میری پشت کو قوی کر ابو ذرؓ کہتے ہیں قسم ہے خدا کی کہ حضرت کی دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ جبریلؑ امین خدائے جلیل کی طرف سے یہ آیہ لائے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (المائدہ ۵۵) ترجمہ: (اے ایماندارو) تمہارے مالک و سرپرست بس یہی ہیں خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

جناب غزالی کلمات بسیر میں کہتے ہیں کہ وہ انگوٹھی انگشتر سلیمانؑ تھی اور وہ سائل جناب جبریلؑ تھے لیکن افسوس کہ جس برگزیدہ خدا نے عالم نماز میں انگشت مبارک سے انگوٹھی اتار دی ظالموں ان کے بیٹے کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا ان کے شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے ان کے شہیدوں کے سر قلم کر کے نیزوں پر چڑھائے گئے شہادت امام کے بعد یزیدی فوجی آئے اور خیام حسینی کو نذر آتش کر دیا۔ مخدرات عصمت کی چادریں نیزوں سے اتار لی گئیں معصوم بچیوں کے کانوں سے گوشوارے زبردستی کھینچے گئے جس کی وجہ سے ان معصوم بیبیوں کے کان زخمی ہو گئے۔

فَجَاءَ بَجَلُ بْنُ سَلِيمٍ پس بجل بن سلیم ملعون آیا اور وہ امام علیہ السلام

اور جناب فاطمہ زہرا ہیں۔

میں نے دیکھا کہ معجزانہ طور پر آپ کا سر دوبارہ جسم کے ساتھ جڑ گیا اور ان بزرگوں نے امام مظلوم کے سر اقدس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ فَقَبَّلَتْهُ فَاطِمَةُ جناب سیدہ نے اس سر کے بوسے لیے اور فرمایا یا وَلَدِي مَنْ قَتَلَكَ قَتَلَهُ اللَّهُ اے میرے فرزند تجھے کس نے قتل کیا اللہ اسے قتل کرے وَمَنْ مَعَلَ هَذَا بِكَ اور اے نورِ نظر! اے میرے حسین کس سنگدل نے تیری یہ حالت بنائی ہے تیرے تو ہاتھ بھی سلامت نہیں ہیں۔ امام حسینؑ نے یوں جواب دیا۔

يَا أُمَامَةُ قَتَلَنِي شِمْرُ اے اماں مجھے شمر لعین نے قتل کیا ہے اور قَطَعَ يَدِي هَذَا النَّائِمُ اس سوئے ہوئے شخص نے میرے دونوں ہاتھ قلم کیے ہیں یہ سن کر بی بی رونے لگیں اور فرمایا يَا نَائِمُ قَطَعَ اللَّهُ يَدَيْكَ وَرَجَلَيْكَ اے سونے والے خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو شل کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے عذابِ جہنم میں داخل کرے۔ جب مجھے ہوش آیا تو میرے ہاتھ پاؤں خود بخود کٹ چکے تھے خدا جانے کس نے کاٹے اور کیوں کاٹے؟ اور میری بصارت ختم ہو چکی تھی جناب سیدہ کی بددعا پوری ہوئی اب جہنم میں داخل ہونا باقی ہے یہ سن کر وہ شخص اس پر لعنتیں کرتا تھا اور سب لوگ اس کے منہ پر نفرت سے تھوکتے تھے اور کہتے تھے کہ اے کافر تو نے کس قدر بڑا جرم کیا ہے۔



روایت نمبر



مجلس عزاء میں شرکت کرنے کے فضائل تاجروں کے ایک قافلہ کی کربلا میں آمد
ایک نصرانیہ عورت کا شہیدوں کی لاشوں کو دیکھ کر ایمان لے آنا۔



مولانا عابد عسکری

کر بلا پر اترے ایک فرنگن بھی اپنی نوکرائیوں کے اس قافلہ کے ہمراہ تھی وہ عورت کہتی ہے کہ جب میں وہاں پہنچی تو یکدم مجھے اداسی نے گھیر لیا میرا دم گھٹتا جا رہا تھا اور اس انھونی پریشانی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ خدا خیر کرے عزیزوں میں سے کوئی فوت نہ ہو گیا ہو میں نے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ چلو اس صحرا میں تھوڑی دیر چہل قدمی کرتے ہیں ہم دونوں عورتیں چلتے چلتے قافلہ سے کچھ فاصلے پر آ گئیں ہم نے دیکھا ایک جگہ پر پرندے آ جا رہے ہیں لیکن وہ عجیب طرح کا شور بلند کرتے ہیں ان کے اس شور میں بھی غم و اندوہ سنائی دیتا تھا وہ خاک اڑاتے تھے اور چیختے چلاتے تھے یوں لگ رہا تھا جیسا کہ ان کا کوئی سردار مر گیا ہے اور یہ اس کے غم میں نوحہ کناں ہیں میری نوکرائی نے بھی میری بات کی تصدیق کی ضرور ہی ان پرندوں کا کوئی بادشاہ مر گیا ہے کہ جس کا یہ غم منارہے ہیں میں نے اس کنیز سے کہا کہ چلو ان کے مرے ہوئے بادشاہ کی لاش کو دیکھتے ہیں ہم ایک ٹیلے پر آ گئے میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو مجھے خون ہی خون نظر آیا میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں پر کوئی بہت بڑا قافلہ اتر رہا تھا اور انھوں نے گوسفند ذبح کیے ہوں گے لیکن چند قدم آگے چل کر میں نے دیکھا کہ انسانوں کی لاشیں پڑی ہیں ان کے جسم زخموں سے چور چور ہیں اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ لاشیں بغیر سروں کے تھیں میں نے سوچا کہ شاید ان مقتولوں کے دشمنوں کو ان سے بہت زیادہ دشمنی و عداوت تھی کہ ان کے جسموں پر تلواروں، نیزوں، تیروں اور پتھروں کے بے شمار زخم لگے ہوئے تھے ان لاشوں میں میں ایک لاش کے قریب آئی دیکھا کہ وہ لاش قبلہ رخ ہو کر منہ کے بل پڑی ہوئی ہے اور اس کا سر بھی نہیں ہے لگتا ہے اس شخص کو حالت سجدہ میں قتل کیا گیا تھا لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ اس لاش سے مشک و

قَالَ النَّبِيُّ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا بِمَجْلِسٍ يَتَلَوْنَ فَضْلَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ. جناب رسول اکرم ارشاد فرماتے ہیں جس مجلس میں مارے اہلبیت کے فضائل یا مصائب بیان ہوں اور اس میں مومنین شرکت کریں تو فرشتے اس جگہ امام بارگاہ کو گھیر لیتے ہیں اور جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں رحمت خدا ان مومنین کے شامل حال رہتی ہے۔ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَى أَنْ يَتَفَرَّقُوا اور فرشتے ان کے لیے خدا سے طلب رحمت کرتے ہیں یہاں تک کہ مجلس عزاء اختتام کو پہنچے وَيَأْهِي بِهِمُ اللَّهُ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى اور خداوند عالم ملائع اعلیٰ میں ان کے ان افعال پسندیدہ پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

سبحان اللہ مجلس شبیر میں شریک ہونے کا کس قدر بڑا ثواب ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مجالس عزاء کے انعقاد کا اہتمام کرتے ہیں میرے نزدیک سب سے زیادہ ثواب تو بانی مجلس کا ہے جو بہت سی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اخراجات کا بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔ ذاکر و واعظ بھی اجر عظیم کا مستحق ہے سامعین اور مجلس حسین میں شرکت کر کے والوں کے اجر کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ وہ مومنین جو دور دراز کا سفر طے کر کے اپنا کام کاج چھوڑ کر صبح و شام سے پورے اشتیاق و انہماک کے ساتھ مجلس سنتے ہیں فضائل اہلبیت سے اپنے ایمان کو تقویت پہنچاتے ہیں اور ذکر مصائب سن کر بے تحاشا روتے ہیں وہ دراصل جناب سیدہ کے مہمان ہوتے ہیں حضرت امام زمانہ ان کو دعائیں دیتے ہیں اس لیے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ مومنین کے لیے استغفار کریں۔

عبداللہ بن اسود سے روایت ہے جس سال واقعہ کربلا پیش آیا اس سال بہت سے تاجر جو عراق کی طرف گئے تھے جب وہ واپس لوٹے تو بارہ محرم کو سرزمین

ساتھیوں کی شہادت نے اس بزرگ کو نڈھال کر دیا تھا۔

جب زخموں سے چور چور ہو گئے تو پشت زمین سے روئے زمین پر تشریف لائے تو اپنا سر سجدہ خالق میں جھکا دیا ابھی آپ سجدہ میں تھے ایک سنگدل نے آ کر آپ کا سر پس گردن کاٹ دیا۔ دسویں محرم کا دن غروب ہوا اور شام غریباں آئی تو یزید یوں نے خیام حسینی کو آگ لگا دی جس کے نتیجے میں ان نیک لوگوں کی ہر چیز جل گئی پردہ داروں کے سروں سے نیزوں کے ذریعہ چادریں اتاریں گئیں۔ ان بیبیوں کو قیدی بنا کر بے پلان اونٹوں پر سوار کیا ان پردہ داروں نے اپنے بالوں سے سر کو چھپایا اور خاک شفاء سے پردہ کیا ان کے بچوں کو بھی قید کر دیا گیا۔ وہ شہزادہ کہ جس کی ہم نے اذان سنی تھی اس کا سر نیزہ پر آویزاں کیا گیا۔

اس سردار کا ایک بیمار فرزند تھا کہ جس کے پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں طوق ہاتھوں میں رتن باندھے گئے اور سب شہیدوں کے سر نیزوں پر نصب تھے ہم حاکم وقت کے در سے یہ لاشیں نہیں دفن کر سکتے مگر چاہتے ہیں کہ جب لشکر یزید بہت دور چلا جائے گا تو پھر ہم ان لاشوں کو دفن کریں گے۔ پس اہل قافلہ نے کہا کہ اے زمینداروں آپ کو اس سردار کے نام کا پتہ نہیں ہے انھوں نے کہا ہم ان کا نام نہیں جانتے تھے لیکن جب وہ شہید ہوئے تو اس وقت ایک منادی نے ندا دی اَلَا قَتِلَ الْحُسَيْنِ اَلَا دُبِحَ الْحُسَيْنِ آگاہ ہو کہ حسینؑ پیسا شہید ہوا ہے پس اہل قافلہ نے جو نبی نام حسینؑ سنا تو رو پڑے اور ماتم کرنے لگے اور کہا کہ حجاز و یثرب میں تو صرف ایک ہی حسینؑ ہے اور وہ ہے جناب رسولؐ خدا کا نواسہ پس انھوں نے

ساتھ اس بزرگوار کی فرمائش کو قبول کیا چنانچہ انھوں نے ساٹھ ہزار درہم دے کر ہم سے یہ زمین خریدی اور آپؐ نے اٹھ کر چار حدیں مقرر کیں اور فرمایا۔ قَدْ اخْتَارَهَا اللَّهُ لَنَا يَوْمَ دَخَوِ الْأَرْضَ یعنی خدا نے ہمارے لیے اس زمین کو منتخب کیا ہے جس روز سے اس کو پیدا کیا اور بچھایا۔ وَجَعَلَهَا مَغْفِلًا بَشِيعَتِنَا وَلَهُمْ أَمَانٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ خداوند کریم نے اسے ہمارے ماننے والوں کے لیے جائے ورود و بازگشت بنایا اور یہ زمین ان کے لیے دنیا و آخرت میں باعث آمان ہے۔

غرض جب ہم اس بزرگ سے رقم لے کر جانے لگے تو انھوں نے ہمیں بلا کر فرمایا یہ زمین بھی میں نے تمہیں بخشی ہے لیکن دو شرطوں پر ایک تو یہ کہ کچھ خاص قبریں جو اس سرزمین پر ہوں گی۔ ان پر زراعت نہ کی جائے اور زائرین کو ان قبروں کے بارے میں بتا دیا جائے اور دوسری شرط یہ ہے ہمارے زائر کے ساتھ احسان کرنا یعنی جوان قبروں کی زیارت کے لیے آئے تو اسے تین دن مہمان کرنا ہم نے آپؐ کی ان دونوں شرطوں کو قبول کر لیا۔ ساتویں تاریخ تک امن و امان رہا جب ساتویں تاریخ ہوئی تو کوفہ سے فوجوں پہ فوجیں آنے لگیں یہاں تک تاحد نظر فوج ہی فوج نظر آتی تھی اور اسی دن سے ان پر پانی بند کر دیا گیا۔ ہر چند کہ فوج یزید ان کو صلح و بیعت کی طرف دعوت دیتی تو یہ شخص لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کہہ کر انکار کر دیتا تھا۔

دسویں محرم کے روز یزیدیوں نے ان پر حملہ کر دیا اس سردار کے عزیز و اقارب بدرجہ شہادت پر فائز ہوئے مگر اس سردار کا ہر جائدار سردار مخالف کا سودو سو فوجی مار کر قتل ہوا یہاں تک کہ اس سردار کی باری آئی تو خیموں میں کہرام برپا ہوا وہ آقا بھی روتا ہوا خیمہ سے باہر نکلا اور میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوا اگرچہ عزیزوں اور

لاش امام پر گریہ و ماتم کیا ناگاہ وہ نصرانیہ عورت دوڑ کر لاش امام کے قدموں پر گر پڑی اور بولی اے میرے آقا اے میرے مولا گواہ رہنا میں ایمان لائی ہوں اور میرے مسلمان ہونے کی روز قیامت گواہی دینا یہ کہ میں نے آپ کا خون پاک اپنے سر اور اپنی پیشانی پر مل لیا ہے جب روز قیامت آپ کی مادر گرامی اپنے سر اقدس کو آپ کے خون سے رنگین کر کے آئیں گی تو میں بھی اپنا سر کھول کر آپ کی مظلومانہ شہادت کی گواہی دوں گی اس کے بعد وہ خاتون غش کھا گئی۔



روایت نمبر



جناب رسول خدا کا جناب فاطمہ زہرا کو واقعہ کربلا اور شہادت حسین کے بارے میں پیشگی خبر دینا ابن عباس کا جناب رسالت کا گواہ بننا اور اس حالت میں دیکھنا اور عالم خواب میں سانحہ کربلا کی طرف اشارے کا ملنا شہادت حسین کے بعد پرندوں کا جناب رسول خدا کی قبر مطہر پر آ کر رونا اور چلانا خون حسین کی برکت سے ایک معذور یہودی بچی کا شفا یاب ہونا اور اس یہودی خاندان کا مسلمان ہونا اور جناب امام حسین کی لاش اقدس پر ایک شیر کا آنا اور پہرہ دینا۔



مولانا عابد عسکری

بشارت دی جائے گی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فَأَمَّا فِي مَدِينَةِ الرَّسُولِ إِذْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي الْمَنَامِ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ نَحْوِ كَرْبَلَا. ابْنِ عَبَّاسٍ سے منقول ہے کہ میں مدینہ میں سویا ہوا تھا کہ اچانک خواب میں جناب رسول خدا کو کربلا سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا، آپ کے سر اور ریش مبارک پر مٹی پڑی ہوئی تھی وَهُوَ بَاكِي الْعَيْنِ حَزِينُ الْقَلْبِ اور آنحضورؐ بہت زیادہ غمگین تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اور آنجنابؐ کے پاس جو دوشیشیاں تھیں وہ خون سے بھری ہوئی تھیں۔ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَاتَانِ الْقَارُورَتَانِ مَمْلُوءَتَانِ دَمًا مِمَّنْ لَمْ يَلْتَزِمُ أَبَاقِمَةَ الْعَزَاءِ اے ابنا نہ سوچیں بلکہ اِنِّ نِسَاءً اُمْتِي يَبْكِينَ عَلَى نِسَاءِ اَهْلِيَّتِي رَجَالُهُنَّ يَبْكُونَ عَلَى رِجَالِ اَهْلِ بَيْتِي کہ میری امت کی عورتیں اہل بیتؑ کی خواتین پر روتیں گی اور ان کے مرد اہلیتؑ کے مردوں کے غم میں گریہ و ماتم کریں گے ہر سال مجلس عزا برپا ہوگی اس کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں اکثر و بیشتر میرے مظلوم بیٹے کی یاد میں مجلس عزا منعقد کی جائیں گی۔

جب روز قیامت ہوگا آپؐ ان کی عورتوں کی شفاعت کرنا اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا۔ پس جو مومن بھی حسین مظلومؑ کے غم میں روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائیں گے يَا فَاطِمَةُ كُلِّي عَيْنٍ بِاَكْيَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنَ بَكْتٍ عَلَى الْحُسَيْنِ اے فاطمہؑ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی لیکن وہ آنکھ نہیں روئے گی جو غم حسینؑ پر روئی ہوگی اور عزا داروں کو بہشت کی

کتاب اصول کافی میں ہے کہ رَوَى أَنَّهُ لَمَّا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ الزُّهْرَاءَ بِقَتْلِ وَلَدِهَا الْحُسَيْنِ وَمَا يَجْرِي عَلَيْهِ مِنَ الْمَحَنِ منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالتؐ نے اپنی بیٹی جناب فاطمہؑ زہراؑ کو شہادت حسینؑ کی خبر دی اور ان پر ہونے والے مظالم کی روئیداد بیان فرمائی بَكْتٍ بُكَاءٌ شَدِيدًا وَقَالَتْ يَهْ سَنَ كَرَبَا سِيدَهْ بہت زیادہ روتیں اور عرض کی بابا جان یہ سانحہ میرے حسینؑ پر کس زمانے میں آئے گا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ! جب آپؑ کا بیٹا حسینؑ بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوگا اس وقت میں ہوں گا نہ علیؑ ہوں گے یہ سن کر بی بی شدت سے روتیں اور عرض کی يَا اَبَتِ فَمَنْ يَبْكِي عَلَيَّ وَلَدِي وَمَنْ يَلْتَزِمُ بِاَقَامَةِ الْعَزَاءِ اے پدر بزرگوار جب ہم میں سے کوئی نہ ہوگا تو میرے مظلوم بیٹے پر کون روئے گا اور کون اس کی یاد میں مجلس عزا برپا کرے گا۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہؑ! ایسا نہ سوچیں بلکہ اِنِّ نِسَاءً اُمْتِي يَبْكِينَ عَلَى نِسَاءِ اَهْلِيَّتِي رَجَالُهُنَّ يَبْكُونَ عَلَى رِجَالِ اَهْلِ بَيْتِي کہ میری امت کی عورتیں اہل بیتؑ کی خواتین پر روتیں گی اور ان کے مرد اہلیتؑ کے مردوں کے غم میں گریہ و ماتم کریں گے ہر سال مجلس عزا برپا ہوگی اس کے علاوہ دنیا کے کونے کونے میں اکثر و بیشتر میرے مظلوم بیٹے کی یاد میں مجلس عزا منعقد کی جائیں گی۔

جب روز قیامت ہوگا آپؐ ان کی عورتوں کی شفاعت کرنا اور میں ان کے مردوں کی شفاعت کروں گا۔ پس جو مومن بھی حسین مظلومؑ کے غم میں روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائیں گے يَا فَاطِمَةُ كُلِّي عَيْنٍ بِاَكْيَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا عَيْنَ بَكْتٍ عَلَى الْحُسَيْنِ اے فاطمہؑ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی لیکن وہ آنکھ نہیں روئے گی جو غم حسینؑ پر روئی ہوگی اور عزا داروں کو بہشت کی

فَرَأَى بَنَاتًا تَذْوُرُ فَقَالَ ابْنَتُهُ اس نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ صبح و سالم باغ میں پھر رہی ہے وہ پہچان نہ سکا کہ یہ اس کی اپنی بیٹی ہے اس نے پوچھا کہ اے بیٹی کیا تو نے میری بیمار کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے کہا بابا میں ہی آپ کی وہی بیٹی ہوں وہ حیران ہو کر بولا کہ تو تندرست کس طرح ہوئی ہے؟ وہ بولی بابا جان ایک پرندہ درخت پر بیٹھ کر رہا تھا مجھے نہیں معلوم کہ اس کے پروں سے کس غریب و مظلوم کا خون ٹپک رہا تھا اس خون کی برکت سے میں صحت یاب ہوئی ہوں۔ فَلَمَّا سَمِعَ كَلَامَهَا وَقَعَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ يَہودی غش کر گر پڑا جب ہوش میں آیا وہ لڑکی اسے اس درخت کے نیچے لے آئی جہاں وہ پرندہ بیٹھا تھا۔

فَرَأَاهُ وَاکْرَأَ عَلَى الشَّجَرَةِ يَأْنُ مِنْ قَلْبٍ حَزِينٍ مِمَّا رَأَى عَمَّا فَعَلَ بِالْحُسَيْنِ پس اس نے دیکھا کہ وہ پرندہ درخت پر بیٹھ کر دردناک آواز کے ساتھ امام حسینؑ پر گریہ کر رہا ہے۔ یہودی نے کہا اے پرندہ! تجھے قسم ہے اپنے خالق کی مجھے بتا خدا کی قدرت سے کہ ہوا کیا ہے؟ وہ پرندہ معجزانہ طور پر بولا کہ اے یہودی! میں تجھے کیا بتاؤں۔ اِنْ كُنْتُ وَاکْرَأَ عَلَى بَعْضِ الْأَشْجَارِ مَعَ جُمْلَةٍ مِنَ الطُّيُورِ عِنْدَ الظُّهْرِ اے یہودی میں آواز دوسرے پرندے ظہر کے وقت درخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ إِذَا بِطَائِرٍ سَاقِطٍ عَلَيْنَا وَهُوَ يَقُولُ ناگاہ ایک خون آلود پرندہ آیا اور کہنے لگا۔ أَيُّهَا الطُّيُورُ تَأْكُلُونَ تَتَعَمَّوْنَ افسوس ہے تم پر کہ تم سایہ کے نیچے خوش و خرم بیٹھے ہو اور آب و دانہ کے ذکر میں مشغول ہو۔

وَالْحُسَيْنُ فِي أَرْضٍ كَرْبَلَا فِي هَذَا الْحَرِّ مُلْقَى عَلَى الرَّمْصَانِ تمہیں یہ خبر بھی نہیں ہے کہ جناب امام حسینؑ کی لاش اس جھلسا دینے والی گرمی میں گرم ریت پر پڑی ہوئی ہے وَرَأْسُهُ مَقْطُوعٌ مَرْفُوعٌ عَلَى الرَّمْحِ وَنِسَاءُ سَبَايَا

آپؑ کا پیارا بیٹا حسینؑ کربلا میں شہید ہو گیا ہے اَلَا ذُبِحَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا آگاہ ہو اے آقا آپؑ کا پیارا نواسا تین دن کا بھوکا پیاسا زمین کربلا پر ذبح کیا گیا فَاجْتَمَعَتِ الطُّيُورُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَبْكُونَ وَيَبْكُونَ بہت سے جانور اس کے ارد گرد جمع ہو کر چیخ و پکار کر رہے ہیں۔

اہل مدینہ اس سانچے پر سخت حیران و پریشان تھے اور وہ اس پرندے کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے تھے کہ جس کے پروں سے خون ٹپکتا تھا۔ وہ پرندہ جناب رسولؐ خدا اور اہلایان مدینہ کو شہادت حسینؑ کی خبر دینے آیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق وہ پرندہ مدینہ کے ایک باغ میں آیا۔ وَوَقَعَ عَلَى شَجَرَةٍ يَبْكِي طَوْلَ اللَّيْلِ اور ایک درخت پر بیٹھ کر رات بھر دردناک آواز کے ساتھ روتا رہا۔ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَهُودِيٌّ وَلَهُ بِنْتُ عُمَيَّاهُ زَمْنَاءُ مَسْلُوءَةٌ وَالْجَذَامُ قَدْ أَحَاطَ بِبَنَدِيهَا وہاں کے ایک یہودی کی بیٹی نابینا تھی اور اس کا ایک ہاتھ شل تھا اور جسم کوڑھ زدہ تھا اتفاقاً وہ یہودی اپنی بیٹی کو اس باغ میں چھوڑ کر کسی کام پر گیا اور اس رات کو وہ واپس نہ آیا۔ وہ بیمار لڑکی اپنی تنہائی پر رات بھر روتی رہی فَسَمِعَتْ عِنْدَ السَّحْرِ بُكَاءَ الطَّيْرِ صَبح کے وقت اس نے اس پرندے کی آواز سنی تو خود کو بمشکل اس درخت کے نیچے لے گئی جس پر وہ پرندہ بیٹھا ہوا تھا جب پرندہ روتا تھا تو یہ بھی رو کر اس کو جواب دیتی تھی إِذَا وَقَعَ قَطْرَةٌ مِنَ الدَّمِّ عَلَى عَيْنِهَا فَفُتِحَتْ ناگاہ اس کے پروں سے ایک قطرہ ٹپک کر اس کی آنکھ پر گرا امام علیہ السلام کے خون کی برکت سے معجزانہ طور پر اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں ایک بوند اس کے ہاتھ پر پڑی وہ بھی ٹھیک ہو گیا پھر جو قطرہ گرتا تھا وہ لڑکی اس کو اپنے جسم پر ملتی تھی جس کی وجہ سے اس کا تمام بدن اچھا ہو گیا۔ صبح ہونے تک وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔ اس کا باپ آیا

ظالموں نے چاہا کہ امام مظلوم کی لاش مقدس کی پامالی کر دی جائے تو عمر سعد نے اعلان کیا ہے کہ تم میں سے کون ہے وہ شخص جو امام حسینؑ اور دیگر شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے، کچھ شقی ہنتے ہوئے بولے اے عمر سعد! تجھے قتل حسینؑ مبارک ہو مگر ہمارے ہاتھ سے کوئی زخم حسینؑ کے بدن پر نہیں لگا ہمیں اتنی اجازت دے دے کہ ہم اپنے انتقام کی آگ بجھا سکیں اور لاشہ حسینؑ پر گھوڑے دوڑائیں قَالَ ذَلِكَ لَكُمْ عمر سعد شقی بولا کہ تمہیں اختیار ہے کہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے لاشوں کو پامال کرو۔

کتاب کافی میں منقول ہے جب اشقیاء نے شہداء کربلا کے لاشوں پر گھوڑا دوڑانے کا ارادہ کیا۔ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْخَبْرُ بِأَهْلِ بَيْتِ الْحُسَيْنِ عَظُمَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ جب یہ خبر مصیبت اہل بیت عصمت نے سنی اور وہ بہت زیادہ پریشان ہو گئے اور یہ بات ان پر زیادہ دشوار ہوئی، بعض روایات میں ہے کہ جناب نبیؐ کی پریشانی اور بے چینی کسی سے نہیں دیکھی جاسکتی تھی بی بی کبھی روتی ہوئی جناب امام زین العابدینؑ کے پاس جاتی تھیں اور فرماتی تھیں بیٹا ذرا آنکھیں تو کھولو اور دیکھو تو سہی تمہارے بابا پر یہ ظلم ہونے لگا ہے اور کبھی مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتی تھی نانا جان دیکھیں تو سہی آپ کا بیٹا شہید ہونے کے بعد بھی اس قدر مظلوم ہے اب ظالم چاہتے ہیں کہ شہداء کی لاشوں پر گھوڑے دوڑادیں۔

کبھی بی بی لشکر اعداء سے مخاطب ہو کر فرماتی تھیں کہ آیاتم میں سے ایسا شخص نہیں ہے جو فرزند رسولؐ کی لاش کو پامال ہونے سے بچالے؟ یہ دیکھ کر جناب فضہ اپنی آقا زادی کے پاس آئیں اور عرض کی اے میری آقا زادی! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو جنگلی شیر سے کہوں کہ وہ آپ کے بھائی کی لاش کو بچالے۔ جناب

اور ان کا سر اقدس تن سے جدا کر کے نوک نیزہ پر نصب کیا گیا اور رسولؐ زادیاں قید ہو کر کوفہ و شام کی طرف روانہ ہو چکی ہیں۔ اے یہودی جب ہم نے یہ حال سنا تو ہماری خوشی غمی میں بدل گئی اور جلدی سے صحرائے کربلا کی طرف آئے فَرَأَيْنَا سَيِّدَنَا فِي ذَلِكَ الْوَادِي طَرِيحًا الْغُسْلُ مِنْ دَمِهِ وَالْكَفْنُ الرَّمْلُ السَّافِي عَلَيْهِ آه ہم نے دیکھا اپنے آقاؐ کو کہ وہ اس جنگل میں زمین کربلا پر پڑا ہوا اور اپنے خون میں نہایا ہوا ہے اور کفن کی بجائے صحرا کی خاک نے آپؐ کے جسم اقدس کو چھپا رکھا ہے۔

فَوَقَعْنَا كُلُّنَا عَلَيْهِ مَتَمَرِّغٌ بِدَمِهِ الشَّرِيفِ وَتَنَوُّحٌ عَلَيْهِ ہم نے خود کو اس شہید عبرت کے اوپر گرا دیا اور اس پر گریہ و ماتم کرنے لگے پھر سب پرندے ایک ایک کر کے دوسرے شہروں کی طرف اڑ گئے تاکہ دوسرے پرندوں کو شہادت امامؐ کے بارے میں مطلع کریں یہ سن کر وہ یہودی دم بخود ہو کر رہ گیا۔ دل ہی دل میں کہنے لگا کہ اگر امام حسینؑ علیہ السلام کوئی معمولی شخصیت ہوتے تو ان کا خون ہر مرض کے لیے باعث شفاء نہ ہوتا۔ وہ اور اس کی بیٹی اسی وقت مسلمان ہو گئے جب انھوں نے شہر میں آ کر اس معجزے کو بیان کیا تو پانچ سو یہودی مشرف بہ اسلام ہوئے واقعہ کربلا اور مصائب اہلبیت کو سن کر وہ سب یہودی بہت روئے افسوس تو یہ ہے کہ غیر مسلم تو ان کا صرف ایک معجزہ دیکھ کر امام علیہ السلام کا اس قدر احترام کریں بلکہ پرندوں تک گریہ کریں، لیکن وہ لوگ کون تھے جو خود کو مسلمان سمجھتے تھے لیکن انھوں نے اولاد رسولؐ پر جو مظالم کیے ہیں ان کو سن کر ہر شخص ان ظالموں پر نفریں کرنے لگ جاتا ہے۔

روایات میں ہے کہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام جب شہید ہو چکے تو

روایت نمبر



ذکر شاعر آل محمد جناب دعل خزاہی کا انتقال ایک گناہگار عورت کا مجلس عزاء

میں شرکت کرنا اور ذکر حسین کی برکت سے اس کا توبہ کرنا اسیران کربلا کی کوفہ میں آمد اور

جناب عباس علمدار کے سر اقدس کی غم انگیز کیفیت اے کوفہ والو! صدقہ ہم پر حرام ہے

جناب ام کلثوم کا ایک دردناک نوحہ۔



مولانا عابد عسکری

نسب نے فرمایا اماں فضہ جلدی کرو فوراً جاؤ اور شیر کو یزید یوں کے مظالم بیان کرو۔
فَمَضَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا أَبَا الْحَارِثِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَتْ فَضَّهُ نَے جا کر کہا اے
ابو الحارث! اس شیر نے سر اٹھایا تو فضہ نے کہا اَتَدْرِی مَا أَرَادُوا بَنُو أُمِّیَّةَ أَنْ
يَضْنَعُوا بِجَسَدِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ اے شیر کیا تو جانتا ہے کہ یزیدی فوج
میرے آقا حسین کی لاش پر گھوڑے دوڑانا چاہتی ہے۔ فَمَشَى حَتَّى أَقْبَلَ إِلَى
الْمَقْتَلِ یہ سنتے ہی وہ شیر قتل گاہ کی جانب روانہ ہوا جب مقتل میں پہنچا تو اس کی گلو
بریدہ لاش پر نظر پڑی وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى جَسَدِ الْحُسَيْنِ تو اس نے امام علیہ السلام
کی لاش اقدس پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لیے بعض روایات میں ہے کہ وہ کبھی اپنا سر
شہیدوں کے خون سے تر کرتا تھا۔ اور کبھی سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتا تھا اور زبان
حال سے کہہ رہا تھا۔ رَبِّ انْظُرْ إِلَى ابْنِ بَنَاتِ نَبِيِّكَ قَتَلُوهُ عَطَشًا بِغَيْرِ ذَنْبٍ خُذَا
فرزند رسول کی حالت ملاحظہ فرما کہ ان کو انتہائی بے دردی کے ساتھ تین دن کی بھوک و
پیاس میں قتل کیا گیا ہے اب وہ شخص ان کی لاش کو پامال کرنا چاہتا ہے۔

غرض کہ وہ ملعون گھوڑوں پر سوار ہو کر امام علیہ السلام کی لاش اقدس کے
قریب آئے دیکھا تو وہاں پر شیر بیٹھا ہوا ہے۔ عمر سعد نے کہا کہ یہ فتنہ ہے اسے
مشہور نہ کرو۔ اس کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ سبحان اللہ جانوروں نے امام مظلوم
کے ساتھ وفا کی اور کلمہ گو مسلمانوں کو ذرا بھر رحم نہ آیا۔ گیارہ محرم کی رات کو یزیدی
فوجی آئے خیموں کو آگ لگا دی، مخدرات عصمت کی چادریں اتار لیں، بچیوں کے
کانوں کے گوشوارے چھینے گئے، جناب امام سید الساجدین کو بستر بیماری سے اٹھا کر
طوق و زنجیر میں مقید کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان نام نہاد مسلمانوں نے
خاندان رسالت پر وہ ظلم کیے کہ کفار بھی نہ کرتے۔

یعنی خدا زمانے کے نہ ہنسائے جس وقت ہنسنے کا ارادہ کرے در حالانکہ اہل بیت رسول مظلوم و ستم رسیدہ ہیں اور ایک دن زمانے میں چلین نہ پائیں۔

اَنَا اَنْشُدُ وَرَسُولُ اللّٰهِ يَنْكِحُنِي حَتَّى فَرَعْتُ مِنْ اَنْشَادِهِ

دعبل کہتا ہے کہ میں مرثیہ پڑھ رہا تھا۔ اور جناب رسول خدا رو رہے تھے اور جب آنحضرتؐ نے مجھے سفید لباس عطا فرمایا اور میری غفو تقصیر کے لئے درگاہ الہی میں دست مناجات اٹھا کر دعا کی کہ خدایا یہ میرے اہلبیت کا دوست ہے۔ اس کی مغفرت فرما اور اس کے چہرے کی سیاہی کو بدل کر سفید کر حضرت کی دعا سے میرا چہرہ نورانی ہو گیا۔ اور میں بہشت میں داخل ہوا۔ زہے نصیب کہ جن کی شفاعت سرکار دو عالم کریں۔

وَحُكِّيَ اَنَّ امْرَاةً ذَاتِ فَحْشٍ كَانَتْ مَحْمُودَةً فِي الْمَدِينَةِ.

مورخین نے لکھا ہے مدینہ میں ایک بدکردار عورت رہتی تھی۔ وَلَهَا جَارٌ كَانَ مُوَاطِّبًا عَلَى مَاتَمِ الْحُسَيْنِ۔

اس کی ہمسائیگی میں ایک دیندار شخص رہتا تھا کہ جو ہر وقت جناب سید الشہداء مظلوم کر بلا کے ماتم میں مصروف رہتا تھا۔ ایک روز چند مومن اس کے گھر میں جمع ہوئے مجلس عزاء منعقد کی گئی۔ مرثیہ پڑھتے تھے اور اہل بیت اطہار کی مظلومیت پر روتے تھے۔ فَأَمَرَ لَهُمْ بِاصْنَاعِ طَعَامٍ صاحب خانہ نے اپنے نوکر سے کہا کہ عزا داران حسین کے لئے کچھ کھانے پینے کا اہتمام کرو نوکر کاموں میں مصروف ہو گیا۔

فَدَخَلَتِ الْمَرْأَةُ الْفَاحِشَةُ تُرِيدُ نَارًا نَاكَاةً وَهِيَ بَدْرُ عَوْرَتِ آگ لینے

عیون اخبار الرضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ دعبل خزاہی کا بیٹا بیان کرتا ہے۔ جب میرے والد دعبل کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ان کی زبان بند ہو گئی۔ اور ان کا منہ سیاہ ہو گیا میں ان کی یہ حالت دیکھ کر خوفزدہ ہوا اور شرم کی وجہ سے لوگوں سے ان کو چھپا لیا جب ان کا انتقال ہوا تو میں نے ان کو غسل و کفن دے کر تنہائی میں دفن کر دیا لیکن میں اس کی وجہ سے سخت پریشان تھا کہ میرا باپ تو مداح اہل بیت تھا اور پھر ان کا انجام کیسا ہوا؟ غرض وہ دن گذرا اور رات ہوئی میں نے عالم خواب میں دیکھا فَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بِوَجْهِ أَبْيَضٍ وَاللِّبَاسِ الْفَاحِشِ فِي جِسْمِهِ نَاكَاةً میں نے بابا کو دیکھا کہ ان کا چہرہ نورانی ہے؟ اور خوبصورت ترین لباس زیب تن کیا ہوا ہے میں نے پوچھا بابا جان موت کے وقت تو آپ کو ایک اور شکل و صورت میں دیکھا تھا اور اب آپ کی شکل و صورت انتہائی نورانی ہے؟ دعبل نے کہا اے فرزند! اس کی وجہ یہ ہے میں شرابی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے میں نے کہا بابا کچھ تفصیل سے ماجرا بیان کیا کریں۔

دعبل نے کہا جب مجھے تو نے قبر کے حوالے کیا تو میری شکل و صورت وہی تھی۔ عجیب تنہائی کا عالم تھا ناگاہ قبر میں جناب رسول خدا تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اَنْتَ دَعْبِلُ رَاَيْتَ شُهَدَاءَ اَهْلَبَيْتَنِي قُلْتُ نَعَمْ۔ تو وہی دعبل ہے میرے اہل بیت کے شہداء کا مرثیہ کہنے والا؟ میں نے عرض کی میں قربان ہوں آپ پر جی ہاں میرے آقا وہ دعبل میں ہی ہوں۔ فَقَالَ اَنْشُدْنِي فَاَنْشَدْتُهُ اَنْحَضَرْتُ نے فرمایا میں کچھ مرثیہ تو سناؤ میں نے مرثیہ شروع کیا۔

لَا اَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّ الدَّهْرِ
اِنْ ضَحَكْتَ وَالِ مُحَمَّدٌ مَّظْلُومُونَ قَدْ قَهَرُوا

نے وجہ معلوم کرنی ہے تو سنو۔

إِنَّمَا دَخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ يَعْمَلُونَ عَزَائِي وَقَدْ أَوْ قَدَّتْ لَهُمْ نَارًا
يَعْمَلُونَ بِهَا طَعَامًا. ایک روز یہ عورت ایک ایسے گھر میں داخل ہوئی کہ جہاں مجلس
عزا برپا تھی اس نے ان عزاداروں کے لئے آگ روشن کی جس کی وجہ سے اس کے
ہاتھ جل گئے۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس
نے ہمارے ماتم داروں اور عزاداروں کے لئے تکلیف برداشت کی ہے۔“ اسے بخش
دیا جائے یہ سنتے ہی فرشتوں نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور عرض کی حُبًّا وَكِرَامَةً
يَا بَنِي الشَّافِعِ وَابْنِ السَّافِي بِرُوحِشَمِمْ آف كَا فَرْمَانِ قَبُولِ هِ اے فرزند شافع محشر
اے پسر ساقی کوثر وہ عورت دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑی اور بولی میری جان
آپ پر قربان ہوا ہے میرے آقا آپ کون ہیں؟ جو اس وقت میری ایسی نیکی میں
کام آئے اور آپ کی بدولت مجھے عذاب سے رہائی ملی ہے۔ قَالَ أَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ
عَلِيٍّ آه آپ نے فرمایا میں حسین ابن علی ہوں جسے اہل کوفہ نے پیسا سازج کیا تھا
میں وہ ہوں کہ جس کے عزاداروں کی خدمت میں تو نے اپنے ہاتھ جلائے پس وہ
چونک کر اٹھی اور روتے ہوئے مجلس عزا میں داخل ہوئی اور خوب روئی اور لوگوں سے
حال بیان کیا یہ سن کر اہل مجلس دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ اس وقت اس عورت نے
اپنے افعال بد سے توبہ کر لی۔

سبحان اللہ کیا رتبہ ہے عزادارانِ حسین، کتنی بڑی شان ہے ماتم دارانِ
مظلوم کربلا کی، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اکثر اوقات عزاداری سید الشہداء میں
مصروف رہتے ہیں، اے عاشقانِ حسین گریہ کرو ماتم کرو اس حسین پر جن کو اور جن
کے بچوں اور گھر والوں کو تین دنوں تک پیسا سا رکھا گیا۔ وَهُوَ يَسْتَغِيثُ فَلَا يُغَاثُ

کے لئے اس مکان میں آئے کہ جہاں مجلس ہو رہی تھی۔ لیکن ان لوگوں کی بے
پرواہی کی وجہ سے آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ فَعَالَجَتْهَا تِلْكَ الْفَاحِشَةُ بِالنَّفْخِ
سَاعَةً طَوِيلَةً. اس عورت نے جو آگ کو بجھا ہوا اور ان لوگوں کو گریہ و زاری میں
مشغول پایا تو خود آگ کو پھونکنے لگی اور درست کرنے لگی اور کافی دیر تک مصروف
رہی حَتَّى انْتَسَخَتْ يَدَاهَا وَذَرَفَتْ عَيْنَاهَا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ جل گئے
اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

غرض جب آگ روشن ہوئی تو وہ ضرورت کے مطابق آگ لے کر اپنے
گھر چلی گئی اور دوپہر کو وہ عورت سو گئی تھوڑی دیر کے لئے اس کی آنکھ لگ گئی۔
وَإِذَا هِيَ تَرَى طَيْفًا كَأَنَّ الْقِيَامَةَ قَدْ قَامَتْ وَإِذَا بَرِيَانِيَّةٌ جَهَنَّمَ يَسْحَبُونَهَا
بَسَلَسِلٍ مِنَ النَّارِ۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ گویا قیامت آچکی ہے۔ کہ آتشیں زنجیر
اس کے گلے میں ڈال کر فرشتے اسے جہنم کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ وَهُمْ
يَقُولُونَ يَا زَانِيَةً تُغَضَّبُ اللَّهُ عَلَيْكَ وَأَمَرْنَا أَنْ تُلْقِيكَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ اور وہ
فرشتے کہتے ہیں کہ اے گناہگار عورت خداوند عالم تجھ سے ناراض ہے اور ہمیں حکم ہوا
ہے کہ تجھے یونہی لے جا کر قصرِ جہنم میں ڈال دیں۔ وَهِيَ تَسْتَغِيثُ فَلَا تُغَاثُ
وَتَسْتَجِيرُ فَلَا تُجَاوِزُ پس وہ فریاد کرتی تھی اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچتا تھا اور وہ
پناہ مانگتی تھی اور اسے کوئی پناہ نہیں دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں کنارہ
جہنم پر پہنچی فرشتے اسے جہنم میں ڈالنا چاہتے تھے ناگاہ ایک شخص آیا اور فرشتوں سے
کہا کہ اسے جہنم میں نہ ڈالنا اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ دیں ملائکہ نے عرض کی
يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ وَمَا سَبَبُهَا۔ اے فرزند رسول آپ کا حکم بجا ہے لیکن اس کی وجہ کیا
ہے؟ قال نعم حضرت نے فرمایا ہاں میں اسے جہنم میں جانے سے بچا رہا ہوں اگر تم

بیت رسول تھے جنہوں نے خاک شفاء کا پردہ کیا ہوا تھا۔ انتہائی غمزدہ، نہایت پریشان کن حالت کے ساتھ یہ لٹا پٹا قافلہ قیدیوں، پردیسیوں کا اجڑا ہوا کاروان..... آگے بھی بڑھ رہا تھا۔ اور ماتم بھی کر رہا تھا۔ وَفِي حُجُورِهِنَّ أَطْفَالٌ يَرُونَ إِلَى الرُّؤُسِ وَيَبْكُونَ اور ان کی گودیوں میں ننھے منے بچے تھے وہ ڈرے اور سہمے ہوئے نظر آ رہے تھے وہ بچے گھبرا کر روتے تھے۔

وَفِيهِنَّ بِنْتُ الْحُسَيْنِ ثَلَاثَ سَنَوَاتٍ وَحَوْلَهُنَّ أَقْوَامٌ كَثِيرَةٌ فِي يَدِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ سَنَفٌ مَجْرُورٌ اور ان میں امام حسین کی تین سالہ یتیم بچی تھی اور ان کے گر بہت سے ملعون تلواریں کھینچے ہوئے تھے اور وہ بچی بہت زیادہ بے قرار ہو کر روتی تھیں اور کہتی تھیں اَيْنَ اَبِيْ اَيْنَ اَبِيْ۔ کہاں گئے میرے بابا، کہاں گئے میرے بابا۔

راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ اہل بیت رسول کو بمعہ سروں کے کوچہ و بازار میں پھراؤ فَلَمَّا دَنَّتِ النَّيُّوقُ قَبْرَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ بَكَتِ النِّسَاءُ بكَاءً شَدِيدًا۔ جب ان نیکوں کے اونٹ قبر مسلم تک پہنچے اور انہیں معلوم ہوا کہ یہ قبر سفیر حسین کی ہے تو سب بیہیاں دھاڑیں مار کر رونے لگیں۔ فَرَأَيْتُ صَبِيَّةً تَبْكِيْ وَتَقُوْلُ۔ اَہْ اَہْ۔ راوی کہتا ہے کہ ان قیدیوں میں میں نے ایک بچی دیکھی جو انتہائی دردناک آوازیں میں روتی تھی اور بار بار ہائے کرتی تھی۔

حَتَّى اَلْقَتْ نَفْسَهَا مِنْ اَعْلَى الْبُعَيْرِ۔ یہاں تک کہ اس بچی نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور جناب مسلم کی قبر اطہر سے مخاطب ہو کر یوں بین کرتی تھی يَا اَنْبَاءَ بَائِيْ عَيْنِ اَرْمِيْ قَبْرَكَ ہائے میرے مظلوم بابا۔ میں آپ کی قبر کن آنکھوں سے دیکھوں لَيْتَنِيْ كُنْتُ الْيَوْمَ غَمِيًّا اے بابا! ہاں میں آج کے روز اندھی

وَيَسْتَجِيْرُ فَلَا يُجَارُ۔ امام علیہ السلام فریاد کرتے تھے۔ لیکن کوئی ان کی فریاد کو نہ پہنچتا ترہا اور آپ ہر کسی ہے پناہ مانگتے تھے اور کوئی بھی ان کو پناہ نہ دیتا تھا اور فرماتے تھے هَلْ مِنْ مُّغِيْثٍ يُّغِيْثُنَا هَلْ مِنْ مُّجِيْرٍ يُّجِيْرُنَا۔ آیا ہے کوئی پناہ دینے والا کہ ہمیں پناہ دے آیا سے کوئی فریاد رس ہماری فریاد کو پہنچے هَلْ مِنْ ذَابٍ يَذُبُّ عَنْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ آیا ہے کوئی کہ اہل بیت رسول سے اس مصیبت کو دور کرے تیروں اور تلواروں کے سوا کوئی جواب نہ آتا۔ حَتَّى ذُبِحَ طِفْلُهُ الرّضِيْعُ فِيْ حَجْرِهِ یہاں تک کہ امام علیہ السلام کے فرزند صغیر کو تیر مار کر شہید کر دیا گیا۔

وَيَلُوْكُ لِسَانُهُ مِنَ الْعَطَشِ وَيَطْلُبُ الْمَاءَ فَلَا يَجِدُهُ۔ اور آپ پیاس کی شدت اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور بار بار پانی مانگتے تھے لیکن پانی دینا تو درکنار کوئی شخص امام عالی مقام کی باتوں کا جواب بھی نہ دیتا تھا وَذَبْحُوْهُ كَمَا يَذْبَحُ الْكَبِشُ اور اس تین دن کے پیاسے کو پس گردن ذبح کیا گیا۔ جس طرح کہ قربانی کے گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ عمر سعد شہادت کے دوسرے دن دوپہر تک وہیں ٹھہرا رہا۔ فَجَمَعَ قَتْلَاهُ وَصَلَّى عَلَيْهِمْ وَدَفَنَهُمْ وَتَرَكَ الْحُسَيْنَ وَاصْحَابَهُ۔ اس لعین نے اپنے کشتگان نجس کو کہ ہزاروں کی تعداد جمع کر کے انہیں غسل دیا اور ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا، لیکن فرزند رسول اور دیگر شہداء اہل بیت کو ویسے ہی گرم ریت پر پڑا رہنے دیا۔ جس کو رسول خدا اپنے سینے پر سلاتے تھے اور کندھوں پر اٹھاتے تھے ان کے سر اقدس کو نوک نیزہ پر نصب کیا۔ اہل حرم بچوں کو قید کر کے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راوی کہتا ہے جب کوفہ میں داخل ہوئے تو سب سے آگے شہداء کے سر تھے۔ وَمِنْ خَلْفِهِمْ نِسَاءُ الْحُسَيْنِ مُشَقَّقَاتٍ نَّاشِرَاتٍ لَا طِمَاتٍ بِاَكْيَابٍ اور ان مقدس ترین سروں کے پیچھے اہل

کہ علیؑ کا لال اپنی تلوار سے کافروں، مشرکوں اور منافقوں کو کس طرح تہ تیغ کرتا ہے؟



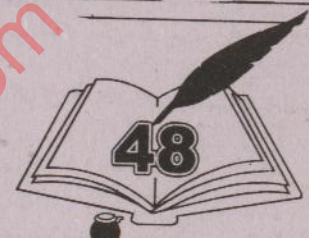
• قَالَ قَاسِمُ ابْنِ الْأَصْبَغِ الْمُجَاشِعِ رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا
عَلَى فَرْسٍ قَدْ عُلِقَ فِي لَبِّ فَرَسِهِ رَأْسُ شَابٍ كَأَنَّهُ قَمَرٌ لَيْلَةَ الْبَدْرِ - قاسم ابن
اصبح کہتا ہے کہ میں نے ایک لعین کو دیکھا کہ اس نے ایک نوجوان کا (جس کا چاند

اِنَّ اَبَادَرَ قَالَ بَغْنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَدْعُوْ عَلِيًّا
فَاتَيْتُ بَيْتَهُ فَنَادَيْتُهُ فَلَمْ يُجِبْنِي وَالرَّحَى تَطْحَنُ وَلَيْسَ مَعَهَا أَحَدٌ. جناب ابو
ذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اکرمؐ نے مجھے جناب امیرؑ کو بلانے
کے لئے بھیجا میں نے جناب امیرؑ کے دولت سراپر آواز دی لیکن امام علیہ السلام نے
مجھے جواب نہ دیا اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور اس کے پاس کوئی نہ تھا۔ فَنَادَيْتُهُ
فَخَرَجَ وَاتَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ. میں نے دوبارہ دستک دی
تو جناب امیر علیہ السلام باہر تشریف لائے آنحضورؐ نے کچھ فرمایا کہ وہ اسے سمجھ نہ
کا فقلت عَجِبْتُ مِنَ الرَّحَى فِي بَيْتٍ عَلَيَّ تَدُورُ مَا عِنْدَهَا أَحَدٌ میں نے عرض
کی کہ مجھے اس چکی پر تعجب ہے جو جناب امیرؑ کے گھر پر موجود ہے وہ خود بخود چل
رہی تھی اور اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔ قَالَ إِنَّ ابْنَتِي فَاطِمَةَ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهَا
وَجَوَارِحَهَا إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا۔

جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی
فاطمہؑ کے قلب اور تمام اعضاء کو ایمان اور یقین سے بھر دیا ہے۔ وَإِنَّ اللّٰهَ
عَلِمَ ضَعْفَهَا فَاعَانَهَا عَلَى ذَهْرِهَا وَكَفَّاهَا۔ اللہ تعالیٰ نے جانا فاطمہؑ کے ضعیف
اور ناتوانی کو پس اس نے اس طرح ان کی مدد فرمائی وہ اس طرح آما عَلِمْتُ أَنَّ لِلّٰه
تَعَالَى مَلَائِكَةً مُّوَكَّلِينَ بِمَعُونَةِ آلِ مُحَمَّدٍؐ اے ابو ذرؓ آیا تم نہیں جانتے کہ اللہ
تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں کہ وہ اہل بیت محمدؐ کی خدمت پر مقرر ہیں۔


جناب فاطمہ زہراءؑ کے اس دنیا پر رتبے کا یہ ایک کرشمہ تھا روز قیامت
اس مخدومہ کو نین کا رتبہ یہ ہوگا کہ جس دن ملائکہ خوف خدا سے سر جھکائے کھڑے
ہوں گے اور انبیاء کرام خوف وہم سے 'نفس نفس' پکار رہے ہوں گے۔

روایت نمبر



48

جناب امیرؑ کے خانہ اقدس میں چکی کا خود بخود چلنا اور آٹا پینا جناب فاطمہ
الزہراءؑ کا بہشتی نانہ پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف لانا اور عجمان اہل بیت کی شفاعت
کرنا اور اسیران اہل بیت کی کوفہ میں آمد۔



مولانا عابد عسکری

ناقہ کی مہار ہوگی اور با آواز بلند پکار رہے ہوں گے۔

يَا أَهْلَ الْمُحْشِرِ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَجُوزَ فَاطِمَةُ اہلِ مُحْشَرِ اِجْمَعِ
آنکھیں بند کر لو تاکہ جناب رسول خدا کی عاجزادی تشریف لا رہی ہیں۔ فَتَسِيرُ
حَتَّى تُحَادِثَ عَرْشَ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهُ فَتَطْرَحُ بِنَفْسِهَا عَنْ نَاقَتِهَا وَتَقُولُ پس
اس طرح سے جناب فاطمہ تشریف لائیں گی یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچیں گی
تو ناقہ سے اپنے آپ کو گرا دیں گی اور عرض کریں گی۔ اَللّٰهُمَّ وَسَيِّدِيْ اَحْكَمْ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ مَنْ ظَلَمْنِيْ اے میرے پروردگار میرے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کر
جنہوں نے ہم پر ظلم و ستم کئے ہیں۔



ایسے وقت میں جناب سیدہ کا یہ مرتبہ ہوگا جیسا کہ امالی میں ابن بابویہ نے
روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ تُقْبَلُ ابْنَتِيْ
فَاطِمَةُ عَلٰی نَاقَةٍ مِنْ نُّوْقِ الْجَنَّةِ کہ جب قیامت کے روز میری بیٹی ناقہ جنت پر
سوار ہو کر آئے گی۔ مُدَبَّحَةِ الْجَبِيْنِ۔ اس ناقہ کی پیشانی خالص ریشم سے بچی ہوئی
ہوگی۔ حِطَامُهَا مِنْ لُّوْلُؤٍ وَرَطَبٍ۔ اور اس کی مہار موتیوں کی ہوگی۔ قَوَائِمُهَا مِنَ
الرُّمُودِ الْاَخْضَرِ ذَنَبُهَا مِنَ الْمَسْكِ الْاَذْفَرِ۔ اس کے پاؤں زمرہ کے ہوں گے
اور اس کی مہر مشک کی ہوگی۔ عَيْنَا يَا قُوْتَتَانِ۔ حُرَاوَانِ۔ اور اس کی آنکھیں دوسرخ
یا قوت کی ہوں گی۔

وَإِنَّ عَلَيْهَا قُبَّةً مِنْ نُورٍ يَرَى ظَاهَرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ
ظَاهِرِهَا ذَاخِلُهَا غَفْوًا لِلَّهِ وَخَارِجُهَا رَحْمَةٌ لِلَّهِ۔ اور پشت ناقہ پر نوری ایک قبہ ہو
گا۔ اس کا ظاہر باطن سے نمایاں ہوگا۔

اور اس کا باطن ظاہر سے نمایاں ہوگا اور اس کا اندرونی حصہ غفو خدا ہے اور
اس کا خارج رحمت خدا ہے وَعَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ نُورٍ لِلتَّاجِ سَبْعُونَ رُكْنًا اور
جناب فاطمہ کے سر پر ایک نور کا تاج ہوگا۔ اور اس تاج کے ستر رکن ہوں گے۔
كُلُّ رُكْنٍ مَرْصَعٌ بِالذَّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُضِيْ كَمَا تُضِيْ الْكَوْكَبُ الدَّرِيُّ فِيْ افْقِ
السَّمَاءِ اور اس تاج کے ہر رکن میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے اور وہ
اس طرح چمکیں گے جس طرح کہ روشن ستارے آسمان پر چمکتے ہیں۔ وَعَنْ يَمِينِهَا
سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ وَعَنْ شِمَالِهَا سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ اور دہنی طرف ستر ہزار
فرشتے ہوں گے اور بائیں طرف ستر ہزار فرشتے چل رہے ہوں گے۔ وَجِبْرِئِلُ
اِخَذَ بِحِطَامِ النَّاقَةِ وَيُنَادِيْ بِاَعْلٰی صَلَوَتِهِ اور جناب جبریل کے ہاتھ میں اس

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَةٌ مِنَ
النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ. جناب رسول خدا نے فرمایا: آل محمد
کے حق کو پہچاننا عذاب دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا باعث بنتا ہے اور خاندان
رسالت سے دوستی عذاب آخرت سے ذریعہ امان ہے۔ مَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ
مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا اور جو شخص محبت اہل بیت میں مرجاتا ہے وہ شہید مرتا ہے اس
کا درجہ شہید کا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بستر ہی پر مر جائے۔ یہ حدیث متفقہ طور پر تمام
مسلمانوں کی کتب میں درج ہے۔

☆ روایت ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب نے ارشاد فرمایا: حُبُّ عَلِيٍّ
يَأْكُلُ الدُّنْيَا كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ جس طرح آگ لکڑی کو کھا
جاتی ہے اسی طرح جناب علی ابن ابی طالب کی محبت گناہوں کو کھا جاتی
ہے۔

☆ وَقَالَ لَوْ اجْتَمَعَ الْخَلَائِقُ عَلَى حُبِّ عَلِيٍّ لَمْ يَخْلُقِ اللَّهُ تَعَالَى النَّارَ.
اور آنحضرت نے فرمایا: اگر تمام مخلوقات محبت علی پر جمع ہوتی تو اللہ تعالیٰ
آتش جنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔

☆ اور کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا لَوْ كَانَ
بَعْدِي نَبِيًّا لَكَانَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ. اگر میرے بعد نبی ہوتا تو میرا
بھائی علی ابن ابی طالب ہوتا۔

☆ کتاب بشائر المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ ایک روز جناب رسول اکرم جناب
امیر کے گھر میں تشریف لائے اس وقت آپ بہت خوش تھے اور فرمایا
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَیْ أَبِي طَالِبٍ آقائے نامدار جناب رسالت مآب کی

روایت نمبر



فضائل شیعان علی، پنجتن پاک کا اپنی اپنی نصف حسنت مومنین کو بخش دینا اہل
بیت اطہار کے مصائب پر گریہ کرنا، اسیران کر بلا کا ایک گرجا گھر میں رات بسر کرنا اور شہداء
کے سرہائے مبارک سے معجزات کا رونما ہونا اور پیر دیرانی سمیت کئی نصرائیوں کا مسلمان
ہونا۔



مولانا عابد عسکری

وقت جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا یا اَہْلَ الْبَيْتِ مَا أَنْتُمْ بِأَكْرَمَ مِنِّي۔ اے میرے اہل بیت! تم مجھ سے زیادہ کریم و نکی نہیں ہو، ہر گاہ تم سب نے ایسی بخشش کی ہے تو سن لو اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِشِيعَةِ عَلِيٍّ وَ مُحَبِّیْہِ ذُنُوبَهُمْ جَمِیْعًا۔ کہ میں نے علی کے شیعوں اور موالیوں کو بخشا اور ان کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔

سبحان اللہ کیا مرتبہ مومنین کرام کا، محبت اہل بیت کتنا بڑا اعزاز ہے۔ خاص طور پر جناب امام حسین کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے اس وقت آپ کی عمر مبارک چھ سال کی تھی آپ نے ہم سب مومنین کی بخشش کی دعا کی تھی۔ واقعاً مومنین کرام، مہمان اہل بیت اور موالیان حیدر کرار خوش نصیب ہیں کہ ان کی چودہ معصومین علیہم السلام شفاعت فرمائیں گے۔ جب محبوب خدا کس کی شفا فرمادیں تو پھر اس کو ذکر کس بات کا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اتنی بڑی قربانیاں ہماری بخشش اور نجات کے لئے دی ہیں ہماری خاطر مدینہ سے کربلا تک سفری صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ نے دین کی بقاء اور اسلام کی سربلندی کے لئے ایسے صبر آزما مراحل طے کئے کہ اس طرح کے کارنامے کوئی بشر نہیں انجام نہیں دے سکتا۔ ہم اُن کی عظیم المثال قربانیوں کا صلہ تو نہیں دے سکتے البتہ اُن کا ہم پر حق یہ ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ان کے فضائل و مصائب اور ذکر کو زندہ رکھا جائے۔ مومنین و مومنات کو چاہئے کہ اہل بیت اطہار کے جب بھی مصائب پڑھیں یا سنیں تو ان پر خوب گریہ و ماتم کریں یہ وہ مظلوم ہیں کہ ان کو جی بھر کر رونے بھی نہیں دیا گیا تھا۔ جناب امام حسین فرماتے ہیں۔ اَنَا قَتِيلُ الْعَبْرَةِ مَا ذُكِرْتُ عِنْدَ مُؤْمِنٍ إِلَّا بَكَى وَ اُعْتَمَّ قَلْبُهُ لِمَصَابِي۔ میں کشتہ گریہ و زاری ہوں، مومن کے سامنے جب بھی میرا

آواز سنتے ہی جناب امیر، حضرت فاطمہ، حسین شریفین احترام کے طور پر اٹھ کھڑے ہوئے اور آداب و سلام بجالائے۔ آنحضور بیٹھ گئے اور اہل بیت کو بھی ہنس کر فرمایا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ۔

وَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتَ عَلَيَّ مِثْلَ هَذَا الْيَوْمِ۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! آج آپ اتنا خوش نظر آرہے ہیں۔ کہ اس سے پہلے آپ کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔ یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا اے علی! جس خوشخبری نے مجھے شاد کیا ہے میں اس کے بارے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

قَالَ نَعَمْ رُوحِيْ فِذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ جناب امیر نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان ضرور بتائیے آنحضور نے فرمایا اے علی! میرے پاس جبرائیل امین آئے اور کہا کہ اے رسول خدا! پروردگار عالم بعد تحفہ سلام کے فرماتا ہے کہ علی کو اس بات کی بشارت دے دو، علی کے جتنے بھی ماننے والے ہیں وہ سب کے سب بہشت میں جائیں گے۔ یہ سن کر جناب امیر بہت زیادہ خوش ہوئے اور خوشی سے سجدہ شکر بجالائے اور سجدہ کے بعد دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا اے رسول خدا میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی نصف نیکیاں اپنے ماننے والوں کو بخش دی ہیں جو نبی یہ بات جناب فاطمہ زہرا نے سنی تو انہوں نے عرض کی اے والد بزرگوار! میں آپ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے بھی اپنی آدھی نیکیاں جناب امیر المومنین کے ماننے والوں کو بخش دی ہیں جناب حسن و جناب حسین نے بھی عرض کی کہ اے جد بزرگوار! ہم بھی آپ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنی اپنی نصف نیکیاں والد گرامی کے شیعوں کو بخش دی ہیں۔ اس

ذکر ہوگا تو وہ میرا نام، میرا ذکر، میرے مصائب سن کر روئے گا اور افسردہ ہوگا۔

جناب صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ جو مومن ہمارے مصائب یاد کر کے روئے یا کسی ایک آدمی کو رلائے تو خداوند کریم اس پر بہشت کو واجب کر دیتا ہے اور جسے رونا نہ آئے وہ رونے کی شکل و صورت بنائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی بہشت کو واجب کرتا ہے۔ وَمَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ اور جس شخص کے سامنے ہمارے مصائب بیان ہوں اور اس کا دل محزون و غمگین نہ ہو وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے۔

فی الحقیقت کون ایسا ہے کہ جس کے سامنے مصائب اہل بیت بیان ہوں اور وہ غمگین بھی نہ ہو؟ یہ تو وہ غم ہے کہ جس کی وجہ سے پہاڑ کھڑے کھڑے ہو گئے، دریا جوش و خروش میں آئے، جنات و جانور ہائے صحرا روئے، امام مظلوم کے غم میں زمین و آسمان بھی روئے کیونکہ نہ روتے کہ تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوا اور امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کے خیموں کو تاراج کیا گیا اور اہل بیت اطہار کو بے پلان اونٹوں پر طوقوں، زنجیروں اور رسیوں میں جکڑ کر سوار کیا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت جناب ام کلثومؑ نے کہا کہ ہمیں یہیں رہنے دو۔ یہاں ہمارے بھائی کی لاش ہے اور ہم یہاں سے نہیں جائیں گے لیکن ان ملعونوں نے وہ ستم کیا کہ حیرت ہے آسمان کیوں نہیں گر پڑا اور زمین کیوں نہ شق ہوئی۔ انہوں نے بی بی کے جسم اقدس پر تازیانہ مارا جس کی وجہ سے انہیں مجبور ہو کر اونٹ پر سوار ہونا پڑا۔ وَأَمَرَ بِحِزْرِ رَأْسِ الْبَاقِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ۔ اور عمر سعد شقی نے حکم دیا کہ باقی شہیدوں کے سر کاٹ لو چنانچہ اہل حرم کے سامنے شہداء کے سر قلم کئے گئے۔ جناب صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لَا تَذْبَحُوا الشَّاةَ عِنْدَ

الشَّاةِ هِيَ تَنْطَرُ إِلَيْهَا۔ کہ بکری کو بکری کے سامنے ذبح نہ کرو جبکہ وہ دیکھ رہی ہو پس کیا حال ہوگا۔ جناب زینبؑ، ام کلثومؑ، شہر بانوؑ، ام فروہؑ اور جناب امام زین العابدینؑ کا جب ان کے سامنے جناب عباسؑ، علی اکبرؑ، قاسمؑ، عونؑ و محمدؑ کے سر قلم کئے گئے ہوں گے۔ اس سے زیادہ ظلم یہ کیا کہ ان ظالموں نے تن سے سر جدا کر کے ان کو دفن بھی نہ کیا اور سروں کو نیزوں پر نصب کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ ان میں جو روتا تھا اس کو تازیانے مارتے تھے اور انہیں رونے سے منع کرتے تھے اور ان کو صحرا بہ صحرا پھرایا گیا۔ ابوسعید دمشقی کہتا ہے کہ شام کی طرف جاتے وقت ہمیں خبر ملی کہ مسیب نے لشکر جمع کیا ہے کہ شب خون مار کر سر ہائے اقدس کو بمعہ اہلیت لے جائے۔ یہ سن کر ہمیں کافی پریشانی ہوئی، ناگاہ ایک نصرانیوں کی عبادت گاہ نظر آئی۔ سب کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ اس دیر کو جائے پناہ قرار دیں اگر مسیب حملہ آور ہو تو فتح یاب نہ ہو چنانچہ شمر لعین نے دیر کے دروازہ پر آواز دی ایک پیر دریانی باہر آیا۔ وہ لشکر عظیم کو دیکھ کر پوچھنے لگا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور شام کیوں جا رہے ہو؟ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ فِي الْعِرَاقِ عَلَى يَزِيدَ فَحَا رَبَّنَا وَقَاتَلَنَاهُ وَوَضَعْنَا رَأْسَهُ مَعَ رَأْسِ أَصْحَابِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ عَلَى الرُّمَحِ يُزِيدُ يَزِيدَ۔ شمر بولا کہ عراق میں ایک شخص نے یزید کے خلاف بغاوت کی جس کے وجہ سے ہم اس سے لڑے اور اس کا سر بمعہ دیگر سروں کے نیزوں پر رکھ کر یزید کے لئے لے کر جا رہے ہیں۔ اس شخص نے سروں کو دیکھ کر کہا مَنْ رَأْسُ أَمِيرِهِمْ۔ ان کے امیر کا سر کونسا ہے؟ شمر نے امام مظلومؑ کے سر اقدس کی طرف اشارہ کیا، دریانی بولا میرا دیر اس قدر وسیع نہیں ہے مگر سروں اور قیدیوں کو میرے دیر میں رکھو اور تم دیر کے پاس رہو، شمر کو اس کی رائے پسند آئی پس ایک صندوق میں تو امام مظلومؑ کا سر

سیدہ بین کر کے روتی تھیں ان کے ساتھ جتنی بھی خواتین تھیں وہ بھی روتی تھیں یوں لگتا تھا کہ جیسے قیامت آگئی ہے وہ بیبیاں کہتی تھیں السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْمَظْلُومُ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الشَّہِیدُ الْمُعْصُومُ سلام ہو تجھ پر اے مظلوم! سلام ہو تجھ پر اے میرے معصوم سلام ہو تجھ پر اے میرے غریب بیٹے حسین السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قُرَّةَ عَیْنِ الرَّسُولِ وَنَمْرَةَ فَوَادِیْ سلام ہو تجھ پر اے رسول خدا کی آنکھوں کی ٹھنڈک اے میرے میوہ دل یَا بُنَی لَا تَحْزَنْ فَإِنَّ اللّٰهَ مِیْتَقِمُ مِنْ قَاتِلِیْکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ اے میرے فرزند! تجھ پر بہت ظلم و ستم ہوئے مگر تو غم نہ کر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تیرے قاتلوں سے انتقام لے گا۔

فَبَكَتْ وَبَكَتِ النِّسَاءُ کُلُّهُنَّ۔ یہ فرما کر خوب روئیں اور دوسری بیبیاں بھی رونے لگیں اور جناب سیدہ نے کچھ امام مظلوم کے غم میں اشعار بھی کہے جن کا مطلب یہ ہے کہ اے فرزند مظلوم اے سرور قلب زہرا! تجھ پر وہ ظلم ہوئے کہ ایسے کسی پیغمبر یا وحی پیغمبر پر نہیں ہوئے اور اگر خدا مجھے ہزار آنکھیں عطا کرے وہ سب تیرے غم میں اشکبار ہوں اور میرے رونے کے مقابلے میں بادل کوہ صحرا جن و انس و وحش و طیور اور ملائکہ روئیں تو بھی بہت کم ہے۔ جناب سیدہ کے اس بین سے عجب شور مٹاں رہا ہوا یہ سن کر وہ نصرانی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس نے حجرے میں کسی کو نہ دیکھا پس وہ حجرے میں گیا اور صندوق کا تالا توڑ ڈالا اور سر اقدس کو باہر نکالا اور مشک و گلاب سے دھو کر ایک سجادہ پر رکھا اور اس کی تعظیم کو سجدہ کیا اور روتا رہا۔ ثُمَّ اشْتَعَلَ الشَّمْعُ وَجَلَسَ عِنْدَ الرَّأْسِ یَنْظُرُ إِلَیْهِ وَیَبْکِیْ وَیَقُولُ پھر شمع جلا کر رکھی اور سر کے سامنے بیٹھے دیکھتا رہا اور روتا رہا اور کہتا تھا کہ اے سر اقدس! یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کی تعریف موسیٰ

رکھا اور دوسرے صندوق میں باقی شہداء کے سر رکھے اور اہل بیت کو بھی اسی مکان میں لے آیا۔ وَصَارَ یَطُوفُ حَوْلَ حُجْرَةٍ فِیْهِ الصُّنْدُوقُ لِنَظَرِ رَأْسِ الْحُسَیْنِ مِنْ قَرِیْبٍ۔ اور وہ بوڑھا دیرانی اس کے حجرے کے ارد گرد چکر لگاتا تھا تاکہ امام علیہ السلام کے سر اقدس کو قریب سے دیکھے۔ فَنَظَرَ فِی شَفَوقِ الْبَابِ فَرَأَى فِی الْحُجْرَةِ نُورًا یَسْطَعُ مِنَ الصُّنْدُوقِ الَّذِیْ فِیْهِ رَأْسُ الْحُسَیْنِ۔ پس وہ دیرانی دروازے سے جھانکنے لگا دیکھتا کیا ہے کہ جس صندوق میں امام حسین کا سر اقدس تھا اس سے ایک نور ساطع ہے اور اس حجرے میں بہت سی شمعیں روشن ہیں۔

یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا وَإِذَا بِسَقْفِ الْبَیْتِ قَدْ شَقَّ کَ نَاگاہ اس حجرے کی چھت شکافتہ ہوئی اور ایک نور کی عماری آسمان سے نازل ہوئی اور اس سے ایک باپردہ بی بی باہر آئیں اور ان کو بہت سی کنیزوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا اور ایک کنیز کہتی تھی کہ راستہ دو کہ ہم سب کی مادر گرامی جناب حوا تشریف لاری ہیں پھر ایک عماری اور اتری اس سے جناب سارہ و جناب ہاجرہ باہر آئیں اور راحیل مادر یوسف، صفورہ بنت شعیب اور کلثوم خواہر موسیٰ آسیدہ زن فرعون اور مریم مادر عیسیٰ باہر آئیں پھر ایک اور عماری نازل ہوئی اور اس سے جناب خدیجہ الکبریٰ جناب فاطمہ زہرا باہر تشریف لائیں۔ ثُمَّ ارْتَفَعَ صَوْتُ بُكَاءٍ وَنَحِیْبٍ وَظَهَرَ هَوْدَجٌ مِنْ نُورٍ وَحَوْلَهُ مِنَ الْخُودِ الْعِیْنِ کَثِیْرٌ۔ پھر رونے اور ماتم کرنے کی صدائیں بلند ہوئی اور نور کی ایک عماری ظاہر ہوئی اور اس کے ہمراہ بہشت کی حوریں تھیں ان میں سے ایک بولی کہ اے نصرانی اپنی آنکھیں بند کر لے کہ جناب فاطمہ زہرا اپنے بیٹے سر اقدس کی زیارت کے لئے آ رہی ہیں۔ فَوَقَعَتْ مَغْشِیًّا عَلَى الْأَرْضِ۔ پس میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا مگر رونے کی آواز سن رہا تھا۔ اب

نے تورات اور عیسیٰؑ نے انجیل میں کی ہے۔

قَالَ اللَّهُ الَّذِي أَعْطَاكَ تِلْكَ الْمَنْزِلَةَ. أَخْبِرْنِي مَنْ أَنْتَ وَمَا أَسْمُكَ۔ اے سر پر نور! تجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھے یہ مرتبہ دیا! یہ مجھے بتا تو سہی کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ کہ ناگاہ خدا کی قدرت سے امام مظلومؑ کا سر اقدس گویا ہوا اور فرمایا يَا أَيُّهَا الشَّيْخُ أَنَا الْمَقْتُولُ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا۔ اے دیرانی! اے شیخ! میں وہ ہوں جسے ظالموں نے ناحق شہید کیا۔

أَنَا الْمَغْمُومُ الَّذِي مَاتَ عَطْشَانًا اے شیخ! میں وہ ستم رسیدہ ہوں جو تین دن کا بھوکا پیاسا ذبح کیا گیا اور دنیا سے پیاسا گیا۔ أَنَا الَّذِي فَارَقَ الْأَحِبَّةَ وَبَعَدَ عَنِ الْوُطَانِ میں وہ غریب و یکس ہوں جسے دشمنوں نے عزیز و اقرباء سے چھڑا کر دشتِ غربت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا اور بیگانے ملک میں شہید ہوا۔ قَالَ الَّذِيرَانِي زِدْنِي مِنْ فَصَائِلِكَ دیرانی نے عرض کی اے مظلوم! مجھے اور کچھ اپنے بارے میں بتا تو سر اقدس نے جواب دیا۔

أَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى وَسُرُورُ قَلْبِ الزَّهْرَاءِ۔ اے شیخ! میں حسینؑ ہوں وہ حسینؑ کہ جس کے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں اور میں جناب علی المرتضیٰؑ کا فرزند ہوں جناب فاطمہؑ زہراؑ کا بیٹا ہوں دیرانی خوب رویا اور اپنے مریدوں کو جمع کیا اور سب ماجرا بیان کیا پس وہ ستر آدمی تھے وہ بھی روئے اور اپنے گریبان پھاڑ ڈالے اور بیمار کر بلا کی خدمت میں آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے اور عرض کی اے مولا! اجازت دیں تو ان کافروں سے جہاد کریں۔ فَقَالَ جَزَاكُمْ اللَّهُ خَيْرًا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا تمہیں جزائے خیر دے صبر کرو خدا ان سے انتقام لے گا۔ وہ ہماری نصرت کو کافی ہے۔

جائے تامل ہے کہ کافر تو یہ قدر شناسی کریں اور مسلمان ہو جائیں اور وہ جو خود کو مسلمان کہلاتے تھے انہوں نے عترتِ رسولؐ پر ذرا بھر رحم نہ کیا۔

روایت نمبر



اللہ تعالیٰ نے عرشِ معلیٰ کو حسن و حسینؑ کے پاک ناموں سے مزین کر دیا، جبرائیلؑ و اسرافیلؑ کا اہل بیت اطہارؑ کی خدمت کرنے کی وجہ سے فخر و مباہات کرتا، اسیرانِ کربلا کا کوفہ سے ہو کر شام کی طرف چاہا، لہرائیوں کا یزید یوں سے اظہارِ برأت کرتا، یزید کا نام مظلومؑ کے دندانِ اقدس پر چھڑی مارنا اور آلِ رسولؐ کے ساتھ ہنگامِ مہملوک کرنا۔



مولانا عابد عسکری

ارکان عرش سے یعنی ایک رکن کو امام حسینؑ سے مزین کیا اور ایک کو امام حسنؑ سے وَالْعَرْشُ يَفْتَحُ بِزَيْنِهِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ۔ اور عرش فخر کرتا ہے اپنی زینت سے ہر شئی پر کہ کون ہے میری مثل کہ میں حسن و حسینؑ کے ساتھ مزین کیا گیا ہوں اور مجھ پر جگہ پائی ہے پارہ جگر فاطمہؑ زہراؑ نے۔

رَوَى أَنَّهُ افْتَحَرَ اسْرَافِيلُ عَلَى جِبْرِئِيلَ فَقَالَ إِنِّي مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ وَصَاحِبِ الصُّورِ وَالنَّفْخَةِ وَأَنَا كَبِيرُ الْمَلَائِكَةِ إِلَى حَضْرَةِ الْجَلَالِ۔

منقول ہے کہ اسرافیلؑ نے جبرائیلؑ پر فخر اور برتری ظاہر کی اور کہا میں حاملان عرش الہی سے ہوں اور میں صاحب صور ہوں اور میں فرشتوں میں سے بڑا ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھے خاص مقام حاصل ہے۔ قَالَ جِبْرِائِيلُ أَنَا خَيْرُ مَنْكَ جِبْرِائِيلُ نے کہا میں تم سے بہتر ہوں قَالَ لِمَاذَا۔ اسرافیلؑ نے کہا وہ کیسے؟ قَالَ أَنَا آمِنُ اللّٰهَ عَلَى وَحْيِهِ وَالْكَسُوفِ وَالْخُسُوفِ وَالزَّلْزَالِ وَالرَّسَائِلِ۔ جبرائیلؑ بولے میں امین خدا ہوں وحی کسوف و خسوف زلزلہ اور رسالت میں فاختصماً إِلَى اللّٰهِ پس محاکمہ کیا درگاہ خدا میں کہ بار الہی تو ہی فیصلہ فرما کہ ہم میں سے افضل کون ہے؟ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهَا أَنِ اسْكُنَا بِسِ اللّٰهِ تَعَالَى نے وحی کی کہ تم دونوں چپ رہو فَوَعِزَّتْنِي وَجَلَالِي لَقَدْ خَلَقْتُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكُمَا۔ پس قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی کہ میں نے اسے خلق کیا کہ تم دونوں سے بہتر ہے۔ اَنْظُرْ إِلَى سَاقِ الْعَرْشِ فَنَظَرَا۔ دیکھو ساق عرش کی طرف پس دونوں نے دیکھا فَإِذَا عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَعَلِيُّ وَلِيُّ اللّٰهِ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ۔ پس ساق عرش پر لکھا تھا کہ نہیں ہے معبود برحق سوائے خداوند عالم کے محمد مصطفیٰؐ خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور علیؑ

عَنِ الْأَشْعَثِ ابْنِ قَيْسٍ وَجُودِيَّةَ الْحَبْلِيِّ قَالَا يَوْمًا لِعَلِّي ابْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ اشعث بن قیس اور جویریہ جھلی سے منقول ہے کہ ان دونوں نے جناب علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں عرض کی مولا! اپنی اور جناب فاطمہؑ زہراؑ کی زندگی کے بارے میں کچھ بتائیے مولاؑ نے فرمایا کہ ایک رات جناب رسول خدا ہمارے گھر تشریف لائے آئے ہم سب گھر والوں نے آپؑ کو ایک چادر پر بٹھایا جب آپؑ نے دیکھا تو ہمارے پاس بستر نہ تھا۔ یہ دیکھ کر آپؑ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے جناب سیدہ بھی اپنی مظلومیت و بیکی کو دیکھ کر رو پڑیں۔ حضرتؑ نے فرمایا يَا بِنْتِي أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ اللّٰهَ أَطْلَعَ أَطْلَاعَةً مِنْ سَمَائِهِ إِلَى أَرْضِهِ فَاخْتَارَ مِنْهَا بِعَلِّكَ عَلِيُّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ اے بیٹی تمہیں نہ ہوتا تم نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ زمین سے آسمان تک مطلع ہوا اور آسمان و زمین میں سے تیرے لئے علی ابن ابی طالبؑ کو منتخب کیا۔ وَأَمَرَنِي أَنْ أَزْوَجَكَ بِهِ اور مجھے حکم دیا کہ میں میری اس سے تزویج کروں۔

أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اتَّخَذَنِي نَبِيًّا وَاتَّخَذَهُ وَصِيًّا وَخَلِيفَةً مِنْ بَعْدِي اور خداوند عالم نے مجھے نبی کہا اور تمہارے شوہر کو وصی کہا اور میرے بعد میرا جانشین قرار دیا۔ يَا فَاطِمَةُ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ الْعَرْشَ سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُزَيِّنَهُ بِزَيْنَةٍ لَمْ يَزَيِّنْ بِهَا شَيْئًا مِنْ خَلْقِهِ۔ اے فاطمہ! آیا تم نہیں جانتی کہ عرش نے بارگاہ الہی میں عرض کی کہ مجھے زینت عطا فرما ایسی زینت کہ اس جیسی اور زینت کوئی اور نہ ہو یعنی ایسی زینت مخلوقات میں سے کسی کو نہ ملی ہو۔ فَرَزْنَهُ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَجَعَلَهُمَا فِي زُكْنَيْنِ مِنْ أَرْكَانِ الْعَرْشِ۔ پس خداوند عالم نے عرش کو مزین کیا حسن و حسینؑ کے ساتھ اور جگہ دی ان دونوں اختر برج کرامت اور گوہر برج امامت کو دو رکنوں میں۔

ہوئے کھڑے تھے وَالرُّؤُسُ مَشْهُودَةٌ عَلَى الرِّيحِ اور سرہائے مبارک نیزوں پر نصب تھے۔

فَقَامَ سَنَابُنُ أَنَسٍ لَعْنَةُ الَّذِي ضَرَبَ بِسَمِّهِ فِي لَبَةِ الْإِمَامِ وَقَتْلَهُ
فَانْشَدَ شِعْرًا بِسَنَانِ بْنِ أَنَسٍ كَافِرًا ثَمَّ يَدَّاهُ يَدَّاهُ لَعْنَةُ الَّذِي ضَرَبَ بِسَمِّهِ فِي لَبَةِ الْإِمَامِ وَقَتْلَهُ
خَشِكَ لُغْلُغَةً بِخَنْجَرٍ جَلَّاهُ تَحَاوَرُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ كَرَّاهُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ كَرَّاهُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ
قَتْلُ كَيْفَا تَحَاوَرُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ كَرَّاهُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ كَرَّاهُ مَظْلُومٍ كَرَّاهُ

شعر املاء رِکابی فَضَّةً أَوْ ذَهَبًا قَتَلْتُ رَجُلًا مَلَكًا مُحَبِّيًا

قَتَلْتُ الَّذِي أَعْلَى نَسَبًا خَيْرُ عِبَادِ اللَّهِ أُمًّا وَابًا

اے ابن زیاد! بھر دے میرے سپ و شتر کو سونے چاندی سے کہ میں نے
قتل کیا ہے اس شخص کو جس کے دروازے کے فرشتے دربان تھے اور اس شخص کو مارا
ہے جو بہترین بندگان خدا تھا ماں اور باپ کی طرف سے۔“

پس ابن زیاد کو اس کا یہ کلام برا معلوم ہوا اور بولا اگر تو حسینؑ کو بہترین
بندگان خدا جانتا تھا تو پھر تو نے کیوں کیا ہے۔ فَأَمْرٌ بِهِ فَضْرَبَ عُنُقَهُ۔ ابن زیاد نے
علم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ جلاد نے اسے اسی وقت واصل جہنم کر دیا۔
خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ۔ پھر ایک اور ملعون کھڑا ہوا ابن زیاد متوجہ ہو اور پوچھا تو
نے حسینؑ سے کیا سلوک کیا ہے؟ قَالَ لَطَمْتُهُ وَأَخَذْتُ عِمَامَتَهُ وَهَشَقْتُ بُولًا اے
امیر! میں نے حسینؑ کے چہرے کے ساتھ بے ادبی کی ان کا عمامہ چھین کر لایا
ہوں۔ یہ شخص مالک بن بشر الکندی ملعون تھا اس نے یہ بے ادبی آخری وقت کی تھی
دس اور ملعون ابن زیاد ولد الحرام کے ساتھ ہوئے فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ مَنْ أَنْتُمْ ابْنُ زِيَادٍ
نے کہا تم کون ہو اور تم نے حسینؑ سے کیا سلوک کیا؟

مرضی ولی خدا ہیں اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ بہترین خلق خدا ہیں۔

قَالَ جِبْرَائِيلُ بِحَقِّهِمْ عَلَيْكَ إِلَّا مَا جَعَلْتَنِي خَادِمًا لَهُمْ۔ جبرائیلؑ
نے عرض کی خداوند! میں تجھے قسم دیتا ہوں ان بزرگوں کے حق کی کہ تو مجھے ان کا
خادم و خدمت گزار قرار دے قَالَ فَلَكَ ذَاكَ پروردگار عالم نے ارشاد کیا اے
جبرائیلؑ! تیری عرض قبول کی اور تجھے ان پاک گھرانے کی خدمت سونپی۔
فَافْتَحَرَ جِبْرَائِيلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ جَمِيعًا لَمَّا صَارَ خَادِمُهُمْ۔ پس جناب جبرائیلؑ
علیہ السلام فرشتوں پر فخر کیا کرتے تھے جب سے اہل بیتؑ کے خادم ہوئے قَالَ
وَمَنْ مِثْلِي وَأَنَا خَادِمُ آلِ مُحَمَّدٍ اور جبرائیلؑ کہتے تھے اب کون ہے میرے مثل
کہ میں خادم اہل بیت ہوں۔ فَانْكَسَرَتِ الْمَلَائِكَةُ أَنْ يُفَاخِرُوهُ پھر کسی فرشتے
کی مجال نہ تھی کہ جبرائیلؑ پر فخر کرے۔

مومنین کرام! جائے تامل ہے کہ جبرائیلؑ جس کے خادم ہونے پر فخر کریں
ایک دن ایسا بھی آیا کہ کوئی دشمنی اس کے قتل پر فخر کرتے تھے۔ منقول ہے جب
امام حسینؑ اور دیگر شہداء کے سرہائے مقدس بمعہ اہل بیتؑ ابن زیاد کے دربار میں
داخل ہوئے تو ہر ایک ظالم ازراہ فخر و مباہات اپنی شقاوت بیان کرتا تھا۔ فَهَذَا يَقُولُ
أَنَا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي وَذَلِكَ أَنَا طَعَنْتُهُ بِرُمْحِي فَأَلْقَى عَلَى الْأَرْضِ۔ اک شقی بولا
کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حسینؑ پر تلوار ماری تھی اور ایک ملعون بولا کہ اس نے
حسینؑ کے سینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ انہیں زمین پر گرا دیا اور ابن زیاد ملعون تخت پر بیٹھ
کر خوش ہو رہا تھا۔

وَأَلَّ رَسُولُ اللَّهِ وَاقِفُونَ وَزَيْنُ الْعَابِدِينَ مُصَفَّدٌ بِالْحَدِيدِ اور اہل
بیت رسولؐ اور دختران علیؑ دربار عام میں کھڑی تھیں اور بیمار کر بلا لوہے میں جکڑے

ناقوس بجانے لگے۔ وَقَالُوا اللَّهُمَّ إِنَّا إِلَيْكَ بِرَاءٌ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ الظَّالِمُونَ اور بولے خداوند ہم ان ملعونوں سے بیزار ہیں۔

جو سلوک ان ظالموں نے تیرے نبیؐ کے نواسے سے کیا ہے۔ مقامِ تامل ہے نصاریٰ تو آلِ رسولؐ کی مظلومیت و بیکی کو دیکھ کر غمگین ہوں اور مسلمان خوشیاں اور جشن منائیں غرض یونہی وہ خوشیوں کے طبل، ڈھول وغیرہ بجاتے ہوئے شام میں داخل ہوئے شام جو کہ اموی حکومت کا دار الخلافہ..... پورے شہر کو سجایا گیا تھا۔ یزید نے مجلسِ شراب آراستہ کی اور اذنِ عام دیا اور سات سو کرسی نشین اس کی مجلسِ فسق میں شریک ہوئے فَجَاءَ الشَّمْرُ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ۔ پس شمر سرزند رسولؐ لے کر یزید کے پاس آیا پھر اس نے وہی شعر پڑھا جس کا معنی یہ ہے کہ اے یزید میرا اسپ و شتر سونے چاندی سے بھر دے کہ میں نے اس عظیم انسان کو قتل کیا ہے کہ جس کے دروازے کے دربان فرشتے تھے میں نے حسینؑ کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑے اور ایسی تلوار ماری کہ دیکھنے والوں نے تعجب کیا۔

ثُمَّ دَمَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ پھر یہ کہہ کر اس کافر نے امام حسینؑ کے سر اقدس کو یزیدی کے سامنے پھینک دیا (الْعِيَاذُ بِاللَّهِ)

مؤمنین کرام! کیا غضب ہے کہ فرزند رسولؐ کے سر اقدس کا یہ رتبہ تھا کہ جس کے خدمت گزار ہونے پر جبرائیلؑ امین فخر کرتے تھے لیکن وہ سر یزید ایسے شرابی اور فاسق و فاجر اور غاصب ترین شخص کے سامنے پھینکا جائے اور وہ خوش ہو؟ پھر اس نے اس مقدس سر کو ایک طشتِ طلا میں رکھوا کر وہاں رکھ دیا جہاں وہ شراب زہر مار کرتا تھا۔ وَفِي يَدِهِ قُضِيبٌ يَنْكُثُ بِهِ ثَنَائِيَا الْحُسَيْنِ۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسے امام مظلوم کے لب و دندان پر رکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔

ابوہریرہ بولے اے یزید! لعنت ہو تجھ پر تو حسینؑ کے لبوں اور دانتوں پر

فَقَالُوا نَحْنُ الَّذِينَ أَوْطَيْنَا بِخُيُولِنَا ظَهَرًا الْحُسَيْنِ وَهَشْتَى فخریہ طور پر کہنے لگے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے لاشِ حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے۔ حَتَّى طَحَنَ جَنَاحُنْ صَدْرِهِ یہاں تک گھوڑے دوڑائے کہ امام کے سینہ کی ہڈیاں پس گئیں۔ فَأَمَرَ لَهُمْ بِجَائِزَةِ ابْنِ زِيَادٍ خوش ہوا اور کہا انہیں انعام دو۔ اس کے بعد شمر و شیتؑ عمرو ابنِ حجاج کے سربراہی میں ایک ہزار سوار کے ساتھ اس لئے ہوئے قافلے کو شام کی طرف روانہ کیا گیا۔ قافلہ کے آگے آگے شہدائے کے سر نیزوں پر نصب تھے۔

فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْهَرُوهُمْ فِي كُلِّ بَلَدٍ يَدْخُلُونَهُمْ اور حکم کیا کہ جس شہر میں داخل ہو ان سروں اور دخترانِ شیر خدا کو تمام شہر میں پھرانے۔ جب وہ ملعون تکریم میں پہنچے تو حاکم شہر کو کہلا بھیجا کہ ہمارے استقبال کے لئے آؤ ہم حسینؑ کا سر کاٹ کے لائے ہیں اور عمرتِ رسولؐ کو قید کیا ہوا ہے۔ فَلَمَّا أَخْبَرَهُمُ الرَّسُولُ بِذَلِكَ نَشَرُوا الْأَعْلَامَ وَخَرَجَ الْعِلْمَانُ يَتَلَقَّوْنَهُمْ بِالْفَوْكِ جب قاصد نے خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے خوشی کی وجہ سے حکومتی جھنڈے لہرا کر جشن منانے لگے اور شہر کے بچے ان ملعونوں پر میوہ جات اور پھول پھاند کر رہے تھے۔

جب نصاریٰ نے مسلمانوں کو خوش دیکھا۔ فَقَالَ النَّصَارِيُّ مَا هَذَا پس وہ نصرائی بولے یہ کیا ہے اور کس کا سر ہے؟ جس کے کٹنے سے تم اتنے خوش ہو؟ فَقَالُوا رَأْسُ الْحُسَيْنِ وَه بولے ہم اس لئے خوش ہیں کہ یہ سر حسینؑ کا ہے فَقَالُوا هَذَا رَأْسُ ابْنِ بَنِيكَمُ قَالُوا نَعَمْ وَه بولے کیا یہ سر تمہارے نبیؐ کے نواسے کا ہے۔ وہ بولے ہاں فَعَظَمَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ یہ سن کر وہ نصاریٰ نہایت غمگین ہوئے اور یہ بات انہیں ناگوار گزری اور اپنے عبادت خانوں پر چڑھ گئے اور تعظیمِ خدا کے لئے

روایت نمبر



جناب امام حسینؑ اور یحییٰ بن زکریاؑ کے مصائب پر آسان کارونا جناب رسول خداؐ کا بغیر رکوع کے پانچ سجدے کرنا، حاتم طائیؓ کی صاحبزادی کا غیر معمولی احترام، حاتم طائیؓ کی بیٹی کا جناب زینبؓ سے ملاقات کرنا اور مولائے کائنات کا اس کرہناک منظر کو دیکھ کر گریہ کرنا۔ خیام حسینیؑ میں یزیدی فوج کا آنا اور خیموں کو جلادینا اور اسیران کر بلا کا دربار یزید میں جانا۔



مولانا عابد عسکری

چھڑی لگاتا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جناب رسول خدا ان پر بو سے دیا کرتے تھے۔ اس شقی نے ابو برزہ کو اپنے دربارہ سے نکلوا دیا اور اپنی حرکت ناشائستہ سے باز نہ آیا اور وہ خوشی سے شعر پڑھتا ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کاش کہ بزرگان بدر حاضر ہوتے اور خوشی سے آوازیں بلند کرتے اور کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہ ہوں۔

دندانِ حسینؑ پر چھڑی لگانے کے بعد..... ثُمَّ بَسَطَ عَلَيْهِ رُفْعَةَ الشَّطْرَنِجِ وَحَلَسَ يَلْعَبُ بِهِ پھر اس ناپاک نے شطرنج بچھائی اور شطرنج کھیلنے لگا وَيَذْكُرُ الْحُسَيْنَ وَأَبَانَهُ وَيَسْتَهْزِءُ بِذِكْرِهِمْ اور جناب امام حسینؑ اور ان کے آباء طاہرینؑ کو برا کہتا تھا۔ اور ہنستا تھا۔ فَمَتَى قَمَرٌ صَاحِبَةٌ تَنَاولُ الْفَقَّاعَ فُشْرِبُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ صَبَّ فُضْلَتَهُ مِمَّا يَلِي الطُّسْتِ مِنَ الْأَرْضِ. پس جب غالب آتا تھا دوسرے پر اور جیتتا تھا اس وقت شراب کی تین پیالیاں پیتا تھا اور شراب جو بچتی تھی تو اسے اس طشت میں ڈال دیتا تھا کہ جس میں امام عالی مقام کا سر تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ملعون شراب کو امام علیہ السلام کے سر پر ڈالتا تھا لیکن وہ شراب قدرت خدا سے اڑ جاتی تھی اور سر پر ایک چھینٹ بھی نہ پڑتی تھی۔ کیا مقام غضب ہے کہ جس کی زینت سے عرش فخر کرتا ہو اور جس کے خادم جبرائیل علیہ السلام ایسے جلیل القدر فرشتے ہوں اس کی سر کی اس قدر توہین کی جائے۔ واقعتاً یہ مصائب سن کر ہم سب کو دل کھول کر ماتم کرنا اور رونا چاہئے ہائے افسوس! ایسے برگزیدہ خدا کا سر ایک شراب خوار ظالم شخص کے تحت کے نیچے رکھا گیا۔ فَرَأَاهُ عَلِيُّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَلَمْ يَأْكُلِ الرُّؤْسَ بَعْدَ ذَلِكَ أَبَدًا پس جناب امام زین العابدینؑ نے اس سر انور کو دیکھا تو بلند آواز سے گریہ و ماتم کیا۔ اس کے بعد آپ نے کبھی گوسفند کی سری کا گوشت نہ کھایا۔ ثُمَّ عَلَّقَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ عَلَى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقٍ پھر جناب امام حسینؑ کے سر مبارک کو دروازہ دمشق پر لٹکایا گیا۔



ارشاد کے مطابق جناب حیدر کرات ایک سو پچاس سوار کے ہمراہ قبیلہ بنی طے کی طرف روانہ ہوئے تاکہ بت خانہ فلس کو توڑ ڈالیں۔ غرض جب وہاں کے بت خانہ کو توڑا اور اہل اسلام کو کافی مال ملا اور چند اسیر بھی ان کے ہاتھ میں آئے۔ وَاٰمَنِي عَدِيُّ ابْنُ حَاتِمٍ مِنْ خَوْفِ عَسْكَرِ الْاِسْلَامِ وَاَخَذَ وَاِبْنَتَهُ۔ اور عدی بن حاتم لشکر اسلام کے خوف کی وجہ سے چھپ گیا اور اہل اسلام نے حاتم کی بیٹی کو گرفتار کر لیا۔ پس جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ حاتم کی صاحبزادی کو قیدیوں میں نہ رکھا جائے کیونکہ حاتم اپنی قوم کا سردار تھا اور سخاوت میں مشہور تھا آپؐ نے فرمایا اس بچی کا والد عزت دار شخص ہے لہذا اس کا احترام کیا جائے۔ آپؐ کا قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا جناب امیر علیہ السلام ذاتی نگرانی میں حاتم کی بیٹی کو لائے۔ حتیٰ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ وَاَخْبَرَ مَا مَضَى وَقَالَ حَالُ بِنْتِ الْحَاتِمِ جَنَابِ امِيرٍ جَنَابِ رَسُوْلٍ خَدَا كِي خَدْمَتِ مِيں حَاضِرِ هُوئے اور آپؐ نے سارا ماجرا بیان کیا حاتم کی صاحبزادی کا ذکر بھی کیا جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ حاتم کی بیٹی کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ واپس وطن بھیجا جائے اس کی عزت و آبرو کا خیال رکھا جائے تاکہ وہ جا کر اپنے بھائی سے ملے۔

فَجَاءَهَا امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْبَيْتِ وَاَخْبَرَ الزَّهْرَاءَ اَنَّهَا ابْنَةُ حَاتِمِ جَنَابِ امِيرٍ اُسے دولت سرا میں لے آئے اور جناب فاطمہ الزہراءؑ کو بتایا کہ یہ حاتم کی بیٹی ہے۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ اَعْطَاهَا لِبَاسًا فَاخْرًا وَاَكْرَمَهَا اِكْرَامًا جَنَابِ سِيْدِهِ نے جب سنا تو اسے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور اس کی بہت عزت و توقیر کی اور اسے بہت زیادہ احسان و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ وَدَعَتْهَا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰی سَارَتْ اِلٰی وَطَنِهَا جَنَابِ سِيْدَةٍ نے عزت و

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمْ تَبْكِ السَّمَاءُ اِلَّا عَلَى الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَيُحْيٰ ابْنِ زَكَرِيَّا جَنَابِ اِمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعْنَقُوْلُ هُوَ كِهٖ اَسْمَانِ نَعْنَقُوْلُ رُوِيَ كِي پَر سَوَائِ حَسِيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ اور یَحْيٰ بِنِ زَكَرِيَّا كِهٖ

احادیث ہے کہ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنِ ابْنُ عَلِيٍّ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ ثُرَابًا اَحْمَرَ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان نے سرخ مٹی برسائی۔

برادران اہل سنت کے ایک ممتاز عالم دین علامہ ابو القاسم نے روایت کی ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ سَجَدَ يَوْمًا خَمْسَ سَجَدَاتٍ بِلَا رُكُوْعٍ كِهٖ اِيَكِ رُوْزِ جَنَابِ رَسُوْلِ خَدَاؐ نے بَغِيْرِ رُكُوْعِ كِهٖ پَانچ سجدے كئے۔ اصحاب نے عَرْضِ كِي اے رَسُوْلِ خَدَاؐ بَغِيْرِ رُكُوْعِ كِهٖ بھي سجدے ہو سكتے هِيں آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہاں درست ہیں۔

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَلِيًّا فَسَجَدْتُ بِالْحَقِيقِ مِيْرے پاس جِبْرِیْلُ امین آئے اور كہا اے مُحَمَّدُ! اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی كُو دُوسْتِ رَكْهْتَا هے۔ پس میں نے ادا كئے شُكْرِ كِهٖ لے سجدہ كیا۔ فَرَفَعْتُ رَاسِي فَقَالَ يُحِبُّ فَاطِمَةَ فَسَجَدْتُ پس میں نے سجدے سے سر اٹھایا جِبْرِیْلُ نے كہا خَدَا فاطمہؑ كو بھي دُوسْتِ رَكْهْتَا هے

پھر میں نے سجدہ كیا جب سجدے سے سر اٹھایا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَسَجَدْتُ جِبْرِیْلُ نے كہا اے رَسُوْلِ خَدَاؐ پُروردگار عالم صَنِّ حَسِيْنِ بھي دُوسْتِ رَكْهْتَا هے پس میں نے سجدہ كیا جب سجدے سے سر اٹھایا۔ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَنْ يُحِبُّ مُحِبِّهِمْ پھر جِبْرِیْلُ نے كہا اے رَسُوْلِ خَدَاؐ!

پُروردگار عالم آپؐ كِهٖ اہلِ بَيْتِ كِهٖ دُوسْتُوں كو بھي دُوسْتِ رَكْهْتَا هے۔ اس كِهٖ لے بھي میں نے سجدہ كیا۔

کتاب مقصد اقصیٰ میں لکھا ہے فتح حنین کے بعد جناب رسول خداؐ کے

ذَلِكَ فِي حَيَاتِيْ جَبَ افَاةٌ هُوَ تُوْ فَرَمَا اے ابو الحسین! اے امیر المؤمنین! کیا میرا حسین میری زندگی میں میرے سامنے خنجر سے ذبح کیا جائے گا؟ اور میری بیٹیاں میرے سامنے قید ہو جائیں گی۔ قَالُوا اغْزَبَاهُ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَّا جَنَابَ امِيرِ عَلِيهِ السَّلَامِ نَ فَرَمَا ہائے اس کی غریبی اور تنہائی کہ ہم میں سے کوئی نہ ہوگا۔

فَنَظَرَ الْحَسَنُ اِلَى اَخِيْهِ وَقَالَ لَا اَرَاكَ اللّٰهُ ذَلِكْ اَبَدًا رَاوِی کہتا ہے کہ یہ سن کر جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ خدا وہ دن نہ دکھائے کہ تم نہ ہو اور میں جیتا رہوں قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاَجِعُوْنَ يَا نَبِيَّ تَسْقِيْ اَسْمَ قَبْلُ ذَلِكْ جَنَابَ امِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ نَ فَرَمَا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے "اے فرزند! اس واقعہ سے قبل تجھ کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے تو اس وقت نہیں ہوگا۔

وَبَكَى الْحَسَنُ وَقَالَ يَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ شَقَّ عَلَيَّ مَا جَرَى عَلَيَّ اُخْتِيْ زَيْنَبُ جَنَابَ امَامِ حَسَنِ نَ رُو کر عرض کی اے بابا جان! مجھے سب تکلیفیں اور مصیبتیں قبول ہیں لیکن زینبؑ کی اسیری مجھ پر دشوار ہے۔ وَاَمَّا زَيْنَبُ فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَلِكْ لَمْ تَتَمَالَكِ الْبُكَاءُ فَبَكَتْ وَمَضَتْ اِلَى اَبِيْهَا پَس جَب جَنَابَ زَيْنَبُ نَ یہ سنا تو بیساختہ رو پڑیں روتی ہوئیں اپنے والد گرامی کی طرف آئیں فَقَالَ لَهَا اَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا تَفْعَلِيْنَ يَا زَيْنَبُ جَنَابَ امِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيهِ السَّلَامِ نَ فَرَمَا اے میری پیاری بیٹی زینب! جس وقت تجھ پر اور تیرے بھائی پر یہ ظلم و ستم ہوں گے تو کیا کرے گی فَقَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَصْبِرْ عَلَيَّ مَا يَحِلُّ بِنَا مِنْ الْاَغْدَاءِ وَه رُو کر بولیں کہ بابا جان! میں صبر و استقامت سے کام لوں گی۔ فَجَعَلَنِي اللّٰهُ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ خَدَاوَنَدِ كَرِيْمِ جَحْہ شُكْرُ كَرْنِ وَالُوں مِیْنِ سَ بَنَائِ عِنِی جَحْہ صَبْرُ كَرْنِ كِ تُوْفِیْقُ عَطَا فَرَمَائے۔

مؤمنین کرام! افسوس کہ کافر کی بیٹی کی تو جناب امیرؑ اس قدر عزت کریں


احترام کے ساتھ دختر حاتم کو رخصت کیا قَالَ لَمَّا جَاءَتْ لِلْوَدَاعِ مِنْ بَنَاتِ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَاوِی کہتا ہے کہ جب دختر حاتم جناب سیدہ سے رخصت ہو چکی تو دختران علیؑ سے رخصت ہونے لگی۔ یہاں تک کہ وہ جناب زینب کے پاس آئی اور ان سے رخصت ہونے لگی جناب حیدر کرار اس منظر کو دیکھ کر بے اختیار رونے لگے۔ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَا يَبْكِيْكَ يَا اَبَا الْحَسَنِ جَنَابَ فَاطِمَةُ نَ حِیرَانِ هُو کر عرض کی اے ابو الحسن! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا فَاطِمَةُ اِنَّ بِنْتَ الْحَاتِمِ اَخَذَهَا عَسْكَرُ الْاِسْلَامِ وَوَدَّعَهَا خَيْرُ الْاَنَامِ بِالْاَعْزَازِ وَالْاَكْرَامِ۔

جناب امیر المؤمنینؑ نے رو کر فرمایا اے دختر رسول ایک دن تو یہ ہے کہ دختر حاتم لشکر اسلام میں قید ہو کر آئی کہ اس کے سب رشتہ دار بت پرست ہیں وہ حاتم کی اچھی شہرت اور نیک نامی کی وجہ سے اس کو اسیروں کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا اور آنحضورؐ کے حکم کے مطابق اس کو عزت و احترام کے ساتھ وطن روانہ کیا گیا۔ وَهَذِهِ زَيْنَبُ ابْنَتِيْ يَوْمًا تَسِيرُ مَعَ اَخِيْهَا الْحُسَيْنِ اے فَاطِمہ! ایک دن یہی میری زینبؑ بیٹی اپنے بھائی حسینؑ کے ساتھ پردیس میں جائے گی اور ایک ہولناک صحرا میں جائیں گی۔ وَيَذْبَحُ الْحُسَيْنُ عِنْدَهَا عَطَشَانًا كَمَا يَذْبَحُ الْكَبْشُ اور اس کا بھائی اس کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ وَتُسَبِّحُ زَيْنَبُ عَلَيَّ جَمَالَ بَغِيْرِ وَطَاءٍ وَيَطَافُ بِهَا فِي الْاَسْوَاقِ۔ افسوس کہ یہ زینبؑ قید ہو کر شتران بے کجاہ پر سوار کی جائے گی اور کوچہ و بازار میں پھرائی جائے گی۔

فَعِنْدَ ذَلِكْ بَكَتْ فَاطِمَةُ بُكَاءًا شَدِيْدًا حَتَّى غُشِيَتْ عَلَيْهَا پَس جَنَابَ فَاطِمَةُ نَ جَب اس المناک خبر کے بارے میں سنا تو اس شدت سے روتیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں۔ وَلَمَّا اَفَاقَتْ قَالَتْ يَا اَبَا الْحَسَنِ اَيَكُوْنُ


عَنِ الصَّادِقِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى مِائَةَ فَلَّةِ الْجَنَّةِ۔ جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا جو مومن اہل بیت اطہارؑ کا ذکر کر کے روئے یا ایک سو آدمیوں کو رولائے اس پر بہشت واجب ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى خَمْسِينَ فَلَّةِ الْجَنَّةِ پھر ارشاد فرمایا جو ذکر مصائب کر کے روئے یا پچاس آدمیوں کو رولائے اس پر بہشت واجب ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى عَشْرِينَ فَلَّةِ الْجَنَّةِ پھر ارشاد فرمایا جو شخص مصائب آل محمدؑ بیان کر کے روئے یا دس آدمیوں کو رولائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی بہشت واجب کرتا ہے۔ ثُمَّ قَالَ مَنْ بَكَى أَوْ أَبْكَى وَاحِدًا فَلَّةِ الْجَنَّةِ پھر فرمایا اگر خود روئے یا ایک آدمی کو رولائے اللہ تعالیٰ اس پر بھی جنت کو واجب کرتا ہے۔ قَالَ مَنْ تَبَاكَى فَلَّةِ الْجَنَّةِ پھر فرمایا اگر ہمارا ذکر مصائب کرے اور رونے کی شکل و صورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہے۔ وَمَنْ لَمْ يَخْزَنْ عَلَى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔ اور جو شخص ہماری مصیبت کو سنے (یا پڑھے) اور اس کا دل محزون (غمگین) نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ واقعتاً کون ایسا دل ہو گا وہ اہل بیت اطہارؑ کے مصائب سن کر غمگین نہ ہو گا۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي بِنْتُ يَزْدَجَرْدٍ قَبْلَ أَنْ يَطْفَرَ عَسْكَرُ الْإِسْلَامِ عَلَى أَبِيهَا لَا تَفِي مَنَامِهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَتَى فِي بَيْتِهَا وَهُوَ أَخَذَ بِيَدِ الْحُسَيْنِ۔ “قطب راوندی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بادشاہ یزدجرد کی صاحبزادی شہر بانو نے قبل اس کے کہ لشکر اسلام اس کے والد پر فتح یاب ہوا ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول خداؐ اپنے بیٹے حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر میں تشریف لائے وَقَالَ لَهَا أَنَا خَاطِبُكَ لِابْنِي هَذَا أَوْ شَارَا إِلَى الْحُسَيْنِ۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے شہر بانو میں تجھ سے اس فرزند کے لئے خواستگاری کرنے

روایت نمبر



52

کربلا والوں کے غم میں رونے کا ثواب جناب شہر بانوؑ کے بارے میں ایک تاریخی واقعہ تاریخی خیام شام کے بازار میں تماشائیوں کا بھوم۔ یہ قیدیوں کا قافلہ کون ہے؟ دنیا والو! نکھیں بند کر لو یہ رسول خداؐ کی بیٹیاں ہیں۔ ایک بوڑھے شخص کی صدائے درد انگیز۔



مولانا عابد عسکری

حضرت عمر فاروقؓ کا دور حکومت تھا شہر بانو کے حسن و جمال کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی تمام دختران عرب اس روز شہر بانو کے دیدار کے لئے مسجد میں جمع ہوئیں۔ قَالَ فَلَمَّا أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَرْفَعَ النِّقَابَ عَنْ وَجْهِهَا إِلَيْهَا فَأَبَتْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَتْ بِالْفَارِسِيَّةِ - سياه باد روز ہر مژکہ ہچو تو نامحرمی دست خود بدامن من عفت دختر او برساند۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے جونہی چاہا کہ بی بی شہر بانو کا نقاب اٹھا کر ان کے چہرے کو دیکھیں تو بی بی نے انکار کرتے ہوئے فارسی زبان میں کہا سياه ہوگا ہر مژکہ جینا کہ تم سا نامحرم اپنا ہاتھ اس کی دختر کے دامن عصمت کو لگائے۔ فَغَضِبَ عُمَرُ مِنْ كَلَامِهَا وَقَالَ هَذِهِ الْكَافِرَةُ تَسُبُّنِي وَأَرَادَ أَنْ يُؤْذِيَهَا اس بات سے حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوئے اور بولے کہ کنیز ہمیں برا بھلا کہتی ہے انہوں نے چاہا کہ اسے سزا دیں۔ وَكَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَاعِدًا فِي الْمَسْجِدِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ فَمَنْعَهُ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ أَنَّهَا تَسُبُّكَ فَإِنَّا لَا تَعْلَمُ لِسَانَ الْفُرسِ جناب امیرؓ بھی اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے امام علیہ السلام نے جونہی حضرت عمرؓ کی ناراضگی کو دیکھا تو فرمایا آپ زبان عجم سے واقف نہیں ہیں پھر کس طرح آپ نے جانا کہ یہ بچی آپ کو برا بھلا کہہ رہی ہے اس نے تو ایک طرح کا احتجاج کیا ہے۔

فَارَادَ عُمَرُ أَنْ يَبِيعَ النِّسَاءَ وَأَنْ تَجْعَلَ الرِّجَالُ عِبِيدَ الْعَرَبِ اس وقت حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ان کی عورتوں کو کنیزوں کے مانند بیچ دیں اور مردوں کو غلام بنا لیں وَعَزَمَ عَلَى أَنْ يَحْمِلَ الْعَلِيلُ وَالضَّعِيفُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيرُ فِي الطُّوُفِ حَوْلَ الْبَيْتِ عَلَى ظُهُورِهِمْ اور انہوں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ طواف کعبہ

کے لئے آیا ہوں اور امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا جب وہ بیدار ہوئیں تو انہیں سخت فکر دامن گیر ہوئی کہ اس خورشید فلک امامت کی عقیدت ان کے دل میں قرار پائی کہ کھانا پینا ان کو ناگوار ہوا فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةَ رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُعَالِمِينَ قَدْ جَاءَتْ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتِ قَالَتْ أَنَا بِنْتُ مَنْ خَطَبَكَ لِأَنَّهُ فِي الْمَارْحَةِ۔ جب دوسری رات ہوئی شہر بانو نے جناب خاتون قیامت کو خواب میں دیکھا۔

پوچھا آپ کون ہیں؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ کل تو نے کس کو خواب میں دیکھا تھا اور کس نے تجھ سے اپنے فرزند کے لئے خواستگاری کی تھی۔ میں نے عرض کی کہ گزشتہ شب میں نے انتہائی خوبصورت اور وجیہہ نوجوان کو خواب میں دیکھا اس کا نام حسینؑ تھا اور ایک بزرگ نے اپنے اس بیٹے کے لئے میری خواستگاری کی جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ حسینؑ میرا فرزند ہے اور وہ بزرگ جناب رسول خداؐ میرے پدر بزرگوار ہیں مگر اے شہر بانو! جب تک تو میرے بابا کے دین میں نہیں آئے گی تو تیری ملاقات اس نیر برج امامت سے مشکل ہے۔ یہ سن کر شہر بانو بہت خوش ہوئیں۔ اور عرض کی آپ مجھے کلمہ پڑھائیں پس جناب شہر بانو نے جناب سیدہ کی تعلیم کے مطابق کلمہ پڑھا۔

فَبَيْنَمَا أَنَا كَذَلِكَ إِذَا اشْتَهَرَ مُجِئُ عَسْكَرِ الْإِسْلَامِ وَنَزَلُوا فِي بِلَادِنَا وَقَامَتِ الْحَرْبُ وَقُتِلَ أَبِي وَسَبَوْنَا وَجَاؤُوا بِنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فِي عَهْدِ خَلِيفَةِ الثَّانِي۔ جناب شہر بانو فرماتی ہیں کہ ابھی میں حیران و پریشان تھی کہ یہ کیسے خواب دیکھ رہی ہوں کہ یکا یک لشکر اسلام کی خبر پھیلی اور لشکر اسلام نے میرے والد پر فتح پالی ہے اور مجھے اسیروں میں قید کر کے مدینے لے گئے اور ان دنوں میں

کی عترت طاہرہ پر مظالم کیے اور ان کے خیموں کو جلایا، فَاَنْتَهُبُوا مَا فِي الْاَبْنِيَةِ وَكَانُوا يَنْزِعُونَ الْمَلَأَ حَفَّ عَنْ ظُهُورِهِمْ اور اہل حرم کے سب تبرکات لوٹ لئے گئے اور چادریں چھین لی گئیں جو بھی چادر دینے میں پس و پیش کرتی تھی وہ ظالم نیزے مار کر چادریں حاصل کرتے تھے۔

وَخَرَّمُوا اِذَا نِ اَيَّامَ الْحُسَيْنِ وَاَخَذُوا قِرَاطَهُمْ وَالْدَّمُ تَسِيلُ عَلَى خُدُودِهِمْ وَهُمْ يَبْكُونَ لِلْخَوْفِ۔ ان ظالموں نے یتیموں کے کان زخمی کئے اور ان کے گوشوارے چھین لئے جس کی وجہ سے ان کے چہرے پر خون بہتا تھا۔ اور وہ ان لعینوں کے ڈر کی وجہ سے روتے تھے۔ وَكَانَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ عَلِيًّا وَهُوَ مَطْرُوحٌ عَلَى قِطْعَةٍ مِنَ الْاَدِيمِ اور جناب امام زین العابدینؑ اس وقت نہایت علیل تھے۔ اور ان میں اٹھنے کی طاقت نہ تھی اور چمڑے کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ فَجَاءَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَرْزَقَ اِيك نِيلِي آنکھوں والا لعین آیا۔ پس اس ظالم نے وہ چٹائی امامؑ کے نیچے سے کھینچ لی اور حضرت زین پر گر پڑے۔ ثُمَّ صَفَدُوا فِي الْحَدِيدِ فَوْقَ اَقْطَابِ الْمَطِيَّاتِ وَسَبَّوْهُمْ كَالْعَبِيدِ وَالْاِمَاءِ تَارَاجِيْ خِيَامِ کے بعد اہل بیت اطہارؑ کو آہنی زنجیروں میں قید کیا اور ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں سے باندھ کر شتران بے کجاوہ پر بٹھایا اس طرح لے چلے جس طرح غلاموں اور کنیزوں کو لے جاتے ہیں۔

قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ لَمَّا اَمَرَ يَزِيدُ بِادْخَالِنَا عَلَيْهِ اَقْبَلُونَا بِحَبَالٍ۔ جناب سید سجادؑ فرماتے ہیں۔ کہ جس وقت یزید نے ہمیں اپنے سامنے دربار میں طلب کیا اس وقت وہ لعین رسیاں لے آئے فَارْبَقُونَا مِثْلَ الْاَغْنَامِ ان لعینوں نے ہمیں اس طرح باندھا کہ جس طرح قصاب بکریوں کو باندھتے ہیں وَكَانَتْ الْحَبْلُ

کے وقت جتنے بھی بیمار اور ضعیف لوگ ہوں وہ اسیرانِ عجم کی پشتوں اور کندھوں پر سوار کئے جائیں۔ فَقَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ عَنِ النَّبِيِّ اَنَّهُ قَالَ اَكْرِمُوا كَرِيمَ قَوْمِكُمْ وَاِنْ خَالَفُوْكُمْ وَهُوَ لَآءِ الْفُرْسِ حَكَمَاءُ شُرَمَاءُ حضرت علیؑ علیہ السلام جب حضرت عمرؓ کے ارادے سے آگاہ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سنا ہے کہ آپ جناب فرماتے تھے کہ تم اس شخص کی عزت کرو جو اپنی قوم کا بزرگ ہو اس کی ہتک حرمت نہ کرو اگرچہ وہ نظریہ کے لحاظ سے مخالف کیوں نہ ہو اور اسیرانِ فارس بہت اچھے نہایت دانا شریف ذہین صاحبِ عزت لوگ ہیں۔ اگرچہ وہ غیر مسلم ہیں ان کی بے عزتی نہ کرو بلکہ ان کو اسلام کے بارے میں بتایا جائے ہو سکتا ہے مکہ یہ اسلام قبول کر لیں۔ قَدْ اَعْتَقْتُ مِنْهُمْ لَوْجَهُ اللّٰهِ وَحَقِّي وَحَقَّ بَنِي هَاشِمٍ ان قیدیوں میں جس قدر میرا اور بنی ہاشم کا حصہ ہے میں نے انہیں راہِ خدا میں آزاد کیا۔ فَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْاَنْصَارُ قَدْ وَهَبْنَا حَقَّنَا لَكَ يَا اَخَا الرَّسُولِ۔ جب مہاجرین و انصار نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ آپ کو بخش دیا ہے اے برادرِ رسول!۔

قَالَ قَبِلْتُ وَاعْتَقْتُ حضرت امام علیؑ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور ان کو بھی آزاد کیا۔ فَقَالَ عُمَرُ سَبَقَ اِلَيْهَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ نَقَضَ عَزِيمَتِي فِي الْاَعَاجِمِ۔ جناب عمر فاروقؓ نے کہا ان اسیروں کے آزاد کرنے میں جناب علی ابن ابی طالبؑ نے سبقت کی ہے اور جو فوائد میرے دل میں تھے وہ سب تلف ہوئے۔

مومنین کرام! جائے تامل ہے کہ جناب رسول خداؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ کو کفار کے معز زین کی توہین گوارا نہ تھی لیکن افسوس ہے ان اشیاء پر کہ جنہوں نے ان

اسی شہر بانو زینب و کلثوم کو رسیوں میں بندھا ہوا دیکھتے۔

فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحْوِلْنَ إِلَى هِنْدِ بِنْتِ عَامِرٍ اس ظالم نے حکم دیا کہ انہیں ہند کے پاس محل میں لے جائیں تاکہ دخترانِ یزید و معاویہ دخترانِ زہراؑ کا تماشا دیکھیں فَأَدْخَلْنَاهَا عِنْدَهَا فَسَمِعَ عَنْ دَاخِلِ الْقَصْرِ بُكَاءَ وَنِدَاءَ وَعَوِيلاً۔ جب انہیں اس افسوس ناک حالت میں محل میں لایا گیا اور وہاں پر موجود عورتوں نے دیکھا کہ دخترانِ فاطمہؑ کے گلے رسن سے بندھے ہوئے ہیں کپڑے پھٹے ہوئے سروں پر چادر نہیں ہے تو گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ آس پاس اور محل کی تمام خواتین اہل بیت کی حالت دیکھ کر گریہ و ماتم کرتی تھیں یہاں تک رونے کی آواز باہر تک سنی گئی۔



بِعُنْفَى وَبِكُفٍّ عَمَّتِي زَيْنَبَ وَفِي زُنْدٍ أَمْ كُلُّوْهُمْ وَعُنُقِي سَكِينَةَ وَكَتِفَ رُقَيْيَةَ وَكَذَلِكَ بَاقِي الْأَرَامِلِ وَالْأَطْفَالِ۔

امام سجادؑ فرماتے ہیں کہ اسی رسی میں اس طرح باندھا تھا کہ میرا گلا اور میری پھوپھی زینبؑ کا بازو اور پھوپھی ام کلثومؑ کی کلائی اور سکینہؑ کا گلا اور رقیہؑ کا شانہ اور باقی سب اہل بیت اور یتیم بچے اس طرح بندھے ہوئے تھے وَكُلُّمَا فَصَرْنَا مِنَ الْمَشْيِ دَقُّوا عَلَى رُؤُسِنَا بِعِيدَانِ الرِّمَاحِ۔ اور جو ہم میں سے چلنے میں کمی کرتا تھا اور چل نہ سکتا تھا تو وہ لعین ہمارے سروں پر نیزہ مارتے تھے۔ وَقَالَتْ سَكِينَةُ يَا عَمَّتِي رُوْحِي فِدَاكِ أَيْنَ الْعَبَّاسُ عَمِّي وَأَخِي عَلَى اس وقت یتیم سکینہؑ رو رو کر اپنی پھوپھی کو پکارتی تھی اور کہتی تھی اے پھوپھی اماں!

میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں کہ مجھے بچالیں اور میرے بھائی علیؑ اکبر کہاں ہیں کہ مجھے اس وقت چھڑا لیں۔ وَنَحْنُ نَبَاكِي أَجْمَعُونَ حَتَّى أَدْخَلُونَا عَلَى يَزِيدَ وَأَوْقَفُونَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اور ہم سب روتے تھے اور وہ مارتے تھے یہاں تک کہ ہمیں دربارِ یزید میں کھڑا کیا۔ فَقُلْتُ لَهُ مَا ظَنُّكَ بِرَسُولِ اللَّهِ لَوْ يَرَانَا بِهَذَا الْحَالِ بَيْنَ يَدَيْكَ جناب امام زین العابدینؑ نے فرمایا اے یزید! تیرا گمان ہے اگر رسول خداؐ ہمیں اس حال میں تیرے سامنے کھڑا ہوئے دیکھتے تو کیا وہ خوش ہوتے؟ وہ شقی سر جھکا کر بیٹھا رہا۔ وَكَانَ بِيَدِهِ مِنْدِيلٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوعَهُ۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا اس سے اپنے آنسو صاف کرتا تھا۔

اس کے بعد وہ ہم سب کے بارے میں پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے اور یہ کون ہے؟ پس جائے انصاف ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے کافروں کو غلامی سے بچایا اور شہر بانو کے منہ سے نقاب نہ اٹھانے دیا مگر کیا حال ہوتا آپ کا جب

وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى جِبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ أَنْ يَهْبِطَا مِنْ الْمَلَائِكَةِ
فَهَبَطَا وَجِبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ كَوَحْمَ هَوَاكَ فرشتوں کے گروہ کو اپنے ساتھ زمین پر
لے جائیں چنانچہ وہ فرشتے زمین پر آئے وہاں پر عجب طرح کا جشن منایا جا رہا تھا
اور سب فرشتے ایک دوسرے کو دیکھ کر مبارک بادیاں دے رہے تھے۔

کتاب امالی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ
جب میرے والد گرامی دنیا میں تشریف لائے تو نام رکھنے میں تامل ہوا کہ جناب
امام حسنؑ کا نام بھی پروردگار نے رکھا تھا۔ بس خدا نے جبرائیل کو وحی کی کہ ہمارے
صبیبؑ کے ہاں پیارا سا نواسا پیدا ہوا ہے۔ فَاهْبِطْ إِلَيْهِ وَهَبْهُ جَاؤُا اور ان کو ہماری
طرف سے مبارک باد دو وَقُلْ لَهُ إِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى
فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُونَ کہو کہ علیؑ آپؑ کے وحی ہیں جس طرح کہ ہارون
جناب موسیٰؑ کے وحی و جانشین تھے پس علیؑ آپؑ کے لئے ایسے ہی ہیں جیسا کہ
ہارون موسیٰؑ کے لئے تھے۔

اس لئے آپؑ اپنے بیٹے کا نام وہی رکھو جو کہ ہارون کے چھوٹے بیٹے کا
نام ہے یہ سن کر آنحضورؐ نے فرمایا وَمَا اسْمُهُ قَالَ شَبِيرٌ وہ کون ہے؟ جبرائیلؑ نے
کہا کہ شبیرؑ آنحضرتؐ نے فرمایا! ہماری زبان عربی ہے قَالَ سَمِّهِ الْحُسَيْنَ فَسَمَّاهُ
الْحُسَيْنَ جبرائیلؑ نے عرض کی کہ ان کا نام حسینؑ رکھیے پس فرزند زہراؑ کا نام
حسینؑ رکھا گیا۔

مومنین کرام! ایک دن وہ تھا کہ حسینؑ کے پیدا ہونے کی خوشی میں جنت
الفردوس اور عرش معلیٰ اور پوری کائنات میں خوشیاں منائی گئیں لیکن ایک دن ایسا بھی
آیا کہ جب قوم جفا کرنے ان کو تین دن کا پیاسا شہید کیا وہ دن یزیدیوں کے

میں بہشت کی حور ہوں اور آپؑ کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ فَلَحِقَتْ فَاطِمَةُ
بِنْتُ الْحَيَاءِ مِنْ لُعْبَا لَمْ تَذَرِ مَا تَعْرِشُ لَهَا۔ جناب سیدہؑ کو لعبا کے لئے کچھ دقت
محسوس ہوئی کہ اس کے لئے فرش کہاں سے لاؤں اور اسے کہاں بٹھاؤں بلکہ اس
دن اس مخدومہ گون و مکان فاقہ سے تھیں۔

روایات صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہؑ کے پاس اونٹ کی کھال
سے بنے ہوئے فرش کے سوا کچھ بھی تو نہ تھا۔ دن کو اس پر اونٹ دانہ گھاس وغیرہ
کھاتا تھا اور رات کو اس کو بطور بستر استعمال کیا جاتا تھا۔ غرض وہ معصومہ اس فکر میں
تھیں۔ اِذْهَبْتُ حُورٌ وَمَعَهَا دُرُنُوكٌ مِنْ دَرَانِيكِ الْجَنَّةِ۔ ناگاہ دوسری
حوریں خالص ریشم سے بنا ہوا فرش لے کر جناب سیدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔
فَبَسَطْنَاهُ فِي مَنْزِلَةِ فَاطِمَةَ فَجَلَسَتْ لُعْبَا۔ پس وہ فرش جناب سیدہؑ کے گھر میں
بچھایا جناب سیدہؑ نے لعبا کو اس پر بٹھایا اور آپؑ سجدہ شکر بجالائیں جب امام حسینؑ
پیدا ہوئے تو لعبا نے ایک خادمہ کے طور پر کام کیا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَتْ لُعْبَا
تَفْتَحِيْزُ عَلَى الْحُورِ اَنَا قَابِلَةُ الْحُسَيْنِ۔ ابن عباسؑ کہتے ہیں کہ وہ حور تمام
حوروں پر فخر کرتی تھی کہ مجھ سے بڑھ کر خوش نصیب بھلا کون ہو سکتا ہے کہ میں امام
حسینؑ کی ادنیٰ سی کنیز ہوں۔ وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى رِضْوَانَ خَازِنِ الْجَنَّةِ أَنْ
زُخْرِفَ الْجَنَّةَ وَزَيَّنَتْهَا كَرَامَةً لِمَوْلُودٍ يُوَلَّدُ فِي دَارِ الدُّنْيَا۔ اور رضوان کو حکم دیا
کہ بہشت کو آراستہ کرے اس فرزند کی خوشی میں جو آج دنیا میں پیدا ہوا ہے اور
آسمانی فرشتوں کا حکم ہوا کہ صف باندھ کر تقدیس و تعجید میں مشغول ہوں اور حوروں
کو حکم ہوا کہ بن سنور کر خوشیاں منائیں آج ہماری کنیز خاص کے ہاں ہمارا پیارا
حسینؑ پیدا ہوا ہے۔

تھی کہ اس میں فرزند رسولؐ کا سر ہے جسے رسول خدا چومتے تھے ناگاہ آسمان سے ایک عماری اتری۔ فِيهِ اَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ فَوَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ اَقْبَلَتْ وَاَخْرَجَتْ الرَّاسَ الشَّرِيفَ۔ اس عماری میں سے چار خواتین اتریں ان میں سے ایک بی بی بہت زیادہ پریشان اور غمگین تھیں جو نبی اس بی بی نے اس سر کو تنور میں دیکھا تو دوڑ کر اس سر کو تنور سے باہر نکالا وَقَبَّلَتْهُ وَضَمَّهُ اِلَى صَدْرِهَا وَبَكَتْ اور اس سر کے بوسے لئے اپنے سینے سے لگایا اور بے اختیار رونے لگیں اور بے قرار ہو کر کہتی تھیں يَا بَنِيَّ قَتَلُوكَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوكَ ہائے میرے فرزند تجھے بلا جرم و خطا قتل کیا گیا ہے کہ وہ پانی کہ خدا نے تیری ماں کے مہر میں دیا تھا تجھے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا گیا۔ ہائے میرے بیٹے! تجھے کسی نے بھی نہ پہچانا اور کسی نے میرے دکھوں پر نظر نہ کی اے میرے نیک فرزند! میں تیری ماں فاطمہ زہراءؑ ہوں اے میرے پارہ جگر ایک تیرا وہ رتبہ تھا کہ تو رسول خدا کے کاندھے پر سوار ہوتا تھا اور آج تیرا سر اس افسوسناک حالت میں تنور میں رکھا گیا ہے۔ فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى غَشِيَتْ عَلَيْهَا۔

پھر اس قدر روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئیں جب افاقہ ہوا تو وہ خواتین بولیں اے فاطمہؑ نہ روئیں صبر کریں فَإِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِكَ بالتحقیق خدا تمہارے اور تمہارے فرزند کے قاتل کے درمیان انصاف کرے گا زوجہ بخولی کہتی ہیں پھر وہ سب بیبیاں میریں نظر سے غائب ہو گئیں۔ پس میں تنور کے قریب آئی اور میں نے سر اقدس کو نکالا وَقَالَتْ عَلِمْتُ أَنَّ رَأْسَ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ فَصَحْتُ وَوَقَعْتُ مَغْشِيَةً۔ وہ کہتی ہے کہ جب مجھے پتہ چلا کہ یہ سر حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے میں چیخیں مار کر روئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑی

لئے عید سے کم نہ تھا وہ خوشیوں کے طبل بجاتے تھے ایک دوسرے کو قتل حسینؑ پر مبارک باد دیتے تھے اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ خوشیاں مناؤ آج ”باغی“ قتل ہو گیا ہے۔ ادھر زہراءؑ کا لالہ کر بلا کی گرم ریت پر پڑا ہوا تھا کٹے ہوئے حلق سے خون بہہ رہا تھا اور خاتون قیامت کی بیٹیاں ماتم کر رہی تھیں اور وہ لعین عمر سعد کے سامنے فخر کرتے تھے ایک تھا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حسینؑ پر تلوار سے حملہ کیا تھا ایک کہتا تھا کہ میں نے سینہ اقدس پر ایسا تیر مارا کہ حسینؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑے کوئی کہتا تھا کہ میں نے حسینؑ کی سب سے زیادہ بے ادبی کی ہے میں نے ان کا عمامہ اتارا ہے اور کوئی کہتا تھا کہ میں نے لاشہ حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے ہیں۔ امام حسینؑ کا سر نیزے پر نصب تھا لیکن یہ سر اقدس سورج کی مانند چمکتا تھا اور ہونٹوں پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی۔ راستہ میں جو بھی پوچھتا ہے کہ لِمَنْ هَذَا الرَّاسُ یہ سر کس کا ہے کہ تم اس ذلت و خواری کے ساتھ لے کر جا رہے ہو؟ یزیدی جواب میں کہتے ہیں۔ هَذَا رَأْسُ خَارِجِيٍّ خَرَجَ عَلَى يَزِيدَ۔

یہ سر ایک خارجی کا ہے کہ اس نے ہمارے امیر یزید بن معاویہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کونہ کا دروازہ قلعہ بند تھا خولی سر اقدس کو لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ وَاخْفَى الرَّأْسَ الشَّرِيفَ عَنْ زَوْجَتِهِ فِي التَّنُورِ۔ اس شقی نے سر امام مظلوم کو اپنی بیوی سے چھپا کر تنور میں رکھ دیا جب اس کی بیوی نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے رات کو اٹھی۔

فَرَأَتْ شُمُوعًا كَثِيرَةً وَنُورًا يَسْطَعُ مِنَ التَّنُورِ۔ وہ کہتی ہے کہ میں کیا دیکھتی ہوں کہ بہت سی شمعیں روشن ہیں اور تنور سے ایک نور جلوہ گر ہے میں حیران ہوئی کہ آج تو میں نے تنور میں آگ بھی روشن نہیں کی یہ کیسا نور ہے وہ کیا جانتی

عمدہ عمدہ لباس پہنے۔

راوی کہتا ہے پانچ عورتیں ایک گھر کی چھت پر سرخ رنگ کے کپڑے پہن کر بیٹھیں ہوئی تھیں اور بہت خوش تھیں وَكَانَتْ فِيْهِنَّ عَجُوْرَةٌ اَشَدُّ مِنْهُنَّ بِالصَّحْكِ وَالسُّرُوْر۔

ایک ملعونہ بڑھیا تھی کہ وہ سب سے زیادہ ہنستی تھی اور خوش ہوتی تھی۔ فَلَمَّا حَاذَ مِنْهَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ فَرَفَعَتْ الْحَجَرَ۔ پس جو نبی فرزند رسولؐ کا سر مبارک اس بڑھیا کے سامنے پہنچا تو وہ بہت خوش ہوئی اور اس بے حیا نے پتھر اٹھایا۔ وَضَرَبَتْ عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ اور اس بے حیا نے وہ پتھر امام علیہ السلام کے سر پر مارا۔ فَارْتَفَعَتْ اصْوَاتُ النِّسَاءِ بِالْوَيْلِ وَالنُّبُوْر۔ پس اہل حرم میں رونے اور ماتم کرنے کی آوازیں بلند ہوئیں وَوَقَعَ السَّطْحُ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ۔ اور وہ مکان قدرت خدا سے گر پڑا وہ پانچوں عورتیں واصل جہنم ہوئیں۔



پس میں نے ہاتف کی آواز سنی کہ اٹھ اے عورت! خدا تجھے تیرے شوہر کے عذاب میں گرفتار نہ کرے گا۔ میں نے کہا یہ عورتیں کون تھیں؟ جواب دیا ان میں سے ایک مریم بنت عمرانؑ دوسری آسیہ زین فرعونؑ تیسری خدیجۃ الکبریٰؑ۔ وَالَّتِيْ اُخْرِجَتْ الرَّاسُ وَتَنْدُبُ فِيْهَا اُمُّ الْحُسَيْنِ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اور وہ بی بی جو سب سے زیادہ بیقرار و بیتاب تھیں وہ امام حسینؑ کی ماں فاطمہ زہراؑ تھیں۔ غرضیکہ اشقیاء حضرت امام حسینؑ کے سراقس کی مختلف طریقوں سے بے ادبی کی تارار و ضغوة فی الصُّنْدُوْقِ وَتَارَةَ عُلْقُوْهُ فِي الْاَشْجَارِ آہ آہ کبھی اس سر کو صندوق میں رکھا اور کبھی اس سر کو درخت میں لٹکایا۔ وَتَارَةَ غُلُوْهُ عَلَى الرِّمَاحِ وَتَارَةَ وَضْعُوْهُ تَحْتَ السَّرِيْرِ۔ کبھی تو ان لعینوں نے امام حسینؑ کے سر کو نیزے پر چڑھایا اور کبھی اس سر اقدس کو زیر تخت رکھا۔ وَتَارَةَ نَصْبُوْهُ عَلَى الْبَابِ وَتَارَةَ قَرَعُوْا تَغْرَهُ بِالْقَضِيْبِ کبھی راکب دوش رسولؐ کا سر دروازے پر لٹکایا اور کبھی اس کے لب و دندان پر چھری لگائی۔

اور جس شہر میں وارد ہوتے تھے پہلے وہاں کے باشندوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے شہر کو آراستہ کریں اور ہمارے استقبال کے لئے آئیں وَيَاتُوْنَ بِالذَّهَبِ وَالْفِصَّةِ لِلنَّشَارَةِ بِقُرُوْمِنَا۔ اور وہ سونا چاندی ان پر نچھاور کرنے کے لئے لے آتے تھے چنانچہ روایت میں ہے کہ لَمَّا وَرَدَا الرَّاسُ الْحُسَيْنِ فِي الشَّامِ وَبَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى جِمَالٍ مَّكَشَّفَاتٍ الْوُجُوْهُ نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ فَرَيْنَ اَهْلُ الشَّامِ لِذَلِكَ۔ جب جناب سید الشہدائے کا سراقس شام میں وارد ہوا اور دختران فاطمہ زہراؑ نے خاک شفاء سے پردہ کیا ہوا تھا۔ اہل شام نے جب نبی زادیوں کو اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور پورے شہر کو سجایا۔ خود بھی

جناب ابن قولویہ نے جناب زرارہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا يٰ زَرَّارَةُ إِنَّ السَّمَاءَ قَدْ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالْدَّمِ۔ اے زرارہ! بالتحقیق امام حسینؑ کے غم میں آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روتا رہا وَاِنَّ الْأَرْضَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور زمین چالیس صبحوں تک سیاہی کے ساتھ ماتم شبیرؑ میں مصروف رہی۔ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالْكَسُوفِ وَالْحُمْرَةَ او سورج مظلوم کر بلا پر چالیس صبح تک سرخی اور کسوف کے ساتھ رویا وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبَحَارَ تَفَجَّرَتْ اور پہاڑ غم حسینؑ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش و خروش میں آئے وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى الْحُسَيْنِ بالتحقیق فرشتے آسمانوں پر چالیس دنوں تک کر بلا والوں کے غم میں روتے رہے۔

وَمَا اخْتَصَبَتْ امْرَأَةً اُكْتَحَلَتْ وَلَا دَهْنَتْ حَتَّى اتَانَا رَأْسُ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ زِيَادٍ اور بنی ہاشم کی کسی خاتون نے خضاب نہ کیا، سرمہ نہ لگایا اور سر میں تیل نہ ڈالا اور سنگھی نہیں کی جب تک ابن زیاد کا نجس سرکٹ کر ہمارے پاس نہ آیا اور ہم ہمیشہ روتے رہے میں غم حسینؑ میں اور جد بزرگوار حضرت امام سجادؑ جب اپنے پدر مظلوم کو یاد کرتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی اور آپ بہت ہی زیادہ گریہ کرتے تھے۔ وَكُلُّ مَنْ رَأَى بِهَذَا الْحَالِ فَيَنْكِى لِبُكَائِهِ۔ اور جو شخص ان کو اس حال میں دیکھتا تھا ان کا رونا دیکھ کر روتا تھا۔ اس کے بعد امام جعفر صادقؑ نے فرمایا خدا کے نزدیک اس چشم سے پسندیدہ تر کوئی نہیں ہے کہ جو حضرت امام حسینؑ پر روئی ہو۔ وَمَنْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ أَحْسَنَ بِالنَّبِيِّ وَفَاطِمَةَ۔ اور جو شخص حضرت امام حسینؑ پر رویا اس نے جناب رسول خداؐ اور جناب فاطمہؑ زہراءؑ پر احسان کیا اور ہم

روایت نمبر



حضرت امام حسینؑ کے غم میں آسمان وزمین اور فرشتوں کا رونا بنی اسرائیل کے ایک شخص کے لئے جناب موسیٰ علیہ السلام کا دعائے مغفرت کرنا، اسیرانِ کر بلا کا دربار شام میں پیش ہونا ابوہریرہؓ اسلمی کا اٹھ کر یزیدیت کے خلاف احتجاج کرنا۔



مولانا عابد عسکری

قَالَ يٰمُوسٰى اَعْفُوا عَمَّنْ اِسْتَفْعَرْنِىْ اِلَّا قَاتِلَ الْحُسَيْنِ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! جو بندہ گناہ کے بعد توبہ کرے گا میں اپنی رحمت سے اس کے گناہوں کو بخش دوں گا مگر قاتل حسینؑ کو نہیں کہ اگر تمام اہل آسمان و زمین اس کی شفاعت کریں اور اس کی بخشش کے لئے دعائیں کریں تب بھی میں اس کے گناہوں کو نہ بخشوں گا قَالَ يٰاَرْبِّ وَمَنِ الْحُسَيْنِ. حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار! حسینؑ کون ہے؟ کہ جس کے قاتل کو تو نہ بخشے گا۔ قَالَ لَهُ الَّذِیْ مَرَّ ذِكْرُهُ عَلَیْكَ۔ ارشاد ہوا وہی حسینؑ کہ جس کا ذکر پہلے ہوا تھا۔ قَالَ يٰاَرْبِّ وَمَنْ يَقْتُلُهُ قَالَ تَفْتُلُهُ اُمَّةٌ جَدَّهِ الْبَاعِیَّةُ فِیْ اَرْضِ کَرْبَلَا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی اے پروردگار اسے کون شہید کرے گا۔ ارشاد ہوا کہ اس کے نانا کے باغی اور گمراہ امت اسے قتل کرے گی۔ اور ان کی شہادت کی جگہ زمین کربلا ہوگی۔ وَیَنْفَرُ فَرَسُهُ وَیَحْمَحُمُ وَیَضْهُلُ وَیَقُولُ فِیْ ضَهَبِیْلِهِ الظَّلِیْمَةُ مِنْ اُمَّةٍ قَتَلَتْ ابْنَ بِنْتِ نَبِیْہَا۔ اور شہادت کے بعد ان کا گھوڑا اپنی پیشانی رنگین کر کے چیخا چلاتا اور شور و غل مچاتا ہوا اپنی زبان سے فریاد کرے گا۔ فِیْبَقِیْ مُلْقٰی عَلٰی الرِّمَالِ مِنْ غَیْرِ غُسْلِ وَلَا کَفْنِ اے موسیٰؑ! حسینؑ مظلوم کی لاش ریگستان کربلا پر بے غسل و کفن پڑے رہے گی۔ وَیَنْهَبُ رَحْلَهُ وَتُسَبِّیْ نِسَاءُہُ فِی الْبُلْدَانِ۔ تبرکات علی و بتولؑ لوٹ لئے جائیں گے اور خیموں کو جلایا جائے گا اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے شہر بہ شہر پھرائیں گے۔

وَيُقْتَلُ نَاصِرُوْہُ وَتُشْہَرُ رُؤُسُہُمْ مَعَ رَاسِہِ عَلٰی اَطْرَافِ الرِّیَاحِ۔ اور فرزند رسولؐ کے عزیز و اقارب اور ساتھی شہید ہو جائیں گے۔ ان کی شہادت کے بعد حسینؑ مظلوم سجدے میں سر رکھ کر جام شہادت فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان

نے اہل بیتؑ کا حق ادا کیا۔

كُلُّ عَیْنٍ بَاكِیَّةٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا عَیْنَ بَكْتٍ عَلٰی الْحُسَيْنِ فَاِنَّہَا صَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّةِ۔ اے زرارہ روز قیامت تمام مخلوقات کی آنکھیں قیامت کے خوف سے رو رہی ہوں گی مگر وہ آنکھ جو امام حسینؑ پر روئی ہے وہ آنکھ خوش و خرم اور تروتازہ ہوگی اور نعیم جنت کے ساتھ بشارت دی جائے گی۔

حدیث میں ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰؑ علیہ السلام مناجات کے لئے کوہ طور پر جا رہے تھے کہ بنی اسرائیل کے ایک مرد سے ملاقات ہوئی اور وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لے آیا تھا اور جناب موسیٰؑ کی عادت تھی کہ جب مناجات کو جاتے تھے خوف خدا سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اور جسم لاغر و ضعیف ہو جاتا اور بدن میں رعشہ پڑ جاتا تھا اور آنکھیں خوف کی وجہ سے اندر گھس جاتی تھیں۔ فَعَرَفَہُ الْاِسْرَآئِیْلُی اس علامت سے اس شخص نے جناب موسیٰؑ کو پہچان لیا فَقَالَ یَا نَبِیُّ اللّٰہِ اَذْبَنْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَاسْأَلُ رَبَّكَ اَنْ یَّعْفُو عَنِّی۔ اس نے عرض کی یا نبی اللہ! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے مناجات کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے گناہ بخش دے۔

چنانچہ مناجات کے بعد جناب موسیٰؑ علیہ السلام نے عرض کی خداوند! تو عالم و دانا ہے عرض کی کہ مخلوقات کے تمام پوشیدہ و ظاہری حالات تجھ پر روشن ہیں بیش ازین کہ بنی اسرائیل کے گناہگار شخص کی درخواست تیری بارگاہ میں پیش کروں تو خود ہی اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰؑ! جو کچھ تم ہم سے سوال کرے گا وہ ہم اسے عطا کریں گے۔ اس وقت موسیٰؑ علیہ السلام نے اس کے لئے طلب مغفرت کی۔

کیوں نہ روئیں کہ فرزند رسول کا سر اقدس نیزے پر چڑھایا گیا توں میں رکھا گیا درختوں اور دروازوں پر لٹکایا گیا، یزید لعین کے لئے ہدیہ کے طور پر لایا گیا اور ان کی عزت کو انتہائی ذلت و خواری کے ساتھ شام میں لایا گیا۔

جیسا کہ روایت میں ہے لَمَّا دَخَلُوا بِالسَّبَايَا وَالرُّؤُسِ فِي دِمَشْقٍ جَسَدِ جَسَدِ وَهُوَ اشْقَاءُ قَدِيوٍ اور شہدائے کے سروں کو لے کر دمشق میں داخل ہوئے کَانَ عَلِيُّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فِيْهِمْ عَلٰی جَمَلٍ بَغِيْرٍ وَطَاءِ اس وقت امام سجاد علیہ السلام ایک بے پلان اونٹ پر سوار تھے اور انتہائی رقت آمیز لہجہ میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور نہایت بیقراری سے روتے تھے۔ وہ شعر یہ ہیں۔

أَقَادُ ذَلِيْلًا فِيْ دِمَشْقٍ كَأَنِّيْ
مِنَ الزُّنُجِ عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيْرُهُ

آج مجھے اس ذلت و خواری کے ساتھ شہر دمشق میں لائے ہیں جیسے حبش و زنگبار کے غلام کو لایا جاتا ہے۔ غلام بھی وہ کہ جس کا آقا مر جائے اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو۔

وَجَدِي رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدٍ
وَشَيْخِيْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٌّ أَمِيْرٌ

اور تمام عالم جانتا ہے کہ جناب رسول خدا اور جناب علی المرتضیٰ میرے

جد بزرگوار ہیں۔

فَيَأْتِيَتْ لَمْ أَبْلُغْ دِمَشْقًا وَلَمْ أَكُنْ
بِرَأْيِيْ يَزِيْدُ فِيْ يَدِيْهِ أَسِيْرُهُ

کاش کہ مجھے موت آتی لیکن داخل دمشق نہ ہوتا کہ یزید مجھے اس حسب

کے سروں کو جسموں سے علیحدہ کر کے ٹوک ننان پر آویزاں کیا جائے گا۔ اور قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پھرانے کے بعد ان سروں کو بطور ہدیہ یزید کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

يَا مُوسٰى صَغِيْرُهُمْ يُمِيْتُهُ الْعَطَشُ وَكَبِيْرُهُمْ يَسْتَبْغِيْثُوْنَ وَلَا نَاصِرَ لَهُمْ
اے موسیٰ! حسین کی ایک مصیبت یہ ہے کہ ان کے معصوم بچے تو پانی سے ترس ترس کے مریں گے اور بڑے فریاد کریں گے مگر ان کی فریاد کو کوئی نہیں پہنچے گا فَبِكِيْ مُوسٰى وَقَالَ يٰ اَرْبَ مَالِقَاتِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ۔ حضرت امام حسین کے مصائب سن کر حضرت موسیٰؑ رو پڑے اور عرض کی بارالہی! ان کے قاتلوں کے لئے عذاب کیا ہے ارشاد ہوا کہ وہ ایسا عذاب ہے کہ اہل جہنم بھی اس سے پناہ مانگیں گے اور وہ میری رحمت اور رسول اکرم کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔

اے موسیٰ! حسینؑ پر وہ ظلم ہوگا اگر اس کی اولاد میں سے روئے زمین پر کوئی حجت خدا نہ ہو تو ہم طبقہ زمین کو حکم کریں کہ غارت ہو جائے۔ قَالَ مُوسٰى بَرْنَتْ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ مِنْهُمْ۔ موسیٰؑ نے عرض کی خدایا! میں بھی ان ظالموں سے بیزار ہوں حکم ہوا کہ اے موسیٰ! جو بندہ کہ اس مظلوم کی اطاعت کرے گا اور اس کا دوست ہوگا ہمیشہ میری رحمت اس پر سایہ فگن رہے گی اور جو اس کے دشمنوں کا دشمن ہوگا میں اس سے راضی ہوں گا۔

وَاعْلَمَ اَنَّهُ مَن بَكَى عَلَيْهِ اَوْ اَبْكٰى اَوْ تَبَاكٰى حَرُمْتُ جَسَدُهُ عَلٰى النَّارِ اے موسیٰ! جان لو کہ جو شخص حسین کی مظلومیت پر روئے گایا کسی کو رلائے گا یا رونے کی شکل و صورت بنائے گا تو میں نے اس کے جسم پر آتش جہنم کو حرام کیا ہے۔ واقعاً امام علیہ السلام کی مصیبت ایسی ہی ہے آسمان و زمین، ملائکہ اور انبیاء

کہنے لگا کہ اے امیر! سونے چاندی سے میرے گھوڑے اور اونٹ کو بھر دے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو بہترین خلق خدا تھا۔ شمر کی اس بات کو سن کر یزید اس پر غصہ ہوا اور بولا جب تو انہیں اچھا سمجھتا ہے تو پھر قتل کیوں کیا ہے؟ اُخْرُجْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ لَا جَائِزَةَ لَكَ عِنْدِي۔ میرے سامنے سے نکل جا کہ تیرے لئے میرے پاس کوئی انعام نہیں ہے۔ مُوضَعُهُ فِي طَسَبٍ مِنَ الدَّهْبِ۔ یزید نے امام مظلوم کا سر اقدس ایک طشت طلا میں رکھ دیا اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ اسے امام کے دھندان مبارک پر لگا کر کہتا تھا۔ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا حُسَيْنُ لَقَدْ كُنْتُ حَسَنَ الْمُضْحِكِ اللَّهُ تَعَالَى آپ پر رحمت کرے کہ آپ کے دانت کس قدر خوبصورت ہیں۔ (اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام عالی مقام کے دندان مبارک بہت ہی خوبصورت تھے اور آپ کی شکل مبارک بھی بہت ہی زیبا تھی لیکن یہ اس نے یہ جملہ طنزیہ طور پر کہا تھا ابو برزہ اسلمی وہاں پر موجود تھے بولے يَابْنَ زَيْدٍ تَضْرِبُ بِخَشَبِكَ تَغْرَا الْحُسَيْنَ۔ اے یزید! تو امام حسینؑ کے دانتوں پر چھڑی لگاتا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ کو دیکھا کہ وہ اس چہرے پر بہت زیادہ پیار کرتے تھے ان دانتوں کو بار بار چومتے تھے پھر یزید ان قاتلوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کَيْفَ ضَعَفْتُمْ بِهِمْ تَمَّ نَصْرُ حُسَيْنٍ ان کے ساتھ کیا کیا؟ وہ تم لوگوں سے کیسے لڑے اور تم نے انہیں کیونکر قتل کیا انہوں نے کہا۔ جَاءَنَا مَعَ ثَمَانِي عَشْرَةَ نَفْسًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ امام حسینؑ ہمارے پاس آئے اٹھارہ نوجوان اہل بیتؑ میں سے ان کے ہمراہ تھے وَمَعَ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ شِيعَتِهِ وَأَنْصَارِهِ اور ستر انصار تھے ہم نے ان سے بیعت طلب کی انہوں نے انکار کیا کچھ دنوں تک مذاکرات ہوتے رہے لیکن امام علیہ السلام اپنے موقف پر قائم رہے جب وہ نہ مانے تو ہم نے ان پر پانی

نسب کے باوجود اپنے آگے قیدی دیکھے کہ اس ذلت سے قید ہوں کہ طوق و زنجیر میں گرفتار ہوں۔

ثُمَّ اتَوْنَا إِلَى بَابِ السَّاعَاتِ فَوَقَفُوا هُنَاكَ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ پھر وہ اشیاء دروازہ ساعات پر آئے اور قافلہ اہل حرم کو تین گھنٹوں تک کھڑا کیا رکھا۔ وَيَطْلُبُونَ الْإِذْنَ مِنْ يَزِيدٍ اور یزید کے داخلے کی اجازت طلب کی غرض یزید ابن زیاد کا خط پڑھا کر اہل دربار سے بولا اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہ حسینؑ نے بیعت نہ کی اور جان دے دی بعض اشیاء نے خوشامد کرتے ہوئے کہا اے امیر المومنین! نے جو کچھ کہا اپنے ہاتھ سے کیا پس یزید نے حکم دیا کہ شہداء کے سروں کو لایا جائے اور قیدیوں کو حاضر کیا جائے۔ جب لوگ لینے کے لئے آئے اور بولے اے قیدیوں چلو کہ تمہیں حاکم وقت نے اپنے دربار میں طلب کیا ہے اس وقت دختران زہراء شرم و حیا کی وجہ سے قدم نہ اٹھا سکتی تھیں۔ اَقْبِلُونَا بِجَبَالٍ فَارْبِقُونَا فِيهَا مِثْلُ الْاَغْنَامِ کہ وہ شقی رسیاں لے کر آئے اور ہمیں بھیڑ بکریوں کی طرح باندھ کر لے چلے وَكَلَّمَا عَجَزْنَا مِنَ الْمَشْيِ دَقُّوا رُؤُسَنَا بِعِيدَانِ الرِّمَاحِ اور ہم میں سے جو چل نہ سکتا تھا تو وہ لعین ان کے سروں پر تازیانے مارتے تھے۔

وَقَالَتْ سُكَيْنَةُ يَا عَمَّتِي رُوحِي فِذَاكَ اَيْنَ الْعَبَّاسِ عَمَّتِي وَآخِي عَلِيٍّ۔ اور یتیم حسینؑ کی نذر رو کر کہتی تھیں اے پھوپھی جان میں! آپ پر قربان ہو جاؤں میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں اور میرا بھیا علی اکبرؑ کہاں ہے وہ ہمیں اس مصیبت سے چھڑوائیں۔

وَنَحْنُ نَتَبَاكِي أَجْمَعُونَ۔ اور ہم سب ناچار و مجبور روتے تھے راوی کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کا سر اقدس لے کر شمر لعین یزید کے پاس آیا اور فخریہ طور پر

جگر بتول ہوں اور پیاسا ہوں غرض ہر چند وہ پانی مانگتے تھے ہم انہیں ایک قطرہ نہ دیتے تھے اور ہزاروں مسلح فوجیاں نہیں گھیرے ہوئے تھے چار ہزار تیر اندازوں کے تیر مسلسل اس اکیلے شخص پر چلتے تھے اور ہر طرف تیروں، تلواروں، پتھروں کی ان پر بارش کی گئی اس کے باوجود انہوں نے ہمارا دو ہزار سپاہی قتل کیے چونکہ وہ سخت زخمی ہو گئے تھے اس لئے مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اس وقت بھی کسی میں یہ جرأت نہ تھی حسینؑ کے نزدیک جا کر ان کا سر قلم کرے آخر سان ابن انسؓ خولی اصبی اور شمر ذی الجوشن نے متفق ہو کر اس کام پر کمر باندھی جس وقت انہوں نے دیکھا کہ حسین نماز عصر کے لئے سجدے میں گئے ابھی انہوں نے نماز مکمل نہ کی تھی پہلی رکعت کا سجدہ اول تھا فَالْشَّمْرُ نَزَلَ عَنْ فَوْسِهِ وَذَنِي عَنِ الْحُسَيْنِ۔ اے یزید! شمر گھوڑے سے اترا اور حسینؑ کے قریب آیا فَذَبَحَهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ پس اس نے حسینؑ کو اس طرح ذبح کیا جس طرح گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے۔ یزید نے یہ ماجرا سن کر اپنی گردن جھکالی اور دیر تک سر نہ اٹھایا۔ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَوَّلَ ظَالِمٍ حَقَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ قَبِيلِهِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ جَمِيعًا۔

بار الہی! سب سے پہلے تو اس پر لعنت بھیج جس نے سب سے پہلے محمد و آل محمد کا حق غصب کیا، پھر اس پر لعنت کر جس نے پہلے ظالم کی پیروی کی پھر اس گمراہ پر لعنت کر کہ جس نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کی اور تمام ان پر لعنت لوگوں کے جنہوں نے محمد و آل محمد کے ساتھ کسی بھی طرح سے دشمنی کی، ان کے خلاف کوئی جملہ کہا یا لکھا غرض کہ اہل بیت اطہار کے تمام دشمنوں پر لعنت ہو وہ بھی بے شمار۔



بند کر دیا اور دسویں محرم تک ہم نے ان کو چاروں طرف گھیرے میں لے لیا صبح سے عصر تک موت کا بازار گرم رہا ادھر سے ایک شخص نکلتا تھا ادھر سے سینکڑوں افراد ٹوٹ پڑتے تھے پس جمع کثیر کو وہ تنہا قتل کر کے جاتا تھا یہاں تک کہ ہم نے ستر افراد کو قتل کیا اس کے بعد ان اٹھارہ نوجوانوں کی نوبت آئی یہ اولاد ابو طالبؑ فرزند ان علیؑ و فاطمہؑ تھے۔

اے امیر! ان کی شجاعت و بہادری ہم سے بیان نہیں کی جاسکتی ایک ایک نوجوان نے سو سو، دو دو سو ہمارے لشکر کے فوجی قتل کئے یہاں تک کہ تجربہ کار فوجی جرنیل بھی مارے گئے بالآخر گھمسان کی جنگ ہوئی ہم نے حسینؑ کے سترہ عزیز ایک ایک کر کے قتل کر دیئے اب باری تھی اٹھارویں نوجوان کی۔ وہ نوجوان امام حسینؑ کا بیٹا تھا۔ اے امیر! اس نوجوان کی شجاعت بیان سے باہر ہے اگرچہ وہ نوجوان تین دنوں کا پیاسا تھا اور عزیزوں کی موت کا صدمہ اور زخموں کی کثرت تھی اس کے باوجود وہ بڑی بے جگری سے ہم سے لڑتا رہا مگر جس وقت ہم نے علی اکبرؑ کو مار لیا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گرا اور اپنے باپ کو پکارا يَا اَبَاهُ اَذْرِ كُنْيَا اے بابا! میری خبر لیجئے اس وقت ہم نے دیکھا کہ حسینؑ جلدی سے مقتل کی طرف دوڑے، علی اکبرؑ کو پکارتے ہوئے حسینؑ اپنے بیٹے کی لاش پر گر پڑے حَتَّى غُشِيَ عَلَيْهِ يِهَاں تک حسینؑ رو روتے بے ہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا لیکن آنکھوں سے اشکوں کا ایک سیلاب جاری تھا ایسی صدائے دردناک سے روتے تھے کہ ہم سب کو زلاتے تھے اور شدت پیاس سے اپنی خشک زبان خشک ہونٹوں پر پھیرتے تھے اور ہم سے کہتے تھے يَا قَوْمِ اَنَا بَسَطُ الْمِصْطَفٰى وَعَطَشَانُ۔ اے قوم! میں ساقی کوثر کا بیٹا ہوں اور پیاسا ہوں يَا قَوْمِ اَنَا بِضْعَةُ الزُّهْرَاءِ وَعَطَشَانُ۔ اے قوم! میں پارہ

فِي الْحَدِيثِ قَالَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لِدَاوُدَ إِنَّ آتَيْتُ عَلَى بَابِ دَارِكَ
مَاتَفَعَلُ بَنِي حَدِيثِ مِثْلُ هَـ كَ خَدَاوَدُ عَالَمِ نَ حَضْرَتِ دَاوُدَ سَ فَرَمَايَا كَ اَ اَ اَ اَ اَ
تِيرَ دَرَوَا زَ پَرِ آوَسَ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ تَوِ
لِي فِي الْجَوَابِ حَضْرَتِ دَاوُدَ نَ عَرَضَ كِي خَدَايَا! مَجْهَ اس كَ جَوَابِ كِي طَاقَتِ
نَهِسَ هَ اللّٰهُ تَعَالَى نَ فَرَمَايَا كَ اَ اَ دَاوُدَ فَقَرَاءَ وَ مَوْنِيْنَ بَمَزَلَه مِيرَ هَ هِي اَ اَ اَ اَ اَ
مِيرَ سَا تَه نِي كِي كَرْنَا چَا هَتَا هَ تَوِ غَرِيْبُوں 'فَقِيْرُوں سَ نِي كِي كَر- بَدَنَفِيْبِ هِي وَ هَ
لَوِ كَ جَوِ غَرِيْبُوں 'مَسْكِيْنُوں كِي پَرُو اَنِيْسَ كَرْتَا هَلَا نَكَا جَنَابِ رَسُوْلِ خَدَا غَرِيْبِ مَوْنُوں
كُو دَوَسْتِ رَكْهَتَا تَه- حَضْرَتِ سَلِيْمَانُ بَهِي غَرِيْبِ پَرُوْر نَبِي تَه- اِيَكِ رُوْزِ حَضْرَتِ
سَلِيْمَانُ كِي سَوَارِي جَا رَهِي تَهِي نَا گَاهِ آپِ نَ چَنْدِ غَرِيْبِ مَوْنِيْنِ كُو بِيْٹْهَ هُوَ دِيَكْهَا
حَضْرَتِ سَلِيْمَانُ تَحْتِ سَ اَتْرُ كَر اِن مِثْلِ بِيْٹْهَ گئے اَوْر فَرَمَانِ لَگَ مَسْكِيْنِيْنَ جَلَسَ
مَسْكِيْنَا غَرِيْبُ جَالَسَ غَرِيْبًا مِثْلِ اِيَكِ فَقِيْرِ هُوں كَ مَسْكِيْنُوں مِثْلِ بِيْٹْهَا هُوں اَوْر
غَرِيْبِ هُوں كَ غَرِيْبُوں هَم نَشِيْنِي كَرْتَا هُوں- اِيْهَا الْعَافِلُ دَعِ الْكِبْرُوَا الْغُرُوْر- اَ اَ
عَافِلُ! تَكْبَرُ وَ غُرُوْر كُو تَرْكِ كَر وَ اَحْتَنَبِ مِنْ الْعَصِيَانِ وَ الشُّرُوْر- اَوْر خَدَا كِي
تَاْفَرْمَانِي سَ اَجْتَنَابِ كَر اِس دَا سَلَطَ كَ تِيرَ اَعْضَاءِ رُوْزِ قِيَامَتِ گَوَا بِي دِيَسَ گئے-
وَ اعْلَمُ اَنَّ خَيْرَ الزَّادِ فِيْ هَذَا الطَّرِيْقِ الْوَرْعُ وَ التَّقْوَى مَعْلُوْمُ كَر كَ اِس رَا هَ مِثْلِ
بَهْتَرِيْنَ زَادِ تَقْوَى اَوْر پَرِهِيْزِ گَارِي هَ- اَلَا لَمْ يَنْجُوْا مِنَ الْمَوْتِ طِفْلٌ وَ لَا شَابٌ
وَ لَا شَيْخٌ-

آگاہ ہواے غافل! کہ موت سے کسی کو نجات نہیں ہے، خواہ وہ بچہ ہے یا
جوان ہے یا بوڑھا ہے یعنی موت کسی کو نہ چھوڑے گی پس کسی وقت بھی اپنے رب
سے غافل نہ رہو کہ یہاں کی تمام تکلیفیں اور تمام چیزیں فانی ہیں اور اس دنیا کو خدا

روایت نمبر



جناب داؤد سے خطاب خداوندی کہ غریب مومنین سے اچھا سلوک کیا جائے
حضرت سلیمان علیہ السلام کی تواضع و اعکاسی حضرت جبریل کا عالم و جابر حکمران کے
مظالم کے سامنے بے پناہ استقامت اختیار کرنا اہل حرم کا سر شام اہل بیت کی مظلومیت
اور معجزہ دیکھ کر نصرائیوں کا اسلام لانا۔



مولانا عابد عسکری

قتل کرے گا اور ہم تمہیں نئی زندگی سے سرفراز کریں گے لیکن وہ ظالم اور شقی شخص پھر بھی راہ راست اختیار نہ کرے گا۔ حضرت جرحیسؑ نے عرض کی کہ خدایا! میں تیری رضا پر راضی ہوں فَأَمَرَ اللَّعِينُ فَقَطَعُوهُ اِزْبَا اِزْبَا وَطَرَحُوهُ فِی الْبَیْرِ پس اس شقی نے حکم دیا کہ جرحیسؑ نبی کا بندہ بندہ جدا کر دیں چنانچہ اس بادشاہ کے جلا دوں نے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کنویں میں ڈال دیا۔ فَنَزَلَ مِنْكَائِلُ وَاَحْيَاهُ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ جناب میکائیل نازل ہوئے اور ان ٹکڑوں کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو زندہ کیا۔ جناب جرحیسؑ پھر اس بادشاہ کے پاس گئے اور اس کو توحید پرستی کی طرف دعوت دی وہ لعین طیش میں آیا اور تابنے کا تختہ کو آگ میں سرخ اور گرم کر کے جناب جرحیسؑ اس پر لٹا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ گرم گرم پانی ان کے جسم مبارک پر ڈلواتا رہا اور اس کے بعد لوہے کی میخیں گرم کر کے ان کی آنکھوں میں گاڑ دیں اور پھر ان کے جسم کو جلا کر اس کی راکھ جنگل میں پھینکوا دی۔ جناب میکائیلؑ نے نازل ہو کر اس خاک کو جمع کیا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت زندہ کیا۔

جناب جرحیسؑ دو بار زندہ ہوئے پھر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے اس کو تبلیغ دین کی وہ بد بخت بولا تو اپنے خالق کی قدرت نمائی کرتا ہے اگر تو ہزار مرتبہ زندہ ہو تو بھی میں تیری ایک بات نہیں مانوں گا۔ پھر اس ظالم نے جناب جرحیسؑ کے دو ٹکڑے کر کے دیگ میں ڈال کر اس کے نیچے آگ جلوا دی۔ اس وقت عرش اعظم ہل گیا اور چرخ بریں کا پنے لگا اور ساکنان آسمان رو کر بارگاہ الہی میں عرض کرنے لگے بار الہی ایسا ساعدہ روئے زمین پر کبھی نہیں ہوا۔ جناب اسرافیلؑ نے ایک نعرہ مارا

نے جائے امتحان بنایا ہے اور خدا کے نیک بندے ہمیشہ اس دنیا میں تکالیف اور پریشانیوں میں مبتلا رہے ہیں۔ کسی کو کافروں نے سنگسار کیا، کسی کو کالی گوٹھری میں ڈالا گیا، کسی کو آہری سے چیر ڈالا، کسی کے سر اقدس کو تن سے جدا کیا۔ مگر ان خاصانِ خدا اور مجاہدانِ اسلام نے صبر و استقامت کا جو عملی مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

روایت ہے کہ سرزمین روم و شہر فلسطین میں خدا نے لوگوں کی ہدایت کے لئے حضرت جرحیسؑ پیغمبر کو مبعوث کیا اور شام کا بادشاہ نہایت ظالم بت پرست تھا۔ خداوند عالم نے اس کی ہدایت کے لئے حضرت جرحیسؑ کو بھیجا جب اس کو وعظ و نصیحت کیا گیا تو وہ سخت غصہ میں آ گیا، اس نے اس جلیل القدر پیغمبر کو اذیتیں پہنچائیں اس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ ان کے جسم کو لوہے کی گرم سلاخوں سے زخمی کیا دن بھر ان سلاخوں کو گرم کر کے داغنا تھا اور بند بند میں پیوست کرواتا تھا اور ان کے زخموں میں زہر ملاہل اور سم قاتل رکھواتا تھا اور زندان بان ملعون تمام رات حضرت جرحیسؑ کے زخموں پر نمک و سرکہ چھڑکتا تھا اور جب وہ سوتا تھا تو ایک لوہے کا ستون کہ جو اٹھارہ آدمیوں سے نہ ہلتا تھا وہ ان کے شکم مبارک پر رکھوا جاتا تھا۔ ان سب صعوبتوں کے باوجود اس بزرگوار کے منہ سے شکر کے سوا کچھ نہ نکلا۔ یہ سب کچھ اس جناب کے قتل کے لئے کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ رکھا۔ فَنَزَلَ جِبْرَائِلُ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقْرُءُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ جِبْرَائِلُ امين نازل ہوئے اور بولے پروردگار عالم نے آپ کو تحفہ سلام کے بعد پیغام دیا ہے ہمیں قسم ہے اپنے واحدانیت کی کہ ہم تجھ سے بہت زیادہ خوش اور راضی ہیں يَا جَرَحِيْسُ اِنَّ اللَّعِينِ يَقْتُلُكَ اَرْبَعَ مَرَاتٍ وَاَنَا اُحْيِيْكَ اے جرحیسؑ! یہ ظالم بادشاہ آپ کو چار مرتبہ

دیکھا کسی کی گود میں طفل شیر خوار کے گلے پر تیر نہیں لگا، کسی نے اپنے بھائی بھتیجوں کا خون زمین پر بہتا نہیں دیکھا اور انہیں بے جان نہیں دیکھا اے جبرائیل! کسی کے معصوم بچے مائی بے آب کی طرح تڑپ تڑپ کر شہید نہیں ہوئے کسی کے اہل و عیال پر کھانا پینا بند نہیں ہوا کسی کے جسم پر چار ہزار تیرہ اور ایک سو اسی زخم نیزہ شمشیر نہیں لگے کسی کی لاش بے گور و کفن چھلساتی ہوئی دھوپ میں گرم زمین پر پڑی نہیں رہی کسی کے پردہ دار قید ہو کر در بدر نہیں پھرائے گئے۔

افسوس! اسی شہر شام کے حاکم کے ہاتھوں سے یہ تمام مصیبتیں خاندان رسالت پر گذریں گی حالانکہ حضرت محمد مصطفیٰ بادشاہ ملک تسلیم و رضا ہیں وہ بھی اس مصیبت کے متحمل نہ ہو سکیں گے روتے اور سر پیٹتے ہوئے غلہ بریں چھو کر گر بلا میں آئیں گے یا لیتینی کُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ کاش کہ میں حاضر ہوتا اور اپنی جان اس امام مظلوم پر نثار کر کے سعادت حاصل کرتا آہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حسینؑ اور دیگر شہداء کر بلا کے سرہائے اقدس نیزوں پر نصب ہیں اور آل رسولؐ بار بار استغاثہ کرتے ہیں لیکن ان کی فریاد کو کوئی نہیں سنتا۔

میں خداوند کریم سے امید کرتا ہوں کہ مجھے حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ محشور فرمائے اور جب روز قیامت امام حسینؑ کی مظلومہ ماں پایہ عرش الہی پکڑ کر اپنے بیٹے کے لئے انصاف کا تقاضا کریں تو میری ماں بھی کنیز زہراءؑ بن کر میرے خون کے لئے انصاف طلب کرے۔ جناب جرحیسؑ کی درد انگیز باتوں کو سن کر جبرائیلؑ امین بہت روئے فی الحقیقت ہر نبی پر جو ظلم کیا گیا وہ اس کی ذات پر ہوا لیکن حضرت امام حسینؑ کا معاملہ اس کے برعکس ہے امام حسینؑ کا جسم مبارک شہادت

کہ زمین جلنے لگی اور وہ دیگ چولہے سے گر پڑی پھر حضرت جرحیسؑ خدا کی قدرت سے زندہ ہوئے۔ حضرت جبرائیلؑ جناب جرحیسؑ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے جرحیسؑ اللہ تعالیٰ ان ظالموں پر غضب نازل فرمائے گا۔ اور آپ اس دنیا سے ناپائیدار کو ترک کر دیں۔ غرض جناب جرحیسؑ کو قاتل قتل کرنے کے لئے آیا فَلَمَّا ارَادَ اللَّعِينُ اَنْ يَجُوزَ رَاسَهُ الشَّرِيفَ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا۔ جب قاتل نے چاہا کہ ان کے سر اقدس کو جدا کریں تو جناب جرحیسؑ میساختہ داڑھیں مار کر رونے لگے قَالَ جِبْرَائِيلُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَتَعَجَّبُ مِنْ بُكَائِكَ وَقَدْ ضَيَّرْتَ عَلَى مَصَائِبِ الْعُظْمَى۔ جبرائیلؑ نے کہا اے جرحیسؑ ہمیں آپ کے رونے پر تعجب ہوا ہے آپ نے بڑے بڑے مصائب پر صبر کیا تھا اس وقت رونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت جرحیسؑ بولے اے جبرائیلؑ میں نے سب مصیبتوں میں انبیاء کرامؑ کے حالات کو سامنے رکھا۔ میں نے جناب یونسؑ کی قید کا تصور کیا۔ اور حضرت ایوبؑ کی تکالیف پر غور کیا اور جناب ابراہیمؑ نے آتش نمرود میں جلنے کے بارے میں سوچا آری سے جناب زکریاؑ کو دو ٹکڑے ہوئے دیکھا اور یعقوبؑ کی بینائی چلے جانے کے بارے میں غور و فکر کیا، شعیبؑ کی پریشانیوں پر نظر کی وَالْآنَ ذَكَرْتُ مَصَائِبَ الْحُسَيْنِ ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ فَبَكَيْتُ اور اے جبرائیلؑ! اس وقت مجھے حسینؑ فرزند رسولؐ کے مصائب یاد آئے تو مجھ سے گریہ ضبط نہ ہو سکا اس لئے جو مصائب حسینؑ نے دیکھے ہیں وہ اور کسی نے نہیں دیکھے۔ اے جبرائیلؑ! آج تک ان بزرگان دین میں سے جس نے بھی مصیبت جھیلی ہے وہ اکیلے جھیلی ہے کسی نے جوان بیٹا قتل ہوتے نہیں

أَشَدُّ حُزْنًا لَفَرْحِهِمْ۔ اور جو سر اقدس آتا تھا اور وہ عالم اس کو دیکھ کر خوشیاں مناتے اور میں بہت زیادہ پریشان اور غمگین ہو جاتا تھا وَإِذَا بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ وَالنُّورِ يَسْطَعُ مِنْ فِيهِ كُنُورِ رَسُولِ اللَّهِ۔ ناگاہ جناب امام حسینؑ کا سر اقدس آیا اور ان کی پیشانی سے نور رسولؐ خدا کی مانند نور ساطع تھا پس میں نے اپنے منہ پر طمانچہ مارے اور آواز گریہ و زاری بلند کی اور میں کہتا تھا وَاحْزَنَاهُ لِلْأَنْدَانِ السَّلْبِيَّةِ النَّازِحَةِ عَنِ الْأَوْطَانِ الْمَذْفُونَةِ بِلَا أَخْفَانِ هَائِ اَفْسُ! ان جسموں پر جو وطن سے دور افتادہ اور بے دفن و کفن پڑے ہیں وَاحْزَنَاهُ عَلَى الْخِدَةِ التَّرِيْبِ وَالشَّيْبِ الْخَضِيْبِ هَائِ اَفْسُ ان رخساروں پر جو خاک سے بھرے ہوئے ہیں اور ریش مبارک جو خون سے خضاب ہوئی ہے اے رسولؐ خدا کاش آپ اپنے پیارے حسینؑ کا سر دیکھتے جو دمشق میں پھرایا جا رہا ہے۔

وَنَبَاتِكَ مُشْهَرَاتٍ عَلَى النَّيَاقِ مُشَقَّقَاتِ الْجُيُوبِ وَالْأَرْيَاقِ۔
آپؐ کہاں ہیں اے رسولؐ خدا کہ آپ کی نواسیاں بے پلان اونٹوں پر سوار ہیں؟
اور ان کے سر پر چادر نہیں ہے۔ اور وہ انتہائی پریشان کن حالت میں بازاروں درباروں میں پھرائی جا رہی ہیں۔

يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ أَشْرَارُ الْفَسَاقِ اور بدترین لوگ ان کی طرف دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں۔ کہاں ہیں جناب علی ابن ابی طالبؑ کہ اپنی بیٹیوں کی یہ حالت دیکھیں۔ یہ کہہ کر میں کافی دیر تک روتا رہا، ماتم کرتا رہا، اپنا چہرہ اور سینہ پیٹتا رہا وہاں پر موجود شخص میری آواز سنتا رہا وہ بھی روتا رہا ناگاہ چند شتر بے کجادہ و عماری نمودار ہوئی اور اس پر چند بیبیاں سوار تھیں۔ میں نے احتراماً آنکھیں بند کر لیں۔ ایک بی بی وَامْحَمَّادُہُ وَاغْلِيَاہُ وَاخْسَنَہُ وَاخْسِنَہُ کی آواز بلند کرتی تھی اور کہتی تھی

کے بعد گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کیا گیا آپؐ کا سر مبارک نیزوں پر نصب کیا گیا یہی حال دیگر شہداء کا تھا اس کے بعد ان کی اہل بیتؑ کو بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر شہر بہ شہر دیار بہ دیار پھرایا گیا۔

سہل ابن سعد سہروردی کہتا ہے کہ میں شام میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ تمام کے تمام بازار تماشاویوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ وَهُمْ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ يَضْحَكُونَ وَيَفْرَحُونَ اور وہ لوگ زینت و آرائش کر کے عمدہ لباس پہن کر خوشیاں منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آیا تم لوگوں میں آج کوئی عید ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر آپؐ لوگ اس قدر کیوں خوش ہیں وہ بولے تو مسافر ہے کہ تجھے اس کی خبر نہیں؟ میں نے کہا میں مسافر ہوں اور مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ قَالُوا خَرَجَ عَلَى الْأَمِيرِ خَارِجِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَتَلَهُ وَهَ لَعِينٌ بُولِے اے شخص! امیر شام پر ایک خارجی نے زمین عراق میں خروج کیا تھا اور امیر کی فوج نے اسے قتل کر دیا۔ اس کا سر آ رہا ہے اس خوشی میں ہم جشن منا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ خارجی کون تھا قَالُوا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ۔ وہ بولے اس کا نام حسین ابن علیؑ ہے قُلْتُ الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكُمْ قَالُوا نَعَمْ۔ میں نے کہا وہ حسینؑ جو فاطمہ الزہراءؑ کا بیٹا ہے۔ وہ بولے ہاں وہی حسینؑ ہے اس کا سر نیزہ پر آ رہا ہے۔ میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون تم فرزند رسولؐ کے قتل کی خوشیاں منا رہے ہو۔ وَمَا كُنَّا كُمْ قَتَلَهُ حَتَّى سَتَمْتُوهُ خَارِجِيًّا۔ خدا تم پر لعنت کرے کہ تمہیں فرزند رسولؐ کا قتل بھی کافی نہیں ہے اب تم نے اس کا نام خارجی رکھا ہے وہ بولے اے شخص! چپ رہ یہاں جو حسینؑ کا نام لیتا ہے اس کا سرتن سے جدا کیا جاتا ہے۔ پس میں ایک جگہ پر محزون و ملول کھڑا رہا۔ وَكُلَّمَا تَقَدَّمُوا بِالرَّاسِ كُنْتُ

وسبنا کی تسی العیید والاماء اور ہمیں غلاموں کی طرح اسیر کیا گیا وَحُمِلْنَا عَلَى الْأَقْتَابِ بِغَيْرِ وَطْءٍ كَمَا تَرَى۔ اے بزرگ! ہمیں شتران بے کجاہ پر سوار کیا گیا جو کہ آپ دیکھ رہے ہیں میں نے عرض کی ہے کہ جناب رسول خدا! جناب علی المرتضیٰ جناب فاطمہ الزہراء اور آپ کے بھائی جان پر دشوار ہے کہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں۔ پھر اس بی بی نے فرمایا یَا سَهْلُ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ صَاحِبِ الرُّمَحِ أَنْ يَتَقَدَّمَ بِالرَّاسِ مِنْ بَيْنِ الْمَحَامِلِ۔ اے سہل! نیزہ دار سے ہماری سفارش کرو کہ وہ امام علیہ السلام کے سر مبارک کو آگے لے جائے تاکہ لوگ اس سر اقدس کو دیکھیں فَقَدْ حَزَنَّا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ إِلَيْنَا ہم نہایت پریشان ہوتے ہیں کہ جب نامحرم ہماری طرف دیکھتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے اس شقی سے کہا کہ تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ سر اقدس کو آگے لے جاؤ کہ دختران علی و فاطمہ ہجوم کے باعث بہت سخت پریشان ہیں۔ اس ظالم نے مجھے جھڑک دیا سہل کے ہمراہ ایک نصرانی تھا کہ بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا۔ وہ حیران ہو کر کھڑا رہا۔ فَسَمِعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ يَفْرُءُ الْقُرْآنَ وَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ۔ پس اس نے سنا کہ امام مظلوم کا سر اقدس قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ وہ سر اقدس یہ آیت تلاوت کر رہا تھا کہ ظالم گمان نہ کریں کہ خدا ان سے غافل ہے (بلکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے) فَأَذْرَكْنَهُ سَعَادَةً وَكَشَفَ اللَّهُ عَنْ بَصَرِهِ اس شخص کی قسمت جاگ اٹھی اور اس کی آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا بیساختہ بیتاب ہو کر بولا اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ کلمہ پڑھ کر تلوار کھینچ کر دشمنان حسینؑ پر حملہ کیا اور امام مظلوم کے مصائب پر بیساختہ روتا تھا اور ان لعینوں کو مارتا تھا یہاں تک کہ اس نے بہت سے

يَا رَسُولَ اللَّهِ بَنَاتِكَ أَسَارَى كَذَنَّهُنَّ بَعْضُ أَسَارَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى۔

اے نانا جان! آج آپ کی نواسیاں اس طرح سے قید ہو کر جاری ہیں جس طرح سے زنان یہود و نصاریٰ کو قید کر کے لاتے ہیں اور وہ بی بی کبھی چھوٹے بچوں کو یاد کر کے روتی تھی اور کبھی اپنے بڑوں کی یاد میں گریہ کرتی تھی۔ وَتَارَةً تَتَوَخَّ عَلَى الْمَذْبُوحِ الْقَفَاوْ مُهْتَوِكِ الْخَبَا۔ اور کبھی وہ بی بی یہ بین کر کے روتی تھی ہائے میرے بھائی! آپ کا سر پس گردن کاٹا گیا اور آپ کے خیمے لوٹ لئے گئے اور آپ کی لاش مبارک خاک و خون پر غلطاں گرم زمین پر پڑی رہی۔

راوی کہتا ہے کہ میں اس اونٹ کے قریب گیا اور میں نے بی بیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبُوَّةِ وَمَعْلَدِ الْرِسَالَةِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ یعنی سلام ہو آپ پر اے اہل بیت رسولؐ پس میں نے پہنچانا کہ وہ بی بی جناب ام کلثومؑ دختر شیر خدا ہیں۔

فَقَالَتْ مَنْ أَنْتَ أَيُّهَا الرَّجُلُ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْنَا أَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ قُتِلَ سَيِّدِي الْحُسَيْنِ۔ جناب ام کلثومؑ بولیں تو کون ہے اے شخص کہ ہم پر سلام کر رہا ہے؟ اے بزرگ آپ کے سوا کسی نے ہم پر سلام نہیں کیا! مومنین کرام!

سلام کیا؟ لوگ ہنتے تھے اور اگر اہل بیتؑ میں سے کوئی روتا تو ظالم نیزوں سے مارتے تھے میں نے عرض کی اے میری آقا زادی میں آپ کے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰؐ کا صحابی ہوں اور میرا نام سہل بن سعد ہے۔

جناب ام کلثومؑ بولیں اے سہل! آپ نے دیکھا ہے کہ امت رسولؐ نے ہم سے کیا سلوک کیا؟ قُتِلَ وَاللَّهِ أَخِي وَسَيِّدِي ہمارے سید و آقا کو شہید کیا گیا

یزید یوں کو واصل جہنم کیا پھر بہت سے اشیاء اس پر ٹوٹ پڑے اور اس محب حسین کو شہید کیا۔ جناب ام کلثومؑ نے کہا یہ کیسا شور ہے میں نے سارا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ فَقَالَتْ وَأَعْجَبَاهُ النَّصَارَى يَحْتَشِمُونَ لِدِينِ الْإِسْلَامِ جناب ام کلثومؑ نے فرمایا سبحان اللہ کیسی عجیب بات ہے کہ نصاریٰ تو دین اسلام کا پاس کریں۔ وَأُمَّةٌ مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ تَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ عَلَى دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ۔ اور امت رسول جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں ان نام نہاد مسلمانوں نے فرزندان رسول کو قتل کیا اور اہل حرم کو اسیر کیا لیکن نیک انجام تو پرہیزگاری کے لئے ہے۔ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ اور ان لعینوں نے ہم پر ہی ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کو کیا جواب دیں گے؟



روایت نمبر



حضرت آدمؑ کا اسماء پنجتن کا ورد کرنا، حضرت امام حسینؑ کا میدان حشر میں آنا اور رومی سفیر کا واقعہ ہندہ کا محل سے نکل کر قیدیوں کے پاس آنا اور ان کے بارے میں مختلف سوالات کا کرنا اور زنان شام کا اہل بیت اطہارؑ کی مظلومیت پر گریہ و ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

فَبَكَىٰ آدَمُ وَجِبْرِائِيلُ بُكَاءَ الثَّكَلَىٰ۔ یہ سن کر حضرت آدمؑ و جبرائیلؑ
امین اس عورت کی مانند رونے لگے کہ جس کا جوان بچہ مر جاتا ہے۔ اور وہ روتی
ہے۔

O بحار الانوار میں علامہ مجلسیؒ رقمطراز ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی
خدمت میں ایک بزرگوار شخص آیا اور آپ کے ہاتھوں اور قدموں کو چوم کر رونے لگا
حضرت نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کرنے لگا کہ یا مولا! میری عمر اس وقت سو
سال کے لگ بھگ ہے اور ضعف و ناتوانی نے مجھ پر غلبہ کیا ہے شب و روز موت
کے انتظار میں رہتا ہوں عمل قبیح کا ڈر ہے کہ روز قیامت کہیں رسوا نہ کر دے۔ امام
علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ! روز قیامت کو ہم تمہاری شفاعت کے لئے موجود ہیں
اور آپ سے اسے تسلی و تشفی دی اور پھر فرمایا اِنَّ اَنْتَ مِنْ قَبْرِ جَدِّی الْحُسَیْنِ
الْمَظْلُوْم۔ تم میرے جد مظلوم امام حسینؑ کی قبر مبارک سے کتنی دور ہو؟ اس نے
عرض کی کہ بہت قریب ہوں۔ فرمایا! کیا تم ان کی زیارت کو جاتے ہو اس نے عرض
کی اکثر جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا اے شیخ! کسی کو ایسی
تکلیف نہیں پہنچی کہ جتنی میرے جد عالی قدر امام حسینؑ کو پہنچی ہے۔ بالتحقیق ظالموں
نے امام حسینؑ اور ان کے عزیزوں، ساتھیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا
گیا۔ امام علیہ السلام سب کو نصیحت کرتے رہے اور صبر کیا جس طرح کہ صبر کرنے کا
حق ہے۔

اے شیخ! جب قیامت ہوگی تو جناب رسولؐ خدا میدانِ حشر میں تشریف
لائیں گے وَمَعَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اور ان کے ساتھ امام حسینؑ ہوں گے۔
وَيَذُّهُ عَلٰی رَاسِهِ تَقَطُّرُ دَمًا۔ اور رسولؐ خدا کے ہاتھ میں امام حسینؑ کا سر ہوگا اور
اس سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے جناب رسولؐ خدا بارگاہِ الہی میں عرض

رَوَىٰ صَاحِبُ الدَّرِّ الثَّمِينِ فِی تَفْسِیْرِ قَوْلِهِ تَعَالٰی فَتَلَقٰی آدَمَ مِنْ رَبِّهِ
كَلِمَاتٍ صَاحِبِ الدَّرِّ الثَّمِينِ نے تفسیر کلامِ الہی میں روایت کی ہے کہ آدمؑ نے سیکھے اپنے
پروردگار سے چند کلمات اس سے مراد اسمائے پنجتن پاک ہیں جو ساقِ عرش پر لکھے
دیکھے کہ اس وقت جبرائیلؑ نے کہا کہ اے آدمؑ! آپ آلِ عباؑ کے نام یاد کرو اور
ان ناموں کی برکت سے اللہ سے سوال کریں حضرت آدمؑ نے چار نام یاد کئے تو
بہت خوش ہوئے فَلَمَّا ذَكَرَ الْحُسَيْنَ سَالَتْ دُمُوعُهُ جَبَّ اَنْهُوْنَ نے جناب امام
حسینؑ کا نام لیا تو اُن کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے۔ فَقَالَ يَا اَخِي
جِبْرِائِيلُ فِی ذِكْرِ الْخَامِسِ يَنْكَسِرُ قَلْبِي وَتَسِيلُ عَبْرَتِي۔ اس وقت جناب آدمؑ
نے جبرائیلؑ آئین سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب میں پانچواں نام لیتا ہوں تو میرا
دل ٹوٹ جاتا ہے اور میرے آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ فَقَالَ جِبْرِائِيلُ وَلَذٰكَ هٰذَا
يُصَابُ مُصِیْبَةٌ تَصْغُرُ عِنْدَهَا الْمَصَائِبُ۔ جبرائیلؑ نے کہا اے آدمؑ! اس کی وجہ یہ
ہے کہ آپ کا یہ فرزند ایسی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوگا کہ ان کے سامنے
سب مصیبتیں چھوٹی نظر آئیں گی۔ قَالَ وَمَا هِيَ يَا اَخِي حضرت آدمؑ نے پوچھا اے
جبرائیلؑ! وہ کونسی مصیبت ہے فَقَالَ يُقْتَلُ عَطَشًا غَرِيبًا وَحَيْدًا لَيْسَ لَهُ نَاصِرٌ وَلَا
مُعِينٌ جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ کربلا کے صحرا میں تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کر دیا جائے گا
اور اس غریب الوطنی کا اس حال میں کوئی یار و مددگار نہ ہوگا اور اس وقت وہ فریاد
کرے گا اور کہے گا وَاعْطَشَاہُ وَاَقْلَّةَ نَاصِرَاہُ اور اسے کوئی جواب نہ دے گا مگر وہ
تیروں تلواروں سے اس پر حملہ کریں گے۔ فَيَذْبَحُ كَذْبَحِ الشَّاةِ مِنَ الْقَفَا پَسِ
ذَنْحُ کریں گے اس کو جس طرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں پس گردن اور اس کے اہل
بیت کو اسیر کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے گا۔ اے آدمؑ! یہ امر ضرور وقوع پذیر ہوگا۔

یزید غصے میں آیا اور حکم دیا اس کا سر تن سے جدا کیا جائے۔ اس وقت جناب امام سجادؑ نے فرمایا اے یزید! فَادَا قَتَلْتَنِي فَبَنَاتُ رَسُولِ اللَّهِ مَنْ يَرِثُنَّ إِلَى مَنَازِلِهِنَّ اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو یہ بتا رسول اللہ کی بیٹیوں کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔

وَلَيْسَ لَهِنَّ مَحْرَمٌ غَيْرِي حالانکہ میرے سوا ان کا کوئی محرم نہیں ہے۔ یہ سن کر یزید بولا ہاں اے پسر حسینؑ آپ ہی نے ان پردہ داروں کو ان کے گھروں میں پہنچانا ہے اس کے بعد اس نے ایک ہتھیار منگوا یا اور اپنے ہاتھ سے امامؑ کے گلے سے طوق اتہنی کاٹ ڈالا اور کہنے لگا أَفَهَمْتَ مَا فَعَلْتُ اے سید سجادؑ! آپ کچھ سمجھے ہیں میں نے آپ کے گلے سے طوق اپنے ہاتھ سے کیوں کاٹا ہے۔ فرمایا؟ میں نے سمجھا ہے۔ کہ تَرِيدُ أَنْ لَا تَكُونَ لِأَحَدٍ عَلَيَّ مِنْهُ غَيْرِكَ تو نے ارادہ کیا ہے کہ تیرے سوا مجھ پر کس کا احسان نہ ہو۔ یہ سن کر یزید بہت خوش ہوا اور بولا واللہ میرا یہی ارادہ تھا۔

بعد ازاں اس لعین نے جناب امام حسینؑ کا سر اقدس منگوا کر اپنے تخت کے نیچے رکھوایا اور خود بھی شراب پیتا تھا اور اپنے دوستوں کو پلاتا تھا اور یہ کہتا تھا۔ وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَنَشْرَبُ وَنَفُوسُنَا سَاكِنَةٌ وَقَلْبُنَا مُطْمَئِنَّةٌ اور کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور ہمارے نفس ساکن ہیں اور ہمارے دل مطمئن ہیں یعنی ہم نے حسینؑ کو قتل کیا، جس کی وجہ سے ہماری سلطنت کے لئے تمام خطرات ٹل گئے ہیں اب مجھے کسی قسم کا ڈر اور خوف نہیں ہے۔

حضرات!

کیا یہ کم مصیبت ہے کہ یزید تو تخت پر بیٹھا ہوا شراب پیئے اور فرزند

کریں گے۔

يَا رَبِّ سَلْ أُمَّتِي فِيمَ قَتَلُوا ابْنِي بَارِئِي مِيرِي امت سے پوچھ کہ انہوں نے کس وجہ سے میرے فرزند کو قتل کیا پس خدائے عادل غضب میں آئے گا اور امام حسینؑ کے قاتل جہنم میں داخل ہوں گے کیونکہ نہ روئیں رسول خدا اور کس طرح نہ داخل ہوں وہ شقی جہنم میں کہ جو ان کے فرزند کا سر کاٹ کر یزید ایسے فاسق و فاجر کے پاس لے گئے اور اہل بیت اطہار کو طوقوں اور زنجیروں میں کو مقید کر کے کوفہ و شام کے بازاروں اور درباروں میں لے جایا گیا! اثنائے سفر میں جو بھی یزیدیوں سے پوچھتا تھا۔ لِمَنْ هَذَا الرَّأْسُ یہ سر کس کا ہے کہ جس کے کٹنے کی اتنی خوشی منار ہے ہو تو وہ ظالم اس سر اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے تھے۔ هَذَا رَأْسُ خَارِجِي خَرَجَ عَلَى الْأَمِيرِ۔ معاذ اللہ یہ سر ایک خارجی کا ہے اس نے ہمارے امیر کے خلاف بغاوت کی ہے اور اس کے جرم میں ہم اس باغی کا سر کاٹ کر خلیفہ وقت کے پاس لائے ہیں۔

وَقَالَ الصَّادِقُ لَمَّا أُدْخِلَ رَأْسُ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ اور جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس وقت امام حسینؑ کے سر اقدس کو مجلس یزید میں داخل کیا گیا وَأُدْخِلَ عَلَيْهِ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ وَبَنَاتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور دربار عام میں داخل کئے گئے جناب امام زین العابدین اور دختران علیؑ و بتولؑ در حالانکہ وہ طوق و زنجیر میں مقید تھیں۔ پس یزید لعین خوش ہو کر بولا۔ يَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ قَتَلَ أَبَاكَ اے سید سجادؑ! شکر ہے اس خدا کا جس نے آپ کے باپ کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر جناب امام سجادؑ نے فرمایا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى لِمَنْ قَتَلَ۔ خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے میرے بابا کو قتل کیا فغضب یزید و امر بضرب عنقه پس

حاضر کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ یزید بولا بتاؤ۔

وہ رومی کہنے لگا ملک روم کے درمیان دو شہروں گے بیچ ایک دریا واقع ہے اس دریا کا طول ایک سال کا سفر ہے اور اس میں ایک شہر اس کا طول ۸۰ سشتاد در سشتاد فرخ کا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ شہر کی مانند کوئی شہر خلق نہیں ہے کہ کافور اور یاقوت اسی شہر سے آتا ہے۔ اس شہر کے درخت عود وغیرہ کے ہیں۔ نصاریٰ کے سوا کسی کا اس شہر پر قبضہ نہیں ہے وہاں نصاریٰ کی عبادت گاہیں کثرت سے ہیں۔ اعظمہا کنیسۃ الحافر ان عبادت گاہوں میں سب سے بڑا کنیسہ حاضر ہے اس کے محراب میں ایک سونے کا حقہ لٹکتا رہتا ہے اس حقہ میں ایک سم ہے فَيَقُولُونَ هَذَا حَافِرُ حِمَارٍ يَرْكَبُهُ عَيْسَىٰ كَيْتے ہیں کہ وہ سم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس گدھے کا ہے جس پر وہ جناب سوار ہوا کرتے تھے۔

اور اس حقہ کے اوپر سنہری تاریں اور سب سے قیمتی کپڑا لگا ہوا ہے ہر سال قوم نصاریٰ کے لوگوں کی کثرت یہاں پر جمع ہوئی ہیں اور اس حقہ کا بوسہ لیتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں اور اس سم کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں پوری ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ لوگ احترام کرتے ہیں اس سم کا کہ جس کے بارے میں ان کا گمان ہے کہ یہ سم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس گدھے کا ہے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے۔

وَأَنْتُمْ تَقْتُلُونَ ابْنَ بَنِيكُمْ اور تم مسلمان ہو کہ اپنی نبی کے نواسے کو قتل کر دیا ہے۔ فَلَا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ وَلَا فِي دِينِكُمْ پس خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ یہ سن کر یزید نے حکم دیا۔ اَقْتُلُوا هَذَا النَّصْرَانِي لَنَلَّا يَفْضَحْنِي فِي بَلَاءٍ دِهِ تم قتل کرو اس نصرانی کو تاکہ اپنے شہر میں جا کر مجھے رسوا نہ

رسول کا سر تخت کے نیچے رکھا گیا ہو۔ غرض جناب امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ مجلس یزید میں بادشاہ روم کا ایک سفیر آیا۔ یہ شخص نہایت اشرف قوم اور بزرگان روم میں سے تھا اور یزید بہت مسرور پایا تو پوچھنے لگا يَا مَلِكُ الْعَرَبِ هَذَا رَأْسُ مَنْ۔ اے بادشاہ عرب! یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا۔ مَالِكٌ لِهَذَا الرَّأْسِ تجھے کیا کام اس سر سے۔ اس نے کہا میں جب اپنے شہر کی طرف جاتا ہوں تو ہمارا بادشاہ ہر ایک چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے پس اے بادشاہ مجھے بھی اس سر کے بارے میں کچھ بتا کہ میں بھی تیری خوشی میں شریک ہوں۔

یزید نے کہا۔ هَذَا رَأْسُ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ یہ سر حسین ابن علیؑ کا ہے۔ رومی نے کہا۔ وَمَنْ أُمُّهُ اس کی ماں کا نام کیا ہے؟ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ۔ یزید نے کہا اس کی ماں فاطمہ بنت رسول خدا ہیں نصرانی بولا۔ أَفْ لَكَ وَلِدَيْنِكَ افسوس ہے تجھ پر اور تیرے دین پر اے یزید! تیرے دین سے تو میرا ہی دین بہتر ہے کہ میرا باپ داؤد پیغمبر کی اولاد میں سے تھا۔ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ أَبَاءٌ كَثِيرَةٌ میرے اور حضرت داؤد کی پشت میں بہت فاصلہ ہے اس کے باوجود نصاریٰ میری تعظیم کرتے ہیں کہ میری کسی نہ کسی حوالے سے جناب داؤد سے نسبت ہے۔ وَيَأْخُذُونَ مِنْ تَرَابِ قَدَمِي تَبَرُّكًا بِأَبِي مِنْ حَوَافِدِ دَاوُدَ اور میرے قدموں کی خاک وہ اٹھا کر لے جاتے ہیں اور تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے ہیں وہ اس وجہ سے کہ میرا باپ اولاد داؤد میں سے تھا۔ وَأَنْتُمْ تَقْتُلُونَ ابْنَ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ۔ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا۔ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ إِلَّا أُمٌّ وَاحِدَةٌ حالانکہ اس مقتول اور تمہارے نبی کے درمیان صرف ایک ماں کا فاصلہ ہے۔ پس کتنا برا دین ہے تمہارا پھر بولا کہ کیا تجھ کو کنیسہ

رَسُولُ اللَّهِ مَنْصُوبٌ عَلَى بَابِ دَارِيٍّ اور بولی اے یزید! حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر تو نے میرے محل کے دروازے پر آویزاں کر دیا ہے! ہند کو دیکھ کر یزید جلدی سے دوڑا اور اس کے سر کو چادر سے ڈھانپ دیا وَرَدَهَا إِلَى دَارِهَا اور اس کو گھر واپس بھیج دیا اور بولا میں راضی نہیں ہوں کہ تو امام حسینؑ پر گریہ کرے کہ وہ بزرگ قریش نہ تھے میں نہیں چاہتا کہ تو میری زوجہ ہو کر بے پردہ ہو۔

افسوس کہ یزید کو ہند کے پردے کا تو یہ خیال ہو کہ خود دوڑ کر اس کے سر پر چادر ڈالے ادھر دخترانِ فاطمہؑ زہراءؑ کے جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا۔ یزید کے دربار میں بلوائے عام میں کھڑی ہوں اور ان کی حالت یہ ہو کہ ان کے ہاتھ رسیوں میں بندھے ہوئے اور ان کے سر پر چادر نہ ہو اور اسی حالت میں کافی دیر تک پیہیاں کھڑی رہیں اور کسی کو یہ خیال نہ آیا ہو کہ رسولؐ زادیوں کو پردہ کے لئے چادریں دے دیں۔



کرے۔ نصرانی بولا اَتَقْتُلُنِي يَا يَزِيدُ۔ اے یزید! آیا تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے؟ یزید نے کہا ہاں نصرانی بولا میں نے ایک خواب دیکھا تھا اور وہ میں تجھے سنانا چاہتا ہوں یزید نے کہا سناؤ۔ نصرانی نے کہا کہ کل رات میں نے تمہارے پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ يَقُولُ يَا نَصْرَانِي أَنْتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ فرماتے تھے اے نصرانی! تو اہل جنت سے ہے۔

میں جس وقت چونکا تو مجھے تعجب ہوا کہ میں کہاں اور بہشت کہاں لیکن اب یقین ہوا کہ تمہارا پیغمبرؐ صادق ہے اور ان کا دین برحق ہے تم سب گواہ رہنا کہ میں صدق دل سے کہتا ہوں اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ وَثَبَ إِلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ یہ کہہ کر دوڑ کر امام مظلومؑ کے سر اقدس سے لپٹ گیا۔ فَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ اس سر اقدس کو اپنے سینے سے لگایا۔ وَجَعَلَ يَقْبَلُهُ وَيَبْكِي۔ اور وہ امام مظلومؑ کے سر کو بار بار بوسے دیتا رہا اور روتا رہا یہاں تک کہ وہ مرد مومن امام مظلومؑ کے سر پر نثار ہو گیا اور اس کے سر کو بھی امامؑ کے سر اقدس کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ سبحان اللہ نصرانی تو یہ حق شناسی کرے اور یزید لعین مسلمان کہلا کر شرم نہ کرے۔ چنانچہ ابو محنف وغیرہ سے روایت ہے کہ یزید لعین نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کا سر اس کے محل کے دروازہ پر لٹکایا جائے فَلَمَّا سَمِعَتْ هِنْدُ بِنْتُ الْعَامِرِ كَشَفَتْ رَأْسَهَا وَخَرَجَتْ عَنْ دَارِهَا وَجَاءَتْ فِي مَجْلِسِي يَزِيدَ جب یہ بات ہند دختر عامر نے سنی (یہ خاتون یزید کی بیوی تھی) کہ فرزند زہراءؑ کا سر میرے دروازے پر آویزاں کیا گیا ہے اور دخترانِ زہراءؑ دربار یزید میں کھڑی ہیں اس نے اپنے سر سے چادر اتار کر پھینک دی اور سر کے بال کھول کر گھر سے باہر نکل پڑی یہ کنیز زہراءؑ دربار یزید میں آئی۔ وَقَالَتْ يَا يَزِيدُ رَأْسُ الْحُسَيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ

رَوَى فِي كِتَابِ دَلَائِلِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ - كِتَابِ دَلَائِلِ النَّبِيِّ فِي رِوَايَتِ كِي
 گئی ہے اس کتاب کا مصنف علماء اہل سنت میں سے ہے اور شیعہ کتب کے حوالہ
 سے جناب امام حسن عسکری سے منقول ہے۔ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَحَوًّا فِي الْجَنَّةِ
 جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت میں پیدا کیا۔ فَقَالَ آدَمُ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِ
 السَّلَامُ مَا خَلَقَ اللَّهُ أَحْسَنَ مِنَّا آدَمَ نَے ازراہ فخر و مہابت کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
 ہم سے بہتر کس کو پیدا نہیں کیا۔ فَأَمَرَ اللَّهُ جِبْرَائِيلَ فَآخَذَهُمَا إِلَى الْفِرْدَوْسِ اللَّهُ
 تعالیٰ نے حکم دیا اے جبرائیل آدم و حوا کو جنت الفردوس میں لے جاؤ چنانچہ
 جبرائیل ان کو جنت الفردوس میں لے گئے۔ فَرَأَى جَارِيَةً عَلَى رَأْسِهَا تَاجٌ مِنْ
 نُورٍ وَفِي أُذُنَيْهَا قُرْطَانٌ مِنْ نُورٍ قَدْ أَشْرَقَتِ الْجَنَانُ مِنْ نُورٍ وَجْهَهَا۔

انہوں نے ایک صاحبزادی کو دیکھا کہ اُس کے نور سے تمام جنت روشن
 ہے اور اُس کے سر پر ایک تاج رکھا ہے اور اس کے کان میں نور کے دو گوشوارے
 ہیں۔ قَالَ آدَمُ فَمَنْ هَذِهِ حَضْرَتِ آدَمَ نَے حیران ہو کر پوچھا اے جبرائیل! یہ بچی
 کون ہے؟ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِكَ جبرائیل نے کہا اے آدم! یہ
 جناب محمد مصطفیٰ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا ہیں جو آپ کی نسل سے ہوں گے۔
 قَالَ فَمَا التَّاجُ قَالَ بَنَاهَا عَلَيَّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ آدَمَ بولے ان کے سر پر یہ تاج
 کیسا ہے جبرائیل نے کہا یہ تاج ان کے شوہر علی بن ابن طالب ہیں۔ قَالَ فَمَا
 الْقُرْطَانُ قَالَ هَذَانِ وَلَدَاهُمَا الْحُسَيْنُ پھر آدم علیہ السلام نے کہا یہ گوشوارے
 کیسے ہیں؟ جبرائیل نے جواب دیا۔ یہ ان کے فرزند حسن و حسین ہیں۔ قَالَ
 اخْلُقُوا قَبْلِي۔ حَضْرَتِ آدَمَ علیہ السلام حیران ہو کر بولے کیا یہ مجھ سے پہلے پیدا کئے
 گئے ہیں؟

روایت نمبر



فضائل جناب فاطمہ الزہراءؑ جناب آدم علیہ السلام کا جناب سیدہؑ کو دیکھنا
 جناب علی مرتضیٰؑ کا جناب فاطمہ زہراءؑ کی چادر کا گروہی رکھنا اور اس چادر سے نورانی
 کرنوں کا ظاہر ہونا۔ اور جناب سیدہؑ کا یہودی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنا اور معجزات
 دیکھ کر یہودی خاندانوں کا اسلام قبول کرنا اور اسیرانہ کر بلا کا دربار یزید میں پہنچنا۔



مولانا عابد عسکری

نے بیتاب ہو کر خود کو اپنے بیٹے کی لاش پر گرا دیا اور یوں بین کرنے لگیں۔ وَأَقْرَّةَ عَيْنَاهُ وَانْمَرَّةَ فَوَادَاهُ وَأَعْلَى أَكْبَرَاهُ ہائے میرے نور دیدہ ہائے میرے میوہ دل ہائے میرے لعل ہائے میرے اکبر کاش کہ مجھے موت آ جاتی اور تجھے اس طرح خون میں تڑپتا ہوا نہ دیکھتی فَعِنْدَ ذَلِكَ لَطَمْتُ وَجْهِي لَطْمًا شَدِيدًا اس وقت میں نے منہ پر اس قدر طمانچے مارے کہ آخر میں اندھا ہو گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا فَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى غَشِيَ عَلَيْهِ يَهْيَانُ كَرَكِ وہ غلام اس قدر رویا کہ روتے روتے بے ہوش ہو گیا۔ یزید بھی سر جھکائے کسی سوچ میں غرق ہو گیا۔ اور تمام اہل بیت زار و قطار روتے رہے ایک شخص وہاں پر آیا اور اس کا نام زہیر تھا۔ یزید سے کہنے لگا کہ یہ اسیران ترک و روم ہیں؟ ابھی یزید نے جواب نہ دیا تھا کہ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شخص! یہ ترک و روم کے قیدی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ فاطمہ زہراء کی بیٹیاں ہیں اور میں فرزند رسول ہوں اور ہماری دربار یزید میں ترک و روم کے قیدیوں سے بھی بڑھ کر تذلیل ہو رہی ہے۔ یہ سن کر زہیر روتا ہوا مجلس یزید سے چلا گیا اور جاتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا اے رسول زاد یو! مجھے معاف کرنا کہ میں نے آپ کو ترک و روم کے قیدیوں کی تشبیہ دی ہے۔ خدا کی قسم مجھے آپ کے بارے میں علم نہ تھا اور میرا گمان بھی نہ تھا کہ کائنات کے وارثوں کی یہ حالت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ کہتا ہوا وہ چلا گیا پھر اسے کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ کہ وہ کہاں ہے کس حالت میں ہے۔



عالی مقام بے اختیار روتے تھے اور ہائے ہائے اکبر کہتے تھے اس وقت میں نے اپنے آقا سے عرض کی کہ میرے مولا مجھے اذن جہاد دیجئے۔ تاکہ میں اپنی جان آپ پر نثار کروں۔ یہ سن کر علی اکبر نے فرمایا یہ سزاوار ہوں؟ کہ جناب امام حسین پر اپنی جان قربان کروں مگر اے سدید تجھ پر لازم ہے کہ میرے پدر مظلوم کی مدد سے دست بردار نہ ہو کہ اب وہ اکیلے ہیں فَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا ثُمَّ بَرَزَ إِلَى الْمَيْدَانِ وَقَاتَلَ قِتَالًا شَدِيدًا حَتَّى قَتَلَ مِنَ الْقَوْمِ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَخَمْسِينَ فَارْسًا یہ فرما کر علی اکبر بہت روئے اور میدان میں آئے اور شیر خشناک کے مانند اس قوم جفا کار پر حملہ کرنے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں انہوں نے تین سو پچاس سوار یزیدیوں کے ہلاک کئے وَقَدْ انْخَنَعَ الْجَوَاحُ وَكَطَطَ الْعَطَشُ۔

مگر اس وقت وہ شہزادہ نہایت زخمی ہو گیا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے وہ ٹنڈال ہو چکا تھا کہ تین روز سے اس شبیبہ رسول کو پانی نہ ملا تھا۔ فَضْرَبَهُ مَلْعُونٌ عَلَى أُمِّ رَأْسِهِ فَسَقَطَ وَهُوَ يَنَادِي۔ اے یزید! تیرے لشکر سے آ کر ایک ملعون نے اس کی نورانی پیشانی پر ایک تلوار ماری وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور انتہائی درد بھری آواز سے پکارا يَا أَبَتَاهُ هَذَا جَدِّي مُحَمَّدٌ بْنُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَهَذَا جَدِّي عَلِيُّ بْنُ الْمُرْتَضَى وَهَذِهِ جَدَّتِي فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ إِلَيْكَ مُسْتَأْفُونَ الْعَجَلُ الْعَجَلُ اے بابا میرے پاس میرے جد بزرگوار جناب رسول خدا دادا جان جناب علی مرتضیٰ اور میری دادی جناب فاطمہ زہراء تشریف لائیں ہیں لیکن یہ سب آپ کے مشتاق ہیں اور کہہ رہے ہیں جلدی آئیے جلدی آئیے۔

فَخَرَجَتِ النِّسَاءُ مِنْ مَضَانِهِنَّ فِي بُكَاءٍ وَنَجِيبٍ وَأَنَا مَعَهُنَّ۔ یہ آواز سن کر سب بیبیاں پریشان ہو کر روتی بیٹتی ہوئی خیمہ سے باہر نکل آئیں۔ میں بھی روتا ہوا حضرت علی اکبر کی لاش اقدس پر آیا وہ سب بیتاب ہو کر گریہ و ماتم کرنے لگیں۔ ثُمَّ انْكَبَتْ أُمُّهُ عَلَيْهِ وَنَادَتْ پھر اے یزید! جناب علی اکبر کی والدہ گرامی

دَخَلَ النَّبِيُّ يَوْمًا دَارَ فَاطِمَةَ كَهَ إِكٍ رُوزِ جَنَابِ رَسُولِ خُدا اِپنی پیاری
 بی بی جناب فاطمۃ الزہراءؑ کے گھر میں آئے فَقَالَ لَهَا إِنَّ أَبَاكَ الْيَوْمَ ضَيْفُكَ
 فرمایا اے فاطمہ! آج تمہارا باپ تمہارے گھر میں مہمان ہے اور اس روز جناب
 سیدۃ سمیت سب گھر والے فاتے میں تھے۔ فَقَالَتْ يَا أَبَتِ إِنَّ الْحَسَنَ
 وَالْحُسَيْنَ يُطَالِبَانِي شَيْئًا مِنَ الزَّادِ فَلَمْ أَجِدْ لَهُمَا شَيْئًا جَنَابِ سیدۃ نے عرض کی
 اے بابا! میں کیا کہوں کہ میرے حسن و حسینؑ نے مجھ سے کھانا طلب کیا اور مجھ سے
 ان کیلئے کچھ نہ ہو سکا کہ انہیں کچھ کھلاؤں اور وہ فاتہ سے ہیں ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ دَخَلَ
 وَجَلَسَ مَعَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ يَه سَن کر جناب رسولؐ خدا
 تشریف لا کر جناب فاطمہؑ اور حسینؑ شریفین کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ناگاہ
 جبرائیل امین نازل ہوئے قُلْ لِعَلِّي وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنِ اَي شَيْءٍ
 يَسْتَهْوُونَ مِنْ خَوَالِهِ الْجَنَّةِ کہ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ سے پوچھو کہ وہ کس چیز کو
 پسند کرتے ہیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ آپ لوگ کو جنت کے میوہ جات
 میں سے کس میوہ کی خواہش کرتے ہو؟

فَامْسْكُوا عَنِ الْكَلَامِ حَيَاءِ النَّبِيِّ وَلَمْ يَرُدُّوا جَوَابًا۔ سب خاموش
 ہوئے اور احتراماً کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امام حسینؑ سب سے کم سن تھے عرض
 کرنے لگے اگر سب گھر والے اجازت دیں تو میں اپنی پسند کے بارے میں
 بتا دوں؟ کبھی نے متفق ہو کر فرمایا۔ قُلْ يَا حُسَيْنُ مَا شِئْتُ فَقَدْ رَضِينَا بِمَا تَخْتَارُهُ
 لَنَا کہ اے حسینؑ! جو چاہو وہ طلب کرو کہ ہم سب راضی ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے
 عرض کی اے نانا جان! جبرائیل سے کہیں۔ اَنَا نَشْتَهِي رُطْبًا جَنِيًّا کہ ہمارا جی چاہتا
 ہے کہ آپ رطب تازہ لے آئیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ! کمرے

روایت نمبر



بہشتی خرما کا ملنا مصائب اہلبیتؑ دربار یزید میں اسیرانی کر بلا کی آمد یزید کا امام
 حسینؑ کے سر اقدس کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا بادشاہ روم کا ایلچی کا یزید کے خلاف
 احتجاج کرنا۔



مولانا عابد عسکری

تیسرا رطب تجھے دیا اے فاطمہؑ فَاِنِّی سَمِعْتُ حُوْرَ الْعِیْنِ یَقْلُنْ هَنِیئًا مَرِیًّا لَكَ
یا فاطمہؑ فَقُلْتُ مُوَافِقًا لَهِنَّ کہ میں نے سنا کہ تمام حوران بہشت کہتی ہیں کہ اے
فاطمہؑ! یہ خرما آپ کے لئے گوارا ہو۔

جب آخری رطب میں نے علیؑ کو دیا فَاِنِّی سَمِعْتُ اللّٰهَ یَقُولُ ذٰلِكَ
لَهُ فَقُلْتُ مُوَافِقًا یَقُولُ اللّٰهَ۔ پس خود میں نے سنا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے اے
علیؑ! یہ کھجور آپ کو گوارا ہو۔ اس کے بعد خداوند کریم ارشاد فرماتے ہیں: اے رسولؐ
مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اگر آپ قیامت تک علیؑ کو رطب کہلاتے رہتے تو
ہم بھی ہمیشہ یہی جملہ دہراتے رہتے۔ کہ اے علیؑ! یہ خرما تمہیں نصیب ہو۔

افسو جس کا یہ رتبہ تھا اسی علیؑ کی گردن ریسماں ستم سے باندھی جائے
افسوس! اسی علیؑ کا سر سجدے میں تیغ زہر آلود سے زخمی ہو افسوس کہ وہ فاطمہ زہراءؑ
روتے اور ماتم کرتے ہوئے زندگی گزارے افسوس اسی حسنؑ کا جگر زہر سے بہتر
نکڑے ہواور اس کے جنازے پر تیر چلیں۔ ہزار حیف وہی حسینؑ تین دن پانی سے
محروم رہے اس پارہ جگر رسول کا سر تین دن کی پیاس میں خنجر آبدار سے کاٹا جائے
افسوس اسی حسینؑ کا سر یزید جیسے فاسق و فاجر کے لئے بطور ہدیہ پیش کیا جائے۔ اس
سر کی یہ حالت ہو کہ کبھی تو اہل شام اس پر پتھر ماریں اور کبھی یزید اس پر چھڑی
رکھے۔

رَوٰی اَنَّهُ لَمَّا اُدْخِلَ السَّبَا فِی مَجْلِسِ یَزِیْدٍ جَاءَ الشَّمْرُ بِرَاسِ
الْحُسَیْنِ۔ روایت میں ہے کہ جب دختران امیر المومنینؑ دربار یزید میں داخل
ہوئیں تو شمر ملعون بڑے فخریہ انداز میں آیا اور امام حسینؑ کا سر اقدس یزید کو پیش کیا
اور خوش ہو کر کہنے لگا اے امیر! مجھے خوش کر دے اور یہ کہ انعامات کا وعدہ تو نے کیا

میں جاؤ اور جو رکھا ہو وہ اٹھا لاؤ فَدَخَلْتُ فَاطِمَةُ وَرَاثَ طَبَقًا مِنَ الصُّبُورِ
مَصْطٰی مِنَ السُّنْدُسِ وَفِیْهِ رُطْبٌ جَبِیْتُ جَنَابِ فَاطمَہ کمرے میں آئیں اور بلور
کا ایک طبق دیکھا کہ وہ ایک بہشت کے ریشمی رومال سے ڈھکا ہوا ہے اور اس میں
رطب تازہ رکھے ہوئے ہیں جناب فاطمہ زہراؑ جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں
آئیں آنحضرتؐ نے لے کر رکھ لیا ثُمَّ اَخَذَ رُطْبَةً فِی فَمِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ پھر آنحضورؐ نے ایک رطب لے کر اپنے پیارے حسینؑ کو بسم
اللہ کہہ کر دیا اور فرمایا هَنِیئًا مَرِیًّا لَكَ یا حُسَیْنُ اے حسینؑ! تجھے یہ رطب نصیب
ہو پھر دوسرا رطب اٹھایا فَوَضَعَهَا فِی فَمِ الْحُسَیْنِ پھر بسم اللہ کہہ کر امام حسنؑ مجتبیٰ
کو خرما دیا اور تین مرتبہ فرمایا یہ تمہیں گوارا ہو۔ وَوَتَّبَ قَانِئًا ثُمَّ جَلَسَ اور ہر بار
جناب رسولؐ خدا تعظیم کو کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے۔ فَكَلُوا جَمِیْعًا حَتّٰی شَبِعُوا
پھر سب نے سیر ہو کر کھایا جب سب کھانے سے فارغ ہو چکے تو ان کا سر آسمان کی
طرف چلا گیا۔ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ یا اَبَاہُ لَقَدْ رَاَيْتِ الْیَوْمَ مِنْكَ عَجَبًا جناب فاطمہؑ
نے عرض کی بابا جان! آج میں نے آپؐ سے امر عجیب مشاہدہ کیا۔ حضرت نے
فرمایا پہلا رطب جو میں نے حسینؑ کو دیا هَنِیئًا مَرِیًّا لَكَ یا حُسَیْنُ کہا اس کی وجہ
یہ ہے۔

فَاِنِّی سَمِعْتُ مِیْكَائِیْلَؑ وَاسْرَافِیْلَؑ یَقُولَانِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مُوَافِقًا
لَهُمَا فِی الْقَوْلِ یہ میں نے میکائیلؑ و اسرافیلؑ سے سنا کہ وہ بھی حسینؑ سے کہہ
رہے تھے کہ یہ خرما آپ کو نصیب ہو جب میں دوسرا رطب حسنؑ کو دیا فَاِنِّی سَمِعْتُ
جِبْرِیْلَ یَقُولَانِ ذٰلِكَ فَقُلْتُ مُوَافِقًا لَهُمَا پس میں نے جبریلؑ و میکائیلؑ سے
سنا کہ وہ دونوں کہہ رہے تھے کہ اے حسنؑ! یہ خرما خدا آپ کو نصیب کرے جب

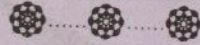
جناب فاطمہؑ نے فرمایا اے میرے پیارے بچو! اِنِّیْ اَقْطَعُ فَلَادَتِیْ عَلٰی رَاسِیْکُمَا فَاَیْکُمَا یَلْتَقِیْطُ مِنْ لَوْلُوْنِہَا اَکْثَرُ کَانَ خَطُّہُ اَحْسَنَ وَتَکُوْنُ قُوَّتہُ اَکْثَرُ میں اپنا ہاتھ توڑ کر تمہارے سامنے ڈال دیتی ہوں جو اس کے موتی زیادہ چنے اس کا خط اچھا ہے اور اس کی طاقت زیادہ ہے وَکَانَ فِیْ فَلَادَتِہَا سَبْعُ لَوْلُوْءٍ اور اس ہاتھ میں سات موتی تھے فَالْتَقَطَا الْحَسَنُ ثَلَاثَ لَوْلُوْءٍ وَالْحُسَيْنُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَبَقِیَتْ الْاُخْرٰی تِیْنِ مَوْتٰی اِمَامِ حَسَنٍ نے اٹھائے اور تین موتی امام حسینؑ نے پائے اور ایک باقی رہا فَارَادَ کُلُّ وَاحِدٍ فِیْہِمَا تَنَاوَلَهَا۔ پس وہ ان دونوں درجے بہائے امامت اس موتی کو اٹھانے کے لئے دوڑے۔ فَاَمَرَ اللّٰہُ جِبْرِیْلُ اَنْ یَنْزِلَ وَیَضْرِبَ اللَّوْلُوْۃَ؟ حہ وَیَقْدَحُہَا نِصْفَیْنِ بِالسَّوِیۃ۔ پس پروردگار عالم کو بھی حسینؑ کی پریشانی گوارا نہ ہوئی جبریلؑ کو حکم کیا کہ جلد پر مار کر موتی کے دو حصے کر دوتا کہ ان دو بچوں سے افسردہ و پریشان کوئی نہ ہو۔

فَاَخَذَ کُلُّ مِنْہُمَا نِصْفًا پس نصف موتی امام حسینؑ نے اور نصف امام حسینؑ علیہ السلام نے اٹھالیا فَانْظَرِیَا یَزِیْدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ یَرِذْ کَسْرَ قَلْبِہِمَا وَکَذٰلِکَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفَاطِمَةُ وَکَذٰلِکَ رَبُّ الْعِزَّةِ وائے ہوتجھ پر اے یزید! دیکھ اے دل کا اندھا! حسینؑ کا مرتبہ کس قدر بلند ہے کہ رسولؐ خدا نے ان کی دل شکنی نہ کی اور علیؑ و فاطمہؑ نے ان کا ملال گوارا نہ کیا بلکہ پروردگار عالم نے ان کی خاطر شکنی نہ چاہی اور ان بچوں کو خوش کر کے لئے موتی کے دو حصے ہے۔ وَاَنْتَ ہِکْذَا تَفْعَلُ یٰاَبْنَیْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَقْبِ لَنَا وَلِدَیْنِکَ اور تو اسی حسینؑ کے ساتھ

نے فرمایا یٰاَحِبِّیْ اِنَّ النَّصَارَ لَا یَلِیْقُ لَکُمَا اے میرے پیارو کشتی لڑنا تمہاری شان سے بعید ہے۔ اِذْہَبَا وَکَاتِبَا فَمَنْ خَطُّہُ اَحْسَنُ قُوَّتہُ اَکْثَرُ اے میرے نور نظر جا کر کچھ لکھ کر لاؤ جس کا خط اچھا ہے اسی کی طاقت زیادہ ہے یہ سن کر دونوں شہزادے اور ایک ایک سطر ایک تختی پر لکھ لائے اور وہ تختی حضرتؑ کے ہاتھ میں دی تاکہ رسولؐ خدا ان میں فیصلہ کریں۔

فَنَظَرَ النَّبِیُّ سَاعَةً وَلَمْ یُرِذْ کَسْرَ خَاطِرِہِمَا پس غور کر اے یزید کہ پیغمبر خدا دیر تک دیکھتے ہیں اور کسی کی خاطر شکنی نہ چاہی پس ان سے فرمایا اے میرے پیارو! تم دونوں اپنے بابا علیؑ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں۔ میں نے سلمانؑ سے پوچھا کہ ان کے پدر بزرگوار نے کیا فیصلہ کیا سلمان نے عرض کی فَلَمَّا اَتٰیَا اِلٰی اَبِیْہِمَا وَتَاَمَّلْ حَالُہُمَا جب دونوں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں آئے اور آپؑ نے ان تختیوں کو دیکھا لَمْ یُرِذْ اَنْ یَّکْسِرَ قَلْبَ اَحَدِہِمَا جناب علی ابن ابی طالبؑ کو ان دونوں بچوں میں سے کسی کی بھی دل شکنی منظور نہ ہوئی ثُمَّ قَالَ لَہُمَا مَضِیًّا اَوْ کَلِمًا فِہِیْ تَحْکُمُ بَیْنَکُمَا۔ پھر فرمایا اے میرے پیارو! جاؤ اپنی ماں فاطمہؑ زہراءؑ کے پاس پس وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی چنانچہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں آئے۔ اپنے لکھنے کا حال سنایا۔ فَتَفَكَّرَتْ فَاطِمَةُ بِاَنَّ جَدَّہُمَا وَاَبَاہُمَا مَا رَاَدَ کَسْرَ خَاطِرِہِمَا جناب فاطمہؑ کو نہایت فکر لاحق ہوئی کہ ان کے جد بزرگوار اور پدر عالی قدر نے دل شکنی ان کی نہ چاہی اَنَا مَا ذَا اَصْنَعُ وکیف احکم میں کیا کروں اور کیونکر حکم کروں۔ کافی دیر سوچنے کے بعد

کریں بیمار کر بلا نے روانگی کے وقت یزید سے فرمایا کہ اے یزید! مجھے اپنے پدر
مظلوم کا سر دکھا دے کہ میں اپنے بابا کی زیارت کر لوں اس شقی نے کہا اَمَّا وَجْهٌ
اَبِيكَ فَلَنْ تَرَاهُ آپ اپنے بابا کے سر کو کبھی نہیں دیکھ سکیں گے۔ روایت ہے کہ وہ
سراقدس اس کے خزانے میں اتنی مدت تک پڑا رہا کہ صرف اس کی ہڈیاں رہ گئیں
اس کے بعد چڑیوں نے اس سراقدس کو ڈھانپ دیا۔



یہ سلوک کر رہا ہے اور ان کا سر کٹوا کر اپنے تخت کے نیچے رکھا ہوا ہے، وائے ہوتجھ پر
اور تیرے مسلمان کہلانے پر میں روم میں تھا وہاں سنا تھا کہ تیرے باپ معاویہ نے
اس بزرگوار کے بھائی حسنؓ کہ ایسا زہر پلا کر شہید کیا کہ ان کا کلیجہ بہتر ٹکڑے ہو کر
منہ سے نکلا۔

وَأَنْتَ قَتَلْتَ الْحُسَيْنَ وَائْتَيْنِ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَهْلِيَّتِهِ
اور تو نے حسینؓ کو تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کیا اور بہتر داغ عزیز و انصار کے ان
کے کلیجے پر دیئے۔ یہ سن کر تمام حاضرین رونے لگے اور یزید فتنہ و فساد سے ڈر کر
بولا يَا عُبَيْدُ الْوَهَّابِ لَوْ لَمْ تَكُنْ أَنْتَ رَسُولَ مَلِكِ الرُّومِ لَقَتَلْتُكَ اے عبد
الوہاب اگر تو بادشاہ روم کا ایلی نہ ہوتا تو ضرور میں تجھے اس بے ادبی پر قتل کر دیتا۔
اس دیندار نے کہا۔ وَيَلْ لَكَ يَا يَزِيدُ حَفِظْتَ حُرْمَةَ رَسُولِ مَلِكِ الرُّومِ
وائے ہوتجھ پر اے یزید! تو کس قدر بے شرم ہے کہ تو نے بادشاہ روم کا تو اس قدر
خیال کیا وَضِيعَتْ حُرْمَةُ رَسُولِ اللَّهِ وَقَتَلْتَ عِترَتَهُ اور تو نے حرمت رسولؐ کو
ضائع و برباد کیا اور ان کی عترت کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا۔ یزید بولا اسے
میرے دربار سے نکال دو ایک روایت میں ہے جب اسے نکالنے گئے اس نے دوڑ
کر امام حسینؓ کا سراقدس اٹھا لیا وَجَعَلَ يُقْبِلُهُ وَيَبْكِي وَيَقُولُ اور اس کے بار بار
بوسے لیتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے حسینؓ! گواہی دینا اپنے نانا نبیؐ بابا علیؓ
اور ماں فاطمہؓ زہراؓ سے جو نصیحت کا حق تھا وہ میں نے ادا کر دیا آہ یزید ملعون
اس دیندار شخص کی نصیحت کو کب سنتا تھا کہ پھر بھی اس شقی نے اس سر کو دفن نہ کیا۔
اور نہ جناب امام زین العابدینؓ کو دیا کہ وہ لاش مبارک سے ملا کر دفن

رَوَى فَضْلُ ابْنِ شاذَانَ قَالَ سَمِعْتُ الرَّضَا يَقُولُ فَضْلُ بْنُ شاذَانَ
 نے جناب امام رضا سے روایت کی لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ أَنْ يَذْبَحَ الْكَبْشَ مَكَانَ
 ابْنِهِ إِسْمَاعِيلَ تَمَنَّى إِبْرَاهِيمُ أَنْ يَذْبَحَ ابْنَهُ إِسْمَاعِيلَ بِيَدِهِ جس وقت حضرت
 ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو حکم خدا سے ذبح کرنے لگے اس وقت حضرت جبریلؑ
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنبہ لے کر نازل ہوئے اور کہا کہ خدا نے حکم کیا ہے کہ
 اسماعیلؑ کی جگہ پر اس دنبہ کو ذبح کرو۔ جناب ابراہیمؑ نے خیال کیا کہ ان کی قربانی
 قبول نہیں ہوئی اس لئے اس کی جگہ پر دنبہ بھیجا گیا ہے اور کاش یہ دنبہ نہ آتا تو اپنے
 فرزند کو اپنے ہاتھ سے میں ذبح کرتا اور مجھے اس مقصد کے لئے انتہائی تکلیف دہ
 مرحلہ سے گزرنا پڑتا اور اس کے عوض مجھے بہت بڑا ثواب ملتا اور صابرین کے
 درجات میں شریک ہوتا۔

فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ أَعَزُّ خَلْقِي إِلَيْكَ۔ پس خدا نے وحی کی
 اے ابراہیمؑ! ہماری مخلوقات میں تم زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو۔ جناب ابراہیمؑ نے
 عرض کی اَخْلَقْتَ خَلْقًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حَبِيبِكَ۔

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ خَدَاوند آیتیری مخلوق میں
 کوئی محمد مصطفیٰؐ سے بہتر ہے؟ میں سب سے زیادہ ان کو دوست رکھتا ہوں۔ فَأَوْحَى
 اللَّهُ يَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ نَفْسُكَ پس خدَاوند کریم نے وحی کی اے
 ابراہیمؑ! آیا تم محمد مصطفیٰؐ کو اپنی جان سے زیادہ دوست رکھتے یا تمہاری جان عزیز
 ہے۔ قَالَ بَلْ هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي ابراہیمؑ علیہ السلام نے عرض کی کہ حضور
 اکرمؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ قَالَ وَلَهُ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ وَلِذَلِكَ
 قَالَ بَلَى وَلَهُ خَدَاوند کریم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نزدیک ان کا فرزند دوست تر

روایت نمبر



حضرت ابراہیمؑ کا اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو راہِ خدا میں قربان کرنا

مصائبِ حسینؑ اہل حرم کا دربارِ یزید میں داخل ہونا اور جنابِ زینبؑ کا اپنے پیارے بھائی
 حسینؑ کے سر کو دیکھ کر ماتم کرنا۔



مولانا عابد عسکری

والے کے لئے اعلیٰ ترین درجات مقرر کئے ہیں اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا وَفَدْنَاهُ بِذَنْبِ عَظِيمٍ یعنی ہم نے ندیہ دیا اسماعیلؑ کو ذنّب عظیم کے ساتھ ذنّب عظیم سے امام حسینؑ کی شہادت مراد ہے واقعاً امام علیہ السلام کا قتل ہونا امر عظیم ہے کہ کسی نبی پر اور حادثہ ایسا بلا نازل نہیں ہوئی۔

مومنین کرام غور کیجئے کہ جناب امام حسینؑ جیسا کس پیغمبر کا بیٹا وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا، کس کا قاسمؑ سا بھتیجا گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلا گیا، کس کا عباسؑ جیسا بھائی تلواروں سے ٹکڑے ہوا۔

جب برادران یوسفؑ سیر کے بہانے جناب یوسفؑ کو لے کر جانے لگے تو حضرت یعقوبؑ بہت پریشان ہوئے اور آپؑ راضی نہ ہوتے تھے اور جب حکم ہوا تو علم نبوت سے جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہے مگر پھر بھی حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں روتے روتے سفید ہو گئیں اور ہمارے آقا حسینؑ نے علی اکبرؑ کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہونے کو بھیج دیا اور امام علیہ السلام کا پارہ جگر ان کے سامنے شہید ہوا۔ جناب ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کے ذنّب ہونے کے وقت آنکھوں پر پٹی باندھی تھی اور فرزند فاطمہؑ نے اکبرؑ ایسے بیٹے کو برچھیاں کھاتے ہوئے دیکھا اور منہ پھیرا بلکہ اصغرؑ کو بھی نثار کرنے کے لئے خیمہ سے اٹھالائے اور ہاتھ پر رکھ کر پانی مانگتے تھے ناگاہ حرمہ نے اصغرؑ کے خشک گلے پر ایسا تیر مارا کہ وہ شہزادہ تڑپ کر شہید ہو گیا۔

امام حسینؑ خود بھی بے مثال تھے اور ان کی قربانی بھی بے نظیر تھی۔ چنانچہ سید ابن طاووسؑ نے روایت کی ہے کہ جناب امام محمد باقرؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا کہ آپ کو دربار یزید میں کس طرح لے گئے فَقَالَ حَمَلْنِي عَلَى بَغِيرٍ بَغِيرٍ

ہے یا تمہارا فرزند؟ ابراہیمؑ نے عرض کی میں اسماعیلؑ سے زیادہ فرزند ان محمدؑ کو دوست رکھتا ہوں۔

قَالَ فَذَبْحْ وَلَدِهِ عَلَى أَيْدِي أَعْدَائِهِ ظُلْمًا أَوْ جَعْ لَقَلْبِكَ أَمْ ذَبْحْ وَلَدِكَ بِيَدِكَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیمؑ! فرزند رسولؐ کا ظالموں کے ہاتھ سے ذنّب ہونا تمہارے دل کو زیادہ رلائے گا یا اپنے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذنّب کرنا زیادہ تکلیف دے گا۔ قَالَ بَلْ ذَبْحْ وَلَدِهِ أَوْ جَعْ لَقَلْبِي حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی خدایا فرزند رسولؐ کا دشمنوں کے ہاتھوں سے ذنّب ہونا مجھے تکلیف پہنچائے گا۔ فرمان الہی ہوا يَا اِبْرَاهِيمُ اِنَّ طَائِفَةً مِّنْ اُمَّةٍ جَدَّ نَزَعُمُ اَنَّهُمْ مِّنْ اُمَّةٍ نَقَلُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَهُ ظُلْمًا وَعَدُوًّا اے ابراہیمؑ! ایک گروہ اس کے نانا کی امت سے حسینؑ کو ظلم و ستم سے قتل کرے گا۔ ان تمام مظالم کے باوجود وہ خود کو حضرت محمد مصطفیٰؐ کا ”متی“ کہلوائے گا اَتَذْبَحُهُ يَذْبَحُ الْكَبِشُ فَيَسْتَوْجِبُونَ بِذَلِكَ سَخَطِيْ وَه ظالم ذنّب کریں گے حسینؑ کو جس طرح گوسفند کو ذنّب کیا جاتا ہے۔ پس یہ ان پر موجب غضب ہو گا۔ فَجَرَعَ اِبْرَاهِيمُ لِدَلِكْ وَجَعَ قَلْبُهُ وَاَقْبَلَ بِنْتِيْ جب یہ ماجرا جناب ابراہیمؑ نے سنا تو بے تاب ہو کر روئے اور بہت زیادہ غمگین ہوئے اور روتے ہوئے گھر میں آئے اور ایک طویل عرصہ تک اس غم میں نوحہ کناں رہے۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ يَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ فَدَيْتَ جَزَعَكَ عَلَى وَلَدِكَ لَوْ ذَبَحْتَهُ بِيَدِكَ بِجَزَعِكَ عَلَى الْحُسَيْنِ خداوند کریم نے وحی کی اے ابراہیمؑ! تمہیں حسینؑ کے غم سے اور اس کی مصیبت کو یاد کر کے جس قدر رونے سے ثواب حاصل ہوا اگر تم اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذنّب کرتے تو بھی یہ ثواب حاصل نہ ہوتا۔

وَرَفَعْتَ لَكَ اَرْفَعَ دَرَجَاتِ اَهْلِ الثَّوَابِ اور ہم نے حسینؑ پر رونے

دوسری روایت میں ہے فَجَاءَ الشَّمْرُ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَرَمَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ شمر لعین امام حسینؑ کے سر اقدس لایا اور یزید کے سامنے پھینک دیا۔ یزید وہ سر اقدس دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہتا تھا کاش اس وقت وہ موجود ہوتے وہ لوگ جو جنگ بدر اُحد میں شیوخ بنی امیہ سے مارے گئے وہ حسینؑ کا سر دیکھتے کہ کس ذلت و خواری سے میرے سامنے رکھا ہے اور میں نے ان کے قاتلوں کو کیسے بدلہ چکایا ہے۔ یہ شعر بھی اس نے پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہوں شکافہ کئے ان صاحبانِ عزت کے سر کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اور ان کی نافرمانی کرتے ہوئے یعنی ہمارے عزیزوں پر ظلم کرتے تھے اور انہیں جہادوں میں قتل کرتے تھے یہ بدلہ اس کا ہے۔

وَفِي يَدِهِ قَضِيبٌ يَنْكُثُ بِهِ ثَنَائَا الْحُسَيْنِ اور اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی کہ وہ امام علیہ السلام کے دندانِ مبارک پر لگاتا تھا ابو برزہ اسلمی نے کہا وائے ہوتجھ پر اے یزید اَتَنَكُثُ بِهِ ثَغَرَ الْحُسَيْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ آيَا تو دلبر فاطمہؑ کے دندانِ شریف پر چھڑی لگاتا ہے۔ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَرْشِفُ ثَنَائِيَاہ میں نے خود جناب رسولؐ خدا کو دیکھا ہے کہ وہ انہی دانتوں کو چومتے تھے جناب امام زین العابدینؑ نے جب اپنے بابا کے سر کو اس حالت میں دیکھا تو آپ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ فَلَمْ يَأْكُلِ الرُّؤْسَ بَعْدَ ذَلِكَ أَبَدًا آپؑ نے تمام عمر سری کا گوشت نہ کھایا جب گوسفند کے سر کو دیکھتے تھے تو ان کو اپنے بابا کا سر یاد آ جاتا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ کی نگاہ جونہی اس سر اقدس پر پڑی بیتاب ہو کر دوڑیں اور خود کو بھائی کے سر پر گرا دیا اور اس دردناک آواز سے چیخیں مار مار کر رونے لگیں کہ دوست و دشمن کے دل شق ہوتے تھے اور یوں بین کرتی تھیں يَا حُسَيْنَا يَا حَبِيبَ رَسُولِ اللَّهِ يَا سُرُورَ قَلْبِ الزُّهْرَاءِ يَا بِنَّ عَلِيٍّ يَا مَرْتَضَى۔

وَطَاءَ وَرَأْسَ الْحُسَيْنِ عَلَى عِلْمٍ وَنَسَوْتُنَا خَلْفِي عَلَى بَغَالٍ وَحَوْلْنَا الرِّمَاحُ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند! جب ہم کو کوفہ سے شام کی طرف لے جانے لگے تو ان اشیاء نے ہم سے یہ سلوک کیا کہ مجھ کو بے پلان اونٹ پر سوار کیا تھا اور میرے پدر بزرگوار کا سر نوک نیزہ پر رکھ کر میرے رلانے کے لئے میرے سامنے لے آئے تھے اور میرے پیچھے دخترانِ زہراؑ بے پلان اونٹوں پر سوار تھیں اور میرے ارد گرد نیزہ دار تھے۔ (اگرچہ امام محمد باقر علیہ السلام اس سانحہ میں اسیرانِ اہل بیت میں شامل تھے اور آپ سب کچھ جانتے تھے لیکن وہ مصائب کر بلا کو اپنے والد گرامی سے سنا چاہتے تھے اور یہ سب کچھ ہمارے جاننے کے لئے کیا گیا۔)

وَأَن دَمَعَتْ مِنْ أَحَدِنَا عَيْنٌ رَأْسَهُ بِالرُّمُحِ حَتَّى دَخَلْنَا دِمَشْقًا اور اگر ہم میں سے کوئی اپنے شہداء کے سروں کو دیکھ کر رو پڑتا تو وہ لعین ہمارے سروں پر نوک نیزہ مارتے تھے اور ہمیں رونے سے منع کرتے تھے یہاں تک کہ ہم داخل دمشق ہوئے۔

وَقَالَ ابْنُ نَمَّا قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ أَدْخَلْنَا عَلَى يَزِيدَ وَنَحْنُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَغْلُولُونَ اور ابنِ نما نے جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہم دربارِ یزید میں پہنچے تو ہم مردوں میں سے بارہ شخص تھے کہ ہمارے گلوں میں طوق پڑے تھے اور ہمارے ہاتھ ریسمانِ ستم سے بندھے ہوئے تھے جب ہمیں اس حالت میں کھڑا کیا گیا میں بولا اُنْشِدْكَ اللَّهُ يَا بَزِيدُ مَا ظَنُّكَ بِرَسُولِ اللَّهِ لَوْ رَأَا عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ قَسَمَ هُوَ خُدا کی اے یزید اگر رسولؐ خدا ہمیں اس حالت میں دیکھیں تو وہ تجھے کیا کہیں گے؟ کہ ہم تیرے سامنے قیدی بنے کھڑے ہیں۔ یزید نے حکم دیا کہ ان کی رسیاں کھول دی جائیں۔

اس قید خانہ میں دن رات روتے تھے یہاں تک کہ بے ہوش ہو جاتے تھے **ثُمَّ إِنَّ الشَّكِينَةَ لَمَّا آفَقَتْ صَاحَتٍ وَبَكَتْ وَقَالَتْ** اور جب مکینہ کو خوش سے افاقہ ہوتا تو بچیں مار کر روئی اور کہتی تھی **وَإِنَّمَا وَبَّلٌ لِّلْقَوْمِ قَتْلُوكَ وَمِنَ الْمَاءِ مَنَعُوكَ** اے بابا! عذاب ہو اس قوم پر جنہوں نے آپ کو قتل کیا اور آپ ان ظالموں سے پانی مانگتے تھے اور انہوں نے پانی کا ایک قطرہ بھی آپ کو نہ دیا۔ ہائے ہماری قسمت اگر آپ شہید نہ ہوتے تو ہم اس ٹوٹے ہوئے مکان میں کیوں قید ہوتے کہ دن کو دھوپ میں جلتے ہیں اور رات کو اوس میں بھیگتے ہیں۔ اے بابا! آپ کے سامنے کس کی جرات تھی کہ ہمیں تازیانے مانگا کر آپ کے بعد یزید یوں نے ہمیں طرح طرح کی اوبیتیں دیں اور ہمیں جتنا پریشان کر سکتا تھا ہم پر جتنا بھی ظلم ہو سکتا تھا ان ظالموں نے کیا۔ **وَقَالَتْ زَيْنَبُ فَإِذَا حَوْرَتِ الشَّمْسُ تَمْلَأُ السَّكِينَةُ مِنْ حَوْرِهَا فَجَعَلْتُهَا تَحْتَ صَلْدِيٍّ** اور جناب زینب فرماتی ہیں جب دھوپ کی شدت ہوتی تو مکینہ گرمی کی وجہ سے تڑپتی اور بلہاتی تھی تو میں اس یتیم بچی پر جھک جھک کر سایہ کرتی تھی تاکہ وہ حرارت آفتاب سے محفوظ رہے۔

• راوی کہتا ہے اہل بیت اطہار قید میں کرہاک اندوہناک اور تکلیف دہ مراحل طے کر کے اسیری کے دن گزارتے رہے۔ **حَتَّى الْقِسْعُوثُ وَجُوهُهُمْ يَهَابُ** تک کہ ان کے چہروں سے جلد اتر گئی تھی۔



ہائے میرے مظلوم حسینؑ بھائی! ہائے حبیب رسول خدا! اے سرور دل زہراءؑ! اے پارہ جگر علی مرتضیٰؑ بنفسی علیؑ زاسک الشریف میں قربان ہوں آپ کے سر اقدس پر اے بھائی بالانفسی تصنع اُنّی فاطمۃ الزہراءؑ زاسک علیؑ صدقہا ہائے میرے بھائی کل کی بات ہے کہ اس سر کو میری ماں زہراءؑ اپنے سینے پر رکھتی تھی۔ **يَهْزُ مَهْدُكَ جِبْرِائِيلُ وَيُنَاغِيكَ فِي مَهْدِكَ مِيكَائِيلُ** اور جبریلؑ امین آپ کا جھولا جھولاتے تھے اور میکائیلؑ لوریاں دیتے تھے اور پیئیر اکرم پشت پر سوار کرتے تھے۔

الْيَوْمَ وَضَعَ حَقِيْقًا اَيْنَ يَدَايِيْ يَدَيْهِ وہ سر آج اس ذلت و خواری اور حقارت سے یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ اور ریش مقدس خون سے رنگین ہے۔ اے بھائی! آپ کے ہونٹوں پر قربان ہو جاؤں جو پیاس کی شدت سے مرجھا گئے تھے مرتے دم تک پانی کا ایک قطرہ سے بھی تر نہ ہوئے اور دوسری طرف مکینہؑ اپنے بابا کے سر کو دیکھ کر روتی پچھتی تھی۔ **وَتَلَطُّمٌ رَّاسَهَا وَتَقُوْلُ اَيْنَ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ** اور ماتم کرتے ہوئے کہتی تھی کہاں ہیں دادی فاطمہ زہراؑ کہ میرے بابا حسینؑ کا سر اس حالت میں رہے۔ راوی کہتا ہے تمام حاضرین روتے رہے اور یزید خاموش بیٹھا رہا۔ **فَأَمَرَ بِرَأْسِ الْخَسَنِ قَنَصَ عَلَى بَابِ الْقَصْرِ** **ثُمَّ أَمَرَ بِخَسْبُونِهِمْ فِي مَخْبِئِهِمْ لَا يَكْنُتُهُمْ مِنْ حَوْزٍ وَلَا قُوِيٍّ** پس اس شقی نے حکم دیا کہ حسینؑ کے سر کو دروازے پر لٹکا دو چنانچہ کل کے دروازہ پر فرزندہ زہراءؑ کا سر آویزاں کیا گیا پھر حکم دیا کہ اہل بیت اور دخترانِ فاطمہؑ کو ایسے مکان میں قید کرو کہ دن کو دھوپ میں چلیں اور رات کو اوس کی اذیت پائیں۔

فَبَكَتْ نِسَاءُ الْخَسَنِ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ حَتَّى غَمِسْنَ عَلَيْهِمْ پس اہل حرم

ابن قولیہ نے جناب ابو ذر غفاریؓ سے روایت کی ہے۔ زَائِدٌ رَسُوْلُ
 اللّٰهِ يَقْبَلُ الْخَسَنَ وَيَقُوْلُ كَرَمِلْنِ نَ دِيْكَهَا جَنَابُ رَسُوْلٍ خُذَا كُوْكَرَ اَمَامِ حَسِيْنٍ
 كَے بار بار سے لیتے اور فرماتے تھے مَن اَحَبَّ الْخَسَنَ وَالْخَسَنَ وَذُرِّيَّتَهُمَا لَمْ
 يَمْسُ جِلْدُهُ النَّارَ۔ جو شخص میرے حسنؓ اور میرے حسینؓ اور ان کی ذریت کو
 دوست رکھے تو اس کے بدن کو آتش دوزخ مس نہ کرے گی۔ اور کتاب عروۃ
 الوثقیٰ میں اہل سنت کے ممتاز عالم دین جناب ابو القاسم نے روایت کی ہے اَنَّ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ سَجَدَ يَوْمَآ خَمْسَ سَجَدَاتٍ بِلَا رُكُوْعٍ جَنَابُ رَسُوْلٍ خُذَا نَے اِيك
 روز بغیر ركوع کے پانچ سجدے كئے اصحاب نے عرض كی كراے رَسُوْلُ خُذَا رُكُوْعَ كَے
 رُكُوْعٍ كَی جَعَلَنِي جَعْدَةً دَرَسْتُ بَے قَالَتْ فَمَ حَضَرْتُ نَے فرمایا ہاں درست ہے اور میرے جعدے
 كرنے كا سبب یہ ہے۔ اَنَّ جَبْرِئِلَ اتَانِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 اِنَّ اللّٰهُ يُحِبُّ عَلِيًّا فَسَجَدْتُ كَرَمِيرَے پاس جَبْرِئِلُ اتان آئے اور مجھ سے کہا
 كراے رَسُوْلُ خُذَا كَرَمِيرَے جَعْدَةً عَالَمِ آفِ كَے بھائی علی ابن ابی طالبؓ كو دوست ركھتا
 ہے پس میں نے جعدہ شكر ادا كیا۔ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَقَالَ يُحِبُّ فَاطِمَةَ فَسَجَدْتُ
 جب میں نے جعدے سے سر اٹھایا تو جَبْرِئِلُ نے کہا خُذَا آفِ كَی دُخْرِيكِ اُخْتِ
 جَنَابِ فَاطِمَةَ كُوْكَرَ زَے ركھتا ہے تو میں نے پھر جعدہ كیا پھر جب سر اٹھایا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهُ
 يُحِبُّ الْخَسَنَ وَالْخَسَنَ فَسَجَدْتُ پھر جَبْرِئِلُ نے کہا كراے رَسُوْلُ خُذَا
 پُروردگار عالم آفِ كَے حَسَنَ وَحَسِيْنِ كو بھی دوست ركھتا ہے پھر میں نے جعدہ كیا۔
 فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَقَالَ اِنَّ اللّٰهُ يُحِبُّ مَنَ اَحَبَّهُمْ فَسَجَدْتُ جب میں نے تیسرے
 جعدے سے سر اٹھایا تو جَبْرِئِلُ نے کہا كراے رَسُوْلُ كَے اہل بیت كے دوستوں كو بھی
 دوست ركھتا ہے۔ پھر میں نے جعدہ كیا۔

روایت نمبر



فضائل جناب امام حسینؓ جناب رسولؐ خدا کا بغیر ركوع كے پانچ سجدے كرنا
 سیدہ طلحہؓ كا واقعہ غم انگیز مصائب اہل بیتؑ اور ان كا دربارِ یزید میں جانا۔ اور ايك شامی
 لمون کی گستاخانہ گفتگو۔



مولانا عابد عسکری

جالسا علی دُکَّۃ وَحَوْلَهُ جَمَاعَةٌ میں نے راستہ میں ایک اور شخص کو دکان میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا الشَّيْخُ میں نے پوچھا یہ شیخ کون ہے؟ فَقَالُوا ضَامِنُ الْبَلَدِ وَهُوَ مَجُوسِي لُغُوں نے کہا یہ شہر کا کوتوالی ہے مگر مجوسی ہے مسلمان نہیں ہے۔ فَقُلْتُ عَسَى أَنْ يَكُونَ عِنْدَهُ فَرَجٌ میں نے دل میں خیال کیا کہ جب مسلمان نے یہ جواب دیا ہے تو یہ میری کیا حاجت روائی کرے گا مگر شاید خدا اس کے ہاتھ سے میری حاجت روائی کرے۔

فَحَدَّثْتُ حَدِيثَيْنِ وَمَا جَرَى لِي مَعَ الشَّيْخِ میں نے اس کوتوال کو اپنا تمام حال سنایا اور رئیس شہر کے انکار کے بارے میں بھی بتایا فَصَاحَ بِخَادِمٍ لَهُ فَخَرَجَ فَقَالَ سَيِّدَتُكَ تَكْسُو ثِيَابَهَا يَهِنُ كَرَّاسِ نَے اپنے غلام کو آواز دی جب وہ سامنے آیا تو اس سے کہا کہ اپنی مالکہ سے کہو کہ سید زادی تشریف لائیں ہیں اپنا لباس فاخرہ انہیں پہنے کے لئے دے دو فَدَخَلَ وَخَرَجَتْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا جَوَادِي پس وہ نوکر ایک گھر میں آیا اور اس بزرگ کی زوجہ کمرے سے نکلی اور بہت سی کنزیں اس کے ہمراہ تھیں۔

اور اپنے شوہر سے کہا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ فَقَالَ لَهَا اذهبي مع هذه المرأة إلى المسجد الفلاني واحملي بناتها إلى الدارِ وہ اپنی زوجہ سے بولا کہ یہ بی بی بلخ سے آئی ہیں سیدانی ہیں اور انتہائی پریشان حال ہیں تم ان کی فلاں مسجد میں جاؤ اور ان کی صاحبزادیوں کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر میں لے آؤ فَجَاءَتْ مَعِيَ یہ سنتے ہی وہ نیک بخت میرے ساتھ چل پڑی۔

وَحَمَلَتِ النِّبَاتِ وَقَدْ أَفْرَدْنَا دَارًا مِنْ دِيَارِهِ اور میرے ساتھ وہ آئی اور مجھے اور میری بھوکی پیاسی بیٹیوں کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے آئی اور ہمارے لئے

فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ مَنْ أَحَبَّ مُحِبِّهِمْ فَسَجَدْتُ جب میں نے سر اٹھایا تو جبریلؑ نے کہا اے رسول خدا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل بیت کے دوستوں کو بھی دوست رکھتا ہے۔ میں نے پھر سجدہ کیا۔ سبحان اللہ مومن کا کتنا بڑا درجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دوست سے بھی محبت کرتا ہے۔ اہل سنت کے مشہور عالم دین ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بلخ میں ایک علوی سید رہتے تھے وَلَهُ زَوْجَةٌ وَنَبَاتٌ فَتَوَفَّيْنِي اور اس بزرگوار کی ایک زوجہ تھی اور چند بیٹیاں تھیں ناگاہ اس سید جلیل نے انتقال کیا۔ قَالَتِ الْمَرْءَةُ فَخَرَجْتُ بِالنَّبَاتِ إِلَى سَمَرْقَنْدٍ خَوْفًا مِنْ شِمَاتِهِ الْأَعْدَاءِ۔ ان کی زوجہ کہتی ہیں کہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد میں اپنی بیٹیوں کو لے کر سمرقند شہر کی طرف چلی گئی تاکہ ہم اپنے دشمنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اور ان دنوں میں سمرقند پہنچی تو شدید سردی پڑ رہی تھی۔

فَادْخَلْتُ النَّبَاتِ مَسْجِدًا وَمَضَيْتُ لِأَحْتَالَ فِي الْقُبُورِ۔ میں اپنی بیٹیوں کو مسجد میں بٹھا کر فکر معاش کے لئے نکلی فَرَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَيَّ شَيْخٌ فَسَأَلْتُ عَنْهُ میں نے ایک بوڑھے شیخ کو دیکھا بہت سے لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے۔ فَقَالُوا هَذَا شَيْخُ الْبَلَدِ۔ لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے۔ فَشَرَحْتُ لَهُ حَالِي اے مسلمان سمجھ کر میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا۔ فَقَالَ أَقِيمِي عِنْدِي النِّبَاتِ أَنْكَ عَلِيَّةٌ۔ وہ بولا کہ اگر تو سید زادی ہے تو گواہ لے آ کہ تو علوی سیدہ ہے وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيَّ اور وہ یہ کہہ کر پھر میری طرف متوجہ نہ ہوا اور میں غریب الوطن تھی گواہ کسے لے آئی فَيَنْسُتُ مِنْهُ وَغَدَتْ إِلَيَّ الْمَسْجِدِ میں ناامید ہو کر مسجد کی طرف واپس آنے لگی کہ اب کون ہے کہ جس سے اپنا مسئلہ بیان کروں رئیس شہر نے تو بات سننا گوارا نہ کی فَرَأَيْتُ فِي طَرِيقِي شَيْخًا

کہ جس کے گھر میں وہ ضعیف مہمان ہوئی ہے فَانْبَتَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَلْطَمُ وَيَبْكِي وَهُوَ
شخص خواب سے چونک کر اٹھ بیٹھا اور اپنے منہ پر طمانچہ مارنے لگا اور روتا تھا کہ
جس نے اولاد رسول سے کیا بے ادبی کی ہے۔ وَبَعَثَ عَلِمَانَهُ فِي الْبَلَدِ وَخَرَجَ
بِنَفْسِهِ يَعْزُوزُ فِي السَّيْلِ وَيَفْتَتِشُ مِنْ اَحْوَالِهَا اس نے اپنے نوکروں کو بھیجا کہ وہ
شہر میں جا کر گلی گلی کوچہ کوچہ پھریں اور اس سید زادی کے بارے میں معلوم کریں
خود بھی ادھر ادھر آقا زادی کو تلاش کرنے لگا۔ فَاخْبَرَ اَنَّهَا فِي دَارِ الْمُجُوسِيِّ۔
اسے پتہ چلا کہ وہ بی بی مجوسی کے گھر میں بطور مہمان ٹھہری ہوئی ہیں۔

فَجَاءَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَيْنَ الْعَلْوِيَّةُ قَالَ عِنْدِي جَاكَرُ مُجُوسِي سَے پوچھا کہ سید
زادی بی بی کہاں ہیں۔ وہ شخص بولا میرے گھر میں ہے قَالَ اُرِيْدهَا اس کو توال سے
کہنے لگائیں چاہتا ہوں کہ ان بیبیوں کو اپنے گھر میں لے جاؤں قَالَ مَا لِي اِلَى هَذَا
سَبِيلُ۔ وہ بولا مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ میں اپنے مہمان تجھے دے دوں۔
قَالَ هَذِهِ اَلْفُ دِينَارٍ وَسَلِّمْنَهُنَّ اِلَى رَئِيسٍ بُولَا ہزار دینار دیتا ہوں اگر انہیں مجھے
دے دے۔ قَالَ وَاللَّهِ وَلَا مِائَةَ اَلْفٍ دِينَارٍ وہ شخص بولا قسم ہے خدا کی اگر لاکھ
دینار دے گا تو بھی نہ دوں گا۔ فَلَمَّا اَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ لَهُ اَلْمَنَامُ الَّذِي رَأَيْتَهُ اَنْتَ
رَأَيْتَهُ اَنَا۔

جب اس رئیس نے بہت منتیں کیں تو وہ کو توال کہنے لگا کہ تو بلا وجہ منتیں کر
رہا ہے جو خواب تو نے دیکھا ہے وہی خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔

وَالْقَصُّوُ الَّذِي رَأَيْتَهُ لِيْ خُلِقَ اور جو محل تو نے دیکھا ہے وہ خدا نے
میرے لئے بنایا ہے۔ وَانْ تَدُلُّ عَلٰی بِلَاسِلَامِكْ اور اگر تو مجھے اپنا مسلمان ہونا
ثابت کر دے تو وہ مہمان میں تیرے حوالے کر دوں گا۔ فَوَاللَّهِ مَا مَنَمْتُ وَلَا اَحَدُ

ایک مکان خالی کرا دیا۔ وَادْخَلْنَا الْحَمَّامَ وَكَسَانِ ثِيَابًا فَاخِرَةً اور ہمیں پہلے پہلویا
اور ہمارے لئے قیمتی لباس بھیجوا یا اور ہم نے نئے کپڑے پہنے۔ وَجَاءَ نَا بِالْوَانِ
الْأَطْعَمَةِ وَبَتْنَا بِأَطْيَبِ لَيْلَةٍ اور انواع و اقسام کے کھانے ہمارے لئے بھیجے اور ہم
بڑے سکون کے ساتھ سو گئے۔ فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ رَأَى شَيْخُ الْبَلَدِ الْمُسْلِمِ
فِي مَنَامِهِ جب نصف شب ہوئی تو رئیس شہر نے جو کہ مسلمان تھا اور جس نے سید
زادی سے گواہ طلب کئے تھے خواب میں دیکھا كَانَ الْفِيَامَةُ قَدْ قَامَتْ کہ گویا
قیامت قائم ہوئی ہے وَاللَّوَاءُ عَلَى رَاسِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ جناب
رسول خدا پر لواء الحمد سایہ لگن ہے۔ وَادَّا قَصْرٌ مِنَ الزُّمُرُدِ الْأَخْضَرِ فَقَالَ لِمَنْ
هَذَا اور ناگاہ ایک سبز زمرد کا عالی شان محل پر اس کی نظر پڑی اس نے پوچھا یہ محل
کس کے لئے ہے؟ فَقِيلَ لِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ مُّوَحِّدٍ کسی نے جواب دیا کہ یہ قصر زمرد
ایک مسلمان خدا پرست کا ہے۔

وَتَقَدَّمَ اِلَى رَسُولِ اللَّهِ فَاعْرَضَ عَنْهُ وَهُوَ رَئِيسُ جَنَابِ رَسُولِ خُدا کے
پاس آیا تو آنحضرت نے اس سے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
التَّعَرُّضُ عَنِّيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ اس نے عرض کی اے رسول خدا آپ نے مجھ سے بے
رحمی کیوں فرمائی ہے حالانکہ میں مسلمان ہوں فَقَالَ اَقِمِ الْبَيْتَةَ عِنْدِي اَنْتَكَ مُسْلِمٌ
حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس بات پر گواہ لے آؤ کہ تم مسلمان ہو؟ فَتَحَيَّرَ الرَّجُلُ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ اَنْسَيْتَ مَا قُلْتُ لِلْعَلْوِيَّةِ یہ سن کر وہ شخص دم بخود ہو کر رہ
گیا۔ حضرت نے فرمایا اے شخص آیا! تو بھول گیا ہے تو نے کل سید زادی سے کیا کہا
تھا کہاں سے لے کر آئے گی تجھے اس کے حال پر رحم نہ آیا۔

وَهَذَا الْقَصْرُ لِلشَّيْخِ الَّذِي هِيَ فِي دَارِهِ اور دیکھ یہ قصر زمرد سبز اس کا

خوف سے رو بھی نہ سکتے تھے زبان کو زیب نہیں کہ ان اشیاء کے ظلم و ستم کو کس طرح بیان کرے۔

جب ظالموں نے خاندان رسالت کو لوٹ لیا تو ان کو طوق زنجیروں سے قید کر کے بے کجاہ اونٹوں پر سوار کر کے کوفہ و شام کی طرف چل پڑے اور دھوپ کی شدت کی وجہ سے حسینؑ کے یتیم بچوں کے چہرے بھی جھلس گئے تھے۔

اَيِدِيهِمْ مَغْلُولَةٌ اِلَى الْاَغْنَقِ وَيُطَافُ بِهِمْ فِي الْاَسْوَاقِ اور ان بیکسوں کے ہاتھ رسیوں سے ان کی گردنوں میں بندھے تھے اور انہیں اس حالت میں بازاروں میں پھراتے تھے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی جناب امام زین العابدینؑ سے سفر کوفہ و شام کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے:

فرمایا۔ اے فرزند! مجھے ایک بے پلان اونٹ پر سوار کیا گیا اور میرے ہاتھوں میں زنجیروں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں اور میری پھوپھیاں اور میری بہنیں بلوائے عام میں بے مقصد و چادر بے پلان اونٹوں پر سواری گئیں ان کے ہاتھوں میں رکن باندھے گئے تھے اور ہمارے سامنے بار بار ہمارے عزیزوں کے سروں کو لایا جاتا تھا کسی وقت میرے بابا کا سر لایا جاتا، کسی وقت چچا عباسؑ کا، کسی وقت بھائی اکبرؑ کسی وقت بھائی قاسمؑ اور کس وقت عل اصغرؑ، اگر ہم میں سے سر اقدس کو دیکھ کر کس کو رونا آتا تھا تو وہ ظالم ہمارے سروں پر نیزے پر مارتے تھے اور اس ذلت سے ہمیں شام میں لایا گیا۔ فَصَاحَ بِصَاحٍ يَ أَهْلَ الشَّامِ هُوَلَاءِ سَبَايَا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ اَلْحُسَيْنِ وَ اَللَّهُمَّ تَسْلِيلٌ عَلَيَّ خُدُودِهِمْ وَ هُمْ يَكُونُونَ لِلْخَوْفِ وَ اَلْهَيْمَانِ حُسَيْنٌ کے کان زخمی کئے اور ان کے کانوں اور چہروں سے خون بہہ رہا تھا وہ ظالموں کے

فِي دَارِيْ اِلَّا وَقَدْ اَسْلَمْنَا كُلُّنَا عَلَيَّ يَدِ الْعَلَوِيَّةِ قسم ہے خدا کی رات کو میں اور میرے گھر میں کوئی نہیں سویا ہے اور ہم سب گھر والے اس معظّمہ بی بی کی برکت سے مسلمان ہو چکے ہیں اور انہیں وجہ سے ہم نے جناب رسولؐ خدا کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ وَقَالَ لِي الْقَصْرُ لَكَ وَلَا هَلْكَ بِمَا فَعَلْتَ مِنَ الْعَلَوِيَّةِ۔ اور حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا۔

سبز زمرہ کا گھر خدا نے تیرے اور تیرے اہل خانہ کے لئے خلق کیا ہے اس کے عوض میں کہ تو نے اس ضعیف سیدہ سے سلوک کیا۔ وَأَنْتُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَلَقَكُمْ اللَّهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ اور تم سب اہل جنت ہو خدا نے تمہیں مومن بنا دیا ہے۔

مومنین کرام!

ذرا سوچئے تو سہی کہ جناب رسالت مآبؐ کو ایک سیدہ سے گواہ طلب کرتے یہ رنج و ملال ہوا، کیا حال ہو گا ان لعینوں کا جنہوں نے نواسہ رسولؐ کو مہمان بلا کر ان پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور فرزند رسولؐ کو بھوکا پیاسا شہید کیا اور وہ ظالم تو علانیہ طور پر کہتے تھے کہ اے حسینؑ اس دریا سے درند پرند چرند غرضیکہ ہر چیز پانی پی سکتی ہے لیکن آپ کو اور آپ کے اہل حرم اور بچوں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ ملے گا۔ جس گھر میں ملک الموت بھی اجازت لے کر آیا تھا لیکن فوج یزید نیزے اور تلواریں لے کر خیام حسینیؑ میں آئے اور خیموں کو جلا دیا۔ وَيَنْزِعُونَ الْمَلَأَحَفَ عَنْ ظُهُورِهِمْ اور ان صاحبانِ تطہیر کی چادریں تک چھین لیں وَخَرَمُوا اَذَانَ اَيَّتَامِ الْحُسَيْنِ وَاللَّهُمَّ تَسْلِيلٌ عَلَيَّ خُدُودِهِمْ وَ هُمْ يَكُونُونَ لِلْخَوْفِ وَ اَلْهَيْمَانِ حُسَيْنٌ کے کان زخمی کئے اور ان کے کانوں اور چہروں سے خون بہہ رہا تھا وہ ظالموں کے

الَّا اَنْ تَخْرُجَ مِنْ مَلْتَنَا اے یزید تو نے سب ظلم کئے ہم نے صبر کیا لیکن تیری مجال نہیں ہے کہ تو سیکینہ کے بارے میں یہ جملہ کہے۔ یزید غصے سے بولا ایسی باتیں کر کے تم مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتے ہو؟ دختر علیؑ نے فرمایا یزید! تو دین اسلام سے خارج ہو چکا ہے قَالَ كَذَّبْتَ يَا عَدُوَّةَ اللَّهِ وَهَلْ لِعَيْنِ غَصٍّ مِنْ بَوْلَا اے دشمن خدا تو جھوٹ کہہ رہی ہے۔ جب اس مظلومہ نے دیکھا کہ اس جہنمی کا غصہ بڑھ رہا ہے تو ناچار ہو کر یہ فرمایا کہ جس سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اے یزید یَسْتُمُ ظُلْمًا وَيَقْهَرُ بِسُلْطَانِهِ تجھے اپنی سلطنت پر ناز ہے کہ تیرے جو جی میں آئے وہ کرے یہ سن کر وہ چپ ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا فَأَعَادَ الشَّامِيُّ لَعْنَةَ اللَّهِ ذَلِكَ الْقَوْلَ اس شامی نے پھر عرض کی کہ اے یزید کیا میری درخواست قبول ہوئی ہے کہ اس بچی کو نوکرانی پر اپنے ساتھ لے جاؤں؟ یزید بولا اے بد بخت! دور ہو جا میرے دربار سے خدا تجھے موت دے تو نے انہیں ترک و روم کے قیدی سمجھا ہے یہ نہیں جانتا کہ یہ فخر شجاعان عرب کے اہل بیتؑ میں اور رسولؐ خدا کی نوایاں ہیں۔ کیا بے حیا تھا وہ شقی کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس نے اہل بیتؑ رسولؐ پر اس قدر مظالم ڈھائے انہیں بلوائے عام میں کھڑا کئے رکھا پھر ان کو رہائی نہ ملی بلکہ ایسے قید خانہ میں قید کیا کہ اہلیت اطہار دن کو دھوپ میں جلتے تھے اور رات کو اوس میں بھگتے تھے حتّٰی اِقْشَعَرَتْ وَجُوهُهُمْ یہاں تک ان کے چہروں کا رنگ بھی متغیر ہو گیا۔



کے نزدیک کوئی عید کا دن ہے۔ یزید نے شراب کی محفل سجا رکھی تھی اور سات سوکری نشین اس دربار میں موجود تھے جب اس شقی نے اہل بیت حسینؑ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَجْلَسَ نِسَاءَ الْحُسَيْنِ فِي مَجْلِسِهِ پھر امام مظلوم کے سر اقدس کو طشت طلا میں سامنے رکھوایا اور دختران فاطمہؑ زہراءؑ کو نامحرموں کے سامنے بے مقنعہ و چادر بلایا خدا جانے اس وقت روح رسولؐ خدا کا کیا حال ہوگا؟ جب ان کی نوایاں اس مصیبت میں گرفتار ہوں گی۔

جناب سیکینہ فرماتی ہیں کہ جب ہم سب نامحرموں کے سامنے خاک شفاء کی ردہ اوڑھ کر کھڑے تھے۔ ثُمَّ اَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ أَحْمَرَ قَامَ إِلَيْهِ فَقَالَ پھر اک سرخ چہرے والا شخص اس محفل میں کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَبْ لِي هَذِهِ الْجَارِيَّةَ۔ یعنی اے امیر! یہ بچی مجھے دے دے میں اسے کنیز بنا لیتا ہوں کہ یہ بچی ہمارے گھر کے کام کاج کرے گی اس وقت ڈر کر میں اپنے بھائی سجادؑ کے پاس آ گئی خدا معلوم اس وقت جناب سیکینہ کا کیا حال ہوگا۔ حضرات کیا غضب ہے کہ اولاد زہراءؑ کو لوگ کنیزی میں طلب کرنے لگے۔ جناب سیکینہ کہتی ہیں پھر میں اپنی پھوپھی جان حضرت زینبؑ کے دامن سے لپٹ گئی اور کہا پھوپھی جان مجھے بچا لیجئے۔ فَقَالَتْ لَهُ كَذَّبْتَ وَاللَّهِ مَا ذَلِكُ وَلَا لَهُ پھوپھی جان نے مجھے گلے سے لگا کر دلاسا دیا اور اس شقی سے مخاطب ہو کر فرمایا تو جھوٹا ہے تیری کیا مجال کہ فاطمہؑ زہراءؑ کی پوتی کے بارے میں یہ بات کرے۔

یہ سن کر یزید غصے میں بولا کہنے لگا تم سب جھوٹے ہو اگر میں چاہوں تو یہ بچی اس شخص کی کنیزی میں دے سکتا ہوں قَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكَ

فِي الْإِمَالِي عَنْ نَافِعِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ
 زَيْنَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ بِكُلِّ زَيْنَةٍ. کتاب امالی میں ابن بابویہ نے نافع ابن عمر سے
 روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا: جب روز قیامت ہوگا تو عرش
 معلیٰ کو ہر زینت و خوبصورتی کے ساتھ سجایا جائے گا۔ ثُمَّ يُؤْتَى بِمَنْبَرَيْنِ مِنْ نُورٍ
 طَوْلُهُمَا مِائَةُ مِيلٍ پھر نور کے دو منبر آئیں گے کہ ان کا طول سو میل ہوگا۔ پس
 ایک منبر عرش کی داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف رکھا جائے گا۔ ثُمَّ يُؤْتَى
 بِالْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ فَيَقُومُ الْحَسَنُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَالْحُسَيْنُ عَلَى الْآخَرِ
 پھر حسین شریفین تشریف لائیں گے جناب امام حسن ایک منبر پر تشریف لے جائیں
 گے اور جناب امام حسین دوسرے منبر پر فَيُزَيْنُ الرَّبُّ تَعَالَى بِهِمَا عَرْشَهُ كَمَا
 يُزَيْنُ الْمَرْءُ قُبْرَ طَيْفِهَا پروردگار عالم ان دونوں شہزادوں سے اپنے عرش کو یوں
 مزین کرے گا جیسے عورت گوشواروں سے خود کو مزین و آراستہ کرتی ہے۔

حیف ہے اس فلک کج رفتار پر کہ اس نے ان گوشوارہائے الہی سے کیسی
 روگردانی کی کہ امام حسن کو ظالموں نے وہ زہر دیا کہ جگر اقدس کے بہتر ٹکڑے ہوئے
 یہاں تک ان کے جنازے کو ان کے نانا کی قبر تک نہ آئے دیا اور جنازے پر تیر
 لگوائے کہ کئی تیر جسم مبارک پر لگے۔

حسین مظلوم کو تین دن پانی نہ دیا اور گرم ریت پر گوسفند کی مانند ذبح کیا
 گیا اور آپ کی لاش اقدس چند دنوں تک بغیر دفن و کفن کے پڑی رہی اور آپ کا
 سر کاٹ کر نوک سناں پر رکھا گیا اس لئے کہ دنیا والے تماشا دیکھیں (نعوذ باللہ)

رَوَى ابْنُ شَهْرٍ أَشْوَْبَ عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَنَّهُ
 قَالَ ابْنُ شَهْرٍ أَشْوَْبَ نَعَى جَنَابَ إِمَامِ حُسَيْنٍ سَعَى رَوَايَتِ كِي هِي۔ کہ آپ نے فرمایا

روایت نمبر



قیامت کے روز حسین شریفین کے لئے دونوں کے منبر لائے جائیں گے اور یہ
 دونوں شہزادے ان پر تشریف فرما ہوں گے۔ جناب امام حسین کا ایک یہودی کے گھر جانا
 اور اس یہودی کا شرف بہ اسلام ہونا اسیران کر بلا کا دربار یزید میں جانا یزید کا جناب امام
 زین العابدین کو قتل کرنے کا حکم دینا جناب سید کا قید خانے میں انتقال کرنا۔



مولانا عابد عسکری

جَمِيعًا جَنَابِ اِمَامِ حَسِيْنٍ نَے فرمایا کہ میں نے اس غلام کو راہِ خدا میں آزاد کیا اور سب مال اسے بخشا فَقَالَتْ اِمْرَاَتُهُ قَدْ اَسْلَمْتُ وَوَهَبْتُ زَوْجِيْ مَهْرِيْ جَب زَوْجِہٖ یہودی نے امام کا یہ خلق و کرم دیکھا تو بولی میں مسلمان ہوئی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو بخش دیا ہے۔

فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَاَنَا اَيْضًا اَسْلَمْتُ وَاعْطَيْتُهَا الدَّارَ۔ یہودی نے کہا میں مسلمان ہوا اور اپنا گھر اپنی زوجہ کو دیا۔ حضرات جائے تامل ہے یہودی تو یہ فرزندِ رسول کی یہ قدر شناسی کرے اور حضرت کی تشریف آوری پر خوش ہو اور آپ کے احترام میں اپنا غلام آزاد کر دے۔ لیکن اُمتِ رسول نے اس نواسہ رسول کو مہمان بلا کر برباد کیا اور اس کے پیاسے ذبح ہونے کی خوشی میں جشن مناتے تھے اور عداوت سے حضرت کا نام نہ لیتے تھے جو پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم نے ایک خارجی کو قتل کیا اور اہل بیت کو ترک و روم کے قیدیوں کی مانند قید کر کے کوفہ و شام کے دربار بازار پھرائے اور دخترانِ رسول رو کر کہتی تھیں يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَنَاتُكَ اسَارٰی كَاَنَّهُنَّ بَعْضُ اسَارٰی الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰی اے رسول خدا! آپ کی بیٹیاں یہود و نصاریٰ کے قیدیوں کی مانند قید ہیں اور وہ سب اس دردناک آواز کے ساتھ ماتم کرتی تھیں کہ سننے والوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے تھے۔ وَتَارَةً يَنْحُنُّ عَلَى الْمَذْبُوحِ الْقَفَا وَمُهْتَوِكِ الْجَنَاءِ الْعُرْيَانِ بِلَارَادٍ وَانْكَفَانٍ اور کبھی روتی تھیں اپنے اس غریب بھائی پر جس کا سر پس گردن اتارا گیا جس کے خیمے لٹ گئے اور بے گور و کفن پڑا رہا۔

ابنِ نما نے روایت کی ہے کہ جنابِ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ جب ہم کو دربارِ یزید میں لایا گیا تو ہماری گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے اور ہمارے

صَحَّ عِنْدِيْ قَوْلُ النَّبِيِّ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ اِدْخَالَ السُّرُوْرِ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا لَا اِثْمَ فِيْهِ میں نے اپنے جدِ بزرگوار سے سنا ہے کہ نماز کے بعد بہترین عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے مگر وہ خوشی معصیتِ خدا پر مبنی نہ ہو۔

فَاِنِّيْ رَاَيْتُ غُلَامًا يُوَاكِلُ كَلْبًا میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ ایک کتے کو اپنے ساتھ کھلاتا ہے فَقُلْتُ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ میں نے اس کتے کے ساتھ کھلانے کا سبب پوچھا فَقَالَ يَا بَنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنِّيْ مَغْمُوْمٌ اَطْلُبُ سُرُوْرًا بِسُرُوْرِهِ اس نے عرض کی یا بنِ رسول اللہ! میں مضموم ہوں چاہتا ہوں کہ اسے خوش کروں شاید کہ اس کے خوش کرنے سے خدا مجھے خوش کرے اور میرے غم کو دور کرے۔ لِأَنَّ صَاحِبِيْ يَهُودِيٌّ اُرِيْدُ اَنْ اُفَارِقَهُ وَہ پریشانی ہے کہ میرا مالک یہودی ہے چاہتا ہوں کہ خدا اس کی غلامی سے مجھے نجات دے۔

فَاتَى الْحُسَيْنُ بِصَاحِبِهِ بِمَاتِيْ دِينَارٍ ثَمَنًا لَّہٗ جَنَابِ اِمَامِ حَسِيْنٍ نے جب یہ سنا تو آپ کو اس کے حال پر رحم آیا اور دو سو دینار (جو اس غلام کی قیمت تھی) لے کر اس کے مالک کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے یہودی! یہ اپنا غلام مجھے بیچ دے فَقَالَ يَهُودِيٌّ الْغُلَامُ فِدَاءٌ لِّخَطُوْاَتِكَ وَهٰذَا الْبُسْتَانُ لَہٗ وَرَدَّدْتُ عَلَیْكَ الْمَالَ وَہ یہودی آپ کے تشریف لانے سے بہت خوش ہوا اور عرض کی یہ غلام آپ کے قدموں پر نثار جن قدموں سے آپ نے مجھے سرفراز فرمایا اور میں نے اپنا باغ غلام کو دیا اور اس کی قیمت آپ کو ہبہ کی۔

فَقَالَ وَقَدْ وَهَبْتُ لَكَ الْمَالَ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا میں نے تجھے یہ مال یونہی بخشا قَالَ قَبْلْتُ وَوَهَبْتُهُ لِلْغُلَامِ اس یہودی نے عرض کی یہ دینار میں نے قبول کئے اور دیتا ہوں اس غلام کو فَقَالَ الْحُسَيْنُ اَعْتَقْتُ الْغُلَامَ وَوَهَبْتُ لَہٗ

مصیبت پر بے اختیار روتی تھی اور کہتی تھی ہائے میرے بزرگ آپ کے بعد قیاموں اور بے سہارا لوگوں کی خبر کون لے گا؟

راوی کہتا ہے کہ ایک بار پھر دربار یزید میں کھرام برپا ہوا اہل بیت کی آواز گریہ کو جو بھی سنتا تھا رو پڑتا تھا آہ کس زبان سے کہوں کہ یزید نے چھڑی اٹھائی اور امام مظلوم کے دندان مبارک پر لگانے لگا۔ یہ دیکھ کر ابو ہریرہ سلمی بول اٹھا اے یزید لعنت ہو تجھ پر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے رسول خدا کو ان دانتوں اور اس چہرے سے پیار کرتے ہوئے دیکھا ہے اور فرماتے تھے کہ میرے دونوں بیٹوں (حسن و حسین) جو انان جنت کے سردار ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر لعنت کرے فَغَضِبَ يَزِيدُ وَأَمَرَ بِأَخْرَاجِهِ فَأُخْرِجَ يَهْ سَنَ كَرِ يَزِيدُ كُوخْتِ غَصَہ آیا اور کہا اسے دربار سے نکال دو اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازہ شہر پر لٹکایا جائے پھر وہ جناب امام زین العابدین سے مخاطب ہوا اور بولے اے علی ابن حسین تمہارے باپ نے ہم سے خود علیحدہ راستہ اختیار کیا دعویٰ خلافت کیا دیکھا تم نے کہ خدا نے آپ لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ جناب سید سجادؑ نے یہ جواب میں فرمایا اے معاویہ و ہندہ کا بیٹا! یزید سن نبوت و امامت ہمیشہ ہمارے آباؤ طاہرین کے لئے تھی قبل اس کے کہ تو پیدا ہو اور میرے جد امجد جناب علی بن ابی طالب تھے وہ لشکر پیغمبر کے علمدار تھے جبکہ روز بروز احد و احزاب تیرا باپ و دادا لوئے لشکر کفار کا اٹھانے والا تھا۔ اے یزید! تجھے شرم نہیں آتی کہ میرے بابا حسینؑ فرزند فاطمہ زہراءؑ کا سر اقدس شہر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور وہ تم لوگوں میں امانت رسول خداؐ تھے کیا جواب دو گے جناب رسول خداؐ کو جب وہ پوچھیں گے کہ تم نے میرے اہل بیت سے کیا سلوک کیا۔

فَاغْتَاطَ يَزِيدُ وَقَالَ بِجُلُوزِهِ اَدْخِلْهُ فِي هَذَا الْبُسْتَانِ وَاقْتُلْهُ وَادْفِنْهُ
فِيهِ۔ یزید غصے ہوا اور ایک جلاد سے بولا اسے باغ میں لے جا کر قتل کر اور وہیں

باتھ رسیوں سے بندھے تھے جب اس حالت میں ہمیں یزید کے سامنے لے گئے تو میں نے کہا اے یزید میں تجھے قسم دیتا ہوں خدا کی اگر رسول خدا ہمیں اس حالت میں دیکھتے تو ان پر کیا گذرتی اور تجھے کیا کہتے۔ فَأَمَرَ يَزِيدُ بِالْجَبَالِ فَقَطَعَتْ يَه سَنَ كَرِ يَزِيدُ نے کہا ان کے گلے اور بازوؤں سے رسیاں کاٹ ڈالو پس اہل بیت کے بازوؤں اور گلے سے رسیاں کاٹی گئیں۔ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ پھر اس نے جناب امام حسینؑ کا سر اقدس اپنے سامنے رکھوایا آہ جب بیمار کر بلا نے اپنے مظلوم بابا کا سر دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگے راوی کہتا ہے جب جناب زینبؑ کی اپنے بھائی حسینؑ کے سر پر نظر پڑی تو بی بی نے رونا اور ماتم کرنا شروع کر دیا اور اس آواز سے بین کر کے روتی تھیں کہ سننے والوں کے دل ٹکڑے ہوتے تھے۔

اور یہ فرماتی تھیں۔ يَا حُسَيْنَاهُ يَا حَبِيبَ رَسُولِ اللَّهِ۔ يَا سُرُورَ قَلْبِ الزُّهْرَاءِ يَا بَنَ عَلِيٍّ الْمُؤْتَصِّيَ هَائِے حُسَيْنٌ هَائِے مِيرَے بھائی زینبؑ آپ پر قربان ہو جائے۔ بِالْأَمْسِ تَصْنَعُ أُمِّي فَاطِمَةُ الزُّهْرَاءِ رَأْسَكَ عَلَى صَدْرِهَا وَيَهْزُؤُ مَهْدَكَ جَبْرِئِيلُ وَيُنَاعِيكَ فِي مَهْدِكَ مِيكَائِيلُ۔ کل کی بات ہے اے بھائی کہ میری ماں فاطمہ زہراءؑ آپ کے سر کو سینہ پر رکھ کر سوتی تھیں۔ اور جبرئیلؑ جھولا جھلاتے اور میکائیلؑ لوریاں دیتے تھے۔ وَالْيَوْمَ وَضَعَ حَقِيرًا بَيْنَ يَدَيْ يَزِيدُ اور آج وہی آپ کا سر مبارک اس ذلت سے یزید کے سامنے رکھا ہے۔ قربان ہو زینبؑ آپ کے ان سوکھے ہونٹوں پر جو پیاس سے مرجھائے ہوئے ہیں اور ایک قطرہ آپ فرات سے تر نہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ حاضرین رونے لگے اور لعین چپ رہا ہے۔ یزید کے گھر میں ایک خاتون تھی وہ اہل بیت کی

اَبْتَاهُ مَنْ ذَا الَّذِي اَيْتَمَنِي عَلٰی صَغُرْسِنِيْ هَايَ اَبَا كَسْ بَعْرَمَ نَعَمْ مَجْهَ
چھوٹی سی عمر میں یتیم کیا ہے اور آپ کے بعد کون ہمیں سہارا دے گا۔ اَبْتَاهُ مَنْ
لِّلنِّسَاءِ الْخَاسِرَاتِ وَمَنْ لِّلْاَرْمِلِ الْمَيْيَّاتِ اے بابا کون ہے ان مظلوم ترین
بیبیوں کا جو ان کی سرپرستی کرے یا اَبْتَاهُ لَيْتَنِيْ كُنْتُ قَبْلَ هٰذَا الْيَوْمِ عُمِّيًّا كَاشَ
میں اندھی ہوتی اور آپ کے سر اقدس کو اس حالت میں نہ دیکھتی پھر بی بی نے اپنا
ننھا سا چہرہ اپنے بابا کے چہرے پر رکھ دیا۔

وَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى غَشِيَتْ عَلَيْهَا اور اس بیتابی سے روئی کہ
آخر بے ہوش ہو گئی اہل حرم نے چاہا سیکنے کو امام حسینؑ کے سر مبارک سے جدا کر
لیں۔ فَلَمَّا حَرَّكُوْهَا فَاِذَا قَدْ فَارَقَتْ رُوْحَهَا الدُّنْيَا جب اہل حرم نے اسے ہلا کر
دی دیکھا کہ اس بچی کی روح اقدس گلشن جنت کی طرف پرواز کر گئی ہے۔ اَنَا لِلّٰهِ
وَ اَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ سیکنے مر گئی حسینؑ سینے پر سونے والی معصومہ سب بیبیوں کو روتا
ہوا چھوڑ کر چلی گئی۔ بابا حسینؑ نے چچا غازی بھائی اکبرؑ بھائی قاسمؑ بھائی علی اصغرؑ
بھائی عونؑ محمدؑ کو یاد کر کے ماتم کرنے والی یتیم سیکنےؑ اپنے درناک بین سے
سلطنت یزید کے در و دیوار کو ہلانے والی ننھی مجاہدہ انتقال کر گئی ہے ہائے غربت
ہائے پردیس ہائے یتیمی ہائے اسیری سیکنےؑ اپنے بابا کے پاس چلی گئی شاید اس لئے
سیکینہ کو حسینؑ کے بغیر اور حسینؑ کو سیکینہ کے بغیر چین نہ آتا تھا سیکینہ کی میت پر
اہل بیتؑ بہت روئے اور اس بیتابی سے روتے تھے کہ تمام اہل شہر ان کے رونے
سے روتے تھے۔



روایت نمبر



فضائل امام زین العابدینؑ، مچھلی کے پیٹ سے موتیوں کا لکھنا اہل حرم کا شام
میں داخلہ اور ایک شامی کا اپنے افعال سے توبہ کرنا اہل بیت اطہارؑ کو ایک ایسے پرانے
مکان میں قید کرنا کہ جو سانپوں اور پھوؤں سے بھرا ہوا تھا۔



مولانا عابد عسکری

اسے قتل کر دوں گا تو فرزدق نے امام علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ یا حضرت دعا کیجئے امام علیہ السلام نے دعا کی پروردگار عالم نے فرزدق کو قید ستم سے نجات دی۔

فَجَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا بَنُ رَسُولِ اللَّهِ إِنَّهُ مَحْيَى اسْمِي مِنَ الدِّيُونِ فرزدق نے عرض کی یا بن رسول اللہ! ہشام نے مجھے ملازمت سے برطرف کر دیا ہے۔ امام علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ تجھے کتنی تنخواہ دیتا تھا فرزدق نے حساب کیا حضرت نے اسی حساب سے چالیس برس کا خرچ عطا فرمایا۔

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَى أَكْثَرِ مِنْ هَذَا لَا غَطِيْتُكَ اور ارشاد کیا اگر میں جانتا کہ تجھے اس سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ دیتا۔ فَمَاتَ فَرَزْدُقٌ لَمَّا انْتَهَتْ أَرْبَعُونَ سَنَةً راوی کہتا ہے کہ جب چالیس برس پورے ہوئے تو فرزدق نے انتقال کیا۔ اور اسی کتاب میں منقول ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کی عمارت کو گرایا تم غمروہا وَاَرَادَ أَنْ يَنْصُبُوا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ پھر بنانے کا حکم دیا اور لوگ خانہ کعبہ کو بنانے لگے اور چاہا کہ حجر اسود کو نصب کریں۔

فَكُلَّمَا نَصَبَ عَالِمٌ مِنْ عُلَمَاءِهِمْ أَوْ قَاضٍ مِنْ قُضَاتِهِمْ أَوْ زَاهِدٌ مِنْ زُهَادِهِمْ يَنْزِلُ وَيَضْطَرِبُ وَلَا يَسْتَقِرُّ الْحَجَرُ مِنْ مَكَانِهِ جب کوئی عالم قاضی یا زاہد نصب کرتا تھا تو حجر الاسود کانپتا تھا اور گر پڑتا تھا اور اپنے مقام پر نہ ٹھہرتا تھا۔

فَجَاءَ الْإِمَامُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَخَذَهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ وَسَمَّى اللَّهَ ثُمَّ نَضَبَهُ فَاسْتَقَرَّ فِي مَكَانِهِ وَكَبَّرَ النَّاسُ جَنَابَ إِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَشْرِيفَ لَائِهِ اور ان کے ہاتھ سے حجر اسود کو لے لیا اور بسم اللہ کہہ کر نصب کیا گویا وہ امام علیہ السلام ہی کا منتظر تھا نہ لرزا نہ کانپا اپنے مقام پر جم گیا یہ معجزہ دیکھ کر سب لوگ نے صدائے اللہ اکبر بلند کی۔

کتاب الخراج میں منقول ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ حج میں مشغول تھے اس سال ہشام بن عبد المالك بن مروان (جو کہ خلیفہ وقت تھا) حج کے لئے آیا فَارْذَحَمَ النَّاسُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِؑ اور سب لوگوں نے جناب امام زین العابدینؑ علیہ السلام پر اڑدھام کیا اور حال یہ تھا کہ جب ہشام حجر اسود کا ارادہ کرتا تھا لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے اس کو جگہ نہ ملتی تھی اور جب حضرت ارادہ کرتے تھے تو سب لوگ جگہ چھوڑ دیتے تھے اور امام علیہ السلام بڑی آسانی سے حجر اسود کا بوسہ لیتے تھے۔ وَقَالُوا الْهَشَامُ مِنْ هُوَ هَذَا هَشَامُ هَشَامُ کے ساتھیوں نے ہشام سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہیں؟ جن کی لوگ اتنی زیادہ عزت کر رہے ہیں۔ فَقَالَ هَشَامٌ لَا أَعْرِفُهُ لِنَلَأِ يُرْغَبُ ہشام بولا میں انہیں پہچانتا تا کہ لوگ حضرت علی کی طرف توجہ نہ کریں۔ فَقَالَ فَرَزْدُقُهُ أَنَا وَاللَّهِ أَعْرِفُهُ فرزدق شاعر وہاں پر موجود تھے بولے کہ میں انہیں جانتا ہوں اور انہوں نے اس وقت قصیدہ تیار کیا اور اشعار پڑھنے لگے یعنی وہ برگزیدہ خدا ہیں جنہیں پوری دنیا جانتی ہے انہیں تو خود خانہ خدا بھی جانتا ہے۔ فَأَخَذَهُ هَشَامٌ وَحَبَسَهُ يَهْنُ كَرِہشام فرزدق پر ناراض ہوا اور انہیں قید کیا۔ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بَدَنًا نِيرَ فَرَزْدَقِہا وَقَالَ مَا قُلْتُ إِلَّا دِيَانَةً۔ امام علیہ السلام نے فرزدق کے لئے کچھ رقم بھیجی جو انہوں نے شکر یہ کے ساتھ واپس لوٹا دی اور عرض کی میرے آقا! یہ اشعار میں نے فریضہ ایمانی کے طور پر کہے تھے میں ان سے دولت و شہرت حاصل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ فَبَعَثَ اللَّهُ أَيضًا فَقَالَ قَدْ شَكَرَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ إِلَيْهِ أَنَا أَهْلُ الْبَيْتِ لَا نَأْخُذُ مَا غَطَيْنَاهُ فَقَبْلَهَا فَرَزْدُقٌ حضرت نے وہ رقم دوبارہ بھیج دی اور فرمایا اے فرزدق! اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اجر دے گا۔ ہم اہل بیت جو دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے فرزدق نے تبرک کے طور پر وہ رقم لے لی۔ فَلَمَّا طَالَ الْحَبْسُ عَلَيْهِ وَكَانَ قَدْ تَوَعَّدَهُ بِالْقَتْلِ فَشَكَّى إِلَى الْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَعَا لَهُ فَخَلَصَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ جب قید لمبی ہوئی اور ہشام نے کہا کہ میں

دیکھتا تھا مگر کوئی چیز نظر نہ آتی تھی کہ میں ان روٹیوں کے عوض لوں یہاں تک کہ میں محلے میں پہنچا وہاں دو دوکانیں تھیں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے میں نے دوکان میں دیکھا ایک مچھلی رکھی ہے میں نے اس کے مالک سے کہا کہ میرے پاس روٹی ہے اس کے عوض میں چاہتا ہوں کہ یہ مچھلی مجھے دے دیں۔

اس نے کہا صَبَّحَ الْقُرْصُ وَخُذْ مَا تَشْتَهِي رُوْثِي رُكْ دے اور جو چاہے لے میں نے کہا مجھے نمک بھی چاہیے وہ بولا دوسری روٹی بھی رکھ دے جو چاہے لے میں وہ دونوں چیزیں لے کر اپنے گھر چلا آیا وَأَغْلَقْتُ الْبَابَ وَاشْتَعَلْتُ بِإِصْلَاحِ السَّمَكِ میں دروازہ بند کر کے اس کو صاف کرنے لگے فَاِذَا فِيْ جَوْفِهِ جَوْهَرَةٌ اَكْبَرُ مَا يَكُوْنُ نَاكَاةً اس مچھلی کے پیٹ سے ایک بڑا گوہر نکلا اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی جب دروازہ کھولا تو وہ دونوں شخص روٹیاں لیے ہوئے آئے اور بولے اَنْتَ اَخُوْنَا قَدْ صَارَ حَالُكَ هَكَذَا حَتَّى نَاْكُلُ مِنْكَ هَذَا تو ہمارا بھائی ہے اور تیرا یہ حال ہے کہ تو یہ روٹیاں کھاتا ہے۔ اور ہم تجھ سے یہ لے کر کھائیں لہذا یہ روٹیاں ہم تجھے واپس کرنے آئے ہیں۔ افسوس وہ جانتے تھے کہ وہ روٹیاں اس شخص کے کھانے کی ہیں یہ نہ جانتے تھے کہ یہ امام زمان مالک زمین و آسمان کے کھانے کی ہیں۔ ثُمَّ خَوَّجَا غُرْصَ وَهُ رُوْثِيَاں دے کر چلے گئے معاً امام سجاد علیہ السلام نے اس کے دروازے پر دستک دی۔ فَقَالَ اِنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَقُوْلُ لَكَ اس نے کہا کہ امام علیہ السلام نے تیرے نام پیغام میں فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ يَسَّرَ اَمْرَكَ فَاَحْمَدِ اللّٰهَ اے شخص خدا نے تیری مشکل کو آسان کر دیا ہے لہذا تو شکر خداوندی بجا لے آ اور وہ روٹیاں ہمیں بھیج دے کہ اے بھائی وہ روٹیاں سوائے آل رسول کے کسی سے نہیں کھائی جائیں گی۔ افسوس

اور اسی کتاب میں روایت کی ہے اِنَّ رَجُلًا دَخَلَ عَلٰی عَلِيٍّ ابْنِ الْحُسَيْنِ وَشَكَى اِلَيْهِ الْفَقْرَ اِيَكِ شَخْصِ اِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ كِي خِدْمَتِ مِيں آيَا اور اپنے فقر کے بارے میں بات كِي فَبَكَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اُپ اپنے غلام كِي غُرْبَتِ اور تَنَكُّدَتِي كے بارے میں كَر رُونِي لَگے فَلَمَّا خَرَجَ الْقَوْمُ وَكَانَ فِيْهِمْ مُخَالِفٌ فَقَالَ جَبْ مَجْلِسِ بَرِخَا سَتِ هُوِي اور لوگ باہر آئے تو ان ميں اِيَكِ شَخْصِ اِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا مُخَالِفِ بِي تَہَا اور وہ اس مومن سے اِزْرَاہِ مَدَاقِ كَہنے لَگَا اَنْتُمْ تَدْعُوْنَ اَنْ اِمَامِيكُمْ مُسْتَجَابُ الدَّعَوَاتِ وَقَدْ بَكَى لِمَجْرِهِ تَم لوگ گمان كرتے ہُو كے تَہَا اِمَامِ مَسْتَجَابِ الدَّعَوَاتِ ہِي حَالَا نَكہ وہ عَاجِزِ ہُو كَر رُونِي لَگے اور كَچھ نہ كَر سَكے۔

فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَا بَنَ رَسُولِ اللّٰهِ كَلَامَ الْمُخَالِفِ اَشَدُّ عَلٰی مِنْ فُقْرِيْ وَهُ مومن اس شَقِي كَا كَلَامِ سَن كَر رَجِيْدہ ہُوا اور اِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي خِدْمَتِ ميں پھر آيَا اور اس بے دين (لمحد) كَا كَلَامِ دَہْرَايَا اور عَرْضِ كِي اے فرزندِ رسول! مُخَالِفِ شَخْصِ كَا طَنْزِيہ جملہ مجھے فقر سے زيادہ برا محسوس ہُوا فَقَالَ لَہْ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُسَهِّلُ اللّٰهُ عَلَيْكَ يہ سَن كَر حضرت نے ارشاد فرمایا كہ اللہ تعالٰی نے تيري مُشْكَلِ كُو آسان كيا۔

ثُمَّ نَادَى اِلَى جَارِيَةٍ فَقَالَ هَاتِيْ فُطُوْرِيْ پھر اِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اپنے گھر كِي مَلَا زِمہ سے فرمایا كہ ہمارے ليے كَہانا لے آ فَاتَتْ بِقُرْصَيْنِ مِنَ الشَّعْبِ عَلَيْهِمَا النُّخَالَةُ وَهُ خَادِمہ دو روٹياں لے آئِي۔ وَقَالَ خُذْهُمَا قَالَ فَاَخَذَتْهُمَا فَخَرَجَتْ اِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے ارشاد فرمایا يہ روٹياں لے لو وہ كَہتا ہي ميں لے روٹياں لے ليں اور باہر آيَا۔

فَقُلْتُ اشْتَرِيْ بِيْهَمَا حَتَّى وَصَلْتُ اِلَى مَحَلَّتِيْ پھر ميں دائیں بائیں

ذلت و خواری کے ساتھ در بدر شہر بہ شہر پھرائے جا رہے ہیں پھر امام علیہ السلام نے فرمایا تو نے قرآن مجید میں یہ آیت بھی پڑھی ہے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تم سے دور رکھے رجب کو اے اہلیت اور تمہیں پاک و طاہر رکھے ہر رجب سے وہ بولا ہاں اے جوان! یہ آیت بھی میں نے قرآن مجید میں پڑھی ہے۔ قَالَ فَنَحْنُ هُمْ حضرت نے رو کر فرمایا اے شیخ وہ اہلیت رسول اور مالک چادر تطہیر ہم ہی ہیں کہ نہ ہمارے سر پر عمامہ ہے نہ دوش پر ردائے یہ اسی رسول کی نواسیاں چادر کی محتاج ہیں۔

فَبَقِيَ الشَّيْخُ نَادِمًا سَاكِنًا وَبَكَى وَرَمَى عِمَامَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ پس وہ بوڑھا ندامت سے چپ کھڑا تھا پھر رو کر اس نے اپنا عمامہ زمین پر پھینک دیا اور آسمان کی طرف اپنا منہ کر کے کہنے لگا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرُءُ اِلَيْكَ مِنْ عَدُوِّ اِلِیْ مُحَمَّدٍ وَمِنْ قَتْلِهِ اَهْلَ بَيْتِهِ خداوند! میں دشمنان آل محمد سے بیزاری اور دشمنی کا اظہار کرتا ہوں اور جنہوں نے اہلیت رسول کو قتل کیا۔

پھر عرض کرنے لگا اے مولا! میں نے یہ آیات قرآن مجید میں پڑھی تھیں مگر میں آج تک یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ آیات آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ اے مولا! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا یہ اب میری توبہ بھی قبول ہو گی۔ فَقَالَ لَهُ نَعَمْ اِنْ بُنْتُ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكَ فرمایا اے شیخ! اگر تو توبہ کرے گا تو تیری توبہ قبول ہو گی۔ وَاَنْتَ مَعَنَا اور تو ہمارا دوست ہوا اور قیامت کے روز تو ہمارے ساتھ محشور ہو گا۔ جب یزید کو اس شخص کے بارے میں پتہ چلا فَأَمَرَ لِقَائِهِ فَقَتَلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اس شقی نے حکم دیا کہ اسے جلدی قتل کرو پس وہ بزرگ شہید ہوا۔

کہ ایسے معجز نما امام اور ہمدرد ہستی کو ظالموں نے کیسی کیسی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور کن کن تکلیف مراحل سے آپ کو گزرنا پڑا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ شام میں بھی اسیران اہلیت کو کھانے پینے کی کوئی سہولت نہ دی جائے۔ چنانچہ سید ابن طاووس نے روایت کی ہے جب اہلیت اظہار کا لٹا ہوا قافلہ شام میں پہنچا۔ فَاتَاهُمْ شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ لَهُمُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَتَلَكُمْ اَهْلَكُمْ ایک شام کا بوڑھا شخص بھی قیدیوں کا تماشا دیکھنے کے لیے آیا ہوا تھا اس نے اسیران غربت کو دیکھ کر کہا الحمد للہ خدا نے تمہیں قتل کیا اور تمہیں ہلاک کیا۔ وَقَطَعَ قَرْنَ الْفِتْنَةِ عَنِ الْاِسْلَامِ اور تمہارے تباہ ہونے سے مسلمانوں سے فتنہ و فساد ختم ہوا ہے۔ وَلَمْ يَبَالِ عَنْ شَتْمِهِمْ اور اس اہلیت کو برا بھلا کہنے میں اس نے کوئی کسر نہ چھوڑی جب وہ خاموش ہوا تو امام مظلوم بیمار کر بلا نے اس نے فرمایا اے شیخ! تو نے قرآن مجید پڑھا ہے یا نہیں۔

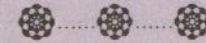
قَالَ نَعَمْ وہ بولا ہاں پڑھا ہے امام سجادؑ نے فرمایا آیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے۔ قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول! اپنی امت سے کہو میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر اپنے اہلیت کی محبت قال بلی وہ بولا ہاں یہ آیت میں نے قرآن مجید میں پڑھی ہے۔ قَالَ فَنَحْنُ اُولٰٓئِكَ جناب سید سجادؑ نے رو کر فرمایا اے شیخ! ہم وہی اہلیت رسول ہیں جو رسیوں میں بندھے ہوئے اونٹوں پر سوار ہیں خدا نے ہماری ہی محبت واجب کی ہے پھر فرمایا یہ آیت تم نے پڑھی ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ فَاَبِ ذَا الْقُرْبٰی حَقُّهُ قال بلی اے رسول! اپنے اقرباء کو ان کا حق دو وہ بولا ہاں پڑھی ہے۔

قَالَ فَنَحْنُ هُمْ حضرت نے فرمایا اے شیخ! وہ اقرباء رسول ہم ہیں جو اس

مکان میں لایا جائے گا اور منافقان امت ان کو ذلیل و خوار کریں گے اور ان کو پردیسی اور غریب الوطن سمجھ کر ہر طرح کی تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اس وقت تمہارا کام یہ ہوگا جو بھی ان کے پاس آئے اس کو کاٹنے کے لیے تم سب جمع ہو جانا اسی طرح وہ تمہاری ہیبت سے ان کو کسی قسم کی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔

جناب زینبؓ نے فرمایا اے سانپ و بچھوؤ ہم اولاد پیغمبر ہیں انسانوں اور نانا کی امت نے تو ہمارا خیال نہ کیا اور تم ہو کہ ہماری حفاظت کر رہے ہو۔ مورخین لکھتے ہیں جب تک اہلبیتؑ اس مکان میں رہے سانپ اور بچھو ان کی حفاظت کرتے رہے اور جو ملعون ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے اس قید خانے کے قریب آتا تو تمام بچھو اور سانپ اس پر حملہ آور ہو جاتے تھے جس کی وجہ سے وہ بھاگ جاتے تھے اور جا کر یزید کو اس کی رپورٹ پیش کرتے تھے۔ تو وہ شقی کہتا تھا کہ الحمد للہ میرے دشمن کو سزا ملی ہے۔

کیا بے حیا تھا وہ شقی ان ظالموں، ملعونوں کو شرم نہ آئی کہ درندہ پرند اور چرند تو خاندان رسول کا احترام کریں اور وہ ظلم و ستم سے باز نہ آئیں۔



روایت نمبر



حضرت امام حسین کے مصائب پر رونے کا ثواب، جناب رسول خدا کا امام حسن کے منہ اور امام حسین کے گلے کو چومنا، آدھی رات کے وقت اہل حرم کا شام میں داخل ہونا، ام ہجاء کا امام علیہ السلام کے سر اقدس کو پتھر مارنا۔



مولانا عابد عسکری

ہوئے اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا کے پاس آئے جناب فاطمہ انھیں روتا دیکھ کر بیقرار ہو گئیں اور گلے سے لگا کر بولیں اے بیٹا! کیوں روتے ہو قَالَ كَيْفَ لَا ابْكِي اِنَّ جَدَّنَا قَبِلَ فَمَ اَخِي وَقَبِلَ نَحْوِي اَيُّ شَيْءٍ فَيُفِي قَمِي كَرِهَ بِهِ جَدِّي امام حسين نے رو کر کہا اماں جان! میں اس لیے روتا ہوں کہ نانا جان! میرے بھائی کا منہ چوما اور میرے گلے کو چوما اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ میرے منہ کو ناپسند کرتے ہیں؟ یہ سن کر جناب سیدہ نے چادر عصمت سر پر اوڑھی اور امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے خدمت رسول خدا میں آئیں۔ جناب رسالتاب اپنے پیاری بیٹی کی پریشانی دیکھ کر رونے لگے وَقَالَ مَا يَبْكِيكِ يَا فَاطِمَةُ فرمایا اے میری پارہ جگر! تو روتی کیوں ہے؟ جناب سیدہ نے عرض کی بابا جان! میں اپنے حسین بیٹے کے غمگین ہونے کی وجہ سے رو پڑی ہوں۔ یہ سن کر آنحضورؐ نے اپنا سر اقدس جھکا لیا اور زمین کی طرف دیکھ دیکھ کر روتے رہے۔

ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ يَا بَنِيَّةُ قَبِلْتُ فَمَ الْحَسَنِ لَآنَّهُ يُسْقَى السَّمَّ وَيَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا مَسْمُومًا وَهَذَا حُسَيْنٌ يَذْبَحُ فَقَبِلْتُ نَحْرَهُ پھر آنحضورؐ نے سر اقدس اٹھایا اور فرمایا اے پیاری بیٹی میں نے حسن کے منہ کو اس لیے چوما کہ اسے ظالم زہر دیں گے اور یہ زہر سے شہید ہوں گے اور اے فاطمہ! تیرا بیٹا حسین تیغ آبدار سے ذبح ہو گا اس لیے میں نے اس کا گلا چوما۔ یہ سن کر جناب سیدہ دھاڑیں مار کر رونے لگیں اور عرض کی بابا جان! یہ واقعہ آپ کے زمانے میں ہو گا؟ فرمایا نہیں یہ سب میرے بعد ہو گا۔ جناب فاطمہ نے کہا کہ اس وقت میں زندہ ہوں گی؟ آنحضورؐ نے فرمایا نہیں بیٹا تو بھی نہیں ہو گی جناب امام حسینؑ رونے لگے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا اے حسین! اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہو گا، تجھے

جناب شیخ مفید و جناب شیخ طوسی نے احمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے ربیع بن منذر سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً إِلَّا بَوَّاهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ أَحْقَابًا کہ جو شخص ہمارے مصائب پر غمگین ہو اور اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں جنت میں اسے جگہ دے گا۔

احمد بن یحییٰ نے کہا میں نے جناب امام حسینؑ کو خواب میں دیکھا اور اس حدیث کے بارے میں امام عالی مقام سے سوال کیا کہ کیا یہ آپ کا فرمان ہے؟ قَالَ نَعَمْ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا جب کہ تو نے سنا ہے ایسا ہی ہے۔ فَقُلْتُ سَقَطَ الْأَسْنَادُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ میں نے عرض کی اب اس کے اسناد مجھ میں اور آپؑ میں سے ساقط ہو گئے اب میں جس سے کہوں گا یہی کہوں گا کہ میں نے خود امام علیہ السلام سے سنا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي حَضْرَةِ النَّبِيِّ إِذْ دَخَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے کہ ایک روز میں سرکار رسالتاب میں حاضر تھا کہ ناگاہ جناب امام حسنؑ اور جناب امام حسینؑ تشریف لائے لَمَّا نَظَرَ النَّبِيُّ إِلَيْهَا بَكَى وَسَالَ اللَّهُمَّ عَلَيَّ خَدَّيْهِ وَآخِذْهُمَا وَصَمِّمَهُمَا إِلَى غُنْفِهِ جب حضور اکرمؐ کی اپنے پیارے نواسوں پر نظر پڑی تو بیساختہ رونے لگے اور آپؐ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ان دونوں شہزادوں کو گلے سے لگایا فَقَبِلَ فَمَ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ پس امام حسنؑ کا منہ چوما اور امام حسینؑ کے گلے پر بوسہ دیا فَمَضَى الْحُسَيْنُ إِلَى أُمِّهِ بَاكِيًا فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ بَكَتْ وَصَمَّتْهُ إِلَى غُنْفِهَا وَقَالَتْ مَا يَبْكِيكِ يَا حُسَيْنُ یہ بات جناب امام حسینؑ کو ناگوار گزری اٹھے اور روتے

منقول ہے کہ جب اہلبیت رسول دمشق شہر میں پہنچے تو اس وقت آدھی رات گزر چکی تھی وَهْنٌ عَلَى نُبُوقٍ هَزَالٍ لَغِيرٍ وَطَاءٍ مُشَقَّاتٍ الْجُيُوبِ لَا طِمَاطٍ الْخُدُودِ فِي بُكَاءٍ وَنَجِيبٍ اور وہ بیہیاں شتران بے کجاوہ پر سوار تھیں اور ماتم کر رہی تھیں اور اس بے قراری کے ساتھ روتی تھیں کہ آپ رونے کی صدائیں سن کر دوسرے لوگ بھی رونے لگ جاتے تھے ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اہلبیت رسول کو اس حالت میں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

وَمِنْ خَلْفِهِنَّ عَلِيُّ عَلَى بَعِيرٍ بَغِيرٍ وَطَاءٍ اور اہل حرم کے ساتھ جناب سید سجاد تھے جو بے کجاوہ اونٹ پر سوار تھے اور نہایت علیل تھے۔ وَفَخَذَاهُ يَخْشَبُ دَمًا مِمَّا أَصَابَهُ مِنَ الصَّرْبِ وَفِي غُنْفِهِ طَوْقٌ حَدِيدٌ مَغْلُولٌ الْيَدَيْنِ بَاكِ الْغَيْنَيْنِ اور آپ کے ساق پارچی ہو چکے تھے اور ان سے خون جاری تھا اور آپ کے گلوئے مبارک میں آہنی طوق تھا اور دونوں ہاتھ گردن میں بندھے ہوئے تھے اور بیساختہ رو رہے تھے۔

وَالنَّاسُ فِي صَيْحَةٍ فَمِنْهُمْ مَنْ بَكَى وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ مَسْرُورٌ اور ایک شور و غل بلند تھا اور کچھ لوگ اہلبیت کی مظلومیت پر آنسو بہا رہے تھے اور کچھ لوگ خوش تھے اور وہ قافلہ دروازہ دمشق پر کھڑا تھا۔ اس وقت اہلبیت رسول حسین حسین کہہ کر رو رہے تھے اور سب سے زیادہ جناب سکینہ روتی تھی اور بین کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے میرے پیارے بابا! اگر آپ قتل نہ ہوتے تو ہمارا یہ حال تو نہ ہوتا فَقَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ اُسْكُنِي يَا بِنْتَ الْحُسَيْنِ قَدْ اُحْرِقَتْ قَلْبِي جَنَابِ زَيْنَبُ نے فرمایا خاموش رہو اے سکینہ! کہ تیرے رونے سے میرا دل جل رہا ہے اور وہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

اور تیرے اہلبیت کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا۔

یہ واقعہ ماہ محرم میں ہو گا اور ہمارے محبت ہر ماہ محرم میں تیری یاد تازہ کریں گے اور قیامت تک تیری مصیبت پر روئیں گے۔ جگہ جگہ مجالس عزائم منعقد ہوں گی۔ قَالَ الْحُسَيْنُ يَا جَدَّاهُ مَا جَزَاءُ هُمُ امَامٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعِيشُ كِي كِهْ اے جد بزرگوار میرے عزاداروں! ماتم داروں کی جزا کیا ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ اَتَاخُذُ بِاَيْدِيهِمْ وَاَذْخُلُهُمُ الْجَنَّةَ اَخْضَرْتُ نَعِيَا! اے حسین! میں ان کا ہاتھ پکڑوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کروں گا۔

قَالَ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ اَنَا اُسْقِيهِمْ مِنَ الْكُوْثَرِ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں انھیں حوض کوثر سے سیراب کروں گا جناب فاطمہ زہرا نے فرمایا میں اس وقت تک کھڑی رہوں گی جب تک اللہ تعالیٰ میرے بیٹے حسین کے عزاداروں کے حق میں شفاعت قبول کرے اور زائرین حسین کو بہشت میں داخل فرمائے۔ جناب امام حسین نے فرمایا! جب تک میرے رونے والے میرے عزادار ماتم دار بہشت میں نہ جائیں گے میں بہشت میں قدم نہ رکھوں گا اس کے بعد سب رونے لگے۔

مؤمنین کرام!

جائے تامل ہے یہ سن کر جناب سیدہ کو یہ صدمہ ہوا خدا جانے اس وقت ان کا کیا حال ہو گا جب اپنے حسین کو خنجر کے نیچے سر رکھا دیکھتیں یا اپنے بیٹے کا سر نوک سنان پر دیکھتیں کہ وہ شہر بہ شہر پھرایا جا رہا ہے اور جب دیکھتیں کہ ان کی بیٹیاں درباروں بازاروں میں پھرائی جاتی تھیں اور وہ فریاد کرتی تھیں۔

رَوَى لَمَّا وَرَدَ حَرَمُ الْحُسَيْنِ فِي دِمَشْقٍ كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ چنانچہ

حالت کو دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنس رہی تھی اور خوش ہو رہی تھیں۔

وَفِيهِنَّ عَجُوزَةٌ قَدِ اخَذَتْ ظَهْرَهَا اور ان عورتوں میں سے ایک عورت تھی کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس ملعونہ کی کمر خم ہو گئی تھی۔ فَلَمَّا صَارَ الرَّاسُ الشَّرِيفُ قَرِيبًا مِنْهَا قَدْ مَدَّتْ يَدَهَا إِلَى حَجَرٍ جب امام مظلوم کا سر اقدس اس ملعونہ عورت کے قریب پہنچا تو جناب امیرؑ اور جناب سیدہؑ سے دشمنی اور بغض میں اس نے ہاتھ ایک پتھر کی طرف بڑھایا اور پتھر اٹھالیا۔

فَضْرَبَتْهُ عَلَى رَأْسِ الْحُسَيْنِ حَتَّى صَارَتْ الْجِرَاحَةُ فِي رَأْسِهِ الشَّرِيفِ اس بے حیا نے سر اقدس پر اس زور سے پتھر مارا کہ امام مظلوم کا سر مجروح ہو گیا اور اعجاز سے خون بہنے لگا فَعِنْدَ ذَلِكَ بَكَتِ النِّسَاءُ بُكَاءً شَدِيدًا وَلَطَمْنَ الرُّؤُوسَ يَهُ حَالٍ دیکھ کر سب اہل حرم نے رونا اور پیٹنا شروع کر دیا اور جناب زینبؑ نے بین کرتے ہوئے کہا اَيْنَ جَدِّي مُحَمَّدٌ نَ الْمُصْطَفَى لِيَرَى مَا فَعَلْتَ هَذِهِ الْمَلْعُونَةُ کہاں ہیں نانا رسول خدا میرے بھائی کے سر اقدس کے ساتھ اس ملعونہ نے جو بے ادبی کی ہے اس کو دیکھتے۔ ثُمَّ قَالَتْ يَا أُمَاهُ هَذَا الرَّاسُ الَّذِي قَدْ وَضَعْتَ عَلَى صَدْرِكَ پھر بولیں اے اماں فاطمہؑ زہراؑ یہ وہ سر ہے کہ جسے آپ اپنے سینے پر رکھتی تھیں۔ آج اس کا یہ حال کہ نیزے پر رکھا ہے اور اس پر ایک ملعونہ نے یہ ظلم کیا پتھر مارا۔ ثُمَّ إِنَّ سَكِينَةَ لَطَمَتْ رَأْسَهَا وَقَالَتْ يَا أَبَتَاهُ كَيْفَ حَالُكَ لیکن نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہائے میرا غریب بابا! آپ کا یہ حال ہوا کہ اب بھی ظالم آپ پر رحم نہیں کرتے

راوی کہتا ہے ہم اس سانحہ کی وجہ سے بیحد پریشان تھے۔ اِذْ سَقَطَ الْعَرْشُ مِنْ اَعْلَاهُ فَهَلَكَتِ الْعَجُوزَةُ وَمَنْ كَانَ حَوْلَهَا مِنَ النِّسَاءِ کہ ناگاہ وہ مکان گر پڑا وہ بڑھیا اور چاروں عورتیں واصل جہنم ہوئیں۔



وَقَالَتْ يَا عَمَّتِي كَيْفَ لَا أَبْكِي وَقَدْ صَرَخَ أَبِي عَلَى الْأَرْضِ الرَّمْضَاءِ لَيْسَ أَحَدٌ مَعَهُ يُحَافِظُهُ اور کہتی تھی اے پھوپھی! میں کیوں کر نہ روتی میرے بابا زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور ان کی لاش بغیر سر کے ہے اور کوئی بھی اس لاش کی نگہبانی کرنے والا نہیں ہے۔ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ دَارُوا الرَّاسَ فِي اسْوَاقِ دِمَشْقٍ فِي جَمِيعِ الْمَوَاضِعِ صبح نمودار ہوئی تو یزید نے حکم دیا کہ امام حسینؑ اور دیگر شہداء کے سروں سمیت قیدیوں کو شام کے تمام کوچہ و بازار میں پھرایا جائے تاکہ شہر والے ان کو اس حال میں دیکھیں۔ چنانچہ یزیدی کارندوں نے اہلبیتؑ کے لئے ہوئے قافلہ کو گلی گلی کوچہ کوچہ پھرایا، لوگ گلیوں اور بازاروں میں جمع تھے اور ان یکس قیدیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ جناب زینبؑ رو رو کر فرماتی تھیں۔ وَ اُمُّ مُحَمَّدَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاعْلِيَاهُ وَفَاطِمَتَاهُ لَوْ كُنْتُمْ فِي الْأَحْيَاءِ تَنْظُرُونَ مَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ بِنَا نَحْنُ فِي ذُلٍّ وَيُطَافُ بِنَا فِي الْأَسْوَاقِ بَيْنَ الْفُسَاقِ۔

ہائے نانا رسول خدا! ہائے بابا علیؑ مرتضیٰؑ آپ اگر اس وقت یہاں ہوتے تو ہمارا حال دیکھتے کہ ان فاسق و فاجر لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا سلوک کیا ہے کہ ہمیں اس ذلت سے بازاروں میں ناعزموں میں پھراتے رہے۔

ثُمَّ بَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى بَكَتِ النِّسَاءُ پھر اس بیتابی سے روئیں کہ تمام بیبیاں جناب زینبؑ کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ یزید لعین نے حکم دیا کہ اہلبیتؑ کو بمعہ سر ہائے شہداء میرے پاس لایا جائے۔ قَالَ الرَّأْوِي فَتَطَرْتُ قَبْلَ دُخُولِ الرَّاسِ فِي دَارِ يَزِيدَ إِلَى خُمُسِ نِسْوَةٍ عَلَى عَرْشٍ وَيَتَصَاحَكْنَ۔ راوی کہتا ہے کہ ابھی شہداء کے سر دروازہ یزید تک نہیں پہنچے تھے کہ میں پانچ نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ مکان کی چھت پر کھڑی ہوئی ہیں اور وہ اہلبیتؑ اطہار کی اس

عَنِ الصَّادِقِ لِكُلِّ شَيْءٍ ثَوَابٌ إِلَّا لِلْمَعَةِ فِينَا جَنَابٌ صَادِقٌ آلِ مُحَمَّدٍ
نے فرمایا کہ پروردگار نے ہر چیز کے لیے ثواب مقرر کیا ہے مگر ہم اہلبیت کے
مصائب پر رونے کا یعنی اس کے ثواب کی کوئی حد ہی نہیں ہے دوسرے لفظوں میں
خداوند عالم نے اس کے لیے بحد ثواب مقرر کیا ہے۔

حُكِيَ عَنْ دُعْبِلِ الْخَزَاعِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَبِئْسَ مَعْتَبَرٌ كَتَبَ فِي دُعْبِلِ خَزَاعِي
سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي وَمَوْلَايَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى
الرِّضَا فِي مِثْلِ هَذِهِ الْأَيَّامِ کہ میں جناب امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر
ہوا عاشورہ کے دنوں میں میں نے دیکھا کہ حضرت انتہائی غمگین و پریشان بیٹھے
ہوئے تھے۔ فَلَمَّا رَأَيْتُ مُقْبِلًا قَالَ لِي مَرْحَبًا بِكَ يَا دُعْبِلُ جب مجھے آتے
ہوئے دیکھا تو فرمایا آئیے تشریف لائیے اے دُعْبِلُ تم ہم اہلبیت کے مرثیہ گو اور
مداح خواں ہو خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارا محبت ہو یا ہماری ثنا کرے اور خوش
نصیب ہے وہ شخص جو ہاتھ یا زبان یا کسی حوالے سے ہماری مدد کرے۔ ثُمَّ أَنَّهُ
وَسَّعَ لِي فِي مَجْلِسِهِ وَاجْلَسَنِي إِلَى جَانِبِهِ پھر حضرت نے مجھے اپنی مجلس میں
جگہ دی اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔

ثُمَّ قَالَ لِي أَحِبُّ أَنْ تُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِعْرًا پھر مجھ
سے مخاطب ہو کر فرمایا اے دُعْبِلُ! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے جد مظلوم جناب امام
حسین کا مرثیہ سناؤ فَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ كَانَتْ أَيَّامَ حُزْنٍ عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ اے
دُعْبِلُ یہ ایام عاشورہ وہ دن ہیں کہ ان میں اہلبیت رسول اور فرزندانِ بتول انتہائی
سخت مصیبت میں تھے۔ وَكَانَتْ أَيَّامَ سُرُورٍ عَلَيَّ أَغْدَانَا خُصُوصًا بَنِي أُمِّيَّةٍ
اے دُعْبِلُ یہ دن ہمارے دشمنوں کے لیے خوشی کے دن ہیں خاص طور پر بنی امیہ

روایت نمبر



اہلبیت اطہار کے غم میں رونے کا ثواب جناب امام رضا علیہ السلام کی مجلس میں
شاعر اہلبیت و عمل خزاعی کی آمد اور ان کا امام علیہ السلام کے سامنے مرثیہ پڑھنا دربارِ یزید
میں اہل حرم کی پیشی۔



مولانا عابد عسکری

کیے گئے اور زخموں سے چور چور ان کی لاش مبارک گرم ریت پر پڑی رہی۔
مؤمنین کرام! رونے کا مقام ہے کہ جناب فاطمہؑ جس حسینؑ کو گرمی کے
وقت گھر سے باہر نہ نکلنے دیتی تھیں۔ وہ حسینؑ آج گرم ریت پر سویا ہوا ہے اور ان
کی لاش مبارک سے ان کا سر بھی کاٹ لیا گیا ہے۔ افسوس! جسے فاطمہؑ زہراؑ نے سینے
سے جدا نہ کیا اس کا بچھونا کربلا کی گرم ریت ہو۔

منقول ہے کہ ایک بار جناب رسولؐ خدا اور جناب علی مرتضیٰؑ کہیں
تشریف لے گئے تھے جناب امام حسینؑ کھیلتے ہوئے باہر چلے گئے تھے اور عصر تک
گھر میں نہ آئے، جناب سیدہ کو شدید ترین پریشانی لاحق ہوئی اور آپ روتی تھیں
اور کبھی روتے ہوئے گھر سے مسجد کی طرف جاتی تھیں اور کبھی مسجد سے دولت سرا
میں آتی تھیں یہاں تک ستر مرتبہ مسجد میں گئیں اور آئیں۔ اس وقت اس بی بی کا کیا
حال ہوتا جب اپنے اس بیٹے کو گرم ریت پر سویا ہوا دیکھتیں اور اس پر ظالموں نے
گھوڑے دوڑائے۔

شعر:

إِذَا الطَّمْتِ اتَّخَذَ فَاطِمٌ عِنْدَهُ

وَأَخْرَجَتْ دُمْعَ الْعَيْنِ فِي الْوَجَنَاتِ

دعبل کہتے ہیں کہ یقین ہے کہ حسینؑ کا یہ حال دیکھ کر بیساختہ آپ روتی

اور پٹیتی اور مظلوم بیٹے کی لاش پر خون کے آنسو روتیں۔

شعر:

أَفَاطِمُ قَوْمِي يَا بَنَةَ الْخَيْرِ وَالْذَّبِّي

نُجُومُ سَمَوَاتِ بَارِضٍ فَلَاتِ

کے وہ ان دنوں میں خوش ہوئے تھے۔ يَادِغِبِلْ مَنْ بَكَى أَوْ أَبَكَى عَلَى مُصَابِنَا
وَلَوْ وَاحِدًا كَانَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اے دعبل جو شخص ہماری مصیبت بیان کر کے
روئے یا رلائے اگرچہ ایک شخص کو بھی رلائے اس کا اجر و ثواب خدا پر ہے۔ يَا
دِغِبِلْ مَنْ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ عَلَى مُصَابِنَا حَسْرَةُ اللَّهِ مَعَنَا اے دعبل ہماری مصیبت
میں جس کے آنسو ہمیں خداوند عالم اسے ہمارے ساتھ محشور کرے گا۔ يَادِغِبِلْ مَنْ
بَكَى عَلَى مُصَابِ جَدِّی الْحُسَيْنِ غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَهُ اَلْبَنَةُ اے دعبل جو میرے
جد مظلوم امام حسینؑ کی مصیبت پر روئے تو خداوند کریم اس کے تمام گناہ بخش دے
گا، پھر حضرت اٹھے اور ایک پردہ بنایا اور پس پردہ بیسیوں کو بٹھایا۔ ثُمَّ انْفَقَتْ إِلَيَّ
وَقَالَ لِي أَرْثَ الْحُسَيْنِ فَأَنْتَ نَاصِرُنَا وَمَادِحُنَا فَلَا تَقْصِرْ پھر مجھ سے مخاطب ہو
کر فرمایا اے دعبل! اب تم امام مظلومؑ کا مرثیہ پڑھو تم ہمارے ناصر و مداح ہو اپنی
زندگی میں ہماری نصرت و مدح سے ہاتھ نہ اٹھانا۔ قَالَ دِغِبِلْ فَاسْتَعْبِرْتُ وَسَالَتْ
عَيْنِي وَأَنْشَدْتُ دَعْبِلَ کہتے ہیں کہ حضرتؑ کی گفتگو سن کر میں رونے لگا اور
میرے آنسو بہنے لگے اور میں نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

مؤمنین کرام! اس مرثیہ کو غور سے سنیے کہ یہ وہ مرثیہ ہے کہ امام رضا علیہ
السلام کی موجودگی میں پڑھا گیا اور امام علیہ السلام اس کو سن کر بہت روئے۔

شعر:

أَفَاطِمُ لَوْ خَلَّتِ الْحُسَيْنِ مُجَدَّلًا

وَقَدَمَاتٍ عَطَشَانَا بِشَطِّ فِرَاتِ

یعنی اے فاطمہ! اگر تو اس دنیا میں موجود ہوتیں تو اپنے بیٹے حسینؑ کا
حال اپنی آنکھوں سے دیکھتیں کہ جب صحرائے کربلا میں کنارہ فرات پر پیاسے شہید

بَنَاتُ زِيَادٍ فِي الْقُصُورِ مَصُونَةٌ

وَالْ رَسُولُ اللَّهِ مُنْمَتَاتٍ

آہ آہ اے دھوکے باز دنیا۔ ابن زیاد کی بیٹیاں محلوں میں پردہ نشین ہوں

اور جناب رسول خدا کی بیٹیاں کنیزوں کی مانند بے مقصد و چادر ہوں۔

وَالِ زِيَادٍ فِي حُصُونٍ مَنِيعَةٍ

وَالْ رَسُولُ اللَّهِ فِي الْقُلُوبَاتِ

افسوس کہ ابن زیاد کی اولاد محفوظ ترین قلعہ میں ہوں اور نبی زادیاں بے

پلان اونٹوں پر بیٹھ کر شہر بہ شہر پھرائی جائیں۔

وَالْ رَسُولُ اللَّهِ تُسَيِّ جَرْمُهُمْ

وَالِ زِيَادٍ امِينُوا السَّرِيَّاتِ

افسوس کہ ذریت رسول اور عترت بتول تو طوق و زنجیر میں مقید ہوں اور

ابن زیاد کی اولاد پرسکون ہو کر اپنے اپنے گھروں میں آرام کریں۔

وَالْ رَسُولُ اللَّهِ تَخْسِفُ جُثُومُهُمْ

وَالِ زِيَادٍ غَلَّظَهُ الْقَصَرَاتِ

افسوس کہ فرزندان رسول خدا کی لاشیں زمین کر بلا پر پڑی رہیں کہ دن کو

دھوپ میں جلیں اور رات کو ان پر اوس پڑے اور ابن زیاد کی اولاد شب و روز آرام و

سکون کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہیں۔

وَالْ رَسُولُ اللَّهِ تَذْمِي نُحُورُهُمْ

وَالِ زِيَادٍ رِيَّةُ الْحِجَلَاتِ

ہزار حیف کہ فرزندان رسول کے حلقوم سے تو خون بہتا ہو اور ان کی خشک

اے فاطمہ! اے دختر خیر البشر! قبر شریف سے اٹھو اور نوحہ و زاری کرو اپنی

ذریت کے حال پر کہ ان کی لاش کر بلا کی گرم زمین پر پڑی ہے۔

قُبُورُهُمْ بِبَطْنِ النَّهْرِ مِنْ جَنْبِ كَرْبَلَا

مَعْرَسَهُمْ فِيهَا بِسَطٌ فَرَاتِ

آپ کی بعض اولاد کی قبر نہر علقہ کے کنارے پر ہے اور ان کی منزل و

اقامت اور ان کا مسکن کنارہ فرات ہے اس سے مراد جناب عباس کی لاش اقدس

ہے اور قبر عباس ہے۔ ایک پاکستانی شاعر کے مطابق۔

قرآن کو آج تک ہے ان پاروں کی تلاش

جو نہر علقہ کے کنارے بکھر گئے

جناب عباس نے جناب امام حسین سے جو وفا کی ہے دنیا میں اس کی

کوئی مثال نہیں ہے اسی وفا کے صلے میں ان کو جناب سیدہ کی اولاد میں شمار کیا

گیا۔

فَيَا عَيْنُ أَبْلَيْهِمْ وَجُودِي بَعْرَةَ فَقَدْ أَنْ لَتَسْكَابِ وَالْمُهْلَاتِ

اے آنکھ! مصیبت اہلیت پر جی بھر کر رو لے کہ یہ رونے اور آنسو

بہانے کا وقت ہے۔

دِيَارُ رَسُولِ اللَّهِ أَصْبَحَنَ بَلَقَعَا

وَالِ زِيَادٍ تَسْكُنُ فِي الْحُجَرَاتِ

رسول خدا کا آباد گھرانہ تو اجڑ جائے اور آل زیاد آرام دہ محلات میں

سکونت پذیر ہوں۔

گردن کی رگیں کاٹی جائیں اور آل زیاد کے حلقوم ٹھنڈے پانی سے خشک و سرد ہوں۔

افسوس اور دکھ کا مقام ہے کہ امام حسینؑ کے سراقص سے نوک نیزہ پر خون کے قطرے گر رہے ہوں اور آپ کا جسم مبارک گرم ریت پر پڑا ہو اور آل معاویہ آل زیاد گھروں میں خوش و خرم ہوں اور نرم و نفیس بستروں پر آرام کر رہے ہوں اور دختران مشکل کشا، عترت شیر خدا یعنی جناب زینبؑ و ام کلثومؑ کہ جن کی ماں کا جنازہ رات کو اٹھا تھا وہ شتران بے کجاوہ پر سوار ہو کر درباروں، بازاروں میں پھرائی جائیں۔ ان کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے ہوں آل محمدؑ کے معصوم و یتیم بچوں کے چہروں پر طمانچوں کے نشانات پڑے ہوں۔ واہ رے قسمت کائنات کی شاہزادیاں تو زمین پر بیٹھ کر دن رات روتی رہیں اور یزید و زیاد کی بیٹیاں عالیشان محلات میں سکون کی نیند سوئیں۔

قَالَ الرَّاَوِي كُنْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي مَجْلِسِ يَزِيدَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ إِذْ سَمِعْتُ صَيْحَاتٍ وَزَغَفَاتٍ.

راوی نے کہا کہ میں ایک روز مجلس یزید میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ میرے کانوں میں رونے کی ایسی آوازیں آئیں کہ میرا دم گھٹنے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ میں چند بیبیوں کو دیکھا کہ جنھوں نے خاک شفاء سے پردہ کیا ہوا تھا اور اس قافلے میں چند بچے بھی شامل تھے۔ وَخَذُوْهُم مِّنْ اَثَرِ اللَّطْمِ وَالْدَّفْعِ وَتَسِيْلُ اور ان بچوں کے چہروں پر طمانچوں کی وجہ سے نیل پڑ چکے تھے اور منہ پر آنسو بہہ رہے تھے اور انھیں یزید بد بخت کے تخت کے سامنے لایا گیا اور وہ یوں پوچھ رہا تھا مَنْ هٰذِهِ وَمَنْ تَكُوْنُ یہ کون ہے اور وہ کون ہے؟

اس کو ایک ایک بی بی کی طرف اشارہ کر کے بتایا جا رہا تھا۔ هٰذِهِ زَيْنَبُ وَهٰذِهِ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنَاتُ عَلِيٍّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ وَهٰذِهِ سَكِيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ یہ زینب و کلثوم دختران علیؑ ہیں اور یہ بچی حسینؑ کی بیٹی ہے اور اس کا نام سکینہ ہے۔ فَوْتَبَ رَجُلٌ اَحْمَرَ وَقَالَ يَا اَمِيْرَ مَا رِيْدُ اَنْ تَهَبَ لِيْ مِنْ هٰذِهِ الْغَنِيْمَةِ كُلِّهَا مِنْ غَيْرِ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ. اس اثناء میں سرخ رنگ والا ملعون شخص اٹھ کھڑا ہوا اور یزید سے کہا کہ اے خلیفہ وقت! اس مال غنیمت میں یہ بچی مجھے دے دے کہ یہ میرے گھر میں ملازمہ کے طور پر کام کرے گی۔ فَانْضَمَّتْ سَكِيْنَةُ اِلَى عَمَّتِهَا اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَتْ اِسْ شَقِيْ كَايَ كَلَامٍ سَنَ كَرَسِيْنَةً تَرْبِطُ اَنْفُسَ اَوْ دُوْرًا كَرِاْپِيْ پھوپھی اُم کلثومؑ سے لپٹ گئیں اور رو کر بولیں۔

يَا عَمَّتَاهُ اَوْلَا ذُوْ رَسُوْلٍ اللّٰهُ يَكُوْنُوْنَ عَبِيْدًا اے پھوپھی! اولاد رسولؐ کو کبیری میں لایا جائے گا؟ جناب ام کلثومؑ نے اس شقی سے فرمایا اُسْكُتْ يَا لُكْعَ رَجَالِ اے فاسق و فاجر! خدا تیرے ہاتھ اور زبان کو کاٹے اور تیرے بدن کو شل کر دے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے تیری اولاد کو یتیم کرے اور جہنم تیرا ٹھکانہ ہو۔ اِنَّ بَنَاتِ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَكُنَّ خُدَّامًا لِلْاَذْغِيَاءِ اے بے حیا! دختران انبیاء کبیریں نہیں ہوا کرتیں! ابھی اس شہزادی کا جملہ تمام نہ ہوا تھا کہ وہ لعین اسی وقت بتلائے عذاب ہو گیا۔ یہ حال دیکھ کر یزید ملعون نے انھیں رہا نہ کیا بلکہ حکم دیا کہ ان کو ایسے قید خانے میں قید کر دو کہ جہاں دن کو دھوپ میں جلیں اور رات کو اوس میں بھیگیں مگر خدا نے کیا صبر دیا تھا ان جلیل القدر بیبیوں کو کہ انھوں نے یہ ظلم سہے مگر ان لعینوں کو دعائے بدنہ کی ورنہ وہ سب لعین غارت ہو جاتے۔



عَنِ الصَّادِقِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ ذُكِرْنَا عَنْهُ، فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ
مِثْلَ جَنَاحِ الْبُعُوضَةِ جَنَابِ إِمَامِ جَعْفَرٍ صَادِقٍ نَزَلَ بِمَا كَرِهَ مِنْ شَخْصٍ كَيْفَ سَمِعَ هَؤُلَاءِ
ذَكَرَ مَصَائِبَ هُوَ وَأَسْرَاسَ كِيَّ أَتَكَهَوْنَ سَآءَ نَظَرٍ أَكْرَبَ وَهَؤُلَاءِ كَيْفَ سَمِعَ هَؤُلَاءِ
غَفَرَ اللَّهُ لَهُ، ذُنُوبَهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ تَوَخَّاهُ عَالَمُ اس كَافَّةً
بِخَشٍ دِيَتَا هَؤُلَاءِ أَكْرَبَ اس كَافَّةً كَفَّ دَرِيَا كَافَّةً هَؤُلَاءِ - وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ
بَكَى عَلَى مُصَابِ الْحُسَيْنِ أَوْ تَذَكَّرَ أَوْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ أَوْ خَدَمَ أَهْلَ
الْعَزَاءِ كَانَتْ لَهُ زَارِي عَلَى الْعَرْشِ أَرْبَعِينَ مَرَّةً مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيطَالِبٍ جَنَابِ
رَسُولِ أَكْرَمٍ كَارِشَادِ كَرَامِي هَؤُلَاءِ كَافَّةً جَوَامِزِ حُسَيْنٍ كِي مَصِيبَتِ كِي يَادِ كَرِ كَافَّةً
زَارِي كَرِ يَا مَجْلِسَ عَزَا، مَجْلِسَ مَاتَمٍ مِثْلَ شَرِكَتِ كَرِ يَا عَزَادَارِ كِي خَدَمَتِ كَرِ
كُوِيَا اس نَزَلَ عَرْشِ خَدَا بِرِ جَنَابِ عَلِيٍّ مَرْتَضَى كَافَّةً هَؤُلَاءِ كَافَّةً مَرْتَبَةِ زِيَارَتِ كِي هَؤُلَاءِ
رَوَى أَنَّ مُؤْمِنًا مِنْ أَكْبَارِ الْبَلَحِ يَأْتِي بَيْتَ اللَّهِ الْحَرَامَ وَيَزُورُ قَبْرَ النَّبِيِّ فِي
سَائِرِ الْأَعْوَامِ حَدِيثٌ مِثْلُ هَؤُلَاءِ كَافَّةً كِي يَلُحُّ كَامَرِدْمُومِنٍ هَمِيشَ هَرَّ سَالِ حَجِّ بَيْتِ اللَّهِ
أَوْرِ جَنَابِ رَسُولِ خَدَا كَافَّةً رُوضَةِ مَبَارَكِ كِي زِيَارَتِ كَافَّةً لِيَةِ آتَا تَهَا - اس كَافَّةً
جَنَابِ إِمَامِ سَجَادِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي خَدَمَتِ مِثْلَ حَاضِرِ هُوتَا تَهَا أَوْرِ اِپْنِ شَهْرِ كَافَّةً تَحْفَ جَاتِ
إِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي نَذَرَ كَرْتَا تَهَا أَوْرِ كَافَّةً دِينِي وَفَقْهِي مَسَائِلِ پُوچْھِ كَرِ اِپْنِ وَطَنِ وَاپَسِ چَلَا
جَاتَا هَؤُلَاءِ - فَقَالَتْ لَهُ زَوْجَتُهُ، أَرَاكَ تَهْدِي تَحْفًا كَثِيرَةً وَلَا أَرَاهُ يُجَازِيكَ
عَنْهَا بِشَيْءٍ، أَيْكَ مَرْتَبَةِ اس كِي زَوْجَةِ نَزَلَ كَافَا شَخْصٍ! مِثْلُ هَمِيشَ آپ كُو دِيكْھَتِي هَؤُلَاءِ
كَافَا كَسِ كَافَّةً لِيَةِ تَحْفَ أَوْرِ سَوْغَاتِ لَ جَاتِي هَؤُلَاءِ يَا هَؤُلَاءِ دِيكْھَتِي كَافَا وَهَؤُلَاءِ
آپ كُو اس كَافَا مِثْلُ كَافَا دَے - وَهَؤُلَاءِ جَسِ كَافَا مِثْلُ تَوَشُّكِ وَشَبْھِ كَرِ
رَی هَؤُلَاءِ دُنْيَا وَآخِرَتِ كَافَا مَالِكِ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ كُونِیْنِ هَؤُلَاءِ - وَهَؤُلَاءِ خَدَا بِرِ خَلِيفَةِ

روایت نمبر



جَنَابِ إِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ كَافَا فُضَائِلِ وَمُعْجَزَاتِ، مَجْلِسِ عَزَا مِثْلَ شَرِكَتِ كَرِ
عَزَادَارِ كِي خَدَمَتِ كَرِ كَا ثَوَابِ إِمَامِ سَجَادِ نَزَلَ اِيكَ مَخْلُصِ مَوْمِنِ كَا دَامِنِ جَوَاهِرَاتِ أَوْرِ
مَوْتِیوں سَہْ رُویَا، إِمَامِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي دَعَا سَہْ اس مَوْمِنِ كِي پُویَا كَا زَنْدِہُ هُوتَا، إِمَامِ سَجَادِ كَا
مَرْتَبَةِ كَافَا اِہْلِ حَرَمِ كَا شَامِ أَوْرِ دَرِ بَارِ شَامِ مِثْلَ جَانَا -



مولانا عابد عسکری

سرخ سے بھر گیا فرمایا پانی ڈال تاکہ طشت پوری طرح سے بھر جائے۔ فَقَالَ الْإِمَامُ
 مَاهَذَا فَقَالَ مَاءٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ زُمُرُودٌ أَحْضَرُ حضرت نے فرمایا اب کیا ہے اس نے
 عرض کی پانی ہے حضرت نے فرمایا بلکہ سبز زمرہ ہیں ابھی یہ فرمانا تھا کہ خدا کی
 قدرت ہے وہ پانی سبز زمرہ بن گیا پھر ارشاد فرمایا پانی ڈال جب تمام طشت پانی
 سے بھر گیا تو فرمایا اب کیا ہے اس نے عرض کی فَقَالَ هُوَ ذُرٌّ أَبْيَضُ حضرت نے
 فرمایا پانی نہیں ہے دیکھ یہ سفید موتی ہیں جب اس نے دیکھا تو وہ پانی گوہر سفید
 تھے۔ وہ حیران ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑا پاپائے مبارک چومنے لگا حضرت
 نے فرمایا يَا شَيْخُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَنَا شَيْءٌ نَكْفِيكَ بِهِ اے شیخ! ہمارے پاس دنیاوی
 مال میں سے کچھ نہ تھا کہ ہم تجھے دیتے۔ خُذْ هَذِهِ الْجَوَاهِرَةَ اِنَّهَا عَوَاضُ هَذَا
 اِيَّاكَ یہ جواہرات لے لو کہ یہ عوض ہیں تمہارا ان ہدیوں کا جو تم ہمارے لیے لایا
 کرتے تھے۔

وَاعْتَدِرْ مِنَّا عِنْدَ زَوْجِكَ لِاَنَّهَا عَتَبَتْ عَلَيْنَا اور اے شیخ ہماری طرف
 سے اپنی زوجہ سے معذرت کرنا کہ وہ اس مرتبہ ہماری وجہ سے تم پر ناراض ہوئی تھی
 اس مومن نے ندامت سے سر جھکا لیا اور عرض کی آپ سے میری زوجہ کی گفتگو سے
 کس نے آگاہ کیا۔ فَلَا شَكَّ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبُوَّةِ بِشَكِّ اَبِیْ اہل بیت
 نبوت ہیں۔

غرض وہ جواہرات لے کر امام علیہ السلام سے رخصت ہوا اور جا کر اپنی
 بیوی سے تمام ماجرا ذکر کیا۔ وہ بولی امام علیہ السلام کو میرے کلام سے کس نے آگاہ
 کیا؟ وہ شخص بولا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ وہ اہل بیت نبوت اور صاحب علم و
 معجزات ہیں۔ فَسَجَدَ لِلّٰهِ شَاكِرَةً وَاَقْسَمَتْ عَلٰی بَعْلِهَا اَنْ يَحْمِلَهَا اِلٰی

الہی حجت خدا ہیں۔ وہ امام فرزند امام ہیں فرزند رسول ہیں وہ ہمارے آقا و مولا
 ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ ذَلِكَ مِنْهُ اَمْسَكَتْ عَنْ مَلَأْتِهِ جب اس نے اپنے
 شوہر سے یہ سنا تو وہ چپ ہو گئی غرض وہ دوسرے سال حج کی ادائیگی کے بعد امام
 علیہ السلام کی خدمت میں آیا امام علیہ السلام کی دست بوی قدم بوی کا شرف حاصل
 کیا اس وقت امام طعام نوش فرما رہے تھے ارشاد کیا تم بھی کھاؤ اس نے بھی حسب
 خواہش کھانا کھایا۔

ثُمَّ اَتٰی بِطُسْتٍ وَابْرِيقٍ فَقَامَ الرَّجُلُ وَاَخَذَ الْاَبْرِيقَ لِيَصُبَّ الْمَاءَ
 عَلٰی اَيْدِي الْاِمَامِ کھانے کے بعد خادم طشت و پانی کا جگ لایا یہ مومن اٹھا اور
 پانی کا برتن لے کر کھڑا ہو گیا کہ امام سجاد کے ہاتھ دھوائے۔ حضرت نے فرمایا يَا
 شَيْخُ اَنْتَ ضَيْغُنَا فَكَيْفَ تَصُبُّ الْمَاءَ عَلٰی يَدَيَّ اے شیخ! تو ہمارا مہمان ہے
 چاہیے کہ ہم مہمانداری کا حق ادا کریں نہ کہ تو ہمارے ہاتھ دھوائے فَقَالَ الرَّجُلُ
 اُحِبُّ ذَلِكَ اس نے عرض کی میرا یہی جی چاہتا ہے کہ آپ کے ہاتھ دھلاؤں
 فَقَالَ الْاِمَامُ اِنْ اَحْبَبْتَ ذَلِكَ فَوَاللّٰهِ لَا رِيكَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَتَقْرُبُهُ
 عَيْنَاکَ یہ سن کر امام سجاد نے فرمایا: اگر تو اس محبت سے ہمارے ہاتھ دھلاتا ہے تو
 قسم ہے خدا کی میں وہ چیز تجھے دکھاتا ہوں کہ جسے دیکھ کر تو راضی ہو اور تیری
 آنکھیں ٹھنڈی اور روشن ہوں یہ فرما کر آپ ہاتھ دھونے لگے یہاں تک کہ طشت کا
 تہائی حصہ پانی سے بھر گیا۔ حضرت نے فرمایا مَاهَذَا فَقَالَ مَاءٌ اے شیخ طشت میں کیا
 ہے؟ اس نے عرض کی پانی ہے فَقَالَ بَلْ هُوَ يَاقُوْتُ اَحْمَرُ امام علیہ السلام نے
 فرمایا پانی نہیں ہے بلکہ یاقوت سرخ ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ طشت یاقوت

قَالَتْ فَلَمَّا رَأَتْهُ مَلَكَ الْمَوْتِ مُقْبِلًا اِنْكَبَّ عَلَى قَدَمَيْهِ يُقَبِّلُهُمْ وَيَقُولُ پھر اس خاتون نے کہا کہ جب ملک الموت نے ان کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو ان کے پاؤں پر گر کر بوسے لینے لگا اور یوں عرض کی اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ یَا حُجَّةَ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ یعنی سلام ہو آپ پر اے حجت خدا! امام علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے ملک الموت! ہماری خاطر اس مومنہ کی روح اس کے بدن میں لوٹا دیں فَانْهَآ قَاصِدَةٌ لِّزِیَارَتِنَا وَلِلزَّائِرِ عَلَیْنَا حَقٌّ وَاجِبٌ اس لیے کہ اس نے میری زیارت کا قصد کیا تھا اور زائر کا حق ہم پر واجب ہے۔

وَإِنِّیْ قَدْ سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ یُّبْقِیَہَا ثَلَاثِیْنَ سَنَةً لِّقُدُومِہَا اِلَیْنَا اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ اسے تیس برس تک زندہ رکھے تاکہ وہ جان سکے کہ جس کی زیارت کے لیے گئی تھی اس کا خدا کے نزدیک کیا رتبہ ہے؟ ملک الموت نے عرض کی کہ بہر چشم آپ کا حکم بجا لاؤں گا پھر روح میرے جسم میں داخل کی اور میں نے اس بزرگ کے دست مبارک چومے اور وہ چلے گئے۔

اس کے بعد وہ مومن اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر مجلس امام میں آیا۔ فَانْکَبَّتْ عَلٰی قَدَمَیْہِ تَقْبِلُہُمَا جو نبی اس عورت نے امام علیہ السلام کو دیکھا دوڑ کر ان کے قدموں میں گر گئی اور کہنے لگی هَذَا وَاللّٰہِ سَیِّدِیْ وَمَوْلَا یْ هَذَا الَّذِیْ اَحْیَانِی اللّٰہُ بِرَّکَۃِ دُعَائِہِ یہی میرے سید اور مولا ہیں خدا قسم کی انہی کی دعا کی برکت سے خدا نے مجھے زندہ کیا! اس کے بعد وہ دونوں زندگی بھر امام علیہ السلام کے زیر سایہ رہے۔ مومنین کرام! مقام تامل ہے کہ جس کے دست اقدس کا پانی جواہر ہو گیا افسوس اس بیمار کو ظالموں نے پانی سے ترسایا۔ افسوس کہ جس کے ہاتھ اور پاؤں

زِیَارَتِہِ یں سن کر اس خاتون نے سجدہ شکر کیا اور اپنے شوہر کو قسم دی کہ اس مرتبہ مجھے امام علیہ السلام کی زیارت کے لیے لے چلنا۔

جب اس نے دوسرے سال حج کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے لیا راستہ میں وہ عورت بیمار ہو گئی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو وہ عورت انتقال کر گئی۔ فَجَاءَ الرَّجُلُ اِلَی الْاِمَامِ بَاکِیًا حَزِیْنًا وَاَخْبَرَهُ بِمَوْتِ زَوْجَتِہِ وہ شخص روتا ہوا امام علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا حضرت میری زوجہ آپ کی زیارت کے لیے آئی تھی مگر راستہ میں بیمار ہوئی اور مدینہ کے قریب آ کر فوت ہو گئی۔ فَقَامَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَلَّى رَکْعَتَیْنِ وَدَعَا اللّٰہَ بِدَعْوَةٍ یَہ سن کر حضرت اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور دعا کرنے کے بعد اس مومن سے مخاطب ہو کر فرمایا قُمْ وَارْجِعْ اِلَی زَوْجَتِکَ فَإِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْیَاہَا بِقُدْرَتِہِ اے شخص! اٹھ اور جا کہ خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہاری زوجہ کو زندہ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور دوڑ کر اپنے خیمہ میں آیا۔ فَرَاہَا جَالِسَةً فِیْ حَالَةِ الصَّحَّةِ اس نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ وہ صحیح و سالم بیٹھی ہوئی ہے یہ بہت ہی خوش ہوا۔ فَقَالَ لَهَا کَیْفَ اَحْیَاکَ اللّٰہُ اور اس سے پوچھا کہ بتا کہ خدا نے تجھے کیسے زندہ کیا ہے؟ فَقَالَتْ جَاءَ نِیْ مَلَکُ الْمَوْتِ وَقَبَضَ رُوحِیْ وَهَمَّ اَنْ یَّصْعَدَ بِہَا اس خاتون نے بیان کیا ملک الموت آئے اور انھوں نے میری روح قبض کی اور چاہا کہ پرواز کریں۔ وَاِذَا بِرَجُلٍ صِفَتِہُ کَذًا وَکَذًا وَجَعَلَتْ تُعَدِّدُ اَوْصَافَہُ الشَّرِیْفَۃَ کہ ایک نیک بزرگوار تشریف لائے اور ان کا حلیہ مبارک تھا وہ حضرت کے اوصاف بیان کر رہی تھی اور اس کا شوہر کہتا تھا کہ تو سچ کہہ رہی ہے کہ یہی شکل و صورت میرے آقا و مولا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی ہے۔

یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار رسول خدا ہیں اور میرے دادا امیر المومنین علی مرتضیٰ ہیں۔

شعر:

فَيَا لَيْتَ لَمْ أَبْلُغْ دِمَشْقًا وَلَمْ أَكُنْ
يَرَانِي يَزِيدُ فِي يَدِيهِ أَسِيرُهُ

اے کاش کہ مجھے موت آتی اور میں اس حالت سے دمشق میں نہ آتا۔
یہاں تک کہ اسیران کر بلا شام کے دار الخلافہ دمشق میں پہنچے اہل شام جشن منا رہے
تھے اور تکبیریں بلند کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک ہاتف کی آواز آئی کہ وہ یہ شعر پڑھ رہا
تھا۔

شعر:

جَاءَ وَابْرَأْسَكَ يَا بَنَ بَنِي
مُحَمَّدٍ مُرْمَلًا بِدَمَائِهِ تَرْمِيلاً

افسوس اے فرزند رسول خدا کہ آپ کے سر کو یہ ظالم اس ذلت سے لائے
ہیں کہ وہ خاک و خون میں غلطاں ہے۔

وَيُكَبَّرُونَ إِذَا قُتِلَتْ وَأَنَّمَا
قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَلَتَهْلِيلًا

وہ ظالم قتل کر کے تکبیریں کہتے تھے دراصل انھوں نے تکبیر و تہلیل کو قتل
کیا۔ فَلَمَّا وَصَلُوا إِلَى قَصْرِ فِيهِ عَجُوزَةٌ مَلْعُونَةٌ يُقَالُ لَهَا أُمُّ حِجَامٍ جب وہ
لعین ایک مکان کے قریب پہنچے اس میں ایک بڑھیا تھی۔ اس لعینہ کا نام ام حجام تھا
اور اس کے ساتھ کنیریں تھیں۔ فَلَمَّا رَأَتْ رَأْسَ الْحُسَيْنِ عَلَى فَنَاءِ طَوِيلٍ

ملک الموت چوے ان ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور ان سو بے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں
پہنائی جائیں اور سید سجاد کہ جن کی ملک الموت اطاعت کریں ان کو قید کر کے شہر
بہ شہر پھرایا جائے۔

نُفِلَ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي عَنْ جُمْلٍ يَزِيدُ لَهُ، قَالَ
يَا بَنِي حَمَلَنِي عَلَى بَغِيرٍ وَطَاءٍ وَرَأْسُ الْحُسَيْنِ عَلَى فَنَاءٍ وَنَسَوْتُنَا خَلْقِي
وَحَوْلْنَا الرِّيَاحُ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا میں
نے پدر بزرگوار سے عرض کی کہ بابا جان آپ خود ہی سفر شام کی بابت کچھ وضاحت
فرمائیے۔ یہ سن کر انھوں نے فرمایا میں اس کے بارے میں کیا کہوں اور کیسے کہوں؟
مجھے تو ایک بے پلان اونٹ پر سوار کیا گیا تھا اور میرے پدر بزرگوار کا سر ایک نیزے
پر تھا اور میری پھوپھیاں اور بہنیں بے کجاوہ اونٹوں پر سوار تھیں اور ہمارے گرد نیزہ
دار تھے۔

اگر ہم میں سے کوئی روتا تھا تو اس کو نیزوں کے ذریعہ سے چپ کرایا جاتا
تھا۔ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امام سجاد علیہ السلام جب دمشق میں داخل
ہوئے تو آپ ایک بے پلان اونٹ پر سوار تھے اور گلوئے مبارک میں آہنی طوق تھا
اور اس کی وجہ سے آپ کے گلے سے خون بہہ رہا تھا اور سو بے ہوئے پاؤں میں
زنجیریں تھیں وہ ہاتھ کہ جس کے فرشتے بوسے لیتے تھے وہ رسی کے ساتھ بندھے
ہوئے تھے اور آپ رورور کر یہ شعر پڑھتے تھے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

آہ مجھے اس ذلت سے شہر دمشق میں لایا گیا جیسے جش اور زنگبار کے غلام کو
لاتے ہیں اور غلام بھی وہ کہ جس کا آقا مرگیا ہو اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو شعر۔
جَدِي رَسُولُ اللَّهِ فِي كُلِّ مَشْهَدٍ وَشَيْخِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمْرُهُ حَالَانِ کہ یہ لوگ

بنار الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْآخِرَةِ خَدَاوْنَدَا تیرے حسینؑ پر اس عورت نے یہ ستم کیا ہے بارالہا! اس کے مکان کو اس پر گرا دے اور آتشِ جہنم سے پہلے ہی اس کو آتشِ دنیا میں جلا دے۔

فَمَا اسْتَمَّ كَلَامُهَا إِلَّا وَقَدْ هَجَمَ عَلَيْهَا قَصْرُهَا وَاضْرَمَتْ فِيهِ النَّارُ فَمَاتُوا وَاحْرَقُوا فِي سَاعَتِهِمْ ابھی جنابِ نینبؑ کا کلام مکمل نہ ہوا تھا کہ وہ مکان اس پر گر پڑا اور قدرتِ خدا سے اس آگ میں جل گئی اور جو اس کے ارد گرد تھے وہ سب بھی واصلِ جہنم ہوئے۔ جنابِ نینبؑ شکرِ خداوندی بجا لائیں پھر اپنے بھائی کے روئے مبارک کو دیکھ کر اور ان کے مصائب کو یاد کر کے بہت زیادہ روئیں۔

ناگاہ وہ قافلہ دروازہ یزید تک پہنچا۔ قَالَ الرَّاوی کُنْتُ ذَاتِ یَوْمٍ فِی مَجْلِسِ یَزِیدِ ابْنِ مُعَاوِیَةَ اِذْ سَمِعْتُ صِبْحَاتِ رَاوِی کہتا ہے کہ میں دربارِ یزید میں بیٹھا تھا کہ رونے اور پینے کی آوازیں میرے کانوں میں پہنچی میرا دل ڈوبنے لگا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فَرَأَيْتُ عَشْرِينَ نِسْوَةً كَسَبِي الرُّومَ وَالتُّرْكَ قَدْ غَيَّرَتْ وَجُوهَهُنَّ مِنْ اَثَرِ الشَّمْسِ وَالْحَرِّ وَخَذُو ذَهْنَ مِنْ اَثَرِ اللُّطْمِ وَالدَّمُوعُ تَسِيلُ مِنْ بَیْنِ خَوَاتِمٍ كُوْدِيْكَهَا تَرَكَّ وَرُومُ كِي كَنِيْرُوْ كِي مَانْدَانُ كُوْلَايَا كِيَا۔ سورج کی گرمی سے ان قیدیوں کے رنگ متغیر ہو گئے تھے اور بچوں کے چہروں پر طمانچوں کے نشان تھے اور ان کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے پھر ان سب قیدیوں کو تختِ یزید کے نیچے کھڑا کر دیا گیا۔ یزید ایک ایک کے بارے میں پوچھنے لگا کہ ناگاہ یزید کی نظر جنابِ سکینہؑ پر پڑی پوچھنے لگا یہ بچی کون ہے؟ فَقَالَتْ لَهُ، وَبَلْكَ يَا يَزِيدُ اَنَا مَنْ لَا يَخْفَى حَسْبُهُ، وَلَا يُحْمَلُ نَسَبُهُ، جنابِ سکینہؑ نے کہا کہ دائے ہو تجھ پر اے یزید!

فَشَيْتَهُ، الْخَضُوبَةُ بِالْدَّمِ جب اس بے حیا نے سرِ اقدس کو دیکھا کہ نیزے پر ہے اور ریشِ مبارک خون سے رنگین ہے بولی یہ سر جو آگے ہے کس کا ہے اور جو پیچھے ہیں وہ کس کے ہیں؟ فَقَالُوا لَهَا هَذَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ وَهَذِهِ الرُّؤُوسُ اصْحَابِهِ ففَرِحَتْ فَرَحًا عَظِيمًا لوگوں نے کہا یہ سرِ حسینؑ کا ہے اور باقی سران کے عزیزوں اور ساتھیوں کے ہیں۔ یہ سن کر وہ ملعونہ بہت خوش ہوئی۔ وَقَالَتْ بِجَوَارٍ لَهَا نَاوَلْنِي حَجَرًا لِأَضْرِبَ بِهِ وَجْهَ الْحُسَيْنِ لِأَنَّ أَبَاهُ قَتَلَ ابْنِي وَيَعْلَى خوش ہو کر کنیزوں سے کہنے لگی کہ مجھے ایک پتھر اٹھا دو کہ میں حسینؑ کے منہ پر ماروں اور اپنے دل کو خوش کروں کہ اس کے باپ نے میرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ فَنَاوَلَتْهَا بَعْضُ الْجَوَارِي حَجَرًا فَضْرَبَتْ بِهِ وَجْهَ الْحُسَيْنِ فَعَادَ دَمُهُ، وَسَلَّ عَلَى شَيْبَتِهِ پھر ایک کنیز نے پتھر اٹھا دیا آہ اس ملعونہ نے عداوت کی وجہ سے امام علیہ السلام کے رخِ انور پر اس زور سے پتھر مارا کہ معجزانہ طور پر روئے مبارک کے زخموں سے پھر خون جاری ہوا اور خون نکلا کہ ریشِ مقدس پر بہنے لگا۔ فَلَمَّا نَظَرَتْ إِلَيْهِ اُمُّ كَلْتُومٍ وَبَاقِي النِّسَاءِ وَالْأَطْفَالِ وَالْدَّمُ يَسِيلُ بِهِ اور سب اہلِ حرم اور بچوں نے دیکھا کہ (معجزانہ طور پر) آپؑ کے منہ سے خون بہہ رہا ہے۔ تو سب بیہیاں پینے اور ماتم کرنے لگیں۔

قَالَتْ زَيْنَبُ مَنْ فَعَلَ هَذَا بِوَجْهِ اخِي وَنُورِ عَيْنِي جنابِ نینبؑ رو کر بولیں اے لوگو! یہ ظلم میرے پیارے بھائی کے چہرے پر کس نے کیا ہے کسی نے کہا دخترِ فاطمہ زہرا! آپؑ کے بھائی کے چہرے پر ایک بڑھیا نے پتھر مارا بی بی نے اس بڑھیا کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اے امِ ہجاء کہتے ہیں اس وقت دخترِ علی ابنِ ابی طالبؑ نے درگاہِ قاضی الحاجات میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اَهْجُمْ عَلَيْهَا قَصْرَهَا وَاحْرِقْهَا

روایت نمبر



جناب رسول خدا کے پاس جناب جبرئیل کا امام حسین کی ولادت باسعادت کی خوشخبری لے کر آنا اہل حرم کا ایک پہاڑ پر پہنچنا امام حسین کے سراقس پر ایک پرندے کا گلاب پاشی کرنا حضرت امام حسین کے سراقس کے دفن ہونے کے بارے میں چند روایات ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ سر جنت کی طرف چلا گیا۔



مولانا عابد عسکری

میرا حسب و نسب کس پر چھپا ہے؟ میں بیٹی ہوں اس حسین کی جن کو تیری فوج نے تین دن کا پیاسا ذبح کیا ہے۔ یزید نے کہا اے سیکنے! تیرے باپ نے تیرے حق کو بھلا دیا اور میری حکومت میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی (نعوذ باللہ) فَقَالَتْ لَهُ وَيْحَكَ يَا يَزِيدُ اتَّفَرُحْ بِقَتْلِ أَبِي جَنَابٍ سَيَكُنْ رُكْرُ بُولِيسٍ دَائِي هُوَ تَجْهٍ پَر اے یزید! میرے بابا کے قتل پر تو خوش ہو رہا ہے۔

ایک شقی یزید کے دربار میں آیا بیسیوں کی طرف اشارہ کر کے بولا کیا یہ کنیزی ہیں؟ جناب ام کلثوم نے کہا۔ قَطَعَ اللَّهُ يَدَكَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ خدا تیرے ہاتھ کو کاٹے اے دشمن خدا اس شخص کا خیال تھا کہ یہ ترک و روم کی کنیزی ہیں جناب امام زین العابدین نے رو کر فرمایا۔ يَا زُهَيْرُ هَلْ هَذِهِ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ اے زہیر جس کو تو عام خاتون یا کنیز خیال کرتا ہے یہ رسول خدا کی بیٹی ہے یہ سب بیبیاں نبی زادیاں ہیں میں امام حسین کا بیٹا زین العابدین ہوں جب اس شخص کو پتہ چلا کہ یہ قیدی تو خاندان رسالت سے تعلق رکھتے ہیں تو وہ اپنا منہ پیٹنے لگا روتا ہوا اہل حرم کے قریب آیا اس نے نظریں جھکا کر ہاتھ جوڑ کر عرض کی بی بی خدا را مجھے معاف کر دیجئے میں انجان تھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کون ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب بی بی ام کلثوم نے اس کو بددعا کی تھی تو اس وقت اس کا ایک ہاتھ کٹ کر گر پڑا تھا لیکن جب اس نے معافی مانگی تو امام علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی تو اس کا ہاتھ دوبارہ جڑ کر ٹھیک ہو گیا اس کے بعد وہ شخص مستقل طور پر ملک شام کو چھوڑ کر کہیں روپوش ہو گیا۔ پھر اس شہر میں اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔

لَا حَاجَةَ لِي فِي مَوْلُودٍ يُؤَلِّدُ مِنِّي وَيَقْتُلُهُ، أُمْتُكَ مِنْ بَعْدِنَا يَهْنُ سَنَ كَرِجَانِ سَيِّدَةٍ
 بہت روئیں اور کہلا بھیجا اے پدر بزرگوار! مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے کہ
 اسے آپ کی امت کے کچھ ظالم لوگ قتل کر دیں پھر جناب رسول خدا نے پیغام بھیجا
 اَنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي ذُرِّيَّتِهِ اِمَامَةً اے فاطمہ! خداوند کریم آپ کے فرزند کی اولاد میں
 امامت قرار دے گا۔ جب جناب سیدہ نے یہ سنا تو عرض کی کہ بابا اگر میرے فرزند
 کا یہ رتبہ ہوگا تو میں بھی راضی ہوں۔ وَفِي الْاُمَالِي عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الشُّمَالِي عَنْ
 زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ كِتَابُ اِمَالِي فِي الْبُحْرَةِ ثَمَالِي سَے انھوں
 نے زید بن علی سے اور انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن حسین سے روایت کی
 ہے۔ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحَسَنَ قَالَتْ لِعَلِّي سَمِيَهُ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَسْبِقُ
 بِتَسْمِيَتِهِ رَسُولَ اللّٰهِ جَنَابِ اِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ نے فرمایا کہ جب امام حسن علیہ
 السلام نے اس دنیا میں اپنا قدم مبارک رکھا تو جناب فاطمہ نے جناب امیر سے کہا
 کہ اس بچے کا نام آپ تجویز فرمائیں انھوں نے فرمایا اس بچے کا نام ان کے نانا
 جان حضرت محمد مصطفیٰ ہی رکھیں گے۔ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ فَاخْرَجَ اِلَيْهِ فِي خُرْقَةٍ
 صَفْرَاءَ جب جناب رسول خدا تشریف لائے تو زرد کپڑے میں لپیٹ کر بچے کو آپ
 کے پاس لایا گیا آپ نے فرمایا کہ بچے کو زرد کپڑے کی بجائے سفید کپڑے میں
 لپیٹو چنانچہ سفید کپڑا لایا گیا پھر جناب امیر سے پوچھا کہ اے علی! اس بچے کا نام
 آپ ہی رکھیں جناب امیر نے عرض کی آپ کی موجودگی میں اس کا نام کیسے
 تجویز کر سکتا ہوں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اس کا نام اللہ تعالیٰ تجویز فرمائے۔
 فَأَوْحَى اللّٰهُ اِلَى جِبْرِئِلَ اَنَّهُ قَدْ وُلِدَ لِمُحَمَّدِ بْنِ فَاطِمَةَ فَاقْرَءْهُ السَّلَامَ
 وَهَبْهُ اس وقت خداوند عالم نے جبرئیل کی طرف وحی کی کہ اے جبرئیل! حضرت محمد

رَوَى ابْنُ بَابُوَيْهٍ عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ ابْنُ بَابُوَيْهٍ نے جناب امام جعفر
 صادق سے روایت کی ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ اِنَّ جِبْرِئِلَ نَزَلَ اِلَى النَّبِيِّ
 فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يَقْرُنُكَ السَّلَامَ وَيُبَشِّرُكَ بِمَوْلُودٍ يُؤَلِّدُ مِنْ اِبْنَتِكَ
 فَاطِمَةَ کہ ایک دن جناب جبرئیل حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے
 اور عرض کی يَا رَسُولَ اللّٰهِ خداوند عالم نے تحفہ درود کے بعد آپ کو ایک فرزند کی
 بشارت دی ہے وہ آپ کا پیارا نواسا ہوگا اور اس بچے کی والدہ ماجدہ آپ کی دختر
 نیک اختر فاطمہ زہرا ہیں۔ وَتَقْتُلُهُ، أُمْتُكَ مِنْ بَعْدِكَ اور بشارت کے بعد یہ بھی
 فرمایا ہے کہ اس فرزند کو آپ کے بعد آپ کی ہی امت قتل کرے گی۔ قَالَ يَا
 جِبْرِئِلُ قُلْ لِرَبِّي لَا حَاجَةَ لِي فِي مَوْلُودٍ يُؤَلِّدُ مِنْ فَاطِمَةَ وَيَقْتُلُهُ، أُمَّتِي مِنْ
 بَعْدِي آنحضرت نے فرمایا اے جبرئیل! خداوند عالم سے عرض کریں کہ مجھے ایسے
 فرزند کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ فاطمہ کے یہاں پیدا ہو اور اسے میری امت قتل
 کرے جناب جبرئیل گئے اور فوراً واپس آ گئے۔ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ اَنَّ رَبَّكَ يَقْرُنُكَ السَّلَامَ وَيُبَشِّرُكَ اَنَّهُ جَاعِلٌ فِي ذُرِّيَّتِهِ الْاِمَامَةَ
 وَالْوَصَايَةَ اور جبرئیل امین نے عرض کی کہ اے رسول خدا پروردگار عالم سلام کے
 بعد یہ بشارت دیتا ہے کہ خداوند کریم آپ کی ذریت کو امامت اور آپ کی جانشینی کا
 منصب عطا فرمائے گا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ رَضِيْتُ بِذَلِكَ آنحضرت نے فرمایا میں راضی ہوں اللہ
 تعالیٰ کی رضا پر۔ پھر جناب سیدہ کو کہلا بھیجا کہ اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ آپ کو پیارا
 سا فرزند عطا فرمائے گا اس کا نام حسین ہوگا اور اس کو میری امت کے بد بخت ترین
 لوگ بغیر کسی جرم خطا کے قتل کریں گے۔ فَجَزَعَتْ فَاطِمَةُ وَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تَقُولُ

ہوا کہ بہشت کو سجاؤ اور فرشتے صفیں باندھ کر تسبیح و تقدیس کریں اور حورانِ جنت جناب سیدہ کو مبارکباد پیش کرنے کے لیے آئیں کہ آج کا دن خوشی کا دن ہے کہ آج فرزند رسول جناب حسینؑ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ مومنین کرام! ایک تو وہ دن تھا کہ امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کے موقع پر پوری کائنات میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور بہشت بریں میں جشن منائے جا رہے تھے ایک وقت ایسا بھی آیا ہے جگر گوشہ بتول خاک کر بلا پر سویا ہوا ہے۔ مَجْزُورُ الرَّاسِ عَنِ الْقَفَا مَخْتُوكُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ اس حالت میں کہ آپ کا سراقدس پس گردن کاٹا گیا تھا اور ظالم آپؑ کی عبا اور عمامہ لوٹ کر لے گئے تھے۔

الْغُسْلُ مِنْ دَمِهِ آپؑ غسل کے بدلے خون میں نہائے ہوئے تھے اور کفن کے بدلے صحرا کی خاک ملے تھی۔ وَحَوْلَهُ أَصْحَابُهُ وَأَقْرِبَاؤُهُ مَجْزُورُونَ كَالْأَضْحَى عَلَى الرَّمَالِ اور امام مظلومؑ کے ارد گرد آپؑ کے عزیز اور ساتھی قربانی کے گوسفندوں کی طرح پڑے تھے۔

وَرَأْسُهُ مَرْفُوعٌ عَلَى قَنَاتٍ وَشَيْبَتُهُ مُخَضَّبَةٌ بِالْدَّمِ آپؑ کا سراقدس نیزے پر آویزاں کیا گیا اور آپؑ کی ریش مبارک خون سے رنگین تھی اور ان ظالموں کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ راستہ جو بھی پوچھتا تھا۔ لِمَنْ هَذَا الرَّأْسُ یہ کس کا سر ہے؟ تو سخت ترین بغض اور عداوت کی وجہ سے جواب دیتے تھے۔ بَلْ قَالُوا خَرَجَ عَلَى الْأَمِيرِ خَارِجِيٍّ لِحَارِبِنَاهُ وَهَذَا رَأْسُهُ وہ کہتے تھے کہ ایک خارجی نے ہمارے امیر کے خلاف بغاوت کی ہے ہم نے اس سے جنگ کی ہے اور اس کو شکست دے کر اس کا سر کاٹ کر لائے ہیں۔

یزیدیوں کے دل آنکھ اور کانوں پر پردہ پڑ چکا تھا وہ حقیقت میں نہ سن

مصطفیٰؐ کا نواسہ پیدا ہوا ہے اور ہماری طرف سے بعد از سلام مبارکباد کہنا اور ان سے کہنا۔

إِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُونَ اے رسول خدا علیؑ آپ سے رشتہ داری میں ایسے ہیں جیسا کہ ہارون کو موسیٰؑ کی قربت حاصل ہے پس اس بچے کا نام ”ہارون“ رکھو جناب جبرئیلؑ آئے اور جناب رسالتؐ تک حکم الہی پہنچایا اور آپؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا کہ ہارون کے بیٹے کا نام کیا تھا عرض کیا۔ ”شہر“ قَالَ لِسَانِي عَرَبِيٌّ قَالَ سَمِّهِ الْحُسَيْنَ فَسَمَّاهُ الْحُسَيْنَ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ ان کا نام ”حسن“ رکھو چنانچہ جناب علی مرتضیٰؑ کے پہلے فرزند کا نام ”حسن“ رکھا گیا۔ فَلَمَّا وَلَدَ الْحُسَيْنَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى جِبْرِئِيلَ أَنَّهُ قَدْ وَلَدَ لِمُحَمَّدٍ ابْنُ فَاطِمَةَ إِلَيْهِ فَهَيَّئْهُ جَبَّامُ حُسَيْنٍ پیدا ہوئے تو جبرئیلؑ کو حکم خداوندی ہوا کہ ہمارے پیارے رسول اکرمؐ کا نواسا پیدا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کو مبارکباد دیجئے اور کہیے۔

جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ علیہ السلام کے جانشین تھے اسی طرح علیؑ علیہ السلام آپ کے جانشین ہیں اس بچے کا نام ہارونؑ کے چھوٹے بیٹے کے نام پر رکھیے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ ہارونؑ کے چھوٹے بیٹے کا نام کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا شبیر۔ قَالَ لِسَانِي عَرَبِيٌّ قَالَ سَمِّهِ الْحُسَيْنَ فَسَمَّاهُ الْحُسَيْنَ فرمایا اے جبرئیلؑ میری زبان عربی ہے جبرئیلؑ نے عرض کی اس بچے کا نام ”حسین“ رکھو چنانچہ شہزادہ کو حسین کا نام حسینؑ رکھا گیا۔

پھر گر وہ درگروہ فرشتے مبارکبادی کے لیے آنے لگے۔ رضوان جنت کو حکم

سرانور نے یہ آیت پڑھی وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيُّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ یعنی قریب ہے کہ یہ ظالم جان لیں گے کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ فَاجْتَمَعَتِ الطُّيُورُ حَوْلَهُ وَهُمْ يَنْكُحُونَ وَيَقُولُونَ اس سر کے ارد گرد پرندے جمع ہو کر روتے تھے اور رو رو کر کہتے تھے۔ وَيْلٌ لِّأُمَّتِهِ قَتَلُوا ابْنَ بَنَتٍ نَّبِيَّهُمْ عَذَابُ هُوَانِ ظَالِمُونَ پر جنھوں نے اپنے پیغمبر کے بیٹے کو قتل کیا۔ اس کے بعد ابن زیاد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان اسیروں اور سروں کو شام کی طرف بھیجا جائے اور اس شقی نے تاکید کی کہ ان قیدیوں کو ویران راستوں اور ڈراؤنے جنگلوں، خوفناک صحراؤں سے گزار کر لے جایا جائے ان کو آب و طعام سے محروم رکھا جائے۔ چنانچہ پانچ سو مسلح شخص ان قیدیوں کے ہمراہ تھے ان ظالموں نے پورے راستہ میں اہلیت اطہار اور ان کے معصوم بچوں کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ دی۔

فَبَكَى الْأَطْفَالُ فِي حُجُورِ أُمَّهَاتِهِمْ وَيَقُولُونَ الْعَطَشُ الْعَطَشُ پیاس کی شدت کی وجہ سے بچے ماؤں کی گودیوں میں رو رو کر کہتے تھے کہ پانی پانی اگر وہ بار بار مانگنے کے بعد پانی دیتے تھے تو وہ اتنا کم ہوتا کہ اس سے پیاس بھی نہ بجھتی تھی۔ کوفہ سے شام تک کا سفر کیسے گزرا اور کس طرح طے ہوا؟ زبان کو جرات نہیں ہے کہ بیان کر سکے اور قلم میں طاقت نہیں ہے کہ اس کو لکھ سکے۔

دوران سفر یزیدیوں نے عجیب و غریب واقعات و مشاہدات و کرامات اور معجزات دیکھے لیکن ان بد بختوں پر ذرا بھر فرق نہ پڑا اور نہ ہی ان کو کسی چیز نے کسی قسم کا فائدہ دینا تھا۔ یزید لعین کو جب اسیران کربلا کی آمد کا پتہ چلا تو وہ بہت خوش ہوا اور حکم دیا پورا شہر سجایا جائے چراغاں کیا جائے خاص طور پر اس کے دربار کو آراستہ کیا جائے چنانچہ دربار یزید میں بہت سی سونے اور چاندی کی کرسیاں رکھی

سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے بلکہ وہ گراہی اور ذلالت کے اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب چکے تھے۔ قتل امام کے بعد اب دنیا کی کوئی روشنی انھیں فائدہ نہ دے سکتی تھی، ان ظالموں نے سفر کے دوران امام حسین علیہ السلام اور دیگر شہداء کے سرہائے اقدس سے بے شمار معجزات دیکھے اس کے باوجود بھی وہ ظلم سے باز نہ آئے انھوں نے اکثر جگہوں پر جناب رسول خدا، علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ کو روتے ہوئے دیکھا مگر رحم نہ کھایا۔ امام علیہ السلام کا سر مبارک کربلا سے لے کر شام تک قرآن پڑھتا گیا۔ آدم سے لے کر خاتم تک اور خاتم سے لے کر قیامت تک کوئی ایسا نہیں ہے جو بدن سے کٹنے کے بعد کچھ بولے یہ واحد سراپا ہے جو مسلسل قرآن پڑ رہا تھا اور زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ اے دنیا والو! ہم قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ہمارے ساتھ ہے۔

یزید ابن ارقم کہتے ہیں کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ امام حسین کا سر اقدس نیزہ پر میرے قریب سے نکلا اس کی وجہ سے میرا کمرہ روشن ہو گیا تو میں نے سنا کہ وہ سر اقدس یہ آہ پڑھ رہا تھا۔ اُمِّ حَسْبُتْ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا آیا تو نے گمان کیا کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری عجیب نشانیوں میں سے تھے۔

یہ دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے با آواز بلند کہا اے فرزند رسول! واقعتاً آپ کا واقعہ تمام واقعات سے عجیب تر ہے میں امام مظلوم کی مظلومیت پر بہت رویا اور اپنے منہ پر ٹمانچے مارے قَالَ ثُمَّ غَلِقَ الرَّاسُ الشَّرِيفُ عَلَى شَجَرٍ فِي الْكُوفَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ رَاوِی کہتا ہے کہ جب ظالم اس سر اقدس کی جگہ جگہ تشہیر کر چکے تو پھر امام مظلوم کے سر کو ایک درخت سے لٹکا دیا جب یہ ظلم کیا تو اس

ہے کہ جس کے لیے ایک پرندہ بھی اظہار عقیدت کر رہا ہے۔ یزید نے کہا اے لوگو! تم نے بنی ہاشم کی جادوگری کو دیکھا کہ پرندہ بھی ان کے سحر میں مبتلا ہو گیا۔ اس وقت جناب زینبؓ تڑپ کر بولیں اے یزید! یہ سحر نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے فرزند رسول کے غم میں کائنات کی ہر چیز نوحہ کننا ہے۔ انسان تو انسان درندہ پرند اور چرند بھی غم شبیر میں مصروف ماتم ہیں۔ تو نے جو کرنا تھا کر لیا اب تیرے ساتھ جو ہونا ہے اس کے لیے بھی تیار رہ تو دنیا و آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا ہو گا اور ایسے دردناک عذاب میں مبتلا ہو گا کہ تو اس کی شدت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ راوی کہتا ہے یہ سن کر یزید سبک پا ہو گیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازہ دمشق پر لٹکا دو فَعَلَقَ عَلٰی بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقٍ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق امام مظلوم کے سر کو دروازہ دمشق پر لٹکا دیا گیا۔ جہاں پانچوں وقت کی نماز ہوئی تھی اور اذان ہوتی تھی خدا جانے وہ کس منہ سے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حالانکہ فرزند رسولؐ کا سر اس مسجد کے دروازے پر آویزاں کیا گیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق کہ امام عالی مقام کے سر اقدس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں دفن ہوا ہے۔

چنانچہ ایک اور روایت میں ہے کہ جب سلطنت عباسیہ قائم ہوئی تو منصور نے اپنے غلام سے کہا کہ اسے حفاظت سے رکھ یہ کہ اس میں بنو امیہ کا قیمتی خزانہ ہے جب اسے فرصت کے وقت کھولا دیکھا تو اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس ہے اس نے کپڑے میں لپیٹ کر دفن کروادیا۔

ایک اور روایت میں ہے سلیمان عبدالملک نے خزانے سے اس سر کو منگوا دیکھا تو صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں اور اس سے اعلیٰ ترین خوشبو مہک رہی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب اسیران کر بلا رہا ہو کر واپس مدینہ آنے لگے تو امام مظلوم کے سر اقدس کو اپنے ساتھ لے کر آئے اور اس کو جناب فاطمہ زہرا کے پہلو میں دفن کر دیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جناب زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بابا

گئیں اور انواع و اقسام کی چیزوں کے علاوہ شرا بخواری کا بطور خاص اہتمام کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کے پاس ایک پالتو پرندہ تھا یزید کے ملازموں کو اس پرندے کو سکھایا ہوا تھا جب کوئی خوشی کا دن آتا تو اس کے ملازم اس پرندے کو ضرور پیش کرتے تھے۔ ایک طشت میں گلاب اور ایک طشت میں مشک وغیرہ رکھتے تھے۔ جب یزید آواز دیتا تو وہ پرندہ اپنی جگہ سے اڑ کر گلاب میں غوطہ زن ہو کر مشک وغیرہ میں لوٹتا تھا پھر آواز دیتا تو وہ پرندہ یزید کے سر پر اڑتا تھا اور گلاب و مشک چھڑکتا تھا تو وہ لعین کہتا تھا کہ دیکھو میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہوں کہ پرندے بھی میری اطاعت کرتے ہیں۔

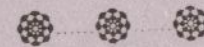
چنانچہ اس روز بھی پرندے کو لایا گیا جشن کا سماں تھا۔ ہر طرف سے یزید زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ یزید نے فخریہ انداز میں اس پرندے کو آواز دی تو وہ اڑا اور گلاب میں غوطہ مار کر مشک وغیرہ میں لوٹنے لگا۔ فَصَاحَ یَزِیْدُ فَلَمْ تَتَحَرَّکْ عَنْ مَقَامِہِ یَزِیْدُ نے پھر آواز دی مگر وہ پرندہ اپنی جگہ سے نہ ہلاٹھا صحاح ثانیہ فلم یات الیہ پھر یزید نے دوسری مرتبہ آواز دی پھر وہ پرندہ اس کی طرف نہ آیا۔ فَلَمَّا صَاحَ ثَالِثًا طَارَ وَجَاءَ اِلٰی رَاسِ الْحُسَیْنِ وَدَارَ حَوْلَہٗ وَافْرَفَ وَصَبَّ عَلَیْہِ مَافِیْ اَجْنَحَتِہٖ جب تیسری مرتبہ یزید نے آواز دی تو وہ پرندہ اڑا اور اس لعین کی طرف نہ گیا بلکہ جناب امام حسین کے سر اقدس کی طرف آیا اور اس سر کے ارد گرد چکر لگاتا اور روتا تھا اور گلاب و مشک کو چھڑکتا تھا۔

حَتّٰی وَقَعَ عَلَیْہِ آخِرَ بَیْتَابِہٖ ہو کر گر پڑا کچھ دیر کے بعد پھر اڑا اور دیوار پر جا بیٹھا اور روتا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا۔ یزید اور اس کے درباری دیکھتے رہ گئے۔ حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے تعجب کیا اور کہنے لگے کہ یہ سر کسی بزرگ کا

کے سر اقدس کو کربلا میں لے آئے اور اس کو امام علیہ السلام کے تن کے ساتھ ملا کر دفن کر دیا۔

ایک روایت ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کو جس جگہ پر رکھا تھا۔ اس جگہ کی نگرانی کے لیے چالیس محافظ مقرر کیے گئے میری نظر میں معرکہ کربلا تھا جس کی وجہ سے رات بھر مجھے نیند نہ آئی جب رات تاریک ہوئی تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے اے آدم! اے موسیٰ! اے عیسیٰ! آپ ادھر آئیں جب یہ تینوں بزرگوار آئے پھر جناب رسول خدا روتے ہوئے تشریف لائے۔ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ دَخَلَ الْقُبَّةَ وَآخَذَ الرَّأْسَ مِنْهَا جَنَابُ رَسُولُ خُدا روتے ہوئے اس جگہ پر تشریف لے گئے جہاں پر امام حسینؑ کا سر موجود تھا آپؑ نے اپنے فرزند کے سر کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور حضرت آدمؑ کے پاس لائے اور کہا اے حضرت آدم! آپؑ نے دیکھا میری امت نے میرے فرزند حسینؑ سے کیا کیا۔

آنحضورؐ کے گریہ کرنے کی وجہ سے جناب جبرائیلؑ بھی رو پڑے اور عرض کی میرے آقا زلزلوں کا کنٹرول میرے پاس ہے اگر آپ حکم کریں تو زمین کو ہلا دوں اور یہ سب لعین واصل جہنم ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یہ منظور نہیں ہے بلکہ اس خون ناحق کا انتقام حشر پر رکھا ہے۔ پھر جبرائیلؑ نے کہا اگر حکم ہو تو ان چالیس کافروں کو جہنم پہنچا دوں؟ حضرت راضی ہوئے۔ چنانچہ جبرائیلؑ جس کے منہ پر پھونکتے تھے وہ واصل جہنم ہوتا تھا جب میرے پاس پہنچے تو میں نے فریاد کی۔ الْأَمَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ حضرتؑ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے بعد اپنے پیارے نواسے کا سر اقدس لے کر جنت کی طرف تشریف لے گئے۔



روایت نمبر



فضائل جناب امیرؑ 'ایک محبت اہلبیتؑ حبشی شخص کی تدفین و تکفین کا واقعہ' اہلبیتؑ کی اسیری اور ہندہ کا خواب جناب سیدہ روز قیامت عدالت الہی میں کس حالت میں آئیں گی؟ اور آپ کے گریہ و ماتم کی وجہ سے پورا اہل محشر روئے گا۔ جناب ام کلثومؑ کا امیر لشکر سے کہنا کہ جن جن نیزوں پر ہمارے پیاروں کے سر آویزاں ہیں وہ ہمارے سامنے سے ہٹا لیجئے کہ ہم ان سروں کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے۔ جناب سیدہ فاطمہؑ عرش کو پکڑ کر فریاد کرنا۔



مولانا عابد عسکری

رسول خدا اس کی قبر میں خود اترے اور جب قبر میں اتار چکے تو اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیا اور پھر اس پر مٹی ڈالنے لگے فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتَ كَيْفَ أَعْرَضْتَ عَنِ الْأَسْوَدِ سَاعَةً ثُمَّ سَوَّيْتَ عَلَيْهِ اللَّبْنَ فَقَالَ نَعَمْ جَبَّ أَفْ دُنْ سَ فَا رَغْ هُوَ تَوَ اصْحَابْ نَ عَرْضْ كِ يََا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہَمْ نَے آپ کو دُفنْ كَے وَقت دیکھا کہ آپ نے اس حبشی کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے اِنَّ وَلِيَّ اللّٰہِ اَخْرَجَ مِنَ الدُّنْيَا عَطْشَانًا رَّيَاحٌ حَبَشِيٌّ اَنْتَهَىٰ مَوْمِنٌ شَخْصٌ تَہَا جَب دُنْيَا سَے گِیا تُو پِیَا سَا تَہَا۔ فَتَبَادَرَتْ اِلَيْهِ اَزْوَاجُہُ مِنَ الْخُودِ الْعَيْنِ بِشَرْبٍ مِنَ الْجَنَّةِ اس کی طرف اس کی ازواج (حوریں) آبِ جنت لے کر آئیں۔ تو میں نے ان حوروں سے اپنا رخ موڑ لیا۔ تاکہ یہ مرد مومن ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ مقامِ افسوس ہے کہ آقائے نامدار اپنے غلاموں کا یہ خیال کریں لیکن ان کے نواسے کو غسل و کفن ہی نہ دیا جائے اور ان کے سر کو قلم کر کے نوک نیزہ پر آویزاں کیا جائے اور ان کی نواسیوں کو قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا جائے۔

سید ابن طاووس نے روایت کی ہے جب اہلبیت اطہار کو سرہائے شہداء سمیت لے کر دمشق کے قریب پہنچے جناب ام کلثومؑ نے امیر لشکر سے کہا میرا ایک تجھ سے سوال ہے؟ وہ بولا بتائیے آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ بی بی نے فرمایا فَقَالَتْ اِذَا اَدْخَلْتَ بَنَا الْبَلَدِ فَاحْمِلْنَا فِيْ ذُبَّةٍ قَلِيلٍ النَّظَارَةَ جَب ہمیں شہر میں لے جانا تو ایسے راستہ سے لے کر جانا کہ جہاں لوگوں کا ہجوم نہ ہو۔ وَقُلْ لَهُمْ اَنْ يُخْرِجُوا هَذِهِ الرُّؤُوسَ مِنْ بَيْنِ الْمَحَامِلِ اور نیزہ برداروں سے کہہ دے جن جن نیزوں پر ہمارے عزیزوں کے سر نصب ہیں ان کو الگ الگ کر لیں۔ فَقَدْ حَزَنَّا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَيْنَا کہ ہمِ عمرت رسولؐ ہیں کہ ہم لوگوں کے دیکھنے سے پریشان ہوتے

منہ کھولا۔ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ هَذَا رِيَاخٌ غُلَامٌ الْيَانِ النَّجَارِ آنحضورؐ نے جناب امیر سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علیؑ! یہ تو غلام الیان نجار ہے فَقَالَ عَلِيُّ وَاللّٰہِ مَا رَأَيْتُ قَطُّ اِلَّا وَخَجَلٌ فِيْ قَبُوْدِهِ وَقَالَ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ اُحِبُّكَ جَنَابِ امیرؑ نے عرض کی یا حضرت یہ غلام مجھ سے بہت محبت کرتا تھا خدا کی قسم جب یہ مجھے دیکھتا تھا تو بیڑیوں اور زنجیروں میں میرے احترام کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور انتہائی عاجزی کے ساتھ کہتا تھا یا علیؑ! میں آپؐ کو دل سے دوست رکھتا ہوں۔

جب حضور اکرمؐ نے یہ سنا کہ یہ شخص علی ابن ابی طالبؑ کا ماننے والا ہے۔ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰہِ بِغُسْلِهِ وَكَفْنِهِ فِيْ ثَوْبٍ مِنْ ثِيَابِہِ جَنَابِ رسول خدا نے حکم دیا کہ اسے غسل دو آپؐ نے اسے اپنے کپڑوں میں کفن دیا۔ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَشَيْعَہُ وَالْمُسْلِمُونَ اِلَى قَبْرِہِ پھر آنحضرتؐ نے اس حبشی پر نماز پڑھی پھر جنازہ کی مشابعت کی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ خدا کی معیت میں لوگ حبشی کا جنازہ قبرستان کی طرف لے کر جانے لگے فَسَمِعَ النَّاسُ دَوَاتًا شَدِيدًا فِي السَّمَاءِ لوگ پروں کی آواز سنتے تھے کہ آسمان کی طرف سے آرہی ہے۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ اِنَّہُ قَدْ شَيْعَہُ سَبْعُونَ اَلْفَ قَبِيلٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس مرد مومن کی تشیع جنازہ کے لیے فرشتوں کے ستر ہزار قبیلے آئے ہیں۔ فِيْ كُلِّ قَبِيلَةٍ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلِكٍ ہر قبیلے میں ستر ہزار فرشتے ہیں۔ وَاللّٰہُ مَا نَالَ ذٰلِكَ اِلَّا بِحُبِّكَ يَا عَلِيُّ پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا خدا کی قسم اے علیؑ! یہ حبشی اس اعلیٰ رتبہ پر آپؐ ہی کی محبت کی وجہ سے پہنچا ہے۔ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰہِ فِيْ لَحْدِہِ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْہُ ثُمَّ سَوَّى عَلَيْهِ اللَّبْنَ جَنَابِ صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ پھر جناب

وَفِيهِمْ رَجُلٌ ذَرَىٰ اللَّوْنِ قَمَرِيٍّ الْوَجْهَ فَاقْبَلْ يَسْعَىٰ حَتَّى الْكُفِّ
عَلَى ثَنَائِيَا الْحُسَيْنِ يُقْبَلُهُمَا اور ان میں ایک شخص ایسا تھا کہ اس کا چہرہ چودھویں
کے چاند کی مانند دمک رہا تھا وہ امام حسینؑ کے سر اقدس کی طرف دوڑ کر آیا اس نے
اپنے آپ کو اس سر اقدس پر گرا دیا اور ان دانتوں اور چہرے پر بار بار بوسے دیتا تھا
اور رو رو کر کہتا تھا۔ يَا وَلَدِي يَا قُرَّةَ عَيْنِي قَتْلُوكَ دَمًا عَرْفُوكَ وَمِنْ شُرْبِ
الْمَاءِ مَنُوعُوكَ ہائے فرزند ہائے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ان ظالموں نے تجھے قتل
کیا اور تیرے مرتبہ کو نہ پہچانا مرتے دم تک تجھے پانی نہ دیا۔ يَا وَلَدِي إِنِّي جَدُّكَ
رَسُولُ اللَّهِ وَهَذَا أَبُوكَ عَلِيُّ بْنُ الْمُؤْتَصِي اے حسین! میں تمہارا نانا رسول خدا
ہوں یہ تمہارے والد علی مرتضیٰ ہیں اور تمہاری والدہ فاطمہ زہراؑ بھی ہمارے ساتھ
آئی ہیں۔ ناگاہ میری آنکھ کھل گئی اور میں چونک کر اٹھ بیٹھی وَإِذَا بَنُو قَدْ اِنْتَشَرُوا
عَلَى رَاسِ الْحُسَيْنِ پس میں نے دیکھا امام حسینؑ کا سر اقدس سورج کی مانند
روشن تھا میں یزید کی تلاش میں نکلی کہ اس کو اپنا یہ خواب سناؤں ناگاہ میں نے دیکھا
کہ وہ شقی ایک تاریک مکان میں دیوار کی جانب منہ کر کے روتا ہے اور کہہ رہا ہے
مَالِي وَلَقُتِلَ الْحُسَيْنِ کیا چیز باعث ہوئی کہ میں نے حسین ابن علیؑ کو قتل کیا
ہے۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا وہ شقی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھا رہا
اور میری بات کا جواب نہ دیا۔ فَلَمَّا أَصْبَحَ اسْتَدْعَى بِحَرَمِ رَسُولِ اللَّهِ جب صبح
ہوئی تو یزید نے اہلبیت رسولؐ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ فَقَالَ لَهُنَّ أَيُّمَا أَحَبُّ
الْيَكُنَ الْمَقَامَ عِنْدِي أَوِ الرُّجُوعُ إِلَى الْمَدِينَةِ یزید نے کہا کہ اے اہلبیت رسولؐ

ہیں۔ اس شقی نے جواب میں کہا کہ ہمیں امیر شام کا یہی حکم ہے کہ آپ سب کو سر عام دن کے وقت شہر میں لے جائیں۔ اس کافر نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ شہداء کے سروں کو اہل حرم کے اونٹوں سے جدا نہ کرنا۔ **وَسَلَّكَ بِهٖمۡ بَيْنَ النَّظَارِ عَلٰی تِلْكَ الصَّفَةِ حَتّٰی اَتٰی بِهٖمۡ فِی دِمَشَقِ** اس طرح اہلیت رسولؐ کو بلوائے عام سے گزار کر دروازہ دمشق پر پہنچایا گیا اور جب شام میں داخل ہوئے تو اہل شام حیران ہو کر کہتے تھے کہ ہم نے ایسے قیدی کبھی نہیں دیکھے خدا را بتائیے کہ آپ کون لوگ ہیں؟ **فَقَالَتْ سَكِينَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ ؑ نَحْنُ سَبَايَا اِلِ مُحَمَّدٍ سَكِينَةُ** دختر حسینؑ بولی واقعتاً تم لوگوں نے ہماری طرح کے قیدی نہیں دیکھے ہوں گے ہم آل محمدؑ ہیں۔ یزید لعین نے اپنا دربار سجایا ہوا تھا اور کئی سوکری نشین اس مجلس میں موجود تھے جب اس بد بخت نے عترت رسولؐ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب اس حالت میں دختران علیؑ کو شام کی عورتوں نے دیکھا تو سبھی نے اپنے بال کھول دیے اور گریہ و ماتم کی آواز بلند کی یہ ہولناک منظر دیکھ کر یزید ڈر گیا اور اس نے حکم دیا کہ قیدیوں کو اس وقت ایسے قید خانے میں بند کر دو کہ جہاں ان کو ذرا بھر آرام نہ ملے دھوپ کی شدت اور سایہ نہ ہونے کی وجہ سے آل محمدؑ کے رنگ متغیر ہو گئے۔

ہندہ زوجہ یزید سے روایت ہے۔ اس نے کہا۔ کُنْتُ أَخَذْتُ مَضْجَعِي
فَرَأَيْتُ أَبَا مِّنَ السَّمَاءِ قَدْ فُتِحَ اِيك دِن اِنْبِي اِيَام مِيں كِه جِب اِهْلِيَّتْ شَام مِيں
قَيِد تَحِي مِيں سَوِي تَحِي كِه مِيں نِي خَوَاب مِيں دِيكْهَا كِه آسْمَان كَا اِيك دِرَوَازِه كَهْل گِيَا۔
وَالْمَلَا نِكَّة يَنْزِلُونَ كِتَابِ اِلَى رَاسِ الْحُسَيْنِ وَهُمْ يَقُولُونَ اور حَضْرَت اِمَام
حُسَيْن كِه سِرْ اَقْدَس كِه پَاس مَلَائِكَة فَوْج دَر فَوْج آ رِهِي هِيں اور رَو رَو كِر كِهْتِي هِيں۔
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ سَلَامُ هُوَ آيْ

آپ شام میں رہنا پسند کرتے ہیں یا مدینہ واپس جانا چاہتے ہیں؟ جناب ام کلثومؓ نے فرمایا اگر ہو سکے تو ہمارے لیے ایک مکان خالی کروایا جائے تاکہ ہم سب سے پہلے اپنے مظلوم بھائی کو جی بھر کر رو لیں اور کربلا والوں کے غم میں مجلس عزاء برپا کر سکیں کیونکہ جب سے ہمارے بھائی حسینؑ شہید ہوئے ہیں تیری فوج نے ہمیں رونے نہ دیا۔ یزید یو بولا چاہو کرو اور ان کے لیے ایک وسیع مکان خالی کرا دیا فَلَمَّ يَبْقُ الْيَوْمَ هَاشِمِيَّةً وَلَا قَرَشِيَّةً إِلَّا وَاجْتَمَعَتْ عَلَيْهِنَّ اَهْلُ بَيْتِ لَوْ كُيُوسُ رَسَدَ دِينَ کے لیے ہاشمی و قریشی اور دوسرے خاندانوں کی عورتیں جمع ہوئیں وَلَيْسَ السَّوَادُ وَاقِفْنَ الْعِزَاءُ اور سب نے سیاہ کپڑے پہنے اور تمام پیمیاں اور دوسری تمام عورتیں ماتم حسینؑ میں مشغول ہوئیں۔ وَبَقِيْنَ يَنْحُنُّ مُدَّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ اس طرح مسلسل سات دنوں تک ماتم حسینؑ میں مشغول رہیں۔

فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّامِنُ وَانْقَضَتِ الْعَزِيَّةُ دَعَاهُنَّ يَزِيدٌ وَعَرَضَ عَلَيْهِنَّ الْمَقَامَ جب آٹھواں دن ہوا تو یزید نے اہلبیتؑ سے کہا کہ وہ شام میں رہیں فابو اعن ذلک لیکن انھوں نے انکار کر دیا کہا کہ ہم واپس مدینہ جانا چاہتے ہیں فَأَمَرَ بِاجْصَارِ الْمُحَامِلِ وَزَيْنَبَهَا بِالْإِنْطَاعِ وَصَبَّ عَلَيْهَا الْأَمْوَالُ چنانچہ چند اونٹ منگوائے گئے اور کجاؤں پر سیاہ پردے آویزاں کیے گئے اور ضرورت کے مطابق کچھ سامان بھی اونٹوں پر رکھا گیا وَقَالَ يَا أُمُّ كَلْثُومُ خُذِي هَذَا الْمَالَ عَوَضَ مَا أَصَابَكُمْ يَزِيدُ بولا کہ اے خواہر حسینؑ! آپ لوگ یہ مال لے لو کہ یہ معاوضہ ہے تمہاری مصیبتوں کا اور یہ خون بہا ہے۔ وہ شقی کس قدر بد بخت تھا کہ خون حسینؑ کو آسان سمجھتا تھا۔

فَبَكَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ وَقَالَتْ جَنَابُ امِّ كَلْثُومٍ بے اختیار رونے لگیں اور بولیں

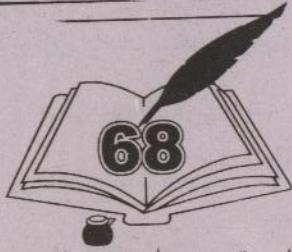
يَا يَزِيدُ مَا قُلَّ حَيَاؤُكَ سَوَّدَ اللَّهُ وَجْهَكَ تَقْتُلُ أَهْلَ بَيْتِي وَتُعْطِيْنِي عَوَضَهُمْ اے یزید! تو کس قدر بے حیا ہے خدا تیرے منہ کو سیاہ کرے تو نے ہمارے اہلبیتؑ کو قتل کیا وہ فرزند ان فاطمہؑ اور جگر گوشہ رسولؐ تھے تو ہمیں ان کا خون بہا دیتا ہے خدا کی قسم دو جہاں بھی حسینؑ کے ایک بال کا خون بہا نہیں ہو سکتے اور مجھے کیا دیتا ہے کل تجھے بہت کچھ دینا ہے جب ہماری ماں فاطمہؑ زہراؑ پایہ عرش الہی پکڑ کر عرض کریں گی يَا عَدْلُ يَا حَكَمُ احْكُمْ بَيْنِي وَبَيْنَ قَاتِلِ وَلَدِي اے عادل! اے حکیم! مجھ میں اور ان ظالموں میں فیصلہ کر کہ جنھوں میرے فرزند حسینؑ کو قتل کیا ہے جن ظالموں نے میرے گلشن کو اجاڑا ہے جنھوں نے میری اولاد کو طرح طرح کی اذیتیں دے کر شہید کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہؑ زہراؑ محشر میں تشریف لائیں گی تو ایک منادی ندا کرے گا۔ يَا اَهْلَ هَذَا الْمَوْقِفِ غَضُّواْ أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَخْجُوزَ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ دختر پیغمبر اکرمؐ گزر جائیں۔ راوی نے معصوم سے پوچھا کہ یا حضرت جس وقت جناب سیدہ محشر میں تشریف لائیں گی تو مردوں کا آنکھیں بند کرنا تو بجا ہے مگر عورتوں کی آنکھیں بند کرنے کی کیا وجہ ہے؟ آہ آہ حضرت نے فرمایا اے شخص! وہ مظلومہ اس حالت سے آئیں گی کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوگی ایک ہاتھ پر رسول خدا کے دندانِ شکستہ ہوں گے اور داہنے کندھے پر امام حسینؑ کا زہر آلود پیراہن اور دوسرے کندھے پر امام حسینؑ کا خون آلود لباس ہوگا۔ ایک ہاتھ میں علیؑ کا خون آلود عمامہ ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں محسن کی لاش ہوگی۔ جب بی بی عرش کے نیچے پہنچیں گی تو خود کو بہشتی ناقہ سے گرا دیں گی اور عرض کریں گی اے عادل! اے حکیم انصاف کر میرے فرزندوں کے قاتلوں اور میرے درمیان حکم الہی مانگا۔

آپ جنت میں داخل ہوں۔

فَقُولُ لَا ادْخُلُ حَتَّى اَعْلَمَ مَا صَنَعَ لَوْلَدِي الْحُسَيْنِ جَنَابِ فَاطِمَةَ!
عرض کریں گی میں ایک دفعہ اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھنا چاہتی ہوں جو اس کی
کربلا میں تھی ناگاہ انھیں جناب امام حسینؑ نظر آئیں گے کہ ان کا تمام جسم تلواروں
نیزوں سے چھلنی چھلنی ہے اور خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ فَتَصْرُخُ صَرْخَةً عَالِيَةً
وَتَصْرُخُ الْمَلَائِكَةُ مَعَهَا وَتَقُولُ يَهْ حَالُ دَيْكِهِ كَرْنَابِ فَاطِمَةَ زَهْرًا اِيك چنچ ماریں
گی کہ سب ملائکہ چنچ مار کر رو انھیں گے اور جناب سیدہ فریاد کریں گی وَادَّهْ
وَاشْمَرَةً فَوَادَّهْ ہائے میرے فرزند! ہائے میرے میوہ دل! رے میرے حسین۔



روایت نمبر



فضائل جناب فاطمہ زہراؑ حضرت علی علیہ السلام کی شادی خانہ آبادی کی خوشی
میں جنت میں حور و غلمان اور عرش معلیٰ پر فرشتوں کا جشن منانا چہند پرند اور درند کا غم شیر میں
آہیں بھر بھر کر رونا میدان کربلا میں ایک شیر کا آنا اور لاش امام کی حفاظت کرنا امام سجادؑ کا
ہر شہید کی لاش پر آنا اور گریہ و ماتم کرنا جناب حر کی لاش کو گنج شہداء میں دفن کرنا جناب
نسیبؑ کا اپنے بھائی کی قبر کے پاس رہنے کی خواہش، لیکن جناب سجادؑ کے اصرار پر بڑی
مشکل سے مدینہ کی طرف روانگی



مولانا عابد عسکری

خدا سب سے زیادہ اپنی اس اکلوتی بیٹی سے پیار کرتے تھے کہ جب جناب سیدہ اپنے بابا جان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی تھیں تو سلطان الانبیاء اپنی صاحبزادی کے احترام کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور انھیں اپنے سامنے بٹھاتے تھے۔ ایک دن بی بی عائشہ نے عرض کی اے رسول خدا! آپ اپنی بیٹی سے اس قدر پیار کرتے ہیں۔ فرمایا اے عائشہ تو نہیں جانتی خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اور مجھے اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جناب سیدہ نے حد بزرگی میں قدم رکھا تو اکثر مہاجرین و انصار کی عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں اور اپنے اپنے بیٹوں کے لیے شادی کی استدعا کی۔ حضرت نے فرمایا فاطمہ کی شادی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جس کے بارے میں وہ حکم فرمائے گا میں اس کے ساتھ فاطمہ کا عقد کروں گا۔ کثیر لوگوں نے جناب امیر سے کہا کہ آپ بھی اپنے رشتے کی استدعا کریں۔ فاتح خیبر جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے بارے میں آقاؐ کے نامدار سے بات کروں۔

جناب جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضورؐ کی خدمت میں بہشت کا حریر سفید پیش کیا اور عرض کی کہ آج ہم سب ملائکہ چوتھے آسمان پر جمع ہیں اور حوروں کو زینت کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم ہوا کہ جناب علی مرتضیٰ اور جناب سیدہ کا نکاح پڑھوں۔ بہشت میں اس عظیم مسرت کے موقع پر خوشیوں مسرتوں کے جشن منائے جا رہے ہیں۔ پس یا رسول اللہ! حکم ربی یہ ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی فاطمہ زہراؑ کا عقد جناب علی مرتضیٰ سے کر لیں۔

جناب رسول خداؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ اس تقریب سعید کی

رُوی أَنَّ فَاطِمَةَ سَمِيَتْ بِفَاطِمَةَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَطَعَ شَبَعَهَا وَمَوَالِيَهَا مِنْ نَارِ الْجَحِيمِ منقول ہے کہ جناب فاطمہ کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ پروردگار عالم نے مومنین کو آتش جہنم سے دور کیا ہے۔ ابن بابویہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ہر مومن اور کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ هَذَا مُؤْمِنٌ وَهَذَا كَافِرٌ کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ ناگاہ ایک شخص بارگاہ الہی میں پیش کیا جائے گا کہ اس کا نامہ عمل گناہوں سے بھرا ہوگا تو حکم ہوگا کہ اسے جہنم کی طرف لے چلو جب فرشتے اسے لے چلیں گے کہ وہ جناب سیدہ سے شفاعت کی درخواست کرے گا۔ فَشَنَادَنِي فَاطِمَةُ يَا رَبِّاهُ وَيَا سَيِّدَاهُ سَمَّيْنِي فَاطِمَةَ وَوَعَدْتَنِي بِعَتَقِ شَيْعَتِي مِنَ النَّارِ وَأَنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَلَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ جناب فاطمہ زہراؑ بارگاہ الہی میں دعا کریں گی کہ بارہا تو نے میرا نام فاطمہ رکھا ہے اور تو نے میرے ماننے والوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو اپنے وعدے سے انحراف نہیں کرتا۔

خدا یا اس شخص کو بخش دے اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا صَدَقْتَ يَا فَاطِمَةُ أَنَا سَمَّيْتُكَ فَاطِمَةَ اے فاطمہ! تو سچ کہتی ہے میں نے تیرا نام فاطمہ رکھا ہے اور تیرے ماننے والوں کو جہنم سے دور رکھا ہے اور میرا وعدہ حق ہے اور اس میں وعدہ خلافی نہیں کرتا لَٰكِنْ أَمَرْتُهُ إِلَى النَّارِ لِتُشْفِعَنِي لَهُ وَأَقْبَلَ شَفَاعَتَكَ وَيَظْهَرُ عَلَيَّ مَلَائِكَتِي وَانْبِيَائِي وَرُسُلِي قَدْزَكَ وَمَنْزِلَتِكَ عِنْدِي مگر اے فاطمہ! میں نے اس شخص کو جہنم کی طرف بھیجنے کا اس لیے حکم دیا ہے کہ تو اس کی شفاعت کرے اور میں شفاعت قبول کروں اور میرے نزدیک تیری جو قدر و منزلت ہے وہ تمام انبیاء و ملائکہ پر ظاہر ہو (سبحان اللہ) کیا رتبہ ہے جناب سیدہ کا کہ جناب رسول

زمین پر چلنا بھی حرام ہے۔ مومنین کرام! غور کیجئے کہ تمام روئے زمین جس کا حق مہر ہو اور اس بی بی کو ناراض کیا جائے۔ ان کے صاحبزادے حسنؑ کو زہرا دے کر شہید کیا جائے اور اس شہزادہ کی میت پر تیر پھینکے جائیں اور جس بی بی کا مہر پوری زمین ہو اور اس کے بیٹے کو شہید کرنے کے بعد دفن بھی نہ کرنے دیا جائے۔ یزیدی لشکر نے اپنے مردے تو دفن دیے تھے لیکن امام حسینؑ اور دیگر شہدائے کربلا کو زمین پر دیے رہنے دیا اور ان شہداء کے سروں کو قلم کر کے نیروں پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرائے گئے۔

نام نہاد مسلمانوں نے تو فرزند رسول کے ساتھ یہ سلوک کیا لیکن درندہ پرندہ چرند دھاڑیں مار کر شہداء کی لاشوں پر سایہ کرنے اور کچھ پرندے ایسے بھی تھے جو ذبح شدہ پرندے کی طرح تڑپتے تھے شہدائے کربلا کی لاشیں گرم ریت پر پڑی رہیں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں اور صحرا کی ریت اڑا کر ان بیکسوں کی لاشوں پر پڑتی تھیں۔

اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے تیسرے دن قوم بنی اسد نے ترس کھا کر ان شہداء کو دفن کر دیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب جناب امام زین العابدینؑ شام سے سرہائے اقدس لے کر کربلا پہنچے تو ان شہداء کی لاشیں اسی طرح خاک و خون میں غلٹاں پڑی ہوئی تھیں۔

چنانچہ منقول ہے کہ جب یزید لعین اپنے مظالم اور افعال ناشائستہ پر نادم اور پشیمان ہوا تو اس نے جناب امام سجادؑ کو قید خانے سے بلوایا اور کہا اے فرزند رسول! اگر آپ کو اسباب سفر کی ضرورت ہو تو فرمائیے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا اے یزید! ہمیں کچھ نہیں چاہیے صرف میں تجھ سے تین باتیں کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تو

مناسبت سے مسجد میں جمع ہوئے چنانچہ سب احباب اکٹھے ہوئے اور آپؐ نے علی مرتضیٰؑ اور فاطمہ زہراؑ کا نکاح پڑھا اور پانچ سو درہم مہر مقرر کیا۔

ایک روایت میں ہے جب جناب سیدہؑ نے حق مہر کے بارے میں سنا تو عرض کی بابا جان! اس دنیاوی مہر کی بجائے میں چاہتی ہوں کہ ہمارے ماننے والوں کو قیامت کے دن ہر طرح کے عذاب و پریشانی سے نجات ملے اور وہ بہشت میں جائیں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا خاموش ہو گئے۔ ناگاہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور ایک حریر بہشت کا ٹکڑا عطا فرمایا اس پر سبز حروف میں لکھا تھا۔

بعد از تحفہ سلام اے میرے حبیب! اگر آپ کی دختر گرامی جناب فاطمہ زہراؑ کی خوشی اسی میں ہے کہ ہم ان کے ماننے والوں کو بخش دیں تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اس لیے آپؑ پریشان نہ ہوں۔ یہ سن کر جناب رسولؐ خدا بہت خوش ہوئے اور جناب سیدہؑ نے بھی سجدہ شکر کیا اور خوش ہوئیں اور اس تحریر کو آنکھوں سے لگایا اور زندگی بھر اس نوشتہ بہشت کو اپنے سے جدا نہ کیا اور وصیت میں فرمایا کہ اسے میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سیدہؑ کے حق مہر میں خمس دنیا، بہشت کا تہائی حصہ چار دریا مقرر کیے گئے۔

برادران اہل سنت کی معتبر ترین کتب میں لکھا ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِنَّ اللَّهَ ذَوَّجَ عَلِيًّا بِفَاطِمَةَ وَجَعَلَ صَدَاقَهَا الْأَرْضَ يَعْنِي رَسُولُ اللَّهِ خُدا نے فرمایا کہ خدا نے علیؑ کی فاطمہ زہراؑ کے ساتھ تزویج کی اور تمام روئے زمین کو مہر فاطمہؑ قرار دیا۔ ضمن مشی علیہا و اغضبها فی شیء کان شیء حرام جو شخص زمین پر چلے اور کسی چیز میں جناب فاطمہؑ کو ناراض کرے تو اس کا

کجاوے میں سوار تھیں جب کہ بلا پہنچے تو دماغ خوشبو سے معطر ہو گئے۔

بشیر کہتا ہے کہ میں اس وقت گھوڑے پر سوار تھا کہ اچانک میرا گھوڑا چلنے سے رک گیا اور میں نے دیکھا بے شمار درندے وہاں پر بیٹھے ہیں پھر میں نے دیکھا پرندے جمع ہیں اور شور مچاتے ہیں شیر کی بو سے میرا گھوڑا آگے نہ بڑھا قریب تھا کہ شیر کے خوف سے میں بھاگ جاؤں کہ امام زین العابدینؑ نے پکار کر کہا اے بشیر! تو کیوں ڈرتا ہے ان میں سے کوئی بھی تجھے نقصان نہ پہنچائے گا کہ یہ سب میرے غریب و مظلوم بابا کے ماتم دار ہیں اور اہلبیتؑ کو آواز دے کر کہا کہ اونٹوں سے اترو کہ ہم مقتل شہداء پہنچے ہیں۔ یہ سن کر سب اہلبیتؑ اتر پڑے اور امام علیہ السلام کو تاب ضبط نہ رہی سر سے عمامہ اتار ڈالا اور گریبان کو چاک کیا اور پابرہنہ ہو کر مقتل کی طرف روتے ہوئے چلے اور اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔

بشیر کہتا ہے کہ میں دوڑا اور قریب جا کر عرض کی کہ اے مولا! اگر آپ اپنی یہ حالت بنائیں گے تو اہلبیتؑ کو کون سنبھالے گا؟ یہ سن کر امام علیہ السلام نے غش سے آنکھیں کھولیں اور پھر روتے ہوئے چل پڑے۔ جب آپؑ پرندوں کے قریب پہنچے تو امام علیہ السلام کو دیکھ کر چیخنے چلانے لگے اور ہرن اور شیر آپؑ کے ان قدموں پر گر گئے کہ جن میں ظالموں نے بیڑیاں اور زنجیریں پہنائی تھیں آنکھیں ملنے لگے اور بے اختیار روتے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ انھیں پر سادیتے ہیں شہداء کر بلا کا اہلبیتؑ کی اسیری کا امام علیہ السلام ان بے زبان جانوروں کو دیکھ کر روتے تھے اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے تھے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے بشیر یہ ہرن، بھیڑیا اور شیر جو تو دیکھ رہا ہے یہ سب چالیس دنوں سے میرا شہید بابا کے غم میں رو رہے ہیں اور شہداء کی لاشوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور یہ

مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو میں موجود ہوں اور اگر قتل کرنا نہیں چاہتا تو میرے پردہ داروں (پھوپھیوں، بہنوں) کو میرے ساتھ مدینہ بھجوا دے دوسرا میرے بابا کا سر مجھے دے دے تیسرے ہمارے تبرکات تیری فوج لوٹ کر لائی ہے وہ ہمیں منگوا دے۔ یزید نے حکم دیا کہ اہلبیتؑ کے تبرکات ہلے آؤ جب وہ تبرکات لانے لگے جب اس میں علم عباسؑ نظر آیا تو جناب زینبؑ رونے لگیں اور بولیں ہائے ہائے یہی روز عاشورہ میرے بھائی عباسؑ کے کاندھے پر تھا کہ ناگاہ ایک لعین ایک صندوقچہ لایا اور یزید کے سامنے لا کر کھولا کہا اے امیر! یہ حسینؑ کا وہ لباس ہے جو ان کے قتل کے بعد میں نے ان کے جسم سے اتارا تھا اور ان کے بدن کو زمین پر ویسے رہنے دیا تھا۔

یزید لعین نے جب اسے دیکھا تو وہ لباس ٹکڑے ٹکڑے تھا کہنے لگا تعجب ہے کہ حسینؑ ایک طرف امامت کا دعویٰ کرتا تھا اور دوسری طرف ایسا بوسیدہ لباس پہنتا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ لباس پرانا نہ تھا بلکہ یہ تلواریں اور تیروں کی وجہ سے پھٹ گیا ہے۔ یہ سن کر یزید نے امام علیہ السلام کا سر اقدس امام زین العابدینؑ کے سپرد کیا اور بشیر سے کہا کہ تو اہلبیتؑ کے ہمراہ مدینہ جا۔ جناب سید سجادؑ نے فرمایا میں سیاہ عماریاں تیار کروا دے کہ ہم ماتم دار حسینؑ ہیں چنانچہ یزید نے سیاہ عماریاں منگوائیں اور اہل بیتؑ سوار ہونے لگے جب جناب زینبؑ کے سوار ہونے کی نوبت پہنچی تو بی بی نے رونا اور ماتم کرنا شروع کر دیا ہائے حسینؑ ہائے مظلوم اے عباسؑ قاسمؑ اکبرؑ تم کہاں ہو پہلے تو تم سب میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے سوار کیا کرتے تھے غرض جناب زینبؑ روتی ہوئیں۔ تو تمام اہلبیتؑ عماریوں میں روتے ہوئے سوار ہوئے سب سے آگے جناب امام زین العابدینؑ گھوڑے پر سوار تھے ان کے پیچھے اہلبیتؑ

شہدا کی تدفین میں مشغول ہوئے، جناب علی اکبرؑ کو اپنے بابا کی پابنتی طرف دفن کیا اور سب شہداء کو جہاں جہاں نشان تھے وہاں دفن کیا اس کے بعد جناب عباسؑ کی لاش کی تلاش میں نہر فرات کے کنارے آئے دیکھا تو ان کی لاش پڑی ہوئی ہے اور ان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں آپ اپنے چچا جان کی لاش پر بہت زیادہ روئے پھر ان کو وہیں دفن کر دیا۔

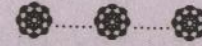
پھر حضرت خُر کی لاش کو تلاش کیا ایک روایت میں ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد خُر کی ماں آئی اور بیٹے کی لاش کو لے کر جانے لگی اور کہہ رہی تھی کہ اے بیٹا تو نے حسینؑ پر جان دے کر اچھا نہیں کیا (نعوذ باللہ) ناگاہ غیب سے ایک پتھر آیا اور اس ملعونہ کے سر پر لگا اور وہیں پر ڈھیر ہو گئی پس امام علیہ السلام نے خُر کو وہیں دفن کر دیا ان کی ماں کی قبر ان کی قریب ہے پس جو بھی حضرت خُر کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اس ملعونہ کی قبر پر پتھر مارتا ہے۔ پھر جناب سجادؑ اپنے بابا کی قبر اطہر پر تشریف لائے اور خیمہ نصب کر کے اس میں ماتم حسینؑ برپا کیا۔ جناب زینبؑ تین دن اور تین راتیں مسلسل قبر امام سے لپٹ کر روتی رہیں اور قبر سے جدا نہ ہوئیں جب افاقہ ہوا تو رو کر کہا اے اماں! آپ نے ہم غریبوں کی خبر بھی نہ لی آہ اس امت جفاکار نے تین دن آپ کے فرزند اور ہم سب کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا اور میرے بھائی حسینؑ کے عزیز اور ساتھی پیاسے شہید کیے گئے۔ جناب امام زین العابدینؑ نے آ کر پھوپھی کی خدمت میں عرض کی پھوپھی جان اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسی قبر پر سر رکھ کر اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دوں مگر میرے بابا کی وصیت ہے کہ مدینے جاؤں اور روضہ رسولؐ پر جا کر نانا جان اور اہل مدینہ کو شہادت حسینؑ کی خبر سناؤں میرے بابا نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے دوستوں کو میرا

پرندے بھی امام مظلوم پر روتے ہیں اور امام علیہ السلام کی لاش پر اپنے پروں سے سایہ کیا ہوا ہے تاکہ نور چشم بتول کا جسم اقدس دھوپ سے محفوظ رہے کہ ناگاہ یا حسینؑ ہائے مظلوم کی آوازیں آنے لگیں میں نے عرض کی مولا! رونے کی آوازیں کہاں سے آرہی ہیں۔ امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا اے بشیر! جو آواز دہنی طرف سے آرہی ہے یہ آواز جنات کی ہے کہ یہ میرے پدر بزرگوار کے ماتم دار ہیں شب و روز روتے رہتے ہیں اور جو آواز بائیں طرف سے آرہی ہے۔ یہ انبیاء کرام اور حورانِ جنت کی آوازیں ہیں۔ یہ فرما کر امام علیہ السلام اپنے بابا کی لاش اقدس پر آئے آہ عجیب حالت سے دیکھا کہ فرزند رسول خاک و خون میں غلطاں زمین پر پڑے ہیں دست اقدس بدن سے جدا ایک سمت پڑے ہیں۔ سید سجادؑ اپنے بابا کی لاش کو اس حالت میں دیکھ کر بہت زیادہ روئے پھر دل کو سنبھال کر قبر کھودنے میں مشغول ہو گئے۔

ابھی تھوڑی سی کھودی تھی کہ ایک قبر ظاہر ہوئی اور اس میں ایک لوح تھی کہ اس میں جلی حروف سے لکھا تھا۔ هَذَا قَبْرُ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنی یہ قبر حسین ابن علیؑ کی ہے اور جب بیمار کر بلانے چاہا کہ اس نور خدا کو قبر میں اتاریں تو دو ہاتھ نمودار ہوئے اور آواز آئی بیٹا سجادؑ میں تمہاری دادی زہرا ہوں مجھے اپنے بیٹے کی لاش دے دیں تاکہ میں اسے آغوش قبر میں سلاؤں اس کے بعد اس آفتاب امامت کو زیر زمین پنہاں کر کے قبر کو تیار کیا تو خوب روئے اور سب اہلیت دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ جناب زینبؑ اور جناب ام کلثومؑ اپنے بھائی کی قبر سے لپٹ گئیں اور انتہائی درد ناک بین کیے۔ سب ماتم کر رہے تھے اور رو بھی رہے تھے ایک قیامت برپا تھی امام زین العابدینؑ نے خود صبر کر کے سب کو دلاسا دیا اور باقی

سلام کہنا اور کہنا کہ میں نے اپنا خشک گلا تمہارے لیے کٹوایا ہے۔ جب ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کرنا۔ دراصل یہ امام کی وصیت قیامت تک کے مومنین کے لیے ہے کہ ہم نے تم سب کی شفاعت کے لیے تین دن کی پیاس میں گلا کٹایا ہے جناب زینبؓ نے کہا کہ اے فرزند! تم وطن جاؤ اور مجھے یہیں رہنے دو۔

امام علیہ السلام نے عرض کی پھوپھی جان بابا! کی وصیت یہی ہے کہ آپ بھی مدینہ چلیں۔ جناب زینبؓ امام وقت اور پیارے بھتیجے سید سجادؑ کی بات سن کر ناچار انھیں اور قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔



روایت نمبر



اہل بیت رسولؐ کے غم میں رونا عبادت ہے! اہلبیتؑ کی زندان شام سے رہائی اور اسیران کر بلا کا کر بلا میں آنا اور پھر آل رسولؐ کی مدینے میں آمد جناب امام سجاد علیہ السلام کا اپنے پیاروں کے غم میں گریہ و ماتم کرنا اور اہل مدینہ کا قیامت خیز گریہ کرنا بشیر کا غم شبیر میں مرثیہ کہنا۔ امام سجادؑ کا یہ کہنا کہ مدینہ والو! ہم اجڑ کر لٹ کر تمہارے پاس آئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی تو نہیں رہا۔ سامعین و حاضرین کے لیے بجلی بن کر گرا امام زین العابدینؑ نے چالیس حج کیے لیکن اپنے اونٹ کو کبھی چھڑی بھی نہ ماری کہ کہیں اس بے زبان کو تکلیف نہ پہنچے۔



مولانا عابد عسکری

کرتے تھے ان مصیبتوں کا کہ جو ان کے بعد جنابِ نسیب و ام کلثوم سکنہ اور جنابِ امام زین العابدینؑ پر پڑنے والی تھیں یہاں تک کہ امام مظلوم کو پس گردن شہید کر دیا گیا۔ وَجَسْمُهُ عَلَى الْأَرْضِ وَرَأْسُهُ عَلَى السِّنَانِ يُهْدَى امام حسینؑ کا جسم مبارک تو گرم ریت پر پڑا تھا اور ان کا سر اقدس نیزے پر آویزاں کر کے یزید کے سامنے بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

وَقَدْ بَكَتِ السَّمَاءُ عَلَى غُرْبَتِهِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالذَّمِّ اور امام مظلوم کی غربت پر آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روئے وَأَنَّ الْأَرْضَ بَكَتِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور زمین چالیس صبحوں تک سیاہی کے ساتھ غمِ شبیر پر روئی آفتاب کو چالیس روز گہن لگا رہا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا جوش میں آئے وَالْمَلَأَ نَكَّةَ بَكَتِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى الْحُسَيْنِ اور فرشتے چالیس صبحوں تک غمِ امام میں روتے رہے اور جنابِ امام زین العابدینؑ زندگی بھر روئے اور جنابِ امام مظلوم کا نام لیتے یا سنتے تھے یا ان کی یاد آ جاتی تو ایسا روتے تھے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

جابر ابن حارث سے منقول ہے کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں گیا جا کر سلام کیا حضرت نے جواب سلام دیا۔ وَرَأَيْتُهُ يَتَأَوَّهُ مِنَ الْإِلَمِ میں نے دیکھا کہ حضرت تکلیف اور غم کی شدت کی وجہ سے کراہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی مولا یہ کیا حال ہے آپ کا آپ کے رخسار مبارک گھل گئے ہیں اور رنگ زرد ہو چکا ہے آپ بہت زیادہ اداس و غمگین ہیں۔ قَالَ نَعَمْ يَا جَابِرُ لِمَا نَزَلَ بَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ لَوْ كُنَّا مِنَ التُّرُكِ وَالذَّلِيلِ وَالْحَبُوشِ مَا فَعِلَ بَنَا مِنْ قَتْلِ رَجَالِنا امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں اے جابر! جو مصائب ہم اہلیت پر پڑے اگر ترک و دہلیز یا اہل حبش

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَكَى أَوْ بَنَّاكَى عَلَى الْحُسَيْنِ فَلَهُ الْجَنَّةُ کہ جو شخص میرے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کو سن کر یا پڑھ کر روئے یا کسی کو رلائے یا رونے کی صورت بنائے اس پر جنت واجب ہے۔ فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْزَنْ عَلَى مُصَابِنَا فَلَيْسَ مِنَّا اور جو شخص ہماری مصیبت کو سنے اور اس کا دل غمگین نہ ہو وہ شخص ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔ فَأَيُّهَا الْأَخْوَانُ أَيُّكُمْ يُذَكِّرُ عِنْدَهُ مَصَابِئُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يَحْرِقُ قَلْبُهُ وَلَا يَسِيلُ دُمُوعُهُ اے برادرانِ ایمانی! درحقیقت آپ لوگوں میں کون ہے کہ اس کے آگے جنابِ امام حسینؑ کے مصائب بیان ہو اور اس کا دل نہ جلے اور درد میں نہ آئے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں۔ لِأَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهِ الْمَصَابِئُ الَّتِي إِنْ وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ صَارَتْ كَالرَّمِيمِ وَإِنْ وَقَعَتْ عَلَى الْأَيَّامِ صَارَتْ لِبَالِي اس لیے کہ وہ مصیبتیں امام علیہ السلام پر پڑیں ہیں کہ اگر وہ مصیبتیں پہاڑوں پر پڑتیں تو پہاڑ ٹکڑے ہو کر خاکستر ہو جاتے اور دنوں پر پڑتیں تو وہ رات کی مانند تاریک ہو جاتے اور وہ مصائب ہمارے آقا و مولا پر پڑے ہیں ان کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

وَمِنْهَا أَنَّهُ قُتِلَ بَيْنَ يَدَيْهِ أَصْحَابُهُ وَأَقْرَبَاؤُهُ حَتَّى ذُبِحَ فِي حَجَرِهِ وَطِفْلُهُ الرُّضِيعُ عَطَشَانَا ان مصیبتوں میں سے ایک مصیبت یہ ہے کہ امام مظلوم کے سامنے ان کے بیٹے بھائی بھتیجے قتل ہوئے یہاں تک ان کی گود میں تین دن کا بھوکا پیاسا بیٹا شہید ہوا ایسا ظلم کبھی کسی پر ہوا ہے نہ ہوگا۔ وَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَارَةً نُوحٍ عَلَيْهِمْ وَتَارَةً يَفْكِرُ عَلَى مَا يَقَعُ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ اور امام مظلوم کی حالت یہ تھی کہ زعماء میں گھرے ہوئے کبھی اقرباء کی لاشوں پر روتے تھے اور کبھی خیال

روایت کرتی ہیں کہ جب ہمیں شامی شام میں یزید کے سامنے لے گئے تو اس شقی نے قید کا حکم دیا کہ چنانچہ ہم ایسے قید خانہ میں قید ہوئیں کہ جس میں دن کو دھوپ میں جلتی تھیں اور رات کو اوس میں بھیکتی تھیں اور اس کی وجہ سے ہمارا رنگ متغیر ہو گیا۔ قَالَ أَبُو مُخَنَفٍ لَمَّا مَضَى عَلَى أَهْلِ بَيْتِ الْحُسَيْنِ فِي السِّجْنِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَضَاقَتْ صُدُورُهُمْ دَعَاَهُمْ يَزِيدُ يَوْمًا وَعَرَضَ عَلَيْهِمُ الْمَقَامَ بِدِ مَشَقِّ ابِ مَخَفٍ کہتا ہے جب اسیران کر بلا کو چھ مہینے قید میں گزرے اور ان کے دل قید کی وجہ سے تنگ ہوئے تو یزید نے انھیں دربار میں طلب کیا اور کہا آپ اگر شام میں رہنا چاہیں تو بخوشی رہ سکتے ہیں اور انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ نہیں، ہم مدینہ جائیں گے۔

چنانچہ یزید نے بشیر کو بطور خدمت گزار متعین کیا، پھر جناب امام سجاد کو بلا کر ازراہ مکاری کے یوں کہنے لگا کہ خدا برا کرے ابن مرجانہ کا کہ اس نے حسینؑ سے یوں سلوک کیا واللہ اگر میں ہوتا تو حسینؑ جو مانگتے وہ میں دیتا اگرچہ مجھے اس کے لیے جو بھی قربانی دینا پڑتی مگر جو مشیعت خدا میں تھا وہ ہوا پس آپ کو جو چیز بھی ضرورت ہو مجھے خط کے ذریعہ بتا دینا میں آپ کی وہ ضرورت پوری کروں گا۔ فَقَالَ قَاضِي حَوَائِجِي وَجَمِيعِ الْمَخْلُوقَاتِ وَرَبُّ الْعَالَمِينَ حضرتؑ نے فرمایا میری حاجتیں بر لانے والا میرا اور سب مخلوقات کا تو خدا ہے۔ وَلَكِنْ إِنْ كُنْتُ مُصْرًا عَلَى ذَلِكَ فَلَا أُولَ أَنْ تُرِنِّي وَجْهَ سَيِّدِي وَالْبَدَى فَارَوْ زَيْنَهُ وَادْعَهُ اور اگر تو اصرار کرتا ہے کہ میں تجھ سے کچھ کہوں تو میری پہلی خواہش یہ ہے کہ میرے غریب و بیکس بابا کا سر مجھے دکھا دے کہ میں ان کی زیارت کر لوں اور ان سے وداع کر لوں اور دوسری خواہش یہ ہے کہ ہمارا جو اسباب لٹ گیا ہے وہ منگوا دے اور

سے ہوتے تو بھی اس امت کو یہ لازم نہ تھا کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ ہمارے عزیزوں کو قتل کیا اس پر اکتفاء نہ کی ہماری عورتوں کو اسیر کیا اور ہمارے بچوں کو یتیم کیا۔

قَالَ اللَّهُ لَوْ لَمْ تَكُنْ مِنْ عِترَةِ الرُّسُولِ وَأَهْلِ بَيْتِ النَّبِوةِ وَمَعْدِنِ الرِّسَالَةِ أَوْ كُنَّا ضَيِّعًا لِإِسْلَامِ مَا فَعَلُوا بِنَا هَذَا الْفِعَالُ قسم ہے خدا کی اے جابر! اگر ہم اولاد رسولؐ اور اہل نبیؐ نہ ہوتے اور اسلام کو بھی ضائع کیا ہو تو بھی ظالموں کو یہ لازم نہ تھا کہ ہم پر اس قدر ظلم و ستم کرتے، یہ فرما کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آواز گلو گیر ہوئی اور کچھ بولے کہ میری سمجھ میں نہ آیا میں نے عرض کی اے فرزند رسولؐ! کیا فرمایا: آپؐ نے کہ میں نہ سمجھا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے کہ تو نہ سمجھا واللہ لَوْ لَمْ يَسِرْ أَبِي إِلَى الْعِرَاقِ لَمْ يَقْرَءْ يَزِيدُ فِي دَارِهِ وَلَا فِي حَرَمِ جَدِّهِ وَلَا فِي مَكَّةَ وَلَا فِي غَيْرِهَا قسم ہے خدا کی اگر میرے بابا سفر غربت کو اختیار نہ کرتے اور عراق کی طرف نہ آتے تو بھی یزید انھیں مدینہ میں چھین سے رہنے نہ دیتا اور نہ مکہ میں رہنے دیتا بلکہ امام علیہ السلام کہیں آرام نہ پاتے چنانچہ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کہیں بھی پناہ لے لوں یزید مجھے قتل کیے بغیر چھین نہ لینے دے گا، ان منافقوں کے دلوں میں یہ عداوتیں روز بدر و احد سے چلی آ رہی تھیں ان کے دل بغض و کینہ کی وجہ سے کھول رہے تھے مومنین کرام! جو تکلیفیں اور مصیبتیں جناب امام زین العابدینؑ نے برداشت کی ہیں کہ وہ بیان سے باہر ہیں ان مصائب میں سب سے زیادہ مصیبت شام کی تھی چنانچہ کسی نے پوچھا کہ مولا آپؐ پر سب سے زیادہ مصیبت کہاں پڑی ہے۔ قَالَ الشَّامُ الشَّامُ الشَّامُ حضرتؑ نے تین مرتبہ فرمایا! شام، شام، شام جناب ام کلثومؑ

لیتے تھے اس سے حسینؑ کے چہرے پر نور ظاہر ہوتا ہے وہ ایسے امام تھے۔

أَبَوَاهُ مِنْ أَعْلَى الْقُرَيْشِ
وَجَدُّهُ خَيْرُ الْجُدُودِ

حسینؑ کے والدین بزرگان قریش میں تھے ان کے اجداد فخر کائنات تھے۔
غرضیکہ تین دنوں اور تین راتوں تک مسلسل مجلس ماتم برپا رہی اس کے بعد
قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا جب مدینہ کے قریب پہنچے تو ایک جگہ پر خیمہ نصب
کیا گیا اور اہلبیتؑ کو ان خیموں میں بٹھا دیا گیا۔ امام زین العابدینؑ نے بشیر سے
فرمایا کہ اے بشیر! خدا تیرے باپ پر رحم کرے کہ وہ شاعر تھا کیا تو بھی شعر کہہ سکتا
ہے۔ قُلْتُ بَلَى يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ أَنِّي لَشَاعِرٌ مِثْلُ جَدِّكَ جِي هَاں میرے آقا
میں بھی شاعر ہوں جو حکم ہو وہ بجالاؤں امامؑ نے فرمایا جاؤ اور اہل مدینہ کو ہماری
آمد کی خبر دے دو۔ میں نے کہا آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ میں اٹھا گھوڑے پر سوار
ہوا مدینہ میں آیا جب میری نظر مسجد رسولؐ خدا پر پڑی جناب رسولؐ خدا کا زمانہ اور
امام حسینؑ کا رہنا مجھے یاد آیا طاقت ضبط نہ رہی اور میں نے بیساختہ رونا شروع کیا
اور رو رو کر میں نے یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ بِهَذَا
قَتِيلِ الْحُسَيْنِ فَادْمَعِي مَدْرَارًا

اے اہل مدینہ اپنے گھروں میں کیا آرام سے بیٹھے ہو مدینہ اجڑ گیا ہے
اور اب رہنے کے قابل نہیں رہا کہ وارث مدینہ فرزند رسولؐ جگر گوشہ بتول کو ظالموں
نے تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا اس مصیبت کو یاد کر کے میرے آنسو جاری ہیں۔

جِسْمُ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا مُضْرَجٌ

تیسری خواہش یہ ہے کہ اگر تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو نبی زادوں کو مدینہ تک
پہنچانے اور لے جانے کے لیے کسی نیک اور صالح شخص کو متعین کرنا۔

یزید بولا میں آپ کو قتل نہیں کرتا۔ اَمَّا وَجْهُ إِيْنِكَ فَلَنْ تَرَاهُ مگر آپ
اپنے باپ کے سر کو اب کبھی نہیں دیکھ سکو گے بالآخر اس نے وہ سر اقدس امام علیہ
السلام کو نہ دکھایا۔ بشیر قافلہ اہل حرم کو لے کر شام سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا جب
یہ قافلہ عراق میں پہنچا تو اہلبیتؑ نے کہا کہ ہمیں کربلا لے چلو تا کہ ہم اپنے پیاروں
کا دیدار کر سکیں۔ بعض روایات کے مطابق ۲۰ صفر کو اہلبیتؑ کربلا میں آئے۔

فَوَجَدُوا هُنَاكَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ وَجَمَاعَةً مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وہاں پر
جابر بن عبد اللہ انصاریؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھے۔ مجلس غم برپا ہوئی ایسا غم
کہ جو پہاڑوں پر پڑے تو انہیں ریزہ ریزہ کر دے مدینہ کے پردیسی شام کی قید
کاٹ کر آج اپنے پیاروں کی لاشوں پر آئے ہیں۔ آہ و فغاں بلند ہوئی گریہ و ماتم
کی صدا میں سن کر یوں لگ رہا تھا کہ قیامت آگئی ہے آس پاس کی عورتیں آئیں
اور ان مظلوموں اور پردیسیوں کے ساتھ مصروف ماتم ہو گئیں۔ بشیر کہتا ہے کاش میں
مر جاتا ان دکھ بھرے لحوں کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا۔

جناب کلبی سے منقول ہے ہم نے وہاں کے مقامی لوگوں سے پوچھا قبر
امامؑ پر کون روتا تھا انھوں نے کہا کہ جب ہم رات مقتل امامؑ کی طرف سے نکلتے
تھے۔ فَتَسْمَعُ الْجَنَّةُ يَنُوحُونَ وَيَقُولُونَ پس ہم گروہ جنات کی آواز گریہ سنتے تھے
کہ وہ روتے تھے اور امام مظلوم کا یہ مرثیہ پڑھتے تھے۔

مُسَحَّ الرَّسُولِ حَبِيبِهِ، فَلَهُ، بَرِيْقٌ فِي الْخُدُودِ.

جناب رسولؐ خدا حسینؑ کی پیشانی کو پیار سے مس کرتے تھے اور بوسے

کی آوازیں بلند تھیں امام سجادؑ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور سب خاموش ہو گئے بعد ازاں امام سجادؑ حمد و ثنائے الہی بجالائے اور پھر ارشاد فرمایا۔ نَحْمَدُہُ عَلٰی عَظَائِمِ الْأُمُورِ وَفَجَائِعِ الدُّهُورِ وَالْمِ الْفَجَائِعِ وَمُضَاجِعِ الْوَدَاعِ وَجَلِيلِ الرُّزْعِ میں خدا کی حمد کرتا ہوں کار ہائے عظیم اور مصیبت ہائے زمانہ پر اور تکلیف وہ مراحل اور ماتم ہائے صبر شکن پر۔

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ وَلَهُ الْحَمْدُ إِنْتِلَانَا بِمَصَائِبِ جَلِيلِهِ وَثُلْمَةِ فِي الْأَسْلَامِ عَظِيمَةِ اے لوگو حمد ہے خدا کی کہ ہمیں بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈالا اور ملت اسلامیہ میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا کہ قُتِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ وَعِزَّتُهُ وَسَبَى نِسَاءُہُ وَذَارُوا بِرَأْسِهِ فِي الْبُلْدَانِ اے اہل مدینہ وہ مصیبتیں یہ ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام حسینؑ اور ان کے عزیز و جانثار شہید ہوئے اور ان کی خواتین قید ہو کر شہر بہ شہر پھرائی گئیں اور یہ وہ عظیم مصیبت ہے کہ اس جیسی اور کوئی مصیبت نہیں ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ رَجَالَ مِنْكُمْ يَسْرُونَ بَعْدَ قَتْلِهِ اے لوگو! تم میں سے ایسا کوئی شخص ہے کہ جو حضرت امام حسینؑ کے بعد خوش ہو سکے یعنی ہر شخص زندگی بھر مظلوم کر بلا پر روتا رہے گا۔ أَيْتُهُ غَيْنِ مِنْكُمْ تَحْبِسُ دَمْعَهَا اور کون سی ایسی آنکھ ہے کہ جو سیلاب اشک کو روک سکے اور فرزند رسولؐ پر آنسو بہانے میں بخل کرے؟

فَلَقَدْ بَكَتِ السَّبْعُ الشَّدَادَ لِقَتْلِهِ وَبَكَتِ الْبَحَارُ بِأُمُوجِهَا وَالسَّمَوَاتُ بِأَرْكَانِهَا بِلَا شَبِّہِ یہ وہ مصیبت ہے کہ اس پر ساتوں آسمان روئے اور تشنہ لب امامؑ کی پیاس پر دریا روئے اور اس امام مظلوم پر پوری کائنات روئی۔ وَلَا شَجَارٌ بِأَغْصَانِهَا وَالْحَيَاتَانِ فِي لُجَجِ الْبَحَارِ اور امام مظلوم پر درخت اپنی شاخوں

وَالرَّأْسُ مِنْهُ، عَلَى الْقَنَاءِ يَذَارُو

امام مظلومؑ پر ایسی مصیبت پڑی کہ اس کو بیان کرنے سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے کہ وہ جسم جو آغوش زہراؑ میں پلا اور زبان رسولؐ سے نشو و نما ہوا کر بلا کی جلتی ریت پر خاک و خون میں غلطاں پڑا رہا اور ان کا سر اقدس نیزہ پر رکھ کر شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ پھر میں نے کہا ارے لوگو اٹھو تو سہی جناب امام سجادؑ علیہ السلام اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کو لے کر مدینے آئے ہیں اور شہر کے باہر خیموں میں تشریف فرما ہیں۔ قَالَ فَمَا بَقِيَتْ فِي الْمَدِينَةِ مُخَدَّرَةٌ وَلَا مُحَجَّبَةٌ وَلَا وَبَرَزْنَ مِنْ خُدُودِہُنَّ مَكْشُوفَةً شُعُورُہُنَّ مُخْمِشَةً وَجُوهُہُنَّ يَارِعَتْ خُدُورُہُنَّ يَدْعُونَ بِالْوَيْلِ وَالْثُبُورِ۔

جونہی اہل مدینہ نے میری یہ آواز سنی سب خواتین اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑیں اس حالت میں کہ ان کے بال کھلے ہوئے تھے چہرے نوچتی تھیں اور اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھی اور بے اختیار روتی تھیں کہ کسی کو میں نے آج تک اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور سب بیبیاں جلدی سے چل پڑیں میں نے گھوڑے کو ایڑی لگائی کہ ان کے جانے سے پہلے خیمہ تک پہنچوں مگر رش کی وجہ سے نہ پہنچ سکا یہاں تک کہ گھوڑے سے اتر کر درخیمہ تک پہنچا اور جناب امام زین العابدینؑ خیمہ میں تھے۔

فَخَرَجَ وَمَعَهُ خِرْفَةٌ يَمْسَحُ بِهَا دُمُوعَهُ پس حضرت خیمہ سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں رومال تھا اور اس سے آنسو صاف کرتے تھے۔ خادم نے کرسی بچھائی۔ حضرت بیٹھے مگر امام علیہ السلام کو رونے سے افاقہ نہ تھا اور مدینہ کے مرد و زن امام سجاد علیہ السلام کو پرسہ دیتے تھے اور ہائے مظلوم ہائے حسینؑ

حضرت نے فرمایا اے قوم! مجھے رونے سے منع کرتے ہو یعقوب نبی کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا اس پر اتنا روئے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یوسف زندہ ہیں اور میں نے تو اپنی آنکھوں سے اپنے عزیزوں اور جانثاروں کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا۔ روئے زمین میں ان جیسا کوئی نہ تھا وہ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے چند لمحوں میں ان کو شہید کر دیا گیا خدا کی قسم ان کا غم میرے دل سے نہ جائے گا اور ان کی خون آلودہ گلو بریدہ لاشوں کو نہ بھول سکوں گا پھر فرماتے تھے **وَ اكْرَبَاہُ بِكَرْبِكَ يَا اَبْتَاہُ وَ اَسْفَاہُ بِقَتْلِكَ يَا اَبْتَاہُ** افسوس آپ کی مصیبتوں پر اے بابا! افسوس..... آپ کے بھوکے پیاسے شہید ہونے پر اے بابا افسوس! آپ کی بیکی پر یہ کہہ کر بہت روئے اور فرمایا **قَتَلَ ابْنُ بَنِي رَسُولِ اللّٰهِ عَطَشَانَا وَ اَنَا اَكَلُ الزَّادِ وَ اشْرَبُ الْمَاءِ** افسوس کہ میرا بابا تو بھوکا پیاسا شہید ہوا اور میں کھانا کھاؤں اور پانی پیوں؟ پھر اتنا روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی تھوڑا کھاتے تھے اور شکر خداوندی بجالاتے تھے اور عبادت خدا میں مشغول ہوتے تھے۔ حضرت نے چالیس حج کیے مگر اپنے اونٹ کو لاشیٰ عصا وغیرہ نہ مارا منقول ہے کہ ایک روز جناب امام زین العابدینؑ نے اونٹ کو مارنے کے لیے لاشیٰ چھڑی اٹھائی اور کچھ سوچ کر اس کو ہاتھ سے پھینک دیا اور فرمایا **لَوْلَا الْقِصَاصُ لَصُرْتُہُ** آہ اس زبان کو کیا ماروں کہ مجھے قصاص کا خوف ہے افسوس کہ ایسے خدا ترس اور رحم دل امام کو ظالموں نے شام جاتے وقت تازیانے مارے۔



سے روئے یعنی درختوں کی شاخوں سے خون جاری ہوا فرشتے اور اہل آسمان سب روئے۔ **اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّ قَلْبٍ لَا يَصْدُقُ لِقَتْلِهِ** اے لوگو! کون سا دل ہے کہ جناب سید الشہداء کے غم میں شگافتہ نہ ہوا ہو۔ **اَمْ اَيُّ خُوَادٍ لَا يَجْنُّ لَہُ** اور کون سا سینہ ہے کہ امام مظلوم کے ماتم میں مجروح نہ ہو۔ **اَمْ اَيُّ سَمْعٍ يَسْمَعُ هَذِهِ التَّلْمَةَ فِي الْاِسْلَامِ** اور کون سا کان ہے کہ ایسی مصیبت کو سن کر اس عظیم سانحہ کے بارے سن کر نہ رویا ہو۔ **اَيُّهَا النَّاسُ اَصْبَحْنَا مَطْرُودِينَ شَابِعِينَ عَنِ الْاَبْصَارِ** کائنات اولاد التُّرْبِ وَ كَابِلٍ مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ اجْتَرَمْنَاهُ اے لوگو کہ تمہیں پتہ ہے کہ ہمیں کیا کیا تکلیفیں پہنچی ہیں ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا گویا ہم اولاد ترک اور کابل سے تھے ہمیں سجد ستایا گیا اور ہمیں قید کیا گیا حالانکہ ہمارا کوئی قصور نہ تھا ہم بے گناہ تھے۔ **وَلَا تُلْمَةُ فِي الْاِسْلَامِ تَلْمَنَاهُ** اور نہ کوئی ہم نے دین اسلام میں رخنہ ڈالا تھا کہ جس کے عوض میں ہم سے یہ سلوک کیا۔

جناب امام زین العابدینؑ کے صبر اور استقامت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا آپؑ نے جو مصائب برداشت کیے وہ کوئی بھی نہ کر سکے۔ واقعہ کربلا کے بعد آپؑ عمر بھر کے لیے روتے رہے اور اس بیٹابی سے روتے تھے کہ آپؑ کو جو بھی دیکھتا تھا وہ بھی رونے لگتا تھا۔ **وَمَا اَكَلُ لَحْمَ رَاسِ ضَاہِ اَبْدًا** آپؑ نے عمر بھر گوسفند کی سری کا گوشت نہ کھایا جب سے امام حسینؑ کے سر اقدس کو یزید کے تخت کے نیچے دیکھا تھا اور جب خادم پانی سامنے لاتا تھا اس قدر روتے تھے کہ وہ پانی آنسوؤں سے مل جاتا تھا یہاں تک ایک روز کسی نے عرض کیا کہ مولا! آپ کب تک روتے رہیں گے؟ **قَالَ يَاقَوْمُ اِنَّ يَعْقُوبَ النَّبِيَّ فَقَدْ سَبَطَا مِنْ اَوْلَادِہِ الْاِنْسٰی عَشْرَ فَبَكَی عَلَیْہِ حَتّٰی ابْیَضَ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ وَ هُوَ حَتّٰی فِی دَارِ الدُّنْیَا**

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
 أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ جناب رسول خدا نے فرمایا اہل بیت رسول کے حق کو پہچاننا آتش
 جہنم سے برات کا باعث ہے اور آل محمد کی دوستی عذاب آخرت سے امان ہے۔
 وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا اور جو محبت آل محمد پر مرے وہ
 شہید ہے اگرچہ اپنے بستر خواب پر مرے۔ کتاب بشار المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ
 ایک روز جناب رسول خدا جناب امیرؑ کے دولت سرا پر تشریف لائے اس وقت
 آپ بہت خوش تھے اور فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَیْ أَبِیْطَالِبٍ جناب امیرؑ جناب
 فاطمہؑ، حسین شریفینؑ آپ کے احترام کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آداب سلام
 بجالائے۔ جناب رسالتابؑ بیٹھ گئے اور ان سب بزرگوں سے فرمایا کہ تم بھی بیٹھو وہ
 سب بیٹھ گئے۔ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُكَ أَقْبَلْتَ عَلَى مِثْلِ
 هَذَا الْيَوْمِ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو اتنا خوش و خرم پہلے
 کبھی نہیں دیکھا ماشاء اللہ آج آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں؟ حضرت نے فرمایا
 اے علیؑ! کیا تم چاہتے ہو کہ جس خوشخبری نے مجھے خوش کیا ہے آپ لوگوں کو بھی اس
 کے بارے میں بتاؤں؟ قَالَ نَعَمْ رُوِّحِي فِدَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ۔

جناب امیرؑ نے عرض کی یا حضرت! بیان کیجئے کہ وہ خوشخبری کیا ہے۔
 آپؑ نے فرمایا: جبرئیل امین میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ پروردگار عالم تحفہ
 سلام کے بعد فرماتا ہے کہ علیؑ کو ایک خوشخبری سنا دو کہ آپؑ کے جتنے بھی ماننے
 والے ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں بہشت میں داخل کرے گا۔ یہ خوشخبری سن کر جناب
 علیؑ بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر بجالائے اور سجدہ کرنے کے بعد دونوں ہاتھ

روایت نمبر



فضائل اہل بیت اہل بیت اطہار کا اپنے ماننے والوں کو اپنے اپنے نصف
 حسنت کا بخشنا اللہ طاہرین علیہم السلام موت کے وقت اور قبر میں ہر مومن کے پاس تشریف
 لاتے ہیں اپنے اہلبیتؑ کو دیکھ کر جناب رسول خدا کا گریہ کرنا جناب امام حسین علیہ السلام
 کی قبر اطہر کے بارے میں چند روایات جناب سیکڑہ کا اپنے بابا کی لاش سے لپٹ کر ماتم
 کرنا اور ظالموں کا اس معصومہ کو اپنے باپ سے تازیانوں کے ذریعہ جدا کرنا۔



مولانا عابد عسکری

تیسرے قبر سے اٹھتے وقت (محشر میں) چوتھے نامہ عمل کے وقت پانچویں وقت حساب اور چھٹے میزان کے وقت اور ساتویں صراط کے نزدیک۔

جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے ماننے والے کا وقت موت قریب آتا ہے تو ملک الموت اسے اشارہ کرتا ہے۔ اَنْظُرْ اِلَى يَمِينِكَ اے تو دیکھ تو دینی طرف فرای رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَيْنِ جب دہنی طرف دیکھتا ہے تو جناب رسول خدا، علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، حسن مجتبیٰ، حسین شہید کربلا کو اپنے پاس موجود پاتا ہے اور جناب امیرؑ فرماتے ہیں اے ملک الموت! اس کی قبض روح میں آسانی کرنا کہ یہ ہمارا دوست ہے اور جب قبر میں اسے دفن کرتے ہیں تو وہاں بھی جناب امیرؑ تشریف لاتے ہیں اور اسے ہر قسم کے خوف سے بچاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نکیرین مومن کو پہچان لیتے ہیں اور دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس کو بے چین نہ کرو کہ اس سے محبت اہلبیتؑ کی خوشبو آ رہی ہے۔ خداوند عالم مومن کی قبر کو وسعت عطا فرماتا ہے اور اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کی مانند نورانی ہو جاتا ہے۔

کتاب خراج میں لکھا ہے کہ ہر مومن کے ہاتھ میں فرشتے ایک ایک طوبی کا پتہ دیں گے کہ وہ پتے روز عقد جناب سیدہ جمع کیے گئے ہیں گویا وہ جنت کا پروانہ ہو گا۔ فِی الْاَمَالِی عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ تَکَانَ جَالِسًا ذَاتَ یَوْمٍ اِذَا اَقْبَلَ الْحَسَنُ اور کتاب امالی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا تشریف رکھتے تھے کہ جناب امام حسنؑ تشریف لائے جو نبی جناب رسولؐ خدا! اپنے اس نواسے کو دیکھا تو رونے لگے قَالَ اِلَیَّ اِلَیَّ یَابُنَیْ اور رو رو کر فرمایا! فرزند! اذھر آئیے اور انھیں اپنے داہنے زانو پر بٹھا لیا پھر امام حسینؑ تشریف

آسمان کی طرف بلند کر کے کہا وَقَالَ اِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنِّیْ قَدْ وَهَبْتُ لِشِیْعَتِیْ نِصْفَ حَسَنَاتِیْ اور عرض کی یا رسول اللہ! میں خدا کو اور آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے ماننے والوں کو بخشے ہیں کَذٰلِکَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَیْهَا السَّلَامُ جب جناب فاطمہ زہراؑ نے یہ کلام سنا تو بولیں بابا جان! میں آپ کو گواہ کرتی ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات جناب ابوالحسنؑ کے مؤمنین کو بخشے ہیں۔

جناب امام حسنؑ نے عرض کی نانا جان! میں بھی آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے پدر بزرگوار کے موالیوں کو بخشے ہیں۔ جناب امام حسینؑ نے عرض کی کہ نانا جان میں بھی آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے نصف حسنات اپنے پدر بزرگوار کے ماننے والوں کو بخشے ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَا اَهْلَ بَيْتِیْ مَا اَنْتُمْ بِاَكْرَمِ مَنِیْ جب جناب رسولؐ خدا نے اپنے اہلبیتؑ کی یہ سخاوت ملاحظہ کی فرمایا کہ اے میرے اہل بیتؑ تم مجھ سے زیادہ کریم نہیں ہو جب تم نے یہ احسان مؤمنین پر کیا تو سنو میں بھی اپنے خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے بھی اپنے نصف حسنات مہمان علیؑ کو بخشے ہیں ناگاہ آسمان کی طرف سے خداوند غفار کی آواز آئی۔ یَا اَهْلَ الْاَبْنِیِّ مَا اَنْتُمْ بِاَكْرَمِ مَنِیْ اے اہل بیتؑ تم مجھ سے زیادہ کریم نہیں ہو جب تم نے مہمان علیؑ پر یہ احسان کیا تو سنو میرا احسان مومنوں پر یہ ہے کہ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِشِیْعَةِ عَلِیٍّ وَمُجِیْبِهِ ذُنُوْبَهُمْ جَمِیْعًا کہ میں نے بھی علی مرتضیٰ کے ماننے والوں کے سب گناہ بخش دیے چنانچہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔

حُبِّیْ وَحُبُّ اَهْلِیَّتِیْ نَافِعٌ فِیْ سَبْعِ مَوَاطِنَ کہ میری اور میرے اہلبیتؑ کی دوستی سات مقامات پر فائدہ دیتی ہے ایک تو موت کے وقت دوسرے قبر میں

ہوتی ہے تو ان کا نور فرشتوں پر یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے اہل زمین پر ستاروں کا ظاہر ہوتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے اے ملائکہ! ہمارے محبوب خاص کی پیاری بیٹی کی طرف دیکھیے کہ کس خلوص کے ساتھ میری عبادت کر رہی ہے اَشْهَدُكُمْ اِنِّي قَدْ اَمَنْتُ شَيْعَتَهَا مِنَ النَّارِ تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے فاطمہ زہراؑ کے ماننے والوں کو آتش جہنم میں امان دی ہے اور اسے دیکھ کر رویا اس لیے ہوں کہ میرے بعد اس پر بہت زیادہ مصائب آئیں گے ایک وقت ایسا بھی آئے گا وہی تَنَادَىٰ يَا اَبْنَاهُ فَلَا تُجَابِ وَتَسْتَغِيثُ وَلَا تَغَاثُ اور وہ فریاد کرے گی اور بابا بابا پکارے گی مگر اس کی مدد کوئی نہیں کرے گا فریاد کرے گی اور اس کی فریاد کو کوئی نہیں پہنچے گا اور حسینؑ کو دیکھ کر میں اس لیے رویا کہ یہ تو سید جوانان اہل جنت ہیں ان کا حکم میرا حکم ہے ان کا قول میرا قول ہے ہائے افسوس ان کو انتہائی بے دردی اور ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا جائے گا۔ یعنی حسنؑ کو زہر سے شہید کیا جائے گا اس پر زمین و آسمان کے ملائکہ روئیں گے اور میرے حسینؑ کو وطن چھڑایا جائے گا اور یہ مجبور ہو کر مدینہ سے ہجرت کریں گے۔ فَاضْمُهُ فِي مَنْامِيْ اِلَى صَدْرِىْ میں اسے خواب میں سینے سے لگاؤں گا اور اسے مدینہ سے جانے کا حکم کروں گا اور اپنی مقتل کی طرف جائے گا کَآَنِّىْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَقَدْ رُمِيَ بِسَهْمٍ فَخَرَّ عَنْ فَرْسِهِ صَرِيْعًا گویا میں اپنے پارہ جگر کو دیکھ رہا ہوں کہ اس کے سینے میں ایک تیرا کر لگا ہے کہ یہ گھوڑے سے گر کر زمین پر تڑپ رہا ہے پھر اس کو پس گردن شہید کیا جائے گا۔

ثُمَّ بَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ وَبَكَى مَنْ حَوْلَهُ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ بِالضَّجِيحِ یہ فرما کر جناب رسولؐ خدا بہت روئے اور آپ کو روتا ہوا دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی رونے لگے یہاں تک رونے کی آواز بلند ہوئی اور حضرتؐ فرماتے تھے خداوندان میں تجھ سے

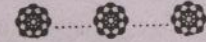
لائے انھیں بھی دیکھ کر آنحضرتؐ روئے اور بلا کر بائیں زانو پر بٹھا دیا۔ ثُمَّ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ فَلَمَّا رَاَهَا بَكَى ثُمَّ قَالَ اَلَيْ اَلَيْ يَا بَنِيَّةُ پھر جناب فاطمہؑ تشریف لائیں اور انھیں بھی دیکھ کر جناب رسولؐ خدا رونے لگے اور بلا کر سامنے بٹھایا پھر جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت انھیں دیکھ کر رونے لگے اور بلا کر اپنی دائیں سامنے بٹھایا صحابہ کرامؓ نے عرض کی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرَوِىْ وَاحِدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ اِلَّا بَكَى اَوْ مَا فِيْهِمْ مَنْ تَسْرُبُ رُبُوْبِيْته اے رسولؐ خدا! آپ سب کو دیکھ کر روئے اس کی وجہ کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے مجھے مبعوث برسالت اور برگزیدہ کیا۔ اِنِّىْ وَاِيَّاهُمْ لَا تَكْرُمُ الْخَالِقِ عَلَى اللّٰهِ میں اور یہ میرے اہل بیت اطہارؑ خدا کے نزدیک بزرگ ترین خلق ہیں۔ رویا ہوں ان کی مصیبتوں پر ان پر جو آنے والی ہیں پس یہ میرے بھائی علیؑ میرے علمدار ہیں دنیا و آخرت میں میرے وصی ہیں صاحب حوض کوثر، مالک شفاعت اور صاحب تصرف ہیں ان کا دوست میرا دوست ہے ان کا دشمن میرا دشمن ہے ان کی محبت کی وجہ سے میری امت پر رحم کیا جائے گا اور ان کی دشمنی کے باعث لعنت کی جائے گی یعنی رحمت خدا سے دور ہوگی اِنِّىْ بَكَى حِيْنَ اَقْبَلَ لِاَنِّىْ ذَكَرْتُ عُذْرَ الْاُمَمَةِ بِهٖ بَعْدِىْ اور میں انھیں دیکھ کر رویا ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ امت کی بے وفائی یاد آگئی۔

میرے بعد ان کو بہت زیادہ تکلیفیں دی جائیں گی۔ طرح طرح کی اذیتیں دی جائیں گی یہاں تک ماہ رمضان میں ایک ظالم ان کے سر پر تلوار مارے گا اور شہید کرے گا۔

یہ میری بیٹی فاطمہ زہراؑ اولین و آخرین کی عورتوں کی سیدہ ہیں اور یہ میرے دل کا سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور جب یہ محراب عبادت میں کھڑی

لیا جب قبر شریف پہنچے اور وہ زیارت سے مشرف ہوا تو خوب رویا۔ سبحان اللہ مومن ہوں تو ایسے ہوں کہ جن کی محبت پر ہمارے ائمہ بھی فخر کریں۔ فَمَا لَكُمْ لَا تَبْكُونَ وَكَيْفَ تَبْكُونَ دُمُوعَكُمْ عَلَى الدَّبِيحِ الْعُطْشَانِ۔

پس اے مومنین! آپ لوگ غم شیر میں دل کھول کر کیوں نہیں روتے ہو جن کی مصیبت پر زمین و آسمان اور تمام مخلوقات نے گریہ و ماتم کیا یاد کرو اس وقت کو جب دختران زہرا اپنے بھائی کی لاش پر آئیں تو ان کی لاش گھوڑوں کی ٹاپوں سے چھلنی چھلنی ہو چکی تھی افسوس کہ سیکنہ اپنے بابا کے زخمی جسم کو چومتی تھی اور شمر اس معصومہ کو تازیانہ سے ڈراتا تھا اور رونے سے منع کرتا تھا مگر سیکنہ بلبلا جاتی تھی اور پھوپھیوں کی منٹیں کرتی تھی کہ مجھے بچا لو کہ شمر تازیانہ مار رہا ہے۔ جناب نہ نب مایوس ہو کر شمر سے کہتی تھیں کہ خدا تجھ پر لعنت کرے اے شمر! اس یتیم کو نہ ماراے جی بھر کر اپنے مظلوم بابا سے پیار کرنے دے پتہ نہیں دوبارہ قبر پر آ سکتی ہے کہ نہیں۔



روایت نمبر



غم شیر میں زمین و آسمان کا چالیس چالیس دنوں تک گریہ کرتا جو آٹھ دنیا میں حسین پر رونے کی وہ آخرت میں ہر طرح کے غم دکھ سے محفوظ رہے گی۔ کسی نے امام سجاد سے کہا کہ مولا آخر آپ کب تک روتے رہیں گے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا جب تک زندہ ہوں اس طرح گریہ و ماتم کرتا رہوں گا بھلا کر بلا و شام کے مصائب بھی بھلائے جاسکتے ہیں؟ امام سجاد اگر کسی جانور پرندے کو ذبح ہوتا ہوا دیکھتے تھے تو بے ہوش ہو جاتے۔



مولانا عابد عسکری

بزرگوار کے غم میں ہمیشہ روتے ہیں۔ میرے جد بزرگوار حضرت امام سجادؑ اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے اس قدر روتے تھے کہ آپؑ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

وَكُلُّ مَنْ رَأَاهُ بِهَذَا الْحَالِ فَيَكُنِي لِبُكَائِهِ اور جو امام سجادؑ کو اس بیقراری سے روتے دیکھتا تھا وہ بھی بے اختیار رونے لگتا تھا۔ مومنین کرام! رسم دنیا تو یہ ہے کہ جس کا عزیز مر جائے لوگ اسے دلاسا دیتے ہیں افسوس کہ امام زین العابدینؑ کو بہتر کی شہادت پر کسی ایک شخص نے بھی پرسا نہ دیا تھا۔ امام سجادؑ اپنے فرزند جناب امام محمد باقرؑ سے فرماتے تھے کہ ہمیں بے پلان اونٹوں پر بیٹھا کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے ہائے افسوس کہ ہمارے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اگر ہم میں سے کوئی روتا تو اسے نیزے مار مار کر چپ کر دیا جاتا تھا۔

وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ بَكَى عَلَى أَبِيهِ أَرْبَعِينَ سَنَةً روایت ہے کہ جناب امام سجادؑ اپنے مظلوم بابا کے غم میں چالیس برس روئے وَنُقِلَ أَنَّهُ: قِيلَ لِعَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ إِلَى مَتَى هَذَا الْبُكَاءُ يَا مَوْلَانَا مَقُولٌ هُوَ أَنَّ كَسَى نے جناب امام سجادؑ سے پوچھا مولا! آپ کب تک روتے رہیں گے اب تو صبر کرو! تو آپؑ نے فرمایا یعقوبؑ کی بارہ بیٹیوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا تو یعقوبؑ علیہ السلام اس بیٹی کے غم میں اتار روئے کہ آپؑ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں حالانکہ انھیں پتہ تھا کہ یوسفؑ زندہ ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں اور بابا کے جانثاروں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا اور شہادت کے بعد ان کے سروں کو جسموں سے جدا کر کے نوک سنان پر آویزاں کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔

فَوَاللَّهِ لَا يَذْهَبُ حُزْنُهُمْ عَنْ قَلْبِي وَلَا شَخْصُهُمْ عَنْ عَيْنِي

ابن قولویہ سے جناب امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے فرمایا يَارْزَادَةَ إِنَّ السَّمَاءَ قَدْ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِاللَّيْلِ اے زرارہ! جناب امام حسینؑ پر آسمان چالیس صبحوں تک خون کے آنسو روتا رہا وَإِنَّ الْأَرْضَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ اور امام مظلومؑ پر سورج چالیس صبحوں تک سرخی اور کسوف کے ساتھ رویا وَإِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَإِنَّ الْبَحَارَ تَفْجَرُثْ اور غمِ شبیرؑ میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دریا جوش و خروش میں آئے۔

وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ بَكَتْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى الْحُسَيْنِ اور آسمانی فرشتے بھی امام علیہ السلام پر چالیس صبحوں تک گریہ کرتے رہے وَمَا اخْتَصَبَتْ امْرَأَةٌ وَلَا اكْتَمَلَتْ حَتَّى آتَا نَارَ آسُ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ زَيْدٍ زَنَانِ بْنِ هَاشِمٍ میں سے کسی بی بی نے خضاب کیا اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی جب تک کہ ابن زیاد کا نخس سر کاٹ کر ہمارے لیے نہ لائے اور ہمیشہ روتے تھے۔ جناب امام حسینؑ کے مصائب پر اے زرارہ! کوئی چشم محبوب تر نہیں ہے اور کوئی رونا پسندیدہ تر نہیں ہے اس چشم سے کہ جو امام حسینؑ پر روئی ہے۔

وَمَنْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ فَإِنَّهُ أَحْسَنَ بِالنَّبِيِّ وَفَاطِمَةَ اور جو امام حسینؑ پر روئے اس نے اور جناب رسول خداؐ اور جناب فاطمہ زہراؑ پر احسان کیا ہے اور اس نے رو کر ماتم کر کے مجلسِ شبیرؑ پر پا کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔

كُلُّ عَيْنٍ بِأَكْيَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنَ بَكْتِ عَلَى الْحُسَيْنِ فَإِنَّهَا صَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيمِ الْجَنَّةِ اے زرارہ! روز قیامت تمام لوگوں کی آنکھیں قیامت کے خوف سے رو رہی ہوں گی مگر وہ آنکھ جو امام حسینؑ پر روئی ہے وہ آنکھ خوش و خرم ہوگی اور اس کو بہشت کی نعمتوں کی خوشخبری دی جائے گی اور ہم اپنے جد

مولا یہ ہم قصابوں کی عادت ہے کہ ہم جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے ہیں پہلے اسے دانہ پانی دیتے ہیں اور بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرتے یہ سن کر حضرت میں تاب ضبط نہ رہی بے اختیار رو کر فرمایا ارے لوگو! دیکھو تو سہی کہ ایک قصاب کسی جانور کو دانہ پانی دیے بغیر ذبح نہیں کرتا لیکن خدا لعنت کرے ان ظالموں پر کہ جنھوں نے میرے بابا کو عزیزوں اور ساتھیوں سمیت بھوکا پیاسا ذبح کیا اور اتنا بھی نہ سوچا کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کس کو قتل کر رہے ہیں یہ فرما کر آپ اس شدت سے روئے کہ بیہوش ہو گئے اور لوگ امام علیہ السلام کو بڑی مشکل سے سہارا دے کر وہاں سے لائے۔



وَلَا ذَكْرُهُمْ عَنْ لِسَانِي حَتَّى لِحْفَنِي اللَّهُ بِهِمْ قَتَمَ هُوَ خُدا کی کہ ان کا غم میرے دل سے دور نہ ہو گا اور ان کی گرم ریت پر پڑی ہوئی خون آلود لاشیں میں کبھی نہیں بھلا سکوں گا اور ان کا ذکر بروقت میری زبان پر جاری رہے گا یہاں تک میرا خدا مجھے ان سے ملا نہیں دیتا وَمَا وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ إِلَّا وَبَكِي بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى بَلَ الطَّعَامُ مِنَ الدُّمُوعِ اور جب بھی آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ اس قدر گریہ کرتے تھے کہ وہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔ آخر ایک روز آپ کے ایک خادم نے کہہ ہی دیا کہ مولا آپ کب تک اس طرح روتے رہیں گے بہتر یہ ہے کہ صبر کریں تو آپ نے فرمایا وَاللَّهِ إِنِّي لَمْ أَذْكُرْ مَصْرَعَ بَنِي فَاطِمَةَ إِلَّا خَنَقْتَنِي الصَّبْرَةُ اے شخص! خدا کی قسم جب میں اپنے بابا کے مصائب کو یاد کرتا ہوں تو پھر اپنے گریہ پر ضبط نہیں کر سکتا امام سجادؑ یہ کہہ کر روتے رہتے تھے وَأَكْرَبَاهُ مَكْرِبَكْ يَا أَبَتَاهُ وَأَشْفَاهُ بِقَتْلِكَ يَا أَبَتَاهُ ہزار افسوس اور دکھ ہے آپ کے بھوکے پیاسے شہید ہونے پر۔ قَتِيلُ ابْنِ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ عَطَشَانًا وَأَنَا أَكُلُ الزَّادَ وَأَشْرَبُ الْمَاءَ ہزار افسوس کہ فرزند رسولؐ تو پیاسا ذبح کیا جائے اور میں پانی پیوں اور کھانا کھاؤں؟ پس آپ تھوڑا سا کھاتے تھے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے آپ نے یونہی چالیس سال گزار دیے اگر کسی جانور کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھتے تھے تو اس قدر روتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے چنانچہ ایک روز آپ کہیں جا رہے تھے کہ آپ کی ایک قصاب پر نظر پڑی کہ ذبح کرنے کی غرض سے ایک گوسفند کو باندھ رہا ہے حضرت کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے شخص! کیا کر رہا ہے؟ وہ بولا یا حضرت خدا اور رسول کا حکم جاری کر رہا ہوں یہ سن کر آپ نے فرمایا آیا تو نے اس بے زبان کو آب و دانہ بھی دیا ہے یا نہیں اس نے عرض کی

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا
بِمَجْلِسٍ يَتْلُونَ فَضْلَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ جَنَابَ رَسُولِ خُدا
نَے فرمایا جس مجلس میں ہم اہلبیت کے فضائل یا مصائب بیان ہوں اور ان کے سننے
کے لیے آدمی جمع ہوں تو ملائکہ ان کو اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں۔ وَعَشِيَتْهُمْ
الرَّحْمَةُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ اور جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں رحمت خدا
ان کے شامل حال رہتی ہے وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَى أَنْ يَتَقَرَّفُوا اور
فرشتے ان کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں جب تک وہ مجلس ختم نہیں ہو
جاتی۔

وَيَبَاهِي بِهِمُ اللَّهُ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى اور خدا ملاء اعلیٰ میں ان کے اس
پسندیدہ عمل اور اچھے کام پر فخر کرتا ہے ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ ایک رات
جناب امیر المؤمنین کہیں سے دولت خانہ کی طرف آ رہے تھے کہ ایک گھر کے
نزدیک آتے دیکھا ایک بیوہ عورت چولہے پر پانی گرم کر رہی ہے اور اس کے بچے
رو رو کر بے حال ہو چکے ہیں۔

سَنَلَّ عَنْهَا لَمَّا يَبْكُونَ وَمَا تَصْنَعِينَ جناب امیر مٹھہر گئے اور اس عورت
سے پوچھا کہ تیرے بچے کیوں رو رہے ہیں اور تو کیا کر رہی ہے؟ اس نے کہا اے
شخص! میں ایک بیوہ اور بے وارث عورت ہوں اور میرے بچے یتیم ہیں میرے پاس
آج کچھ بھی نہیں ہے کہ انھیں کھلا سکوں اس وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے ان
بچوں کا برا حال ہے اور رو رہے ہیں میں نے ان کو بہلانے کے لیے خالی دنگی میں
پانی چولہے پر چڑھا دیا کہ یہ سمجھیں کہ کچھ کھانا پک رہا ہے اور اس امید میں سو
جائیں اس ضعیفہ کی بات سن کر آپ بہت غمگین ہوئے آپ گھر میں آئے اور وہاں

روایت نمبر



حضرت امام علی علیہ السلام کا یتیموں سے حسن سلوک جناب مسلم بن عقیل کے دو
صاحبزادوں کی شہادت کے بارے میں چند روایات۔



مولانا عابد عسکری

الْغُلَامَ مَنْ يَصُومُ مَانَ النَّهَارَ فَإِذَا أَحَبَّهُمَا اللَّيْلُ أَتَيَا بِقَرُصَيْنِ مِنْ شَعِيرٍ وَكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ يَهْ دُونُوں بچے دن کو روزہ رکھتے تھے شام کو دو روٹیاں جو اور ایک کوزہ پانی کا ان بچوں کے لیے لایا جاتا تھا۔

اس طرح پورا ایک سال گزر گیا چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔
قَدْ طَالَ بِنَا مَكْنًا وَيُوشِكُ أَنْ تُغْنِيَ أَعْمَارُنَا وَتُبْلِي أَبْدَانُنَا اے بھائی! ہم ایک
مدت سے قید خانے میں ہیں یقین ہے کہ ہم اسی قید میں مر جائیں گے اور ہمارے
بدن گھل جائیں گے پس آج دروند جیل کو قربات رسول کے بارے میں بتا دیتے
ہیں چنانچہ جب رات ہوئی۔ أَقْبَلَ الشَّيْخُ بِقُرْصَيْنِ مِنْ شَعِيرٍ وَكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ
حسب عادت وہ شخص دو روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کالے کر آیا چھوٹے شہزادے نے
کہا اے شیخ! کیا تو حضرت محمد مصطفیٰ کو پہچانتا ہے وہ بولا وَكَيْفَ لَا أَعْرِفُهُ، وَهُوَ
نَبِيُّ وَشَفِيعُ النَّاسِ میں کیوں نہیں جانتا وہ پیغمبر خدا، شفیع روز جزا میں پھر
صاحبزادے نے کہا اَتَعْرِفُ جَعْفَرًا آیا تو جعفر طیار کو جانتا ہے اس نے کہا میں
ان کو بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دو پر عطا کیے ہیں کہ وہ جنت میں فرشتوں
کے ساتھ پرواز کرتے ہیں پھر کہا۔ اے شیخ اَتَعْرِفُ عَلِيَّ ابْنَ أَبِيطَالِبٍ آیا تو علی
رضی کو جانتا ہے۔ قَالَ وَكَيْفَ لَا أَعْرِفُ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ النَّبِيِّ وَإِمَامِي اس نے
کہا میں ان کو کیوں نہ پہچانوں کہ وہ ابن عم رسول اور میرے امام ہیں پس شہزادے
نے کہا تو مسلم بن عقیل کو بھی جانتا ہے؟ کہا ہاں کیوں نہیں جانتا، وہ بھی پسر عم رسول
ہیں اس وقت دونوں نے بیتاب ہو کر کہا اے شیخ نَحْنُ مِنْ عَتْرَةِ نَبِيِّكَ نَحْنُ مِنْ
وَلَدِ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِيلٍ ہم تیرے پیغمبر کی عترت سے ہیں اور ہم مسلم ابن عقیل کے
یتیم ہیں قَدْ ضَيَّقَتْ عَلَيْنَا سُبْحَنَا فَمَا لَكَ لَا تَرْحَمُ صَغُرَ سِنِنَا کہ تو نے ہم پر

سے جو کچھ آٹا ملا آپ نے وہ سب لے لیا اور اس ضعیف کے گھر میں آئے فرمایا اے اماں آپ بچوں کے لیے آٹا گوندیں اور میں پانی گرم کر کے کھانے کی کوئی چیز تیار کرتا ہوں ایک طرف آپ ماش کی دال پکاتے تھے دوسری طرف آپ بچوں کو دلاسہ دیتے تھے اور دونوں دست مبارک اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھ کر ان کے ساتھ دوڑتے تھے اور ان بچوں کو بہلاتے تھے یہاں تک کہ وہ بچے رونا بھول گئے جب کھانا تیار ہوا تو حضرت نے ان یتیموں کو کھانا کھلایا اور ضعیف سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ بعد ازاں دست مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر یوں دعا کی کہ خداوند ان بچوں کو کبھی بھوکا نہ رکھنا کہ یہ یتیم و یکس ہیں۔ اس ضعیف نے پوچھا اے بزرگ آپ کون ہیں؟ آپ نے اسے اپنے بارے میں کچھ نہ بتایا اور واپس چلے آئے اور خود فاقہ سے رہے جب صبح ہوئی تو اس نے عورت نے اپنی ایک ہمسایہ عورت سے ساری روئیداد بیان کی اس نے پوچھا کہ اس بزرگ کی شکل و صورت کیسی تھی اس نے تفصیل بتائی تو وہ بولی ارے وہ تو مولائے کائنات علیہ السلام تھے وہ ضعیف بہت روئی اور کہا افسوس میں نے اپنے آقا و مولا کو اتنی زیادہ زحمت دی ہے، مقام افسوس ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو یتیموں کے ساتھ یہ شفقت و محبت کریں لیکن ان کے یتیموں پر کسی نے رحم نہ کیا۔

چنانچہ امالی میں شیخ صدوقؒ نے لکھا ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ کے دونوں نواسے یعنی جناب مسلمؑ کے صاحبزادے گرفتار ہو کر کوفہ میں ابن زیاد کے سامنے پیش کیے گئے اس بے دین اور ظالم شخص نے رحم کی بجائے دروغ جیل کو بلا کر کہا کہ ان دونوں بچوں کو قید کر دو۔ وَمِنْ طَيِّبِ الطَّعَامِ فَلَا تُطْعِمُهُمَا وَمِنْ بَارِدِ الْمَاءِ فَلَا تَسْقِيهِمَا اور ان کو اچھا کھانا ہر گز نہ کھلانا اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پلانا فَكَانَ

ہے۔ فَتَعَالِ حَتَّىٰ أَعَانِكَ قَبْلَ أَنْ يُفَرِّقَ الْمَوْتُ بَيْنَنَا کہ میرے قریب آؤ میں آپ کو گلے سے لگا لوں قبل اس کے کہ موت تمہارے اور میرے درمیان جدائی ڈال دے۔ فَأَعْتَقْنَا وَنَامَا پس وہ دونوں شہزادے ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر سو گئے تھوڑا وقت گزرا تھا۔ أَقْبَلَ خَتَنُ الْعَجُوزِ وَقَرَعَ الْبَابَ کہ اس بڑھیا کا داماد آیا اور اس نے دق الباب کیا اس مومنہ نے کہا کہ تو کون ہے؟ بولا میں صاحب خانہ ہوں۔ قَالَتْ لَيْسَ لَكَ هَذَا بِوَقْتٍ وہ بولی یہ وقت تیرے آنے کا نہیں تھا آج کیوں آیا وہ بولا کہ جلد دروازہ کھول میرے ہوش و حواس منتشر ہیں ایک بہت بڑا واقعہ ہو گیا ہے۔ وہ بولی خیر تو ہے قَالَ هَرَبَ الْغُلَامَانِ مِنَ السِّجْنِ فَنَادَى الْأَمِيرُ فِي عَسْكَرِهِ مَنْ جَاءَ بِرَأْسَيْهِمَا فَلَهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ بولا کہ دو بچے قید خانے سے بھاگے ہیں ابن زیاد نے اعلان کیا ہے کہ جو ان کے سر لائے گا اسے دو ہزار درہم دوں گا میں نے اپنے آپ کو اور گھوڑے کو بہت مشقت میں ڈالا لیکن ان بچوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملا غرض وہ لعین گھر میں آیا اور کھانا کھا کر سونے لگا ابھی اسے میند نہ آئی تھی کہ دوسرے کمرے سے سانس لینے کی آواز آئی اس نے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ یہ کس کی آواز آ رہی ہے اس نیک بخت نے کچھ جواب نہ دیا۔

وَإِذَا بِأَجْدِ الْوَلَدَيْنِ قَدِ انْتَبَهَ نَاكَاہِ ایک شہزادہ چونک کر اٹھ بیٹھا۔ فَقَالَ لِأَخِيهِ اجْلِسْ فَإِنَّ هَلَاكَنَا قَدْ قُرِبَ دوسرے بھائی کو جگا کر بولا اے بھائی کیا سوتے ہو اٹھو کہ ہماری موت عنقریب آنے والی ہے اس شہزادے نے چونک کر کہا کہ اے بھائی آپ نے کیا دیکھا ہے۔ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ وَإِذَا بِأَبِي وَاقِفٌ عِنْدِي کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس بابا جان کھڑے ہیں۔ وَإِذَا بِالنَّبِيِّ وَعَلَيْهِ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ کہ یکا یک میرے بابا کے پاس جناب رسول خدا

قید سخت کر رکھی ہے تو ہم پر رحم کیوں نہیں کرتے جونہی اس نے یہ سنا۔ بَلَّكِي بُكَاءً شَدِيدًا وَانْكَبَ عَلَى أَقْدَامِهِمَا يُقَبِّلُهُمَا وہ بڑی شدت سے رویا اور دوڑ کر پاؤں پر گر کر ان دونوں بچوں کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور کہتا تھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں وَاللَّهِ لَا أُرِيدُ أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ خُصِمِي فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاللَّهِ میں نہیں چاہتا کہ رسول خدا روز قیامت مجھ سے ناراض ہوں پس اے شہزادو حاکم جو چاہے مجھ سے کرے یہ قید خانے کا دروازہ کھلا ہے جدھر چاہو چلے جاؤ وَيَا حَبِيبِي سِيرَا اللَّيْلِ وَانْكَمْنَا النَّهَارَ اے پیارے بچو! رات کو سفر کرنا دن کو چھپ کر آرام کرنا غرض وہ دونوں صاحبزادے اسی طرح چل پڑے رات بھر چلتے رہے جب صبح ہوئی تو ایک باغ میں جا کر ایک درخت پر چڑھ گئے۔ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإِذَا بِجَارِيَةٍ قَدْ رَأَتْهُمَا جب صبح ہوئی ایک کنیز باغ میں آئی اور انھیں دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ جب ان دونوں بچوں نے اپنے بارے میں بتایا بگٹ لَحَا لِهِمَا تو ان کی مظلومیت پر روئی پھر دلاسا دیا اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو کہ میری مالکہ تمہاری ماننے والی ہے غرض وہ عورت ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لے آئی اور اپنی مالکہ کو بتایا وہ نیک بخت عورت سنتے ہی ننگے پاؤں دوڑی وَقَالَتْ لَهُمَا اذْخُلَا عَلَيَّ بِالرَّحْبِ وَالسَّعَةِ اور بولی اے صاحبزادو! گھر میں تشریف لے چلو میری خوش نصیبی کہ فرزند رسول میرے مہمان ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے ایک کمرہ خالی کر دیا اس میں بستر بچھائے ثُمَّ اتَّهَمَهُمْ بِطَعَامٍ فَاکْلَا وَشَرِبَا پھر جو کچھ اس کے گھر میں موجود تھا وہ کھانے کے لیے لے آئی سجان مسلم نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور بستر پر سو گئے چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا۔ يَا أَخِي قَدْ آمَنَّا لَيْلَتَنَا هَذِهِ اے بھائی! آج کی رات ہمیں سکون ملا

ثُمَّ إِنَّهُ كَتَفَهُ كِتْفًا وَشَيْقًا پھر اس کے بازو بھی باندھ لیے وہ دونوں شہزادے رو کر کہنے لگے کہ اے شیخ! تیری زوجہ نے ہمیں مہمان کیا اور تو نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا اَمَا تَخَافُ اللّٰهُ آیا تو خدا کا خوف نہیں کرتا اے تُو اَعِی قُرْبَنَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ کیا تو قرابت رسول کا بھی خیال نہیں رکھتا اس سنگدل انسان نے کچھ خیال نہ کیا اور ان دونوں بچوں کو کھینچتا ہوا باہر لے آیا۔ وَبَقِیَا مُكْتَفَيْنِ اِلَى الْفَجْرِ وَهُمَا یَبْكِیَانِ رات بھر وہ معصوم شہزادے کھڑے رہے جب صبح ہوئی تو وہ ملعون ان دونوں بچوں کو پکڑ کر قتل کرنے کی نیت سے نہر کی طرف لے کر جانے لگا تو اس کی زوجہ بیٹا اور غلام نے اسے بار بار سمجھایا لیکن اس نے کچھ نہ سنا جب فرات پر پہنچا تو تلوار کھینچی فَمَا نَعْتَهُ زَوْجَتُهُ، فَرَزَعَقَ عَلَیْهَا حَتّٰی طَارَ عَقْلُهَا اس کی زوجہ مانع ہوئی اس ظالم نے تلوار اپنی زوجہ کو ماری کہ بے ہوش ہو گئی پھر غلام کو تلوار ماری کہ جا کر ان دونوں بچوں کو قتل کرے جب وہ قریب آیا ایک شہزادہ بولا یَا اَسْوَدُ مَا اَشْبَهَ سَوَادَكَ بِسَوَادِ بِلَالٍ اے اسود تیری شکل و صورت بلال سے کس قدر مشابہ ہے وہ بولا اے بچے! تم کون ہو؟ وہ بولے کہ ہم مسلم کے یتیم ہیں، ہم تیرے رسول کی عترت ہیں جب اس نے یہ سنا تو قدموں پر گر پڑا اور قدم چوم کر بولا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ رسول خدا میرے دشمن ہوں یہ کہہ کر فرات کے پار چلا گیا وہ لعین پکارا کہ اے غلام تو نے میری نافرمانی کی وہ بولا کہ میں نے خدا کی اطاعت کی اگرچہ تیری نافرمانی کی پھر بیٹے سے بولا تو جا کر ان دونوں بچوں کو قتل کر جب وہ قریب پہنچا تو دونوں شہزادے بولے یَا شَابُ اَنَا تَرَحَّمْ عَلٰی شَبَابِكَ هَذَا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ اے جوان تو اپنی جوانی پر رحم نہیں کرتا کہ تو اس جوانی کے ساتھ جہنم میں داخل ہو وہ بولا تم کون ہو قَالَا نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ نَبِیِّكَ دونوں شہزادوں نے کہا کہ ہم تیرے نبی

علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا حسن و حسین تشریف لاتے ہیں اور میرے بابا سے فرماتے ہیں۔ مَا لَكَ تَرَكَتَ اَوْلَادَكَ بَيْنَ الْمَلَائِیْنِ اے مسلم! آپ کس طرح اپنے بچوں کو دشمنوں میں چھوڑ کر آئے ہیں۔ فَقَالَ اَبُوْنَا هُمَا بِاَثَرِیْ قَارِیْنِ بابا نے عرض کی کہ وہ آج کی شب میرے پاس آنے والے ہیں یہ سن کر دوسرے بھائی نے کہا اے بھائی میں نے خواب میں دیکھا ہے فَاَعْتَقْنَا وَبَكِیَا دونوں بچے گلے مل کر خوب روئے جب اس لعین نے یہ سنا تو اٹھ کر دیوار پکڑتا ہوا اس کمرے میں آیا۔

حَتّٰی وَقَعَتْ يَدُهُ عَلٰی جَنْبِ الْغُلَامِ الصَّغِيرِ یہاں تک اس کا ہاتھ چھوٹے بچے کے پہلو پر لگا فقال من انت وہ شہزادے ڈر کر بولے کہ تو کون ہے؟ وہ لعین بولا میں اس گھر کا مالک ہوں۔ فَمَنْ اَنْتُمْ اَم کون ہو؟ وہ دونوں بولے کہ اے شیخ اگر ہم تجھے اپنے بارے میں بتا دیں تو ہمیں امان دے دے گا قال نعم ہاں میں امان دوں گا، دونوں بولے یَا شَيْخُ نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ نَبِیِّكَ هَرَبْنَا مِنَ السَّجْنِ اے شیخ ہم تیرے نبی کی عترت میں قید خانے سے بھاگ کر اپنی جان بچانے کے لیے تیرے گھر میں پناہ لی ہے وہ شقی بولا مِنْ الْمَوْتِ هَرَبْنَا وَاِلٰی الْمَوْتِ وَقَعْنَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَظْفَرَنِیْ بِكُمَا جَانِ كَے خوف سے بھاگے ہو آخر موت کے پھندے میں پھنس گئے ہو خدا کا شکر کہ تم میرے ہاتھ لگے ہو۔

ثُمَّ إِنَّهُ لَطَمَ الْأَكْبَرَ لَطْمَةً أَكْبَهْ، عَلٰی وَجْهِ الْأَرْضِ پھر اس ظالم نے بڑے بھائی کو اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ ثُمَّ إِنَّهُ كَتَفَهُ كِتْفًا وَشَيْقًا پھر اس شقی نے اس سے اس کے بازو باندھ لیے وَجَاءَ لِی الْآخِرِ فَضْرَبَهُ ضَرْبَةً أَشَدَّ مِنْهُ حَتّٰی خَرَّ عَلٰی وَجْهِهِ پھر اس نے چھوٹے بچے کو اس سے بھی زیادہ زور سے طمانچہ مارا کہ وہ بھی منہ کے بل گر پڑا۔

تَقْدَمَ اللَّعِينُ إِلَى الْأَكْبَرِ وَضَرَبَ غُنْفَهُ، فَسَقَطَ إِلَى الْأَرْضِ وَتَحَوَّرَ بِدَمِهِ ابْنُ
وہ دونوں یتیم دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ وہ سنگدل آگے بڑھا اور بڑے بھائی کی
گردن پر ایک تلوار زور سے لگائی کہ اس کا سر اقدس کٹ کر گر پڑا اور جسم مبارک
خون میں لت پت ہو گیا۔

فَصَاحَ أَخُوهُ. وَجَعَلَ يَتَمَرَّغُ فِي دَمِهِ جُحُوْلَةً بھائی نے یہ حال دیکھ کر
چیخ ماری اور بھائی کے خون میں لوٹنے لگا اور کہتا تھا۔

وَإِخَاهُ وَقَلْبَهُ نَاصِرًا افسوس اے بھائی! مجھے اکیلا چھوڑ گئے، افسوس ہمارا
کوئی مددگار نہیں ہے اپنے بھائی کا خون لے کر اپنے منہ پر ملتا تھا اور کہتا تھا ہنگاماً
الْقَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، میں اسی حالت میں خدا اور رسول خدا سے ملاقات کروں گا ثُمَّ
ضَرَبَ اللَّعِينُ غُنْفَهُ، پھر اس بے رحم نے جھوٹے بھائی کو بھی تلوار ماری اور اس کا
سر اقدس بھی بدن سے جدا ہو گیا۔

وَوَضَعَ رَأْسَهُمَا فِي الْمَخْلَبِ وَرَمَى بِأَبْدَانِهِمَا فِي الْقُرَاتِ اور اس
لعین نے ان دونوں بچوں کے سروں کو کپڑے میں باندھ کر رکھ لیا اور جسموں کو
فرات کے حوالے کر دیا۔ فَأَعْتَنَّا وَغَاصَا فِي الْمَاءِ وہ دونوں بھائی آپس میں بغل
گیر ہو کر دریائے رحمت الہی میں غوطہ زن ہو گئے۔

اس شقی نے وہ گٹھری لے کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دی۔ فَلَمَّا نَظَرَ
إِلَيْهِمَا قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا جب ابن زیاد نے ان سروں کو دیکھا تو
تین مرتبہ تعظیم کو اٹھا اور بیٹھا پس بولا کہ انھیں کیوں قتل کیا؟ وہ بولا مال کے لیے ابن
زیاد نے پوچھا کہ انھوں نے قتل کے وقت کچھ کہا بھی تھا۔ وہ شقی بولا ہاں کہا تھا کہ
ہمیں ابن زیاد کے پاس لے چل وہ ہمارے حق میں جو چاہے کرے مگر میں نے

کی عزت میں تیرے باپ نے ہمارے ناحق قتل کا ارادہ کیا ہے۔

وہ بھی پاؤں پر گر پڑا اور پھر فرات کے پار چلا گیا۔ اس کے باپ نے
پکار کر کہا کہ تو نے میری نافرمانی کی ہے۔ وہ نوجوان بولا میں نے خدا کی تو اطاعت
کی ہے تیری نافرمانی ہوئی تو کیا ہوا وہ غصے سے بولا وَاللَّهِ مَا يَتَوَلَّى قَتْلُكُمَا غَيْرِي
خدا کی قسم میرے سوا تمھیں اور کوئی قتل نہ کرے گا۔

یہ کہہ کر وہ تلوار لے آیا اس کا بیٹا اس کے پاس واپس آیا اور کہا کہ خدارا
ان دو معصوم بچوں کو قتل نہ کر اس سنگدل نے پہلے اپنے بیٹے ہی کو تلوار ماری کہ وہ
شہید ہو گیا پھر وہ ان یتیموں کے پاس آیا جب انھوں نے دیکھا تو بے اختیار رونے
لگے اور بولے يَا شَيْخُ اذْهَبْ بِنَا حَتَّى يَأْتِيَ ابْنُ زَيْدٍ لِيَصْنَعَ مَا يَرِيدُ اے شیخ! تو
ہمیں زندہ ابن زیاد کے پاس لے چل جو چاہے وہ ہمارے بارے میں کرے۔

فَقَالَ لَيْسَ لَكُمْ مِنْ سَبِيلٍ وَهَلْ بُولَا یہ ہرگز نہ ہوگا پھر بولے إِنْ كَانَ
مُرَادُكَ اخْذَ الْمَالِ فَبِعَنَّا فِي السُّوفِ وَانْتَفَعُ بِأَثْمَانِنَا اے شیخ! اگر تیری مراد
حصول مال ہے تو ہمیں بازار میں بیچ دے اور ہمیں قتل نہ کر وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا پھر
انھوں نے کہا یا شیخ! أَمَا تَرَوْهُمْ صُغُرَ سِنِنَا اے شیخ! ہماری یتیمی اور کم سنی پر بھی تو رحم
نہیں کرتا وہ لعین بولا کہ خدا نے تمھارے لیے میرے دل میں رحم خلق نہیں کیا۔ فَقَالَ
دَعْنَا لِنُصَلِّيَ پس ناچار ہو کر بولے کہ اگر تو قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو ہمیں چھوڑ دے
کہ ہم نماز پڑھ لیں۔ وہ بولا اگر تمھیں نماز پچاسکتی ہے تو بیشک پڑھ لو۔ چنانچہ ان
دونوں بھائیوں نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھ کر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند
کیے اور یوں دعا کرنے لگے۔ يَا عَدُوُّ يَا حَكِيمُ اُحْكُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ بِالْحَقِّ اے
خداوند عادل! اے حاکم! ہمارے اور ہمارے قاتل کے درمیان فیصلہ کر فَعِنْدَ ذَلِكَ

روایت نمبر



حجر اسود کا امام سجاد کی امامت کی گواہی دینا، امام سجاد کا مسجد نبوی میں اعجاز
امامت سے نگر یوں کو موتیوں میں بدلنا، عبدالملک لعین کا امام سجاد کو گرفتار کر کے دوبارہ
شام میں روانہ کرنا۔

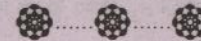
سفر شام میں جناب سیدہ زینب کی شہادت۔



مولانا عابد عسکری

قبول نہ کیا تو پھر کہنے لگے کہ ہمیں بازار میں چل کر بیچ دے میں نے یہ بھی قبول نہ
کیا تو پھر بولے کہ اے شیخ! تجھے ہماری کم سنی پر رحم نہیں آتا تو میں نے جواب دیا
کہ خدا نے تمہارے لیے میرے دل میں رحم ہی پیدا نہیں کیا۔ ابن زیاد بولا اگر تو
انہیں زندہ لاتا تو تجھے بہت انعام دیتا پھر غصہ ہو کر وہاں پر موجود ایک شخص سے کہا
کہ اسے لے جا اور جہاں پر شہزادے قتل ہوئے ہیں اس کو بھی وہیں پر قتل کر دے
اور یہ دونوں سردریا میں ڈال دے پس وہ شخص محبت اہلبیت تھا اور اس نے فرزند ان
مسلم کے قاتل کو پکڑا اور اسے دریا کی طرف لے کر چلا اور کہتا تھا کہ خدا کی قسم اگر
ابن زیاد مجھے اپنی حکومت بھی دے دینا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جب فرات پر لایا تو
پہلے اس شقی کی آنکھیں نکالیں اور پھر کان کاٹے اور ہاتھ پاؤں کو قلم کیا بعد ازاں
اس کو واصل جہنم کیا، جب فارغ ہو چکا تو ان مقدس سروں کو چوم کر اور آنکھوں سے
لگا کر دریا کے حوالے کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ ان شہزادوں کے بدن پانی سے نکلے اور سر ان جسموں
سے مل گئے اس کے بعد وہ پانی کے اندر چلے گئے۔ فرزند ان مسلم کے قاتل کا سر
نوک نیزہ پر رکھ کر بازار میں لے آیا سب بچے اس شقی کے سر کو ڈھیلے مارتے تھے
اور اس کے منہ پر تھوک کر کہتے تھے ہذا قاتل ذریعہ الرسول کہ یہ لعین قاتل ہے آل
رسول کا۔ لَعْنَةُ اللَّهِ وَآخِرَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ اللَّهُ تَعَالَى اس پر لعنت کرے اور
اسے سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے۔



کعبہ کی طرف چلے میں محمد حنفیہ کے ساتھ تھا ہم بھی چلے یہاں تک ہم حجر اسود کے قریب پہنچے فَقَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ تَقَدَّمْ يَا عَمَّ فَإِنَّكَ أَسَنُ فَاسْتَلَّهُ الشَّهَادَةَ لَكَ جناب امام زین العابدین نے فرمایا اے چچا! آپ بزرگ ہیں اس لیے سب سے پہلے حجر اسود سے گواہی طلب کریں۔ فَتَقَدَّمْ مُحَمَّدٌ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ وَدَعَا بِدَعْوَاتٍ ثُمَّ سَأَلَ الْحَجَرَ بِالشَّهَادَةِ لَهُ، إِنَّ كَانَتْ بِالْأَمَامَةِ لَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ بشیءٍ چنانچہ محمد بن حنفیہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی پھر حجر اسود سے سوال کیا کہ اگر میں امام برحق ہوں تو اے حجر اسود تو میری امامت کی گواہی دے پس حجر اسود سے کچھ آواز نہ آئی ثُمَّ قَامَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ فَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ قَالَ أَيُّهَا الْحَجَرُ الَّذِي جَعَلَكَ اللَّهُ تَعَالَى شَاهِدًا لِمَنْ يُؤَافِي بَيْتَهُ، الْحَرَامَ مِنْ وَفُودِ عِبَادِهِ امام زین العابدین اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا اے حجر اسود کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے گواہ بنایا اس شخص کے لیے جو خانہ کعبہ میں آیا ہے اور یہاں اترتا ہے۔ إِنْ كُنْتُ نَعْلَمُ أَنِّي صَاحِبُ الْأَمْرِ وَإِنِّي الْأَمَامُ الْمُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَى جَمِيعِ عِبَادِهِ اللَّهُ فَاشْهَدْ لِي لِيَعْلَمَ عَمِّي أَنَّهُ، لَاحِقٌ لَهُ فِي الْأَمَامَةِ اے حجر اسود اگر تو جانتا ہے کہ میں صاحب حکم اور میں امام واجب الطاعت ہوں پس میری گواہی دے تاکہ میرے چچا جان کو پتہ چل جائے کہ امامت میں ان کا حق نہیں ہے۔

فَانْطَلَقَ اللَّهُ الْحَجَرَ بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى نَے حجر اسود کو
نطق عطا فرمایا چنانچہ حجر اسود نے فصیح عربی زبان میں کہا۔ يَا مُحَمَّدُ بْنَ عَلِيٍّ سَلِّمْ
اِلَى عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْأَمَوِّ اے محمد ابن علی آپ کو چاہیے کہ امام علی بن الحسین
کی امامت کو تسلیم کر لیں۔ فَإِنَّهُ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ عَلَيْكَ وَعَلَى جَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ
دُونِكَ وَذَوْنِ الْخُلُقِ أَجْمَعِينَ جناب امام زین العابدینؑ واجب الطاعت ہیں

فی الْخُرَاجِ الْجَرَانِجِ رَوَى عَنْ أَبِي الْخَالِدِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ دَعَانِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنْفِيَّةِ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكُنَّا بِمَكَّةَ كِتَابَ خُرَاجِ الْجَرَانِجِ فِي ابْنِ ابُو خَالِدٍ كَاتِبِي نَعْنِي رَوَيْتُ فِي هَذِهِ الشَّهَادَاتِ اِمَامِ حُسَيْنٍ كَيْ بَعْدَ حَبِ اِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِينَ شَامَ سَ مَدِينَةِ آءِ اَوْرَ اَبَحْجَ مُحَمَّدُ اِبْنُ حَنْفِيَّةَ نَعْنِي بَلَوَا اِسَ وَتَقْتُ هَمْ مَكَّةَ مِثْلَ تَحَى۔ فَقَالَ سِرُّ لِي عَلَيَّ اِبْنِ الْحُسَيْنِ وَقُلْ لَهُ: اَنَا اَكْبَرُ وَلَدُ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ اَخَوَيِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ حَنْفِيَّةَ نَعْنِي مَجْجَ سَ كَمَا كَ تَمْ جَنَابِ سَيِّدِ سَجَادَ كَ پَاسِ جَاؤُ اَوْرَ مِيرِي طَرْفَ سَ اِنَ سَ كَبُو كَ مِثْلِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ كَ بَعْدَ اَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ كَا بَرَا بِيَا هُوَ۔ وَ اَنَا اَحَقُّ بِعَهْدِ الْاَمْرِ مِنْكَ اَوْرَ مِثْلِ اَبِ سَ اِمَامَتِ كَ لِيْهِ زِيَادَةُ سَزَا اَوْرَ هُوَ۔ فَيَنْبَغِي اَنْ تُسَلِّمَهُ اِلَيَّ وَ اِنْ شِئْتَ فَاخْتَرِ خُكْمًا نَتَّحَاكُمْ اِلَيْهِ پَسِ اَبِ كُو چَاهِيْ كَ اَمْرِ اِمَامَتِ مِيرِ سَ پَرْدِ كَرِ دُو اَوْرَ اِگَرِ چَاهُو تُو كُو كِي ثَالِثِ بَحِي مَقْرَرِ كَرِ سَكْتِ هِي مِثْلِ نَعْنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَنْفِيَّةَ كَا پِيْغَامِ اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ كِي خِدْمَتِ مِثْلِ پَهْنِجَايَا فَقَالَ اَرْجِعْ وَقُلْ لَهُ: يَهْ سَنَ كَرِ اِمَامِ عَلِيهِ السَّلَامِ نَعْنِي فَرَمَايَا تَمْ وَاپَسِ جَاؤُ اَوْرَ مِيرِي طَرْفَ سَ اِنَ سَ كَبُو دُو يَاعَمَ اَتَقَى اللّٰهُ وَلَا تَدْعُ مَا لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَكَ اَبِ چَا خُدا سَ دُرُو اَوْرَ وَهُ چِزِ طَلَبِ نَهْ كَرُو كَ خُدا نَعْنِي وَهُ تَحَارِ لِيْهِ مَقْرَرِ نَحِيْ كِي۔ وَ اِنْ اَبَيْتَ فَيَنْبَغِي وَبَيْنَكَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ اِگَرِ اَبِ اِنْكَارِ كَرِي تُو اَبِ اَوْرَ مَجْجَ مِثْلِ حَجَرِ الْاَسْوَدِ فَيَصِلُهُ كَرِ كَا۔

فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَشْهَدْ لَهُ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ فَهُوَ الْإِمَامُ بَيْتِ جَس کے لیے حجر
اسود گواہی دے دے وہ امام ہے میں نے محمد بن حنفیہ کو امام علیہ السلام کا پیغام پہنچایا
فَقَالَ قُلْ لَهُ الْفَاک محمد بن حنفیہ نے کہا کہ ان سے جا کر کہو کہ میں بہت جلد آپ
سے ملاقات کروں گا راوی کہتا ہے جب امام زین العابدین تشریف لائے اور خانہ

فَرَدُّوهُ پَسِ وہ وہیں بیٹھ گیا اور کہا ان کو میرے پاس لے آؤ۔ امام علیہ السلام عبد الملک کے پاس آئے فَقَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ اِنِّي لَسْتُ قَاتِلَ اَبِيكَ فَمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الْمَصِيرِ اِلَيَّ عبد الملک نے امام سجاد سے کہا کہ میں آپ کے پدر بزرگوار کا قاتل نہیں ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میرے پاس نہیں آئے؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ قَاتِلُ اَبِي اَفْسَدَ بِهَا فَعَلَهُ ذُنْيَاهُ عَلَيْهِ وَاَفْسَدَ اَبِي عَلَيْهِ اٰخِرَتَهُ فَاِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ تَكُوْنَ مِثْلَهُ فَكُنْ امام علیہ السلام نے فرمایا بیشک میرے بابا کے قاتل نے ان کو قتل کر کے صرف ان کو دنیاوی زندگی سے محروم کیا ہے لیکن میرے بابا کی شہادت نے میرے قاتل کی آخرت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اگر تو چاہتا ہے کہ تو ان کی مانند ہو تو پھر جو جی میں آئے وہ کرو فَقَالَ كَلَّا وَلَكِنْ صِرَالَيْنَا لَتَنَالِ مِنْ ذُنْيَاهُ عبد الملک بولا کہ معاذ اللہ میں آپ کے پدر بزرگوار کے قاتل کی مانند نہیں ہوں لیکن میری مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے پاس آئیں تاکہ ہماری دولت سے آپ کو فائدہ پہنچے اور ہم آپ سے اچھا سلوک کریں۔

فَجَلَسَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ وَبَسَطَ رِذَاءَهُ وَرَمَى فِيهِ كَفًّا مِنْ حُصَاةِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ يَبْنَ كَرَامًا سَجَادَ زَمِينَ پر بیٹھ گئے اور عبائے مبارک کو پھیلا دیا اور مسجد کے سنگریزے اس میں ڈال دیے اور بارگاہ الہی میں عرض کی اَللّٰهُمَّ اَرِهْ حُرْمَةً اَوْلِيَايَكَ عِنْدَكَ بارالہا تو اسے اپنے دوستوں کی عزت و حرمت جو تیرے نزدیک ہے دکھا دے فَاِذَا رِذَاءَهُ مَمْلُوءٌ ذُرًّا يَكَاذُ شُعْغَهَا يَخْطَفُ الْاَبْصَارَ نَاگاہ عبائے مبارک موتیوں سے بھر گئی ایسے موتی کہ ان کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔ فَقَالَ لَهُ مَنْ تَكُوْنَ هَذِهِ حُرْمَةٌ عِنْدَ رَبِّهِ يَحْتَاجُ اِلَيَّ ذُنْيَاكَ فرمایا اے عبد الملک جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ حرمت و عزت ہو وہ تیری دنیا کا محتاج ہے۔

آپ اور سب بندگان پر۔ فَقَبِلَ مُحَمَّدُ ابْنُ حَنْفِيَةَ رِجْلَهُ وَقَالَ الْأَمْرُكَ جَنَابِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْفِيَةَ نے حضرت کے پاؤں چومے اور کہا امامت آپ ہی کے لیے ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حجر اسود نے یہ کہا يَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَلِيٍّ اِنْ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَعَلَى جَمِيعٍ مَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَنْ فِي السَّمَاءِ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ فَاسْمَعْ لَهُ وَأَطِعْ اے محمد بن علی کہ علی ابن حسین آپ پر اور سب اہل زمین و اہل آسمان کے امام ہیں اور سب پر ان کی اطاعت کرنا واجب ہے لہذا آپ بھی ان کی پیروی کریں۔

فَقَالَ مُحَمَّدٌ سَمْعًا وَطَاعَةً يَا حُجَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَنْفِيَةَ نے کہا بسرچشم اے حجت خدا (زمین و آسمان پر) میں اطاعت کروں گا وَقِيلَ اِنَّ ابْنَ الْحَنْفِيَةِ اِنَّمَا فَعَلَ ذَلِكَ اِزَاحَةً الشُّكُوكِ فِي ذَلِكَ اور بعض مؤرخین نے کہا ہے کہ یہ کام جناب محمد بن حنفیہ نے شکوک و شبہات کو دفع کرنے کے لیے کیا تھا کہ کسی کو امام زین العابدین کی امامت میں شک باقی نہ رہے اور اسی کتاب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے قَالَ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَعَلَى ابْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَطُوفُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْرِفُهُ بِوَجْهِهِ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ عبد الملک بن مروان خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا اور جناب امام سجاد بھی اس کے سامنے طواف میں مشغول تھے اور آپ نے عبد الملک کی طرف توجہ نہ دی اور عبد الملک بھی حضرت کو نہ پہچانتا تھا چنانچہ عبد الملک بولا یہ نو جوان کون ہے اور میرے سامنے پھر رہا ہے اور میری طرف دھیان بھی نہیں دیتا۔ فَقَالَ لَهُ هَذَا عَلِيُّ ابْنِ الْحُسَيْنِ کسی نے کہا یہ علی ابن حسین ہیں۔ فَجَلَسَ مَكَانَهُ وَقَالَ رَدُّوهُ اِلَيَّ

وقت گزر گیا اور یزید حاکم تھا اور اس کی طرف سے عبدالملک بن مروان حاکم تھا یہی عبدالملک کہ جس نے معجزہ امام سجادؑ دیکھا تھا۔ فَكَتَبَ لِيَزِيدَ مِنْ عَدَاوَةِ الْحُسَيْنِ.

عبدالملک نے عداوت حسینؑ کی وجہ سے یزید کی طرف خط میں لکھا کہ إِنَّ عَلِيَّ ابْنَ الْحُسَيْنِ عَزَمَ لِلْخُرُوجِ بِطَلَبِ دَمِ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ اے یزید! علی بن حسینؑ اپنے والد کے خون کا انتقام لینے کے لیے انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ يَجْمَعُ النَّاسَ مُخْفِيًا وَيُهَيِّئُ الْجُنُودَ وَالْعَسَاكِرَ لِحَرْبِكَ وَهَ لَوْ كُفِّيَ طُورٌ بِرْتَارٍ كَرْتِ رِبْتِ هِيَ كَوْمِي پتہ نہیں کہ وہ کس وقت بھی تجھ پر حملہ کر دیں۔ یزید سخت غصے ہوا اور اس کو لکھا احْبِسْهُ بِنَفْسِهِ ذُوْنَ الْحَرَمِ وَالْأَطْفَالَ سِيدَ سَجَادٍ كَوَ كَرْتَارِ كَرْتِ كَرْتِ كَرْتِ رَوَانِ كَرْتِ دَسْ بَجَوْنَ اور عورتوں کو اسیر نہ کرنا۔ فَقَيَّدَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ مَرْوَانَ وَارْسَلَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الشَّامِ عبدالملک العین نے حضرت امام سجادؑ کو قید کر کے مدینہ سے شام کی طرف روانہ کر دیا۔ فَاتَّقَلَهُ حَدِيدًا بِالْغُلِّ وَالسَّلَاسِلِ فِي يَدَيْهِ وَرَجْلَيْهِ اس شقی نے امام زین العابدینؑ کو گلے میں بھاری طوق پہنایا اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں پہنائیں اور بہت سے فوجی امامؑ کی نگرانی کے لیے ساتھ گئے۔ وَكَانَتْ فِي هَذِهِ الْأَيَّامِ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ مَرِيضَةً اور ان دنوں میں جناب زینبؑ بیمار تھیں۔ لَكِنَّهَا لَمَّا سَمِعَتْ رَحْلَهُ إِلَى الشَّامِ وَحِيدًا فَرِيدًا بَكَتْ بُكَاءً عَظِيمًا مگر جب جناب زینبؑ نے سنا کہ ان کا بھتیجا اور ان کے بھائی کی یاد سید جا آئی شام کی طرف جا رہے ہیں بہت روئیں اور بولیں۔

لَا أَخَذْتُكَ ذَلِيلًا، عَنْ يَدَيَّ أَبَدًا میں اسیر کر بلا کا دامن نہ چھوڑوں گی اور انھیں میں اکیلے نہ جانے دوں گی وَأَجِيءُ بِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الشَّامِ اور میں بھی

ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ خُذْهَا فَمَالِي فِيهَا حَاجَةٌ پھر بارگاہ الہی میں عرض کی کہ خداوند تیرے بندے علیؑ ابن حسینؑ کو اس کی کچھ احتیاج نہیں۔ آہ ایسے بزرگوار اور برگزیدہ ہستی کو کوفیوں اور شامیوں نے بے پلان اونٹ پر سوار کیا تھا ان کی گردن شریف میں ایسا بھاری طوق ڈالا تھا کہ آپ کے گلے سے خون جاری تھا حالانکہ آپ گوشہ نشین تھے دنیاوی و حکومتی معاملات میں دخل نہ دیتے تھے چونکہ آپ زہد و تقویٰ اور علم و عمل کے لحاظ سے سب سے افضل تھے اور خاندان رسالت کی مرکزی شخصیت ہونے کی وجہ سے عوام کا رخ انہی کی طرف ہوتا تھا اس لیے حکام وقت ان کی مقبولیت و محبوبیت کو قطعی طور پر پسند نہ کرتے تھے۔

بعض معتبر راویوں نے روایت کی ہے کہ ہم تجارت کی غرض سے شام کی طرف جا رہے تھے اور ایک مقام پر پہنچے کہ وہ وہاں سے شام نو فرخ دور تھا۔

فَرَأَيْتُ فِي الصَّحْرَاءِ خُجْرَةً مِنْ حِينٍ فِيهَا قَبْرَانِ مُقَدَّمَا وَمُؤَخَّرَا میں نے اس صحرا میں ایک کچا حجرہ بنا ہوا دیکھا کہ اس میں دو قبریں تھیں ایک آگے تھی اور ایک پیچھے تھی اور ایک شخص قبر مقدم پر قرآن مجید پڑھ رہا تھا ہم نے اسے سلام کر کے کہا اے شخص! ہمیں کچھ ان قبروں کے بارے میں بتائیے فَبَكَى الرَّجُلُ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا۔ وَقَالَ هَذِهِ الْقَبْرُ الْمُقَدَّمُ قَبْرُ زَيْنَبُ بِنْتِ عَلِيٍّ وَالْمُؤَخَّرُ قَبْرُ فَضَّةَ جَارِيَةِ الزَّهْرَاءِ اور بولا اے شخص! یہ جو پہلی قبر ہے یہ قبر زینب بنت علیؑ کی ہے اور دوسری قبر فضہ کنیز زہراؑ کی ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں یہ تو بتائیے یہ یہاں پر دفن کیسے ہوئی ہیں یہ مقام کہاں اور دختر فاطمہؑ کہاں بَغَى الرَّجُلُ وَقَالَ وَهْ شَخْصٌ اور زیادہ رونے لگا اور بولا۔ لَمَّا مَضَتْ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِتْنَانِ فَصَاعِدًا جب قتل جناب امام حسینؑ کے بعد دو برس یا زیادہ

ہوں خدا تمہیں لشکر شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ فَبِکَی عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ عَلَی غُرْبَتِهَا بُکَاءً کَاذِبُفَرَّقَ رُوحُهُ عَنْ بَدَنِهِ اَمَامَ سَجَادَ اِیْنِ غُرْبَتِ وَمَظْلُومِیْتِ اور جناب سیدہ کی بیکسی پر اس قدر روئے کہ قریب تھا روح اقدس بدن شریف سے جدا ہو جائے وَقَالَ یَا عَمَّتِی وَاللّٰہِ فِرَاتُکَ لِیْ اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ اور فرمایا پھوپھی جان خدا کی قسم آپ کی جدائی میرے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ مگر آپ یہ خاطر جمع رکھیں کہ آپ کی تدفین کے بعد میں مدینے چلا جاؤں اور روضہ رسول ہی پر رہوں گا۔

جناب زینبؓ رو کر فضہ سے بولیں یَا فَضَّةُ اِنِّیْ ذَکَرْتُ فِیْ هٰذِهِ الصَّحْرَاءِ شَجَرًا مُّسَمًّی بِالْتَّغْرِ هُوَ اَطْيَبُ الْاَشْجَارِ اے اماں فضہ! یاد ہے کہ اس جنگل میں ایک درخت ہے کہ اس کا نام تغر ہے اور اس کی خوشبو صندل کی طرح ہے۔ لَمَّا قَتَلُوْا اَخِی الْحُسَیْنُ وَنَصَبُوْا رَاسَهُ عَلَی الْقَنَّا وَقَيَّدُوْنَا بِالظُّلْمِ وَالْعَنَادِ جب ظالموں نے میرے بھائی حسینؑ کو قتل کیا تھا اور ان کے سر کو نیزہ پر آویزاں کیا تھا اور ہمیں قید کر کے شام کی طرف لے کر چلے تھے۔ فَتَزَلَّ عَسْکَرُهُمْ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ میں نے ایک نیزہ دار کو دیکھا تھا کہ جس کے نیزہ پر میرے مظلوم بھائی کا سر تھا۔ وَضَلِ الرَّحْمُحُ بِشَجَرِ التَّغْرِ اس نیزہ دار نے نوک نیزہ اس درخت سے ملا دی۔ فَحِیْنِ کَانَ رَاسُ عَلِی غَضِنٍ مِنْ اَغْصَانِهِ اس وقت امام حسینؑ کا سر مبارک اس درخت کی ایک شاخ پر تھا۔ یَجْرِی الدَّمُ مِنْ حَلْقِهِ وَتَلٰی الْقُرْآنَ اس وقت میرے بھائی کے حلق سے خون بہہ رہا تھا اور وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔

فَاَطْلُبِیْ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ لِیْ لَآنَ اُوْدِعَہُ اے فضہ! اس درخت کو تلاش کرو تا کہ میں رخصت ہوں۔ بی بی فضہ نے اس درخت کو تلاش کیا اور آ کر بی بی

ان کے ساتھ مدینہ سے شام کی طرف جاؤں گی فَبَاصْرَتْ وَمَصَّتْ بِہِ مَعَ فَضَّةٍ فِیْ هُوْدَجٍ عَلَی الْجَمَلِ بی بی نے اصرار کر کے سید سجادؑ کو راضی کیا۔ یہاں تک کہ فضہ کو ساتھ لے کر بی بی ایک کجاوہ پر سوار ہوئیں اور مورخین نے لکھا ہے کہ اہل مدینہ نے جناب سیدہؓ کو بہت روکا کہ بی بی آپ شام دوبارہ نہ جائیں جناب زینبؓ رونے لگیں اور فرمایا اے مدینہ کی عورتو! تم مجھے منع کرتی ہو تم نہیں دیکھتیں کہ میرا بھتیجا اکیلا جا رہا ہے کیا محبت تھی جناب زینبؓ کو اپنے بھائی حسینؑ سے کہ ان کی اولاد پر قربان ہوتی تھیں غرض سب سے رخصت ہوئیں اور ان کے ساتھ چلیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ مَعَهَا وَهَذِهِ الصَّحْرَاءُ قَامَ یَوْمًا دَلِیْلًا جب جناب زین العابدینؑ اس صحرا میں پہنچے تو ایک رات اور دن یہاں قیام کیا۔ فَانْتَهَبَتْ زَیْنَبٌ لِّصَلٰوَةِ الْفَجْرِ بِاَکِیَّةٍ جناب زینبؓ صبح کو روتی ہوئی نیند سے بیدار ہوئیں وَقَالَتْ یَابْنَ اَخِیْ فِذَاکَ رُوحِیْ اِنِّیْ رَاِیْتُ فِیْ رُؤْیَایْ اِنَّ اَخِی الْحُسَیْنِ الْمَظْلُوْمَ یَقُوْلُ اور بولیں اے بیٹا سجاد! پھوپھی تجھ پر قربان ہو جائے میں نے اپنے مظلوم بھائی حسینؑ کو دیکھا ہے کہ فرماتے ہیں یَا اُخْتِیْ زَیْنَبُ اِنِّیْ مُشْتَاقٌ لِّلْقَائِکَ اے بہن زینبؓ میں آپ کی ملاقات کے لیے بیحد مشتاق ہوں وَعَزَّ عَلِیُّ فَرِیَاقُکَ فَعَجَلَنِیْ لِآنَ تَکُوْنِیْ عِنْدِیْ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ اور اے زینبؓ! آپ کی جدائی حسینؑ پر بہت دشوار ہے پس جلد آئیے آج کا دن آپ ہمارے پاس ہوں گی کیا محبت تھی بہن بھائی میں۔ فَعَلِمْتُ یَابْنَ اَخِیْ اِنَّ رِحْلَتِیْ فِیْ یَوْمِنَا هٰذَا مِنَ الدُّنْیَا۔

مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آج میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں گی اُوْدِعْکَ اَلْاَنَ حَفَظَکَ اللّٰہُ الرَّحْمٰنُ مِنْ جُنُوْدِ الشَّیْطٰنِ اب میں تم سے وداع کرتی

پہنایا اور امام سجادؑ نے نماز جنازہ پڑھ کر کائنات کی مظلوم ترین بی بی کو سپرد خاک کیا۔ اس کے بعد آپؑ مدینہ تشریف لے گئے اور جناب فضہؑ اپنی آقا زادی کی قبر سے جدا نہ ہوئی حتیٰ مَاتَتْ بَعْدَهَا فِي بَعْضِ السِّنِينَ یہاں تک کہ چند سالوں تک زندہ رہیں جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے وصیت کی کہ مجھے جناب سیدہ زینبؑ کے قدموں میں دفن کیا جائے چنانچہ جب انھوں نے انتقال کیا تو ان کی قبر جناب زینبؑ کے قدموں کے پاس بنائی گئی راوی کہتا ہے کہ میں جس بستی میں رہتا ہوں یہاں سے بہت نزدیک ہے یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں جب بھی کسی کے سامنے یہ واقعہ بیان کرتا تھا تو وہ سن کر دھاڑیں مار کر روتا تھا۔



زینبؑ کی خدمت میں عرض کی اور بی بی انتہائی نقاہت اور ضعف کی حالت میں فخر جث عن الفسطاط وَاَتَتْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ اور بی بی خیمہ سے نکل کر درخت کے نیچے آئیں اور اس سے لپٹ گئیں۔ وَتَبِكُنَّ قَائِمَةً بِأَعْلَى صَوْتِهَا اور سیدہ زینبؑ کھڑے ہو کر بلند آواز سے روتی تھیں اور بین کر کے کہتی تھیں۔ وَأَخَاهُ وَأَمْظَلُّوْمَاهُ وَأَذْبِيحَاهُ وَأَحْسِنَاهُ ہائے میرے مظلوم بھائی، ہائے میرے حسین بھائی، ہائے میرے شہید بھائی۔

فَذَاكَ اُخْتُكَ هَذِهِ اَبْ بِرِ تَمْهَارِي يَهْ بَهْنِ فِدَا هُوَ فَجَعَلَتْ تَكَرَّرَ هَذَا الْقَوْلُ بِبِي بَارَ بَارَ اس جملہ کو دہراتی تھی وَكَانَ فِي قَرْبٍ مِنَ الشَّجَرِ بَسْتَانًا لِمَعَاوِيَةَ اور اس درخت کے قریب معاویہ کا باغ تھا وَمُنْتَظَمُ الْبُسْتَانِ كَانَ زُبَيْرُ بْنُ التَّمِيمِ الْمَلْعُونِ اس کا باغباں زبیر ابن تمیم ملعون تھا۔ فَلَمَّا سَمِعَ بُكَاءَهَا خَرَجَ عَنِ الْبُسْتَانِ وَجَاءَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَكَانَ بِيَدِهِ أَوْزَارًا مِنَ الْحَدِيدِ لَانْتِظَامِ اَرْضِي الْبُسْتَانِ اس شقی نے جب جناب زینبؑ کے رونے کی آواز سنی تو باغ سے نکلا اور وہاں آیا اور اس کے ہاتھ میں زمین درست کرنے کے لیے لوہے کا بیلچہ تھا جب اس ملعون کو پتہ چلا کہ یہ جناب امام حسینؑ کی ہمشرہ جناب زینبؑ ہیں۔ فَضْرَبَ الْمَلْعُونُ عَلَى ظَهْرِهَا اس ملعون نے بغض اور دشمنی کی وجہ سے بہت زور سے بیلچہ بی بی کو مارا کہ آسمان ہل گیا۔ فَخَرَّتْ بِوَجْهِهَا مَغْشِيَةً عَلَى الْأَرْضِ اور جناب زینبؑ منہ کے بل زمین پر گر پڑیں وَمَاتَتْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ شَهِيدَةً اور ان کی روح اقدس بہشت بریں کی طرف پرواز کر گئی جناب امام زین العابدینؑ کا عجب حال ہوا اور اعجازِ امامت سے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے نکالے اور جناب زینبؑ کی لاش اقدس کو خیمہ لے گئے۔ جناب فضہؑ نے بی بی کو غسل دیا کفن

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلَى بَسَاطٍ لَمْ أَجِدْ فِي الدَّارِ غَيْرَهُ سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ سے منقول ہے کہ ایک روز میں جناب امیرؑ کے دولت سرا پر حاضر ہوا امام علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ایک بورے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے سوا آپ کے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَرَى فِي الدَّارِ غَيْرَ هَذِهِ الْبَسَاطَةِ وَبَيْدِكَ الْخِلَافَةُ مِمَّنْ عَزَّ وَجَلَّ عرض کی مولا! آپ کے گھر میں اس بورے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے حالانکہ آپ بادشاہ وقت ہیں یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اے سويد! ہم اس دار فنا کے لیے کچھ نہیں بناتے وَلَنَا دَارٌ قَدْ حَمَلْنَا إِلَيْهَا خَيْرَ الْمَتَاعِ وَنَحْنُ مُتَقِلُونَ إِلَيْهَا اے سويد! ہمارے لیے ایک گھر ہے کہ اس کے لیے ہم نے بہترین متاع مہیا کی ہے اور قریب ہے کہ اس کی طرف منتقل ہو جائیں۔

فی الْحَدِيثِ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا بَلَغَ الرَّجُلُ أَرْبَعِينَ سَنَةً
لَادَى مُنَادٍ عَنِ السَّمَاءِ دَنَى الرَّحِيلِ حَدِيثٌ مِثْلُ آيَا هِيَ أَنَّ جُنَابَ إِمَامِ مُحَمَّدٍ بِاَقْرَبِ
تَلِيهِ السَّلَامِ نَزَّاهُ كَمَا أَنَّهُ قَالِسُ بَرَسْ كَاهُو جَاتَا هِيَ تَوَمْنَادَى آسْمَانِ
سَهْ نَدَاكَرَتَا هِيَ كَوْجْ كَا وَقْتُ قَرِيبِ آ پَهِنْچَا هِيَ زَاد رَاهِ دُرُسْتِ كَرُو۔ جُنَابِ امِيرِ
ایک مقام پر فرماتے ہیں فَاهُ اَهُ مِنْ فَقْدِ الزَّادِ وَطَيُولِ الطَّرِيقِ ذَوْ حَشْتِهَافْسوس
کہ زاد راہ نہیں ہے اور سفر بہت طولانی ہے جُنَابِ امیرِ ایامیہ امامؑ یہ فرماتے ہیں
افسوس ہے ہماری غفلت پر کہ ہم نے کون سا زاد سفر مہیا کیا ہے جو یوں غافل بیٹھے

ہیں۔

اِيْهَا النَّاسُ فَادْكُرُوْا اَفْرَانَكُمْ الدِّيْنَ مَضُوْا قَبْلَكُمْ بِاِيْدٍ غَارِيَةٍ اے لوگو! یاد کرو اپنے عزیزوں اور ہم آئینوں کو کیسے خالی ہاتھ تمہارے آگے چلے گئے اور

روایت نمبر



مومن جب قبر سے اٹھے گا تو ایک شکل مجسم اس کے ساتھ نکلے گی
مجالس امام حسینؑ میں شرکت کی فضیلت، میدان
حشر میں سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا تشریف لانا۔



مولانا عابد عسکری

یہ فرما کر آنحضرتؐ ایک منبر نور پر تشریف لے جائیں گے کہ ناگاہ ایک آواز بلند ہو گی یا اهل الموقف غصوا ابصارکم حتی تجوز فاطمة الزهراء بنت رسول اللہ اے اہل محشر! اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ دختر رسول جناب فاطمہ زہراؑ تشریف لا رہی ہیں ایک شخص نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ جس وقت جناب سیدہ عرصہ محشر میں تشریف لائیں گی۔ تو مردوں کا آنکھیں بند کرنا تو بجا ہے مگر عورتوں کی آنکھیں بند کرنے کی وجہ کیا ہے کہ یہ تو آپس میں محرم ہیں آہ..... آہ حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ مظلومہ اس حالت میں آئیں گی کہ کسی کو دیکھنے کی تاب نہ ہوگی ایک ہاتھ میں اپنے باپ کے دندان شکستہ ہوں گے اور دوسرے ہاتھ میں حسن مجتبیٰؑ کا زہر آلود پیراہن ہوگا اور دوش پر خون سے رنگین امام حسینؑ کا قیص ہوگا سر پر امام علی علیہ السلام کا وہ عمامہ شریف ہوگا جب شہادت کے وقت وہ آپ کے خون سے رنگین ہوا تھا۔ آپ عرش الہی کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس قدر آہ و زاری کریں گی کہ سب ملائکہ رونے لگیں گے اور تمام انبیاء و مرسلؑ گریہ و زاری کریں گے۔ جناب فاطمہ زہراؑ عرض کریں گی یا عدل یا حکیم اُحکم بینی و بین قاتل ولدی اے عادل! اے انصاف کرنے والے میرے اور حسینؑ کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ فرما اور عرض کریں گے کہ بار الہا ظالموں نے میرے پدر بزرگوار کے دندان مبارک شہید کیے۔ اے خدا جناب علی مرتضیٰؑ کو تلوار کی ضرب لگا کر شہید کر دیا گیا، میرے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اور حسینؑ کو پس گردن کند خنجر سے ذبح کیا گیا، اس سے قبل اس غریب کا جسم تیروں، تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہو چکا تھا اور حسینؑ کی شہادت کے بعد ظالموں نے ان کی لاش پر گھوڑے دوڑائے اس وقت تمام اہل محشر دھاڑیں مار کر روئیں گے۔

اس معصومہ کو نین کے ہاتھ میں رومال ہوتا ہے اس سے رونے والوں کے آنسو پونچھ کر فرماتی ہیں طوبی لکم یا احبابی تبکون و تعزون علی ولدی الغریب الذی لیس له ابواہ فی الدنیا اے ہمارے ماننے والو! تم نے گھبراتا نہیں ہے ہم اہلیت تمہارے ساتھ ہیں اور میں روز قیامت تمہیں پروردگار عالم سے بخشاؤں گی۔ چنانچہ جناب سیدہ کی خوشی جناب رسول خدا کی خوشی ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو چودہ معصومین علیہم السلام کی رضا اور خوشنودی کو مد نظر رکھ کر زندگی گزارتے ہیں قبر میں حشر نشر کے وقت قیامت کے روز ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے شفاعت محمد و آل محمد ہے۔

وہ روز عجب ہولناک ہوگا کہ کوئی کسی کے کام نہ آ سکے گا کہ ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں ہوگا۔ کسی کو اپنی اولاد کا بھی خیال نہ ہوگا مگر ہمارے پیارے نبیؐ کہ جنہوں نے اپنی امت پر اپنے نواسے اور اپنی دیگر اولاد قربان کی ہے وہ اس وقت بھی امتی امتی فرماتے ہوں گے۔ یعنی بارالہا! میری امت کو بخش میری امت کو بخش دے۔ غرض خلق خدا اس وقت پریشان ہو کر حضرت آدمؑ کی طرف دوڑیں گے اور کہیں گے یا نبی اللہ آپ وہ ہیں کہ خدا نے سب سے پہلے دنیا میں آپ کو بھیجا آپ ہمارے باپ ہیں۔

ہماری آج شفاعت کیجئے جناب آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج سب لوگ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں جائیں آج کے روز انہوں نے ہی شفاعت کرنی ہے چنانچہ سب لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کریں گے اے محبوب خدا آج ہمار کوئی مددگار نہیں ہے ہم آپ سے شفاعت کے طالب ہیں جناب رسول خدا فرمائیں گے اے بندگان خدا! گھبراؤ نہیں میں تمہاری شفاعت کے لیے موجود ہوں

اداره منہاج الصالحین، لاہور

120	تلاش حق	✽
100	ذکر حسین	✽
100	برزخ چند قدم پر	✽
100	اسلامی معلومات	✽
100	محمد تاج محمد	✽
100	محمد باقی	✽
120	سورج بادلوں کی اونٹ میں	✽
100	شبیر اسلام	✽
50	قیام عاشورہ	✽
100	قرآن اور اہل بیت	✽
45	دینی معلومات	✽
35	نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	✽
15	ظالم حاکم اور صحابی امام	✽

دریائے غضب الہی جوش میں آئے گا۔ جبریلؑ امین جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کریں گے یا رسول اللہؐ! فاطمہؑ اس حال سے عرش کے نیچے تشریف لائی ہیں۔ جناب رسولؐ خدا بیتاب ہو کر منبر سے اتریں گے اور جناب فاطمہؑ سے کہیں گے اے میری بیٹی! اے میری پارہ جگر! اہلے فاطمہؑ! یہ فریاد رسی کا وقت ہے نہ فریاد کرنے کا یہ دعا کا وقت ہے نہ قہر الہی کے جوش میں لانے کا..... جناب فاطمہؑ رو کر کہیں گی اے بابا! میں اپنے حسن کی مظلومانہ شہادت کو کیسے بھول سکتی ہوں میں اپنے پیارے حسینؑ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ذبح کیے جانے کو کیونکر بھول سکتی ہوں! کربلا میں میرے حسینؑ کے عزیزوں، ساتھیوں کو جس بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، آہ میں کس طرح فراموش کر دوں! اتنے بڑے مصائب کو..... پھر بی بی عرض کریں گی رَبِّ اشْفَعْ عَنِّي فِي مَنْ بَكَى عَلٰی مُحْصِيَّتِيْ بار الہی میری ان لوگوں کے بارے میں شفاعت قبول فرما جو میری مصیبت پر روئے ہیں! جناب سیدہؑ کی آواز گریہ کو سن کر تمام ملائکہ گریہ کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہلبیت رسولؐ کے قاتلوں اور ظالموں کو جہنم میں ڈالے گا اور جناب امیرؑ کے ماننے والے محمد آل محمدؑ کے غم میں رونے والوں، ماتم داروں، عزاداروں کو بہشت عطا فرمائے گا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ شِيعَةِ الْحَمْدِ لِلَّهِ أَوَّلًا وَآخِرًا عَلَى خَتَمِ الْكِتَابِ
وَنُصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ الْأَطْيَابِ وَنَدْعُوهُ الدُّعَاءَ الْمُسْتَجَابَ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِي وَلِوَلَدِي وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ.



